تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیہ کا بیان

جلد ششم

کارنامہ جہانگیری

جس میں

شہنشاہ ابو المظفر نور الدین محمد جہانگیر بادشاہ غازی کا حال اول سے آخر تک

مستند و معتبر فارسی اور انگریزی کتابوں سے لکھا گیا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی سابق

پروفیسر ورنیکولر سائنس اینڈ لٹریچر میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۷ء

مطبع شمس المطابع دہلی میں باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوع ہوئی

فہرست مضامین کارنامۂ جہانگیری

کیا ہے۔ ان دونون کتابوں کی نسبت ارباب تحقیق کی مختلف رائیں ہیں کوئی ان دونوں
کتابوں کو ایک بتاتا ہے کوئی اونکو جدا جدا کتاب اس سبب سے کہتا ہے کہ انمیں مقدمات ایسے
مختلف طرح بیان ہوئے ہیں کہ وہ دونو ایک کتاب نہیں ہو سکتی کوئی ان دونوں میں ایک کو
اصل اور دوسری کو غیر اصل بتاتا ہے اور وجوہ اونکی لکھتا ہے۔ آخر کو کوئی فیصلہ قطعی نہیں ہوا
کہ اصل حال کیا ہے سوا ان دونون کتابون کے معتمد خان کی تصنیف سے اقبال نامہ
اور مرزا کامگار مخاطب بہ عزت خان برادر زادہ عبداللہ خان کی تالیف سے مآثر جہانگیری ہے
پھر ان کتابون کے اختلافات کی تحقیقات خافی خان نے مرزا عابد نام و درویش صاحب کے
نہایت معتبر اونکو سمجھ کر کی ہے اور اونکو اپنی تاریخ منتخب اللباب میں لکھا ہے۔ ان کتابوں کے
سوا اور بہت سی انگریزی کتابیں تالیف کے وقت زیر نظر رہی ہیں مگر زیادہ تر حالات
ہمنے دونو توزک جہانگیری سے نقل کئے ہیں جہان ان دونو توزکوں میں اتفاق ہے یا
ایک میں بہ نسبت دوسرے کے اضافہ ہے وہاں میں نے کچھ اس اتفاق اور اضافہ کا ذکر نہیں کیا
ہے مگر جہاں اختلاف ہے اوسکو بیان کر دیا ہے۔ ان دونو کتابوں میں ایک کا نام بڑی توزک
اور دوسری کا نام چھوٹی توزک رکھا ہے جس مضمون میں ضمیر متکلم استعمال ہوئی ہے اوسے
سمجھ لینا چاہئے کہ وہ میں نے ان دونو کتابوں سے نقل کیا ہے۔ باقی اور کتب مذکورہ
سے انپر اضافہ کیا ہے +

واقعات روز ولادت سے روز اورنگ نشینی تک

اگرچہ ان واقعات کو میں نے اقبال نامہ اکبری میں بیان کر دیا ہے مگر یہاں جہانگیر کی
زبان سے انکا اعادہ کیا ہے +

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے باپ کی ۲۸ برس کی عمر تک کوئی بیٹا نہ جیتا تھا۔ اسکا غم اوسکے
دل میں رہتا تھا۔ وہ گوشہ نشین درویشون کی خدمت میں بقاء فرزند کے لئے التجا کرتا تھا
اسی دھن میں خواجہ بزرگوار خواجہ معین الدین چشتی کے آستانہ روضہ پر وہ گیا اور اوسنے
یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عنایت کرے تو آگرہ سے روضہ تک کہ ایک سو چالیس کوس ہے

از روئے نیاز پیادہ یا جاؤں۔ ان ایام میں کہ میرا باپ جویا فرزند تھا شیخ سلیم ایک درویش صاحب حالت تھے۔ اپنی عمر کی بہت منزلیں طے کر چکے تھے۔ پہاڑ میں آگرہ کے مواضع میں سے موضع سیکری میں رہتے تھے۔ اونکے پاس میرا باپ گیا شیخ کی حالت توجہ و بیخودی میں پوچھا کہ میرے کے فرزند ہونگے۔ فرمایا کہ بخشندہ بے منت تجھے تین فرزند عنایت کریگا۔ میرے باپ نے عرض کیا کہ میں نے یہ منت مانی ہے کہ فرزند اول کو جناب کے دامن تربیت و توجہ کے نیچے رکھونگا اور حضرت کی شفقت اور مہربانی کو اوسکا حامی و محافظ بناؤنگا۔ یہ سنکر شیخ نے زبان مبارک سے فرمایا کہ مبارک ہو کہ ہم نے بھی اوسکو اپنا ہمنام کیا۔ میری والدہ وضع حمل کے دن قریب آئے تو اوسکو شیخ کے گھر میں بھیجدیا تاکہ میری ولادت وہاں واقع ہو۔ روز چہارشنبہ ۱۷ ربیع الاول سنہ ۹۷۷ھ کو میں اپنے بھائی کے مرنے کے آٹھ مہینہ بعد پیدا ہوا۔ میرا نام سلطان سلیم رکھا مگر مجھے یاد نہیں کہ میرے باپ نے یہ نام یا محمد سلیم میرا کبھی لیا ہو۔ وہ پیار سے مجھے ہمیشہ شیخو بابا کہتا تھا۔ موضع سیکری کو جہاں میری آنول نال گڑی تھی میرے باپ نے اپنے لئے ایسا مبارک جانا کہ چودہ پندرہ برس کے عرصہ میں اس کو ردہ کو ایک شہر عظیم بنا دیا۔ کیا اسمیں کوہ و جنگل و دد و دام کے مسکن تھے یا وہ عمارات دلکشا اور باغات پر فضا سے معمور ہو گیا۔ جب شہزادہ سلیم کی عمر چار سال چار ماہ چار روز کی ہوئی تو رسم کے موافق سنہ ۹۸۱ھ میں باپ نے اوس کو مکتب نشین کیا اور مولانا میر کلاں ہروی کو اسکا معلم اور قطب الدین محمد خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا اور جب اتالیق سرحد کی حراست کے لئے بھیجا گیا تو میرزا خان خانان اتالیقی پر مقرر ہوا جب شاہزادہ کی عمر آٹھ سال کی ہوئی تو سنہ ۹۸۵ھ میں اوسکو منصب دہ ہزاری ذات و سوار کا باپ نے مرحمت کیا جب وہ پندرہویں برس میں لگا تو راجہ بھگوانداس کی بیٹی سے بیاہ ہوا یہ راجہ امراء اعظم اکبری میں سے تھا اور ملک ہند کے بڑے نامدار راجاؤں میں شمار ہوتا تھا اسفندیار سنہ ۹۹۳ھ میں راجہ کے گھر اکبر خود بیاہنے گیا۔ پھر سنہ ۹۹۴ھ میں شہزادہ کا دوسرا بیاہ راجہ اودے سنگھ کی بیٹی سے باپ نے کیا اور بہو بیٹے کی لئے سمدھی کے گھر گیا۔ اوسی سال میں راجہ بھگوانداس کی دختر سے لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دادا نے سلطان النساء بیگم رکھا اور اسی بیوی سے سنہ ۹۹۵ھ میں بیٹا پیدا ہوا

شاہزادہ کی تعلیم و ازدواج و اولاد +

جسکا نام دادا نے خسرو رکہا اسی سال میں دختر یا بھتیجی خواجہ حسن عم زین خان کوکہ سے دوسرا بیٹا کابل میں پیدا ہوا اسکا نام میرے باپ نے پرویز رکھا۔ دختر سعید خاں سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اوسکا نام عفت بانو بیگم رکھا وہ تین برس کی عمر میں مر گئی۔ ایک اور بہاری راجہ کی دختر سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام دولت نسا بیگم رکہا وہ سات مہینے کی عمر میں مرگئی۔ سنہ ۹۹۸ھ میں راجہ کیشو داس راٹہور کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی اوسکا نام بہار بانو بیگم رکھا تھا ۔ سنہ ۹۹۹ھ میں لاہور میں جگت گسائینی دختر موٹہ راجہ (راجہ اودے سنگہ) سے بیٹا پیدا ہوا۔ دادا خود جہانگیر کے گہر میں گیا اور پوتے کا نام خرم رکھا جب وہ بڑا ہوا تو اور فرزندوں کی نسبت دادا کی خدمت بہت کرتا تہا۔ دادا اس سے بہت خوش و خرم رہتا تہا۔ اور جہانگیر سے فرمایا کرتا کہ میرے اور فرزندوں کو کسی طرح کی نسبت اس فرزند سے نہیں ہے میں اوس کو اپنا سگا بیٹا جانتا ہوں ایک اور بیٹی پیدا ہوئی جسکا نام سلطان بیگم میں نے رکھا۔ وہ بارہ مہینے سے زیادہ زندہ نہ رہی۔ ایک اور لڑکی پیدا ہوئی جو سات روز زندہ رہی۔ شاہ کشمیر کی بیٹی سے ایک بیٹی پیدا ہوئی برس روز کی ہو کر مر گئی۔ شاہی بیگم دختر ابراہیم حسین مرزا سے ایک اور لڑکی پیدا ہوئی وہ آٹہ مہینے جی۔ اوسکے بعد جگت گسائینی مادر خرم سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جسکا نام میں نے لذت النسا بیگم رکہا۔ وہ پانچ برس کی عمر میں مر گئی بڑی توزک میں لکھا ہے کہ ایک مہینے میں دو بیٹے خواصوں سے پیدا ہوئے جنکے نام جہاندار اور شہریار رکھے گئے۔ مگر چھوٹی توزک میں لکھا ہے کہ مادر پرویز سے ایک بیٹا جہاندار اور مادر خسرو سے شہریار دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ یہ غلط لکھا ہے +

سنہ میں شہنشاہ اکبر خود دکن کو روانہ ہوا اور صوبہ اجمیر جہانگیر کی تحویل میں دیا اور راجہ مانسنگہ و شاہ قلی خان محرم اور اور امرا کو شہزادہ کی خدمت میں متعین کیا اور رانا کے فساد مٹانے کے لئے شاہزادہ کو حکم ہوا غرض اس مفارقت کے اختیار کرنے سے یہ تھی کہ وہ خود ممالک دور دست میں جاتا تہا مسند خلافت شاہزادہ ولی عہد سے خالی نہ ہو اور رانا کے متعلق حدود بہی لشکر کے بے سپر ہوں جب شاہزادہ اجمیر میں آیا تو رانا کے استیصال کے واسطے

فوج بہیجی - اور کچھہ دنون کے بعد سیر کرتا اور شکار کھیلتا ہوا اودے پور میں گیا - لشکر شاہی
نے رانا کو کوہستانون اور جنگلوں میں پہرایا واقعہ طلب خوشامد گویون نے شہزادہ کو گاہ و
بیگاہ یہ سمجہانا شروع کیا کہ حضرت شہنشاہ اکبر تو تسخیر دکن مین مشغول ہین بغیر ملک کے فتح کرنیکے
اوسکا پہرنا آپکی عزیمت بادشاہانہ سے دور ہے - اگر اس وقت حضرت مراجعت کرین اور اکبر آباد
کے پرگنے جمنا پار کے لے لیں کہ معموری اور سیر حاصلی مین مشہور ہیں تو بہتر ہوگا - بنگالہ میں
تازہ شورش برپا ہوئی تھی اور بغیر راجہ مان سنگہ کے اوسکی صورت کا مٹنا مشکل تہا اسلئے
راجہ نے بہی شہزادہ کی مراجعت کو اپنا عین مدعا جانا اور اس ارادہ کا سلسلہ جنبان ہوا
تا کہ زیر رانا کی مہم ناتمام رہی اور شہزادہ اکبر آباد چلا - قلیچ خان جو قلعہ آگرہ کی حراست کرتا تہا
وہ شہزادہ کی خدمت میں آیا - بعض ہنگامہ طلب شورش منشوں نے بہت مبالغہ سے شہزادہ سے
عرض کیا کہ اگر آپ قلیچ خان کو گرفتار کرلیں تو قلعہ اکبر آباد جو دفاین اور خزاین سے مالامال ہے
سہولت سے میسر ہوگا - ابہی مخالفت کا فتنہ مدارا کے بالیں پر سر رکھے ہوئے تہا کہ شہزادہ نے ان
باتون کو نہ سنا اور خان مذکور کو جانے کی اجازت دی وہ قلعہ میں آیا اور شہزادہ الہ آباد کی جانب
روانہ ہوا - قلعہ اکبر آباد میں مریم مکانی والدہ شہنشاہ اکبر نے جب یہ حال سنا تو وہ روانہ ہوئی
کہ پوتے کو اس عزیمت سے باز رکھے - پہلے اس سے کہ دادی پوتے پاس پہنچے پوتا کشتی میں سوار ہوکر
بہت جلد الہ آباد کو روانہ ہوا - مریم مکانی آزردہ ہوکر قلعہ اکبر آباد میں آئی - غرہ صفر سنہ ۱۰۰۹ میں
شہزادہ قلعہ الہ آباد میں آیا - اور اکبر آباد کے جمنا پار کے اکثر مقاموں کو اپنے قبضہ میں لایا اور اسکو
اپنے نوکروں کو جاگیر میں دیا - صوبہ بہار شیخ خدیو مخاطب قطب الدین خان کوکلتاش کو
عنایت کیا اور سرکار جونپور لالہ بیگ کو مرحمت کی - سرکار کالپی نسیم بہادر کو کرامت کی
اور اونکو اپنے اپنے محال متعلقہ میں روانہ کیا اور خسرو دیوان سے خزانہ کا تیس لاکھہ روپیہ
کہ خالصات صوبہ بہار کے حاصلات کا جمع ہوا تہا لے لیا - جب یہ باتیں متواتر و متوالی شہنشاہ
اکبر نے سنیں تو اپنے وسعت حوصلہ و قوت بردباری و نہایت دلبستگی کے سبب سے
اصلا ان کو دل میں جگہ نہ دی شریف خان اپنے ملازم کے ہاتھہ فرمان بہیجا

اس میں بعد تصدیع کے حکم طلب تہا جب فرمان آیا تو اوسنے بادشاہ پاس جانے کا ارادہ کیا
مگر پہر اسمیں توقف کیا اور شریف خان کو جانے نہ دیا اوسنے چاپلوسی اور خوشامد گوئی ایسی کی کہ
شاہزادہ نے اوسکو وکیل السلطنت کر دیا۔ شہنشاہ اکبر نے اس فتنۂ خانہ خیز کے دور کرنے کو اپنی جان
کر ملک دکن کی فتح سے ہاتہ اوٹھایا گو وہ قریب الفتح تہا۔ اردی بہشت ۱۰۰۹ھ میں اس ملک کی مہم
کارسازی کو خانخانان کی مردانگی اور کاردانی کے حوالہ کیا اور مراجعت کی اور بہمن ماہ
۱۰۰۹ھ کو وہ آگرہ میں آگیا +

ان دنوں میں شہزادہ نے خواجہ عبد اللہ کو خطاب عبد اللہ خانی کا دیا اور ۱۰۱۱ھ میں
جب بادشاہ اکبر آباد میں تہا شہزادہ سلیم تیس ہزار سوار لیکر پیکار کے لئے آمادہ ہوا۔ اور
نامدار ہاتہیون کو ساتہ لیا اور دار الخلافہ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اگرچہ ظاہر میں اپنا ارادہ یہہ
بتلایا کہ والد ماجد کی قدمبوسی کو جاتا ہون لیکن دل میں منصوبہ وہ تہا جو سلطنت پژوہی اور
ملک جوئی کو لازم ہے۔ جب بادشاہ کو اس آئین سے بیٹے کے آنے کی خبر ہوئی تو قرۃ العین سے
ملنے کی مسرت و انبساط وحشت و تفرقہ سے بدل گئی اور امرا نے نفاق آمیز باتیں ایسی شہنشاہ سے کہیں
کہیں کہ اُسکا وہم اور بڑہ گیا جعفر بیگ اصفخان کہ دیوانی کی خدمت رکہتا تہا اور قصبہ اٹاوہ کا
جاگیر دار تہا جب اس قصبہ میں شہزادہ آیا تو اوس نے اپنے ایک معتمد کے ہاتہ لعل گران بہا
شہزادہ کی نذر کے لیے بہیجا۔ اس اثنا میں فرمان صادر ہوا کہ تجہہ فرزند کا اس انبوہ لشکر اور
فیلوں کے ساتہ آنا ہماری خاطر کو ایک دور اندیشہ کی طرف رہنمونی کرتا ہے یہ انوکہی رسم
تو نے ہی نکالی ہے کہ باپ کے گہر میں اس شوکت و حشم سے بیٹا آئے۔ اگر اسے مطلب اظہار
جمعیت اور عرض سپاہ ہے تو اسکا مجرا ہو گیا آدمیون کو اپنے اپنے محال میں بہیج اور جریدہ
جلد خدمت میں آ۔ اگر تجہہ کو کچہہ توہم ہے اور ہنوز خاطر مطمئن نہیں ہے تو الہ آباد کو معاودت
کر۔ اور جب توہم اور تفرقہ کا نقش تیرے دل پر سے مٹ جائے تب ہمارے پاس آ۔
جب یہ فرمان شاہی شہزادہ پاس پہنچا تو وہ متحیر اور اندیشہ مند ہوا اور اٹاوہ میں توقف کر کے
ایک عرضداشت باپ پاس بہیجی جسکا مضمون یہ تہا کہ مجہہ مرید نے نہایت آرزومندی سے

شہزادہ کا الہ آباد سے آنا اور اٹاوہ سے پہر جانا +

کعبۂ مقصود کا احرام کیا تہا کہ بہت جلد آستانبوسی کی سعادت حاصل کرونگا۔ اٹاوہ میں حضور کا حکم آیا کہ آگے آنے کی جرأت نہ کرنا اور پیچھے الہ آباد جانا تعجب ہے کہ اس نیازمند کے اخلاص نے حضرت کے دل پر اثر نہ کیا اور تہوڑے ایک فتنہ سرشتوں نے خداے مجازی کو بندۂ حقیقی کے حق میں بدگمان کر دیا۔ اور اس مرید کو چند روز تک اپنی خدمت کی سعادت سے محروم کیا امید ہے کہ اس نیازمند کا صدق باطن حضرت کے باطن پر پرتو اپنا ڈالیگا فقط چند روز اٹاوہ میں شہزادہ ٹھیرا اور پہر الہ آباد کو روانہ ہوا تھوڑے دنوں کے بعد بادشاہ نے فرمان بہیجا کہ ہم نے تم کو جاگیر میں صوبہ بنگالہ اور اڑلیسہ عطا کیا اپنے آدمیوں کو بہیجکر اوس پر متصرف ہو۔ شہزادہ نے صلاح وقت اس طرف لشکر کے بہیجنے میں نہ دیکھی اور دل پذیر عذر معروض کئے۔ جب شہر الہ آباد میں وہ آیا تو وہ کام کرنے شروع کئے جو مخصوص فرمان روایوں کے ساتھ ہوتے ہیں جیسے اپنے ملازموں کو خطاب سلطانی اور خانی عنایت کرتے +

شہزادہ سلیم اور ابوالفضل میں ناسازگاری روز بروز بڑہتی جاتی تھی۔ بادشاہ کا حکم ابوالفضل پاس گیا کہ دکن کی مہم اپنے بیٹے شیخ عبدالرحمن کو سپرد کر کے ہمارے پاس چلا آ۔ جب سلیم کو اس طلب کی خبر ہوئی تو اوسکو یقین ہوا کہ اگر شیخ حضرت پاس پہنچ گیا تو وہ فتنہ کے اسباب ترتیب دیگا اور جبتک اسکا قدم درمیان میں ہیگا دربار میں مجھے قدم رکھنا نصیب ہوگا اس صورت میں علاج واقعہ پیش از وقوع کرنا چاہئے اسلئے اوسنے شیخ کے استیصال کے لئے نرسنگہ دیو کو مقرر کیا اوس کا وطن شیخ کے سر راہ تھا۔ اوس نے اس کام میں دل لگایا اور گھات میں بیٹھا جب شیخ سراے برگنہ میں آیا جو گوالیار سے دس کوس پر ہے راجہ کے سوار اور پیادوں کی جمعیت نے جا کر شیخ کو گھیر لیا اوس کے ساتھ چند خدمتگار تھے شیخ نے بھاگنے کی ننگ کو پسند نہیں کیا اور نیز دشمن کے نرغہ میں سے اوسکا بچکر نکل جانا بھی ممکن نہ تھا کہ نرسنگہ نے اوسے مار کر اوسکا سر سلیم پاس الہ آباد بھیجدیا۔ بڑی توزک میں تو ابوالفضل کے قتل کرنے کا سبب وہ لکھا ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا۔ مگر چھوٹی توزک میں اس قتل کی وجہ میں جہانگیر نے اپنا اسلامی جوش خوب دکھایا ہے اور یہ لکھا ہے کہ میرے باپ کے آخر ایام سلطنت میں ابوالفضل

+ قتل ابوالفضل سنہ ۱۰۱۱ ہجری

اوسکے دلپر یہ نقش کر دیا تھا کہ آنحضرت جنپر سے میری ہزار جانین قربان ہون ۔ ایک عرب فصیح و بلیغ تھے اور اونہیں کی تصنیف سے قرآن شریف ہی وہ کلام الہی نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مین نے ایک آدمی مقرر کیا جسنے ابوالفضل کو قتل کیا اور اوسکا سر میرے پاس اوسنے بھیجدیا۔ اس سبب سے میرا باپ مجھسے ناراض ہوگیا اور حضرت دیر زیادہ الطاف کرنے لگا اور فرمانے لگا کہ وہ بادشاہ ہوگا میں نے اپنے نبی کی طرف رجوع کی اونکے طفیل سے خدا نے میرا کام پورا کر دیا اور مجھے ہندوستان میں بادشاہ بنا دیا ۔ ابوالفضل کے مرنے کے بعد میرا باپ راہ مستقیم پر سمجھہ آیا اور اوسنے جانا کہ ابوالفضل کی بات غلط تھی +

اگرچہ اس ابوالفضل کے واقعہ سے باپ بیٹوں میں جلد صفائی ہوگئی مگر شہزادہ اس حرکت سے محجوب بہت تھا اس حجاب کے دور کرنے کے لئے اکبر نے سلطان بیگم کو اوس پاس بھیجا کہ وہ نوازشہائے شاہانہ سے دلجوئی کرے ۔ بیگم نے شہزادہ کی تسلی اور تسکین سب طرح کی تو وہ بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے الہ آباد سے چلا اور جب آگرہ سے دو منزل آیا تو حضرت مریم مکانی فرزند پروری کے سبب سے پوتے کو اپنے گھر میں لائیں اور باپ سے ملایا ۔ بادشاہ نے اپنی پگڑی بیٹے کے سر پر باندھی اور جانشینی کی نوید سنائی ۔

چونکہ شہزادہ سلیم رانا کی مہم کو نا تمام چھوڑ کر چلا آیا تھا اسلئے بادشاہ نے چاہا کہ اوس کو وہی تمام کرے ۔ اوسکو رانا کی مہم پر نامزد کیا جب شہزادہ فتحپور میں آیا تو اوسنے ایسے خزانہ اور لشکر کی التماس کی جو اس کار دشوار گذار کو وفا کریں ارباب حل نے اوسکے سرانجام میں بجا ایستادگی کی تو نا گزیر شہزادہ نے بادشاہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ یہ مرید حضرت کے حکم کو حکم الہی کا نمونہ سمجھہ کر نہایت شوق سے اس مہم پر دل نہاد ہوا لیکن کفایت اس مہم کا سامان ایسا مہیا نہیں کرتے کہ وہ سرانجام پذیر ہو ۔ مجھے اپنے تئیں بیہودہ طور سے کرنا اور اپنی اوقات کو ضائع کرنا لائق نہیں ہے ۔ حضرت کو معلوم رہے کہ رانا کوہستان سے نہیں نکلتا اور ہر روز ایک محکم مقام میں پناہ لیتا ہے اور جہانتک ممکن ہے جنگ میں نہیں مشغول ہوتا ہے اسکے کار کی تدبیر اسپر منحصر ہے کہ خواہ ہر طرف بھیجی جائے کہ اوسکو کوہستان میں نرغہ میں کر لے

اور ہر طرف فوج اسقدر ہو کہ جب وہ رانا سے دوچار ہو تو اوس سے عہدہ برآ ہو سکے۔ اگر دولتخواہوں
نے کسی اور روش میں صلاح دیکھی ہو تو مجھے حکم ہو کہ میں حضور کا قدمبوس ہو کر اپنی محال جاگیر میں
جاؤں اور اس مہم کے لائق سامان کر کے بہت سی جمعیت سے رانا کا استیصال کروں۔ شہنشاہ
اکبر نے اپنی بہن بخت النسا بیگم کو شہزادہ پاس بھیجا جسنے جاکر یہ کہا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو ساعت
مسعود میں رخصت کیا ہے اور ارباب نجوم ملاقات کو نحس بتاتے ہیں اسلئے مناسب ہے کہ وہ الہ آباد
کو چلا جائے۔ پھر جس وقت اسکا دل چاہے تو ملنے چلا آئے۔ اس پیغام کے بعد سلیم الہ آباد کو روانہ ہوا
اور وہان جاکر چند روز شادکامی میں گذارے۔

والدہ خسرو کے دماغ میں یبوست ہوئی اور سودائی ہو گئی اور خسرو کی بیراہ روی کی
غم نے اس دیوانگی کو اور زیادہ کیا اوسنے لونڈیوں سے افیون لیکر کھائی اور بالین فنا پر سر رکھا
محمد شریف وکیل السلطنت ہوا۔ اوسکے ساتھ عبداللہ خان کی صحبت نہ نبھہ سکی وہ بادشاہ
پاس چلا آیا اور یہان اوسنے منصب یکہزار دو پانصدی اور خطاب صفدر خانی پایا جب
بیٹا الہ آباد گیا تہا باپ کو اوسکی مفارقت ناگوار تھی۔ واقعہ جو فتنہ طلب روز ایک مقدمہ
ترتیب دیکر بادشاہ کی طبیعت میں وحشت پیدا کرتے تھے اور شہزادہ کی دوام بادہ گساری
کو بیان کر کے دلسوزی کے لباس میں شکایت کرتے تھے۔ اہل غرض کی تائید کے لئے یہ واقعہ
پیش آیا کہ ایک واقعہ نویس شاہی ایک خانہ زاد پر جو شاہزادہ کا خواص تھا عاشق ہوا
اور یہ خانہ زاد ایک اور خدمتگار پر شیفتہ ہوا۔ اور تینوں متفق ہو کر بھاگ گئے۔ کہ دکن میں
جاکر شاہزادہ دانیال کی خدمت میں روزگار بسر کریں۔ جب شاہزادہ نے یہ حال سُنا تو
اوسنے سواروں کو بھجوا کر تینوں کو پکڑوا بلوایا۔ شہزادہ نے واقعہ نویس کا پوست زندہ کندہ
کرایا اور ایک خدمتگار کو خواجہ سرا بنایا۔ اور دوسرے کی جوتہ کاری کی۔ اس سیاست سے
آدمیونکے دلوں میں ہراس اور رعب چھایا۔ اور لوگوں کا بھاگنا بند ہوا۔ اس قصہ کو
بہت آب و تاب کے ساتھ بادشاہ سے عرض کیا جسسے بادشاہ برآشفتہ ہوا اور اوس نے
کہا کہ ہم نے باوجودیکہ جہان کو شمشیر سے مسخر کیا لیکن اپنے سامنے ہیٹر کا بھی پوست کندہ

نہیں کرایا میرے فرزند عجب قسی القلب ہیں کہ زندہ آدمی کا پوست کندہ کراتے ہیں ۔
فتنہ انگیزون نے بادشاہ سے عرض کیا کہ شراب مین افیون ملا کر اسقدر شاہزادہ نوشجان
کرتا ہے کہ طبیعت اوسکی برداشت نہیں کر سکتی طغیان کیفیت اور استیلاء نشہ میں مزاج میں
شورش ہوتی ہے اور احکام ندامت انجام سرزد ہوتے ہیں اسوقت کسی کو چون و چرا کا
یارا ہوتا نہیں اکثر آدمی چھپ جاتے ہیں اور جنکا حاضر رہنا ضروری ہوتا ہے وہ نقش
گلیم اور صورت دیوار بن جاتے ہیں ان باتون کو سنکر بادشاہ کا ارادہ خود الہ آباد جانیکا ہوا ۔
دہم شہریور ۱۰۱۳ الہی کو وہ کشتی میں بیٹھہ کر روانہ ہوا ۔ اثناء راہ میں کشتی ریتا میں بیٹھہ گئی دوسرے
روز مینہ شدت سے برسا اور حضرت مریم مکانی کی بیماری کی خبر آئی شہنشاہ ماکی عیادت
کو الٹا گیا اوالدہ کا انتقال ہو گیا ۔ اس سبب سے بادشاہ کا الہ آباد جانا رہ گیا ۔ جب
شہزادہ کو ان واقعات کی خبر ہوئی تو بے تحاشی اور بے تامل اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا
باپ بیٹے کے آنے کو ماں کے ماتم کا غمزدا سمجھا ۔ بیٹا باپ کی خدمت میں آیا ۔ باپنے اوسکو سمجھایا
کہ ایسا ظاہر ہوتا ہے بادہ پیمائی کی کثرت سے تیرے دماغ میں خلل ہو گیا ہے بہتر ہے کہ
چند روز دولتخانہ میں بسر کر تاکہ علاج سے تیرے دماغ کی اصلاح کی جائے اوسکو عبادتخانہ
میں بٹھایا اوسکے پاس ہر روز بانو بیگم جاتی تہیں دس روز وہ یہاں رہا پھر معلوم ہوا کہ شہزادہ
کی جو بادہ گساری اور آشفتہ دماغی معروض ہوئی تھی وہ واقعی نہ تھی اسلئے حکم ہوا کہ وہ
دولت خانہ میں جائے شہزادہ باپکے روز سلام کرنے جاتا ۔ آگرہ میں بادشاہ بیمار ہوا اس بیماری
کی حالت میں شاہزادہ سلیم کے ہاتھی گرانبار اور خسرو کے فیل آپ روپ دونو کو لڑایا سلیم اور خسرو
دونو گھوڑون پر سوار ہو کر اس لڑائی کا تماشا قریب سے دیکھنے گئے شاہزادہ خرم دادا پاس جھروکہ
میں بیٹھا بعد رد و خورد کے فیل گرانبار نے آثار چیرگی دکھائے اور اپنے حریف کو عاجز کیا اسکی
کومک کو رنتہمن فیل کو لائے تو شہزادہ سلیم کے آدمیون نے فیلبان کو منع کیا اور اوسکے ڈھیلے
اور پتھر مارے جس سے اوسکے خون نکلا خسرو نے بادشاہ سے اس بات کی شکایت کی شہنشاہ سلیم کی
اس گستاخی سے اور بیباکی سے متغیر و متوحش ہوا جسنے اوسکی علالت کو طول ہوا اور کسی

علاج سے آرام نہ ہوا۔ اس بیماری میں ساری سلطنت کے کام خان اعظم کے ہاتھ میں آئے جب اوسنے
دیکھا کہ بادشاہ کی زندگی تمام ہونیکو ہے تو اوسنے راجہ مان سنگہ سے جو بڑا صاحب اقتدار تھا
صلاح کی کہ سلطان خسرو کو شہنشاہ بنایئے۔ ان دو امیروں کی برابر کوئی صاحب اقتدار نہ تھا انمیں سے
خسرو خواہر زادہ راجہ مان سنگہ کا اور داماد خان اعظم کا تھا۔ اونھون نے سلیم کی گرفتاری کا ارادہ
کیا کہ جب وہ اپنے روزانہ دستور کے موافق کورنش کے لئے دولت خانہ میں آئے تو اوس کو
پکڑ لیجئے مگر یہ نہ سمجھے کہ کہیں آفتاب پر خاک پڑ سکتی ہے اور تقدیر کی تحریر کو دغابازی کی کرتاک
محو کر سکتی ہے ع دشمن چہ کند چو مہربان باشد دوست ✣ دوسرے روز سلیم کشتی میں
بیٹھ کر حسب دستور بادشاہ کی کورنش کے لئے گیا جب کشتی قلعہ کے نیچے آئی تو میر ضیاء الملک نے
قزوینی سراسیمہ و پریشان شہزادہ پاس کشتی میں کود کر آیا۔ اوسنے بادشاہ کے قریب المرگ ہونے
کی اور سازش مذکور کی خبر سنائی تو شہزادہ سلیم نے اپنی کشتی الٹی پھرائی۔ اپنے گھر میں آکر غمزدہ
بیٹھا۔ بادشاہ میں کچھ سانس باقی تھے کہ سارے امرا اس پاس جمع ہوئے اور خان اعظم اور
راجہ مان سنگہ نے اور امیروں سے مشورہ کیا کہ شہزادہ اعظم سلطان سلیم کی خصائل سبکو معلوم ہیں اور
اور شہنشاہ جو اوسکی نسبت رائے رکھتا ہے وہ بھی سب جانتے ہیں کہ اوسکو منظور نہیں ہے کہ وہ
اسکا جانشین ہو جب یہ بات کہی گئی تو سید خان نے چلا کر کہا کہ کیا بکتے ہو شاہزادہ سلیم کے
ہوتے اوسکے بیٹے کا تخت سلطنت پر بٹھانا ہمارے چغتائی تاتاریوں کی رسم و آئین کے
برخلاف ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ خان ایک امیر کبیر تھا اور خاندان شاہی سے دور کا رشتہ رکھتا تھا یہ
کہہ کر مجلس سے غصہ ہو کر چلا گیا۔ خان اعظم تو چپکا ہو رہا اور راجہ رام داس کچھواہہ مع اپنے تابعون
کے خزانہ کی حفاظت کو گیا اور مرتضے قلعہ سے باہر گیا اور سادات بارہ اور اپنے تابعیوں کو جمع
کرنے لگا۔ اس اثنا میں مرزا شریف اور معتمد خان نے آنکر راجہ سے پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے
ہو۔ اوسنے اونکو اپنا دوست جانکر یہ کہا کہ میں شہزادہ پاس جانا چاہتا ہوں معتمد خان نے
کہا کہ میں یہ کام کرنے کو تیار ہوں تو مرتضے خان نے کہا کہ تم شاہزادے پاس جاؤ اور اوس سے
کہو کہ میں اپنے نوکروں کے ساتھ آتا ہوں ✣

شہزادہ جب میر ضیا کے کہنے سے اپنے گہر آیا تہا تو احمق جمع ہوکر اوسے کہہ رہے تہے کہ حضور
کیوں ایسے غافل بیٹھے ہیں آپکے دشمنوں نے اپنا کام کرلیا اور خسرو کو تخت پر بیٹہا دیا اور
اونہوں نے قلعہ پر توپیں حضور کے محل اوڑانے کے لیے لگا دیں۔ شہزادہ سلیم ان احمقوں کے
کہنے سے قریب تہا کہ اپنی کشتی میں سوار ہو اور بہاگ کر اپنی جان بچائے کہ شیخ رکن الدین جو
شہزادہ کے ملازموں میں سب سے زیادہ بہادر اور نیک تہا اور بہت سی سپاہ اپنے پاس رکہتا تہا
آیا اوسنے شہزادہ کو سمجہایا کہ آپ مستقل رہیے دیکہیے دو گہنٹے میں کیا ہوتا ہے۔ شہزادہ اپنے
اس بہادر کی نصایح سن ہی رہا تہا کہ مرزا شریف آن پہنچا۔ اوسنے کہا دشمنوں کی جماعت
شکستہ ہوگئی ہے اور مرتضے خان حضرت کے پاس آنے کو ہے۔ یہ سنکر شہزادہ بہت مسرور ہوا اور اپنے
آدمیوں کی ہمت بندہانے لگا کہ دفعتاً ایک آیا۔ اور میر مرتضے آپہنچا۔ بارہ کے سادات عظام
میں سے بہت آدمی اوسکے پاس پہنچے۔ کورنش کرکے اوسنے شادیانہ کے نقارے بجانے کا حکم دیا
کہ شہزادہ نے اوسکو منع کیا کہ شہنشاہ سخت علیل ہے باجا بجانا مناسب نہیں اب آدمیوں کا
اجتماع شہزادہ کے پاس ہونا شروع ہوا۔ خان اعظم بہی شرمندہ سے آئے اور مجرا بجا لائے شاہزادہ
نے خسرو اللہ اسپر عنایت کی اور اوسکی اس حرکت کا ذرا خیال نہیں کیا۔ جب راجہ مان سنگہ نے
دیکہا کہ پاسہ پلٹ گیا اور مقدمات کی اور ہی صورت ہوگئی تو وہ سلطان خسرو کو اپنے گہر
لے گیا اور دوسرے روز کشتیوں میں بنگال بہاگنے کا ارادہ کیا۔ شہزادہ سلیم اپنے امرا کو ساتھ
لیکر قریب المرگ باپ کے پاس گیا اور اوسکے قدموں پر گرا۔ اوسنے دیکہا کہ باپ نزع کی حالت
میں پڑا ہوا ہے شہنشاہ نے اپنی آنکہیں کہولیں اور اشارہ کیا دستار اور خلعت جو شاہزادہ
کے لئے تیار ہوا تہا لاؤ۔ اور میرا خنجر شاہزادہ کی کمر سے باندہو۔ بعد اسکے شاہ کا انتقال ہوا
اوسکی تجہیز و تکفین ہوئی سلیم نے خود باپ کے جنازہ کو قلعہ کے دروازہ تک کندہا دیا۔
جب ان مراسم سے فرصت ہوئی تو اوسنے قلعہ اور خزانہ راجہ رام داس کو سپرد کیا اور خود
اپنے محل میں گیا۔ یہاں اوسنے سنا کہ راجہ مان سنگہ مع سلطان خسرو کے کشتیوں پر سوار
ہوکر بنگال کو جاتا ہے اور اپنے تمام خدمتگاروں اور سپاہ کو ساتھ لئے جاتا ہے۔ جہانگیر

اسنے ایک فکر پیدا ہوا اوسنے راجہ کے بہائی مادہو سنگہہ کو بہیجا کہ اوسکو اطمینان دلا کے اولٹا لے آئے۔ راجہ پاس مادہو سنگہہ گیا اور اوسکو سخت لعنت ملامت کی یہ تو نے کیا کیا کہ تو بادشاہ کو چہوڑ کر جاتا ہے۔ اسمیں کیا فائدہ دیکہا ہی۔ راجہ نے جواب دیا کہ شاہزادہ خسرو نوجوان ہے اور وہ معاملات دنیا سے ناواقف ہی مجبوری ہیں اوسکی اطمینان خاطر کے لئے یہ کام کئے ہیں۔ غرض اس راجہ کی معرفت بادشاہ اور راجہ کے درمیان عہد پیمان ہوئے۔ مان سنگہہ اور خسرو دونو بادشاہ کی خدمت میں آئے۔ بیٹے نے باپ کے پاؤں پر سر رکھا باپ نے بیٹے کو گلے لگا اور پیار کیا اور مُنہ چوما +

۸۔ جمادی الاخر ۱۰۱۴ھ مطابق اکتوبر ۱۶۰۵ء اڑتیس برس کی عمر میں دارالخلافہ آگرہ میں تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ نورالدین جہانگیر بادشاہ اپنا لقب و نام رکھا۔ اس تخت نشینی کے وقت جہانگیر نے اپنے قلمرو واقع شمالی نربدا کو ایسے بڑے امن وامان میں پایا جیسے کہ ایسی وسیع سلطنت میں توقع ہوسکتی ہی۔ بنگالہ میں عثمان سرکشی کر رہا تہا۔ مگر یہ سرکشی صرف ملک اڑیسہ میں محصور تہی۔ بادشاہ غالب ہا تہا۔ البتہ ملک دکن میں زیادہ شورش برپا تہی۔ احمد نگر جو ابہی شاہی قبضہ میں آیا تہا نظام شاہی سلطنت اپنی دارالسلطنت کے دوبارہ حاصل کرنے میں اور ملک جو اسسے چہن گیا تہا اوسکے لے لینے میں کوشش کرتی تہی۔ اولین جلوس کے بعد جہانگیر نے حکم دیا کہ زنجیر عدالت لٹکائی جائے کہ اگر ستم رسیدوں مظلوموں کی دادخواہی اور غور رسی میں دارالعدالت کے متصدی تساہل و تغافل کریں تو وہ اس زنجیر کے پاس آئیں اور اوسکو ہلائیں تاکہ اوسکی آواز سے بادشاہ آگاہی پائے اور اونکا انصاف چکائے۔ یہ زنجیر خالص سونے کی تہی اوسکا طول تیس گز تہا۔ اسمیں ساٹہہ گہنٹے لٹکتے تہے اُسکا وزن چار من ہندوستانی تہا اسکا ایک سرا اُسکا قلعہ کے شاہ برج کے کنگورہ سے استوار کیا گیا اور دوسرا سرا اوسکا دریا کے کنارہ پر اس میل سنگین سے مستحکم کیا گیا جو اس مطلب کے لئے نصب کیا گیا تہا۔ اس حکمت سے ستم زدوں کو عرض سنگین کا توسل نہ ڈہونڈہنا پڑتا تہا بغیر اونکی خوشامد درآمد کے اس زنجیر سے کام نکلتا تہا۔ اہلکاروں کی شرارت سے جو مظلوموں کی رسائی بادشاہ تک نہ ہوتی تہی اور

اونکے حال سے بے علم رہتا تھا اسکا انسداد ہوا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مینے یہ حکم دیا کہ کل ممالک محروسہ میں ان احکام کو عمل میں لائیں اور اونکو دستور العمل بنائیں اول زکوۃ و تمغا و میر بحری و سائر تحالیف جو جاگیرداروں نے ہر صوبہ و سرکار میں اپنے نفع کے لئے وضع کئے ہیں منع کئے جائیں یعنے راہوں اور دریاؤں اور شہروں اور قصبوں اور گانوں اور بندرگاہوں پر محصول اور چونگی نہ لی جائے نہ بھیٹ دی جائے (یہ حکم اکبر اور بابر دونو کے عہد میں جاری ہوا تھا اب اوسکی تاکید اور زیادہ کی گئی) ــــ حکم دوم جن راہوں میں کہ چوری ہوتی ہے اور ڈاکہ پڑتا ہے اور وہ آبادی سے دور ہوں تو اس نواح کے جاگیردار وہاں سرائے اور مسجد بنائیں اور کنواں کہدوائیں تاکہ آبادی کا باعث ہو اور اس سرائیں ایک جماعت آباد ہو اور اگر ایسی راہیں محال خالصہ کے نزدیک ہوں تو وہاں متصدی سرکار اسکا سرانجام کرے اور راہوں میں سوداگروں کی مال کی گٹھڑیاں اونکی بلا رضا بغیر نہ کہولیں

حکم سوم تمام ممالک محروسہ میں جو شخص ہندو مرے خواہ مسلمان اوسکا مال اسباب اوسکی وارثوں کو دیا جائے اور اسمیں کوئی سرکاری ملازم مداخلت نہ کرے اور اگر کوئی لاوارث مرے تو اوسکے مال اسباب کی حفاظت کے لئے ایک مشرف و تحویلدار الگ مقرر کیا جائے تاکہ وہ مال مصارف شرعی میں خرچ ہو جیسے کہ مساجد و سرائیوں کے بنوانے میں اور کنوؤں اور تالابوں کے کہدوانے میں شکستہ پلوں کی مرمت کرانے میں سرکاری مصارف میں آئے +

حکم چہارم مسکرات و شراب بنگ بوزہ کوئی شخص بنانے پائے نہ بیچنے پائے اگرچہ میں خود شراب اٹھارہ برس کی عمر سے اب تک یعنی اڑتیس برس کی عمر تک پیتا ہوں اور عرق دو آتشہ کے بیس پیالے نوشجان کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ شراب نے اپنا پورا اثر کیا تو اوسکا کم کرنا شروع کیا سات سال میں پندرہ پیالے سے چھہ سات پیالہ پر روزانہ نوبت پہنچی۔ شراب پینے کے وقت بھی مختلف تھے۔ بعض اوقات تین چار بجے دن سے پینا شروع کرتا تھا بعض اوقات رات کو کبھی دن کو نیس سال تک یوں شراب پی۔ بعد ازاں رات کو شراب پیتا۔ پھر آخر دنوں میں فقط ہضم طعام کے لئے شراب پیتا +

حکم پنجم۔ کسی رعایا کے مکان کو سرکاری آدمی نزولی نہ بنائیں۔ بے گھر بے در کسی کا کرنا اچھا نہیں ہوتا +

حکم ششم۔ منع کیا گیا کہ کسی جرم کی سزا میں ناک کان نہ کاٹے جائیں اور میں نے بھی درگاہ الٰہی میں نذر کی کہ کسی شخص کو اس سیاست سے معیوب نہ کروں گا +

حکم ہفتم۔ کوئی جاگیردار یا خالصہ کا عامل کسی رعیت کی زمین کو زبردستی چھین کے خود کاشت نہ کرے +

حکم ہشتم۔ عامل خالصہ و جاگیردار جس پرگنہ میں ہوں بے حکم شاہی وہاں کے آدمیوں کے ساتھ رشتہ خویشی نہ پیدا کریں +

حکم نہم۔ بڑے بڑے شہروں میں شفاخانے بنائے جائیں اور اونمیں طبیب علاج کیا کریں بیماروں کو دوا و غذا ادا کرے یہ سارے خرچ سرکار خالصہ سے دئے جائیں +

حکم دہم۔ میرے باپ کے طریقہ کے موافق ہر سال ۱۸ ربیع الاول کو جو اوسکے تولد کی تاریخ تھی عمر کے ہر سال کے لئے ایک روز شمار کر کے اتنے دنوں تک ممالک محروسہ میں کوئی جانور نہ ذبح ہوا اور ایک شنبہ کو کہ میرے باپ کی ولادت کا دن تھا اور وہ اس دن کو اس سبب سے کہ نیر اعظم سے وہ منسوب ہے اور آفرینش عالم کا پہلا روز ہے مبارک سمجھ کر بہت تعظیم کرتا تھا اس دن بھی کوئی جانور ذبح نہیں ہو +

حکم یازدہم۔ میں نے حکم عام دیا تھا کہ باپ کے نوکروں کی جاگیریں اور مدد معاش سب بدستور برقرار رہیں اور بعد از ان بقدر حاجت ہر شخص کے منصب پر اضافہ کیا گیا دس کے بارہ سے کم کسی کا اضافہ نہ کیا گیا اور بعض کا دس سے تیس چالیس تک اضافہ ہوا۔ کل احدیوں کا علوفہ دس سے پندرہ کیا گیا اور کل شاگرد پیشہ کا ماہیانہ دس سے بارہ مقرر کیا اور باپ کے سرا پردگیوں کی تنخواہوں میں بقدر حالت و نسبت دس سے بارہ تک اور دس سے بیس تک اضافہ کیا گیا اور ممالک محروسہ میں اہالی ائمہ کی جو لشکر دعا ہیں مدد معاش مطابق فرامین کے کہ ان پاس تھے برقرار و مسلم رکھی میران صدر جہان کو کہ ہندوستان کے سادات صحیح النسب سے ہے اور مدتوں تک میرے باپ

کیا گیا ہے
عہد مین جلیل القدر منصب صدارت کا اسسے متعلق تہا اوسکو حکم دیا گیا کہ وہ ارباب استحقاق کو زر و بردہ
حکم دوازدہم جیلخانون و قلعون مین جتنے آدمی مقید و محبوس ہین وہ رہا کئے جائیں۔
غرض اوسنے بہت سے محصول جنسے رعایا کو اذیت و تکلیف پہنچتی تہی اور اکبر کے عہد مین انپر خیال
نہیں ہوا تہا ان سب کی صلاح کی +

یہ دوازدہ احکام جہوٹی توزک مین اسطرح لکہے ہیں کہ مین نے بارہ قوانین سلطنت کے مختلف صیغون
کے لئے بنائے کہ اوسکو سب عامل دستور العمل بنائیں اور اوسسے کبہی انحراف نہیں کریں۔
اول۔ مین نے اپنی تمام رعایا کو آمدنی ملک کے مختلف صیغون مین تین صیغے معاف کر دئے
زکاۃ میر بحری۔ تمغا راہ جنکی آمدنی میرے باپ کے زمانہ مین بہت سو تا تہی۔
(۲) مینے حکم دیا کہ بندرگاہون کا خداجو ودیعت مین سپرد ہوئے ہیں ونکے مال کو اگر راہزن یا
کوئی اور زبردست کہیں چہینے تو اس ضلع کے باشندے مال یا چور کے پیدا کرنے کے لئے مجبور
کئے جائیں اسلئے کہ وہ خوب جانتے ہونگے کہ کیونکر یہ کام ہوا۔ مین نے ہدایت کی کہ جب کوئی
ضلع ویران اور غیر آباد ہو تو وہان دہات آباد کئے جائیں اور مردم شماری اُنکی کی جائے۔ اور
ہر طرح کی تدابیر ایسی کی جائیں کہ رعایا کو تکلیف نہ پہنچے مین نے اپنے ممالک محروسہ کے جاگیردارون
کو حکم دیا ہے کہ وہ ایسے مقامات مین مساجد اور سرائین بنائیں کہ وہ اضلاع آباد ہو جائیں
اور سوداگرون کو آنے جانے مین تکلیف نہ ہو اور اگر ضلع خالصہ شاہی ہو اور کروری رہتا ہو
تو وہ خزانہ شاہی سے ان کامون کو سرانجام دے +
(۳) جو تاجر ملک مین آمد و رفت رکہتے ہیں اونکے مال کی گٹھڑیاں کسی قسم کی بغیر اونکی
مرضی کے نہ کہولی جائیں مگر جب وہ اپنے مال تجارت کے فروخت پر بالکل راضی ہو جائیں تو
خریدارون کو اجازت ہے کہ اونسے مال خریدیں مگر کسی طرح کی اونکو تکلیف نہ پہنچائیں +
(۴) جب کوئی شخص مر جائے اور اوسکے بچے ہون اور وہ سرکاری ملازم نہ ہو تو کوئی شخص مجاز
نہیں ہے کہ اوسکے مال مین سوئی کے ناکے کی برابر مداخلت کرے اور اوسکے بچون کو ذرا
بہی ضرر پہنچائے مگر جب اونکے نہ بچے ہون اور نہ کوئی اور وارث ہو تو اوسکے مال ہی مسجدین

تالاب بنائے جائیں کہ اوسکی روح کو ثواب پہنچے +

(۵) کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ شراب یا کوئی اور مسکرات بنائے اور بیچے۔ میں نے یہ قانون بنایا گو میں خود شراب پینے میں مشہور ہوں اور سولہ برس کی عمر سے یہ (دھت) میرے پیچھے لگی ہوئی ہے۔ باقی وہی بیان ہے جو حکم چہارم میں لکھا ہے +

(۶) میرے تمام ممالک محروسہ میں کسی شخص کو اجازت نہیں ہے کہ وہ میری رعایا کے گھر میں اُترے مگر جب سرکاری کام کے لئے کسی قصبہ میں لشکر آئے تو بغیر زور و ظلم کے سپاہی رعایا سے مکان کرایہ لے سکتا ہے اور نہیں تو وہ اپنے خیمے لگا کے الگ اترے اور اپنے لئے آپ مکان بنائے اس سے زیادہ رعایا کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے کہ بعض اجنبی آدمی اوسکے کنبے کی چھاتی پر سوار ہو اور اوسکے جورو بچوں کے لئے ہاتھ پھیلائے کر بھی جگہ نہ چھوڑے +

(۷) کسی شخص کو ناک کان کاٹنے کی سزا نہ دی جائے اگر چوری کا جرم ہو تو اوس کے کرہ خار دار لگائے جائیں اور قرآن پر قسم لی جائے کہ آئندہ وہ جرم نہیں کرے گا۔

(۸) جاگیرداروں اور کروڑیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ رعایا سے زمین زبردستی لیکر اپنی کاشت اوسمیں نہ کریں۔ کسی جاگیردار کو یہ اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے سرحد سے پرے کوئی کام کرے اور زمین اور مویشی دوسرے علاقہ کے زبردستی اپنے علاقہ میں کرئے۔ بلکہ اُس کو اپنے علاقہ کی ترقی میں بالکل توجہ کرنی چاہیئے۔ غیر علاقہ میں دخل نہ دینا چاہئے۔

(۹) اگر کوئی شخص اپنے گھر میں کسی سبب سے تریاک کہا کر مر جائے تو دوسرے شخص بھی جو اوسکے گھر میں تھا ہو وہ اوسکے خون کا

(۱۰) سارے بڑے بڑے شہر کے حاکموں کو حکم دیا گیا کہ وہ دار الشفا قائم کریں اور جو بیمار اوسکے اندر آئیں اونکو عمدہ دوا جب تک دی جائے کہ وہ اچھے ہوں اور جب وہ دار الشفا سے جائیں تو اونکو بقدر مایحتاج نقد روپیہ دیا جائے اور یہ سارے خرچ خزانہ شاہی سے اٹھائے جائیں۔

(۱۱) توزک کلاں کے حکم دہم کے موافق۔

(۱۳) مین نے حکم دیدیا کہ میرے باپ کے وقت کے منصبدار اور جاگیردار اپنے مناصب و جاگیر پر جب تک وہ زندہ ہیں مستقل کیے گئے اور اونمیں زیادہ لیاقت میں نے دیکھی انکا اضافہ منصب و جاگیر کا کرادیا جیس پاس گہوڑے تہے اونکو پاس ہندرہ گہوڑے کردیے - اور اسی نسبت سے اور امراء منصبدار ان کے اضافہ کیئے - فقط بعض آدمی ناعاقبت ہیں فتنہ پرداز فساد انگیز ایسے تہے کہ باوجود میری اس فیاضی کے وہ میری تسلیم اور کورنش نہیں بجالاتے تہے اور ملک میں خرابی پہیلاتے تھے اور یہ نہیں سمجھتے تہے کہ ہم جو طوفان برپا کرتے ہیں اس میں اول خود ہی برباد ہوجائینگے - اس باب میں مجہے شاہ طہماسپ شاہ ایران کا مقولہ بہت پسند آیا اوسنے اپنے محل کے پاس ایک حوض بنوایا اور امیرون سے پوچھا کہ اسمیں کیا بھرنا چاہئے ایک امیر نے عرض کیا کہ حوض کو لبالب سونے سے بہرنا چاہئے - بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو طامع معلوم ہوتا ہے دوسرے امیر نے کہا کہ اسکو گلاب و شربت و بید مشک سے بھرنا چاہیئے - بادشاہ نے کہا کہ اس کہنے سے تو اخیولی معلوم ہوتا ہے تیسرے نے کہا کہ دودہ و قند سے بادشاہ نے کہا کہ تو بنگی ہے - آخر کو بادشاہ نے کہا کہ میری راے تم سب کی راے کے خلاف ہے اس حوض کو ان مفسدوں اور فتنہ پردازون کے خون سے بہرنا چاہئے جو غدر مچاکے خلائق کو برباد کرتے ہیں +

مینے تمام ممالک محروسہ کے قیدیوں کی رہائی کا حکم عام دیدیا - صرف قلعہ گوالیار سے سات ہزار قیدی چہوٹے جنمیں سے بعض چالیس برس سے قیدی تھے - رہائی یافتہ قیدیوں کی تعداد کا قلعون کی تعداد پر قیاس ہوسکتا - کل ہندوستان میں باستثناء بنگال دو ہزار چار سو قلعے نہایت مستحکم استوار ہیں - مینے تمام ٹکسالوں میں سونے پر سکہ لگوایا - مختلف الوزن سونے چاندی کے سکے مسکوک کیئے اور ہر ایک کا جداگانہ نام رکہا چنانچہ سو تولے کی مہر کا نام نور شاہی - اور پچاس تولہ کا نور سلطانی اور ۲۰ تولہ کا نور دولت - دس تولہ کا نور کرم پانچ تولہ کا نور مہر ایک تولہ کا نور جہانی اور نصف تولہ کا نورانی اور پاؤ تولہ کا رواجی نام رکہا - اور چاندی کے سکون میں سو تولہ کے سکہ کا نام کوکب پچاس تولہ کا کوکب اقبال

جواب شاہ طہماسپ +

قیدیون کی رہائی اور قلعوں کی تعداد (۱۰) سکون کا نام +

بیس تولہ کا کوکب اقبال دس تولہ کا کوکب بخت - پانچ تولہ کا کوکب سعد - ایک تولہ کا جہانگیری اور نصف تولہ کا سلطانی - اور چوتھائی تولہ کا نثاری اور تولہ کے دسویں حصہ کا خیر قبول رکھا - اور اس روش پر تانبے کے سکے مسکوک کیے اور ہر ایک سکے کو ایک نام سے معروف کیا - سو تولہ اور پچاس تولہ اور بیس تولے اور دس تولے کے مہروں پر یہ بیت سکہ ہوئی +

بخط نور بر زر کلک تقدیر رقم زد شاہ نور الدین جہانگیر

مصرعوں کے درمیان جگہہ چھوڑ کر کلمہ اور دوسری طرف یہ بیت جسمیں تاریخ بہی نکلتی ہے منقش ہوئی

شد چو خورزین سکہ نورانی جہان آفتاب مملکت تاریخ آن

دونوں مصرعوں کے درمیان مقام ضرب سنہ ہجری و سنہ جلوس اور سکہ نورجہانی کہ بعوض مہر معمول ہے اور وزن میں زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کی جاتی ہے اسپر یہ بیت ہوئی

روے زر را ساخت نورانی برنگ مہر و ماہ شاہ نور الدین جہانگیر ابن اکبر بادشاہ

سکہ کے ہر طرف ایک مصرعہ کندہ ہوا اور ضرب کا مقام سکہ ہجری و سنہ جلوس منقش ہوا - سکہ جہانگیری کہ وزن میں ۵/۴ زیادہ ہے روپیہ کی برابر اعتبار کیا جاتا ہے نورجہانی کے دستور پر ہے اور تولہ کا وزن دو نیم مثقال معمول ایران و توران ہے -

مکتوب خان داروغہ کتابخانہ و نقاش خانہ نے تاریخ جلوس خوب کہی بادشاہ کو بہت پسند آئی + ہ

سال جلوس شاہی تاریخ شد چو بنہاد اقبال سر بپاے صاحب قران ثانی

اپنے فرزند خسرو کو ایک لاکھ روپیہ بخشنے مرحمت کیا کہ وہ قلعہ کے باہر منعم خان خانخانان کے گھر کو اپنے واسطے بنا لیے - سعید خان کو پنجاب کی ایالت و حکومت سپرد ہوئی - رخصت کے وقت یہ مذکور ہوا کہ اوسکے خواجہ سرا ستم پیشہ ہیں اور زیردستوں اور مسکینوں پر ظلم کرتے ہیں اوسکو میں نے پیغام بھیجا کہ ہماری عدالت میں کسی پر ستم روا نہیں ہے اور میزان عدل میں ہمکو خوردی اور بزرگی منظور نہیں اگر اوسکے بعد اوسکے آدمی کسی پر ظلم کرینگے تو گوشمال لایق پائینگے شیخ فرید بخاری کو جو میرے باپ کے عہد میں میر بخشی تہا خلعت و

شمشیر مرصع و دوات قلم مرصع عنایت کی اور پہلی خدمت پر مامور رکہا اور اوسکی سرفرازی
کے لئے میں نے کہا کہ تجھکو میں صاحب السیف والقلم جانتا ہوں یقیم کو کہ میرے باپکے
عہد میں وزیرخان کا خطاب کہتا تہا میں نے ممالک محروسہ کی وزارت دی۔ خواجگی
فتح اللہ کو بہی خلعت دیکر بدستور سابق بخشی کیا عبد الرزاق معموری کو جو میرے ایام
شاہزادگی میں بے سبب میری خدمت کو چہوڑکر میرے باپ پاس چلا گیا تہا بدستور قدیم
بخشی کیا۔ اور امین الدولہ کو جو میری اجازت بغیر بہاگ کر میرے باپ پاس چلا گیا تہا
اوسکی تقصیرات پر نظر نہ کرکے آتش بگی کی خدمت پر مقرر کیا۔ غرض بیرونی اور اندرونی
ارباب خدمات و مہمات کو اپنے باپکے عہد کے موافق بحال رکہا شریف خان کہ خردسالی
سے میرے ساتھ بڑا ہوا تہا میں نے نقارہ و تومان و توغ اوسکو مرحمت کیا تہا اور منصب دوہزاری
و پانصدی دیا تہا اور صوبہ بہار کی حکومت دارائی اور اس ولایت کا حل و عقد اس کے
قبضہ اختیار میں چہوڑا تہا اور اس طرف رخصت کیا تہا وہ میرے جلوس سے پندرہ روز بعد
میری خدمت میں حاضر ہوا اوسکے آنے سے میں نہایت خوش ہوا۔ اس لئے کہ اوس کی
بندگی میری اس حد پر پہنچی ہے کہ میں اوسکو بمنزلہ برادر و فرزند و یار و مصاحب کے جانتا
ہوں۔ مجھے اوسکے اخلاص و عقل و دانائی و کاردانی پر اعتماد کلی تہا اسلئے میں نے اوسکو
وکیل اور وزیر اعظم مقرر کیا امیر الامرائی کا خطاب دلا دیا۔ نوکری میں کوئی اور خطاب
اس سے مافوق نہیں ہے اور منصب پنجہزاری ذات و سوار اوسکو دیا ہر چند اوسکے منصب میں
افزائش کی گنجایش تہی کہ اوس سے زیادہ مقرر ہوتا لیکن اوس نے عرض کیا کہ جبتک کوئی
مجھسے خدمت نمایاں وقوع میں نہیں آئیگی منصب کو اس سے زیادہ نہ چاہونگا۔ ابہی میرے باپکے
بندوں کی حقیقت اخلاص اچہی طرح ظاہر نہیں ہوئی تہی اور بعضوں سے تقصیرات اور
ناشایستہ اطوار [illegible] خلق کو ناپسند تہی سرزد ہوئے تہے وہ خود بخود شرمندہ
و شرمسار تہے۔ باوجودیکہ میں نے روز جلوس میں سب کی تقصیرات معاف کردیں اور یہ
قرار دے لیا تہا کہ امور گذشتہ کی بازخواست نہوگی۔ مگر ایک گروہ جو اونکی طرف سے

میری خاطر میں چلا جاتا تہا اسلئے میں امیرالامرا کو اپنا حافظ و نگہبان جانتا تہا۔ اگرچہ کل
بندونکا نگہبان اللہ تعالی ہے خصوصًا بادشاہونکا کہ جنکا وجود باعث رفاہیت عالم
ہے۔ راجہ مانسنگہ کو جس سے بہت سی رشتہ مندیاں تہیں اور وہ میرے پدر کے امرا معتبر و
معتمدین سے تہا اوسکو صوبہ بنگالہ کا حاکم مقرر کیا بعض امور اس سے ایسے صادر ہوئے تہے
کہ اوسکو یہ توقع نہیں تہی کہ میں اوسکے حق میں ایسی عنایت کرونگا کہ ایسی ولایت دونگا
جسمیں پچاس ہزار سوار رہتے تہے۔

جلوس کے بعد جمیع امرا مع اپنی جمعیتوں کے درگاہ میں حاضر تہے میرے دل میں آیا کہ اس لشکر
کو سلطان پرویز کو عنایت کرکے رانا کے سر پر بہ نیت غزا بہیجوں فرزند مذکور کو رخصت کیا
اور بیس ہزار سوار اور امرا مفصلۂ ذیل اوسکی خدمت کے لئے تعین کئے اول آصف خان کو
کو پرویز کا اتالیق مقرر کیا۔ اور حکم دیا کہ سب چہوٹے بڑے منصبدار اوسکی اصلاح و صوابدید
سے باہر نہ جائیں اور عبدالرزاق معموری کو بخشی اور ممتاز بیگ عموی آصف خاں کو
دیوان مقرر کیا۔ راجہ جگناتہ پنجہزاری اور رانا شنکر کو ہمراہ کیا۔ اور مادہوسنگہ اور راول سال
درباری کو علم اور سہ ہزاری منصب عنایت کیا شیخ رکن الدین شیر خان کو سہ ہزاری منصب
دیا۔ شیخ عبدالرحمن پسر شیخ ابوالفضل کو اور مہاسنگہ نبیرہ راجہ مانسنگہ و زاہد خاں پسر
صادق خان کو اور وزیر جمیل و قراخاں ترکمان جنمیں سے ہر ایک دو ہزاری منصب رکہتا تہا
خلعت دیکر رخصت کیا۔ راجہ منوہر کہ سیکہاوت کچہواہوں میں سے تہا اور میرا باپ
خردسالی میں اوس پر بہت عنایت کرتا تہا اور فارسی زبان جانتا تہا اوس کا یہ
یہہ ایک شعر ہے کہ ؎

غرض ز خلقت سایہ ہمین بود کہ کسے … بنور حضرت خورشید پا نہ خود ننہد

وہ بہی اس مہم میں شریک کیا گیا۔ غرض بڑے بڑے امیرزادے اور خانزادے
اور راجپوت کار طلب اس خدمت پر مامور ہوئے اور ایک ہزار احدی جنکو یکہ
کہتے ہیں متعین ہوئے +

جہانگیر کی نیت میں یہ تہا کہ اکثر اکبری اور جہانگیری بندون کو اپنے منتہائے مطلب کا میاب کرے اسلیئے اوسنے بخشیون کو حکم دیا کہ جو شخص اپنے وطن میں اپنی جاگیر لینی چاہتا ہو اوسکو اطلاع دو تا کہ تورہ و قانون چنگیزی کے مطابق التمغا اوسکی جاگیر میں مقرر ہو اور تغیر و تبدیل سے امین ہو۔ بادشاہ کے آبا و اجداد جس کسی کو جاگیر بطریق ملکیت کے عنایت کرتے تہے۔ اسکے فرمان پر مہر آل تمغا لگتی تہی جو عبارت اسسے ہے کہ فرمان پر شنجرف سے مہر لگائی جائے۔ جہانگیر نے حکم دیا کہ مہر لگنے کی جگہ طلاپوش کی جائے اور مہر مذکور اوسپر لگائی جائے اسکا نام التون تمغا یعنے مہر زریں رکہا جائے +

بیرداس کو میر آتش بنایا اور راجہ بکر ماجیت کا خطاب ملا اور حکم دیا کہ ہمیشہ توپخانہ میں جو بادشاہ کے ساتہ رہے پچاس ہزار توپچی اور تین ہزار ارابہ توپ مستعد آمادہ رکھے۔ چہوٹی تورک میں لکہا ہے کہ ساٹہہ ہزار شتری زنبورکیں جنمیں سے ہر ایک کے لئے دس سیر بارود اور بیس گولیاں ہوں اور بیس ہزار اور قسم کی توپیں مع سامان چلنے کے لئے تیار رہیں۔ اس کارخانہ کے خرچ کے لئے پندرہ پرگنے مقرر کئے جنکی آمدنی ایک لاکہ دس ہزار اشرفی تہی۔ مرزا شاہرخ نبیرہ مرزا سلیمان حاکم بدخشان کو ہفت ہزاری منصب دیا۔ اوسکو جہانگیر نے اپنے باپ سے التماس کرکے اپنی خدمت میں لے لیا تہا اور وہ اسی کے پاس بڑا ہوا تہا اسلیئے اوسکو وہ اپنے فرزندوں میں سے شمار کرتا تہا۔ راجہ رام سنگہ کے سب سے زیادہ لایق بیٹے بہاؤ سنگہ کو منصب ایک ہزار پانصدی کا عنایت ہوا اور اسکا عہدہ سابق برقرار رہا۔ زمانہ بیگ پسر غیور بیگ کابلی کو کہ خورد سالی سے جہانگیر کی خدمت کرتا تہا اور اوسکی ایام شاہزادگی میں احدی کے درجہ سے منصب پانصدی پر پہنچا تہا خطاب مہابتخانی کا دیکر منصب ہزار و پانصدی سے ممتاز کیا اور شاگرد پیشہ کی بخشی گری اوسکے لئے مقرر ہوئی۔ راجہ نرسنگہ دیو کہ بندیلہ راجپوت تہا اور جہانگیر کا رعایت یافتہ تہا شجاعت و نیک ذاتی اور سادہ لوحی میں اپنی امثال اور اقران میں ممتاز تہا سہ ہزاری منصب سے سرافراز ہوا۔ اسکی رعایت و ترقی کا سبب اسکا ابوالفضل کا قتل کرنا تہا جسکا بیان اوپر ہو چکا۔

الغائے تمغا +

عطائے مناصب و خطابات +

میر ضیاء الدین قزوینی جسنے جہانگیر کی ایام شاہزادگی میں خدمات اور دولت خواہیاں کیں ہفت
ہزاری کا منصب دیا طویلہ کا مشرف بنایا اور حکم دیا کہ ہر روز بیس گھوڑے بخشش کے لیے حاضر
رکھی مرزا علی اکبر شاہی کو منصب چار ہزاری سے ممتاز کیا سرکار سنبھل اوسکو جاگیر میں دی
امیر الامرا نے ایک دن کسی تقریب سے یہ بات جہانگیر سے کہی جو اوسکو بہت پسند آئی کہ دیانت
و بے دیانتی مخصوص نقد و جنس سے نہیں ہے بلکہ آشنایوں میں ایسی حالت کا دکھانا کہ
اون میں نہ ہو اور اس استعداد کا چھپانا جو بیگانگوں میں ہو یہ بھی بے دیانتی ہے
یہ بات سچ ہے کہ مقربوں کو آشنا و بیگانہ پر نظر نہ کرنی چاہیئے۔ ہر شخص کی حالت جیسی
ہو عرض کرنی چاہیئے۔ جہانگیر نے سلطان پرویز کو رانا سے لڑنے کے لئے بھیجا تھا اور
اور یہ سمجھا دیا تھا کہ اگر رانا مع اپنے پسر کلاں کرن کے اس کے پاس آوے اور اطاعت
و بندگی اختیار کرے تو اوسکی ولایت سے تعرض نہ کرے اس سفارش سے غرض اسکی دو مقصد
تھے۔ ایک یہ کہ اکبر کے پیش نہاد خاطر ماوراء النہر کی فتح تھی۔ مگر جب یہ عزیمت وہ کرتا تھا
تو موانع پیش آتے اگر مہم رانا کوئی صورت پکڑے اور اوسکا خدشہ خاطر سے دور ہو تو
ہندوستان میں پرویز کو چھوڑ کر توفیقات الٰہی کی تائید سے ولایت موروثی کو وہ روانہ ہو
خصوصاً ان دنوں میں کہ ماوراء النہر میں کوئی حاکم مستقل نہیں ہے وہاں باقی خان بھی
جو عبداللہ خان اور اوسکے بیٹے عبدالمومن کے بعد تخت نشین ہوا تھا مر گیا اور ولی محمد خان
اوسکا بھائی اس دیار میں حاکم ہوا تھا۔ ابھی یہاں انتظام نہیں ہوا تھا۔ دوم سرانجام مہم ملک
دکن کہ میرے والد بزرگوار کے عہد میں ایک حصہ اوسکا فتح و تسخیر ہوا تھا اوسکو خدا کی عنایت
سے ایک دفعہ تحت و تصرف میں لا کر ممالک محروسہ میں داخل کروں +

چھوٹی توزک میں یہ لکھا ہے کہ مجھے اطلاع ہوئی کہ سمرقند میں جو باقی خان اوزبک حاکم تھا
وہ مر گیا اور اوسکا جانشین ولی خان ہوا ہے۔ اسکی حکومت کی ابتدا ہی میں نے خیال کیا کہ
وہ مجھسے عداوت کے ساتھ پیش آئے۔ ایسی صورت میں میں نے یہ ارادہ کیا کہ پرویز کو اوس کے
مقابلہ کے لئے بھیجوں اور بعد ازاں اگر خدا فضل کرے تو دکن کی فتح کی تدابیر کو پورا کرکے میں

خود ماوراء النہر جاؤں۔ دکن کی فتح کا مجھے بڑا خیال تھا کہ اس لشکر کو جو اسپر فتح حاصل کرے
سمرقند لے جاؤں اور یہ میلان خاطر مجھے اپنی باپ کے سبب سے پیدا ہوا تھا وہ بہت اس ملک
موروثی ماوراء النہر کو فتح کرنا چاہتا تھا مگر میں نے اوسکو حزم و احتیاط سے بعید جانا کہ ہند کو
بے سپاہ کسی بیٹے کو سپرد کر کے چلا جاؤں - میں نے یہی قرار دیا کہ پرویز کو رانا اودے پور سے
سے لڑنے کے لئے بھیجوں +

۲۷ شعبان کو پسران اکھے راج ولد بھگوانداس عم راجہ مانسنگھ سے ایک امر غریب ظاہر ہوا
ان بے سعادتوں کا نام ابھے رام و بیجے رام و شیام رام تھا یہ نہایت بے اعتدال تھے۔
ابھے رام نے بہت بے اعتدالیاں کیں تھیں مگر میں نے انکے اوسکی تقصیرات سے اغماض کیا تھا
اس تاریخ میں مجھسے عرض کیا گیا کہ ابھے رام یہ چاہتا ہے
کہ اپنی عورتوں اور فرزندوں کو بے اجازت وطن بھیجدے اور پھر خود بھاگ کر رانا
کی پناہ میں رہے جو میرے خاندان کے بدخواہوں میں ہے۔ رام داس اور دیگر
امراے راجپوت سے میں نے کہا کہ اگر تم میں سے کوئی اسکا ضامن ہو تو ان بدبختوں کی
جاگیر اور منصب کو برقرار رکھوں اور اونکے گذشتہ کوتاہیوں کو عفو کردوں لیکن انکی بدطینتی
کے سبب سے کوئی شخص ضامن نہ ہوا تو میں نے امیرالامرا کو حکم دیا کہ جب تک کوئی اون کا
ضامن ہو اونکو حوالات میں رکھے اوسنے ابراہیم خان کاکر دلاور خانی اور حاتم شہنواز خانی
کے حوالہ کیا۔ جب وہ نہوں نے چاہا کہ ان جاہلوں سے ہتیار لے لیں تو وہ اپنے نوکروں کو
ساتھ لیکر جنگ کرنے لگے امیرالامرا اور شیخ فرید نے اونکو قتل کیا اور یہ شورش دولتخانہ خاص و
عام کے صحن میں واقع ہوئی اور اس سیاست سے نا عاقبت اندیشوں کی تنبیہ ہوگئی ابوالنبی اوزبک
نے کہا کہ اگر اس قسم کا امر اوزبکیہ میں ہوا ہوتا تو اس جماعت کا سلسلہ و قبیلہ تلیس ناس کیا
جاتا میں نے کہا کہ یہ طائفہ رعایت کردہ اور تربیت یافتہ میرے والد بزرگوار کا ہے اوسی کی
میں مراعات کرتا ہوں اور مقتضاے عدالت بھی یہی ہے کہ ایک شخص کے جرم کا مواخذہ بہت
آدمیوں سے نہیں کرنا چاہیے چھوٹی توزک میں اس واقعہ کو مختلف طرح بیان کیا ہے کہ

۲ شعبان کو رام جی اور بیجا رام (بیجے رام) اور سیام سیران بھگوانداس عمو نے راجہ مانسنگھ کو اونکی بداعمالی کی سزا دی گئی۔ اونکے سر بیرے ہاتہیوں کے پاؤن تلے کچلے گئے۔ ان سب میں رامجی بڑا شریر تہا ضمیمہ دیکہو۔

ایک دن میں نے پنڈتوں سے جو ہندوستان کے دانشمندوں سے عبارت ہے یہ پوچہا کہ اگر تمہارے مذہب کا منتہا یہ ہے کہ حق تعالی کی ذات مقدس نے مختلف پیکروں میں حلول کیا ہے تو وہ ارباب عقل کے نزدیک مردود ہے اور اسے یہ مفسدہ لازم آتا ہے کہ واجب تعالی جو تمام تعینات سے مجرد ہے صاحب طول و عرض و عمق ہو جاتا ہے اور اگر ان اجسام میں نور الہی کے ظہور سے مراد ہے تو وہ سب موجودات میں متساوی ہے اور وہ ان دس پیکروں سے مختص نہیں ہے۔ اور اگر صفات الہی میں سے کسی صفت کا اثبات مراد ہے تو اس صورت میں بھی تخصیص درست نہیں اسلئے کہ ہر دین و آئین میں صاحبان معجزہ و کرامات موجود ہیں اور وہ اپنے زمانہ میں دانش و فراست میں ممتاز ہوئے ہیں۔ بہت سی گفت و شنود اور رد و بدل کے بعد اس خدا کے معترف ہوئے جو جسم و چون و چگونگی سے منزہ ہے ہندوؤں نے یہ کہا کہ ہمارا یہ خیال ہے کہ ہم ذات مجرد کے ادراک میں ناقص ہیں صورت کے وسیلہ بغیر خدا کی معرفت نہیں حاصل ہو سکتی ان دس پیکرون کو اپنی شناخت و معرفت کا وسیلہ جانتے ہیں تو میں نے کہا کہ تم ان پیکرون سے معبود تک پہنچنے کا مقصود کب حاصل کر سکتے ہو +

شب شنبه ۱۱ ذیقعد سنه ۹۹۲ مطابق ۱۰ مارچ سنه ۱۵۸۴ کو آفتاب برج حوت سے برج حمل میں آیا۔ سال اول جلوس میں یہ پہلا نوروز تہا۔ اسی نوروز سے بادشاہ اپنے جلوس کے سالونکا حساب کرتا ہے۔ باپ کے دستور کے موافق دولتخانہ خاص و عام آراستہ ہوئے اور روز اول سے جب تک کہ حمل میں ۱۹ درجے آفتاب طے کر کے خانہ شرف میں آئے ہر روز جشن رہا اور حکم ہو گیا کہ مکیفات و مغیرات میں سے جسکا جی چاہے کہائے منع و مانع کوئی نہیں ہے۔ ان سترہ اٹھارہ روز میں اکبر کے عہد میں یہ بات مقرر تہی ہر روز

ہندوؤں کے ساتھ مباحثہ +

جشن اول نوروز +

امراے کلان میں سے ایک امیر مجلس آراستہ کرتا اور پیشکش دیتا جسمیں اقسام جواہر و مرصع آلات و امتعہ نفیسہ اور ہاتھی گھوڑے ہوتے اور اپنی مجلس میں بادشاہ کو آنے کی تکلیف دیتا اور بادشاہ اپنے بندوں کی سرافرازی کے لئے قدم رنجہ فرماتا اور پیشکشوں کو ملاحظہ کرتا جو اوسکو پسند آتا اوسکو لے لیتا اور باقی کو صاحب مجلس کو بخش دیتا - بادشاہ کی طبیعت سپاہی اور رعیت کی رفاہیت اور آسودگی پر مائل تہی اس سال یہ پیشکش معاف ہوئی مگر بعض امیروں کی خاطرداری کے سبب سے اونکی پیشکشوں میں سے کچھہ لے لیا گیا

آغاز جلوس میں مظفر خان گجراتی کی اولاد میں سے کسی نے جو اپنے تئیں اس ولایت کے حاکم زادوں میں سے سمجھتا تھا شورش برپا کی اور احمد آباد کی اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کیا - اور چند شاہی سرداروں کو جیسے کہ بہادر اوزبک اور راے علی بھٹی تہے مار ڈالا بادشاہ نے راجہ بکرماجیت اور بہت سے منصبداروں کو چھہ سات ہزار سواروں کے ساتھہ گجرات کی کمک کے لئے تعین فرمایا اور یہ مقرر کیا کہ جب تک مفسدوں کے رفع دفع سے راجہ کی خاطر جمع ہو تو وہی گجرات کا صاحب صوبہ رہے - اور قلیچ خان جو پہلے اس خدمت پر تعین ہوا تہا وہ بادشاہ پاس آئے - اس فوج کے پہنچتے ہی باغیونکی جماعت پریشان ہوئی اور اونکی جماعت جنگل میں بہاگ گئی - اور اس ملک کا انتظام ہو گیا +

خسرو کے دل میں غرور جوانی و کم تجربگی و مصاحبان ناجنس کی ناعاقبت اندیشی سے خیالات فاسد پیدا ہوئے - خاصکر اس زمانہ میں کہ میرے والد بزرگوار بیمار تھے اور بعض کوتاہ اندیشوں نے بسبب کثرت جرائم و تقصیرات کے کہ اونسے وقوع میں آئے تہے اور عفو و اغماض سے محض ناامید تہے یہ ارادہ کیا کہ اوسکو دستاویز بنا کر امور سلطنت کے مختار بنیں اور اس معنی سے وہ غافل تھے کہ امور سلطنت و جہانبانی ایسا امر نہیں ہے کہ چند ناقص عقلوں کی سعی سے انتظام پائے - خالق دادار اس امر عظیم الشان و رفیع القدر کے لئے جس کسی کو شائستہ جانتا ہے اور اس خلعت کے لئے جسکی قابلیت کی نسبت کو راست سمجھتا ہے اوسکو دیتا ہے + ۵

ذکر شورش مظفر خان کی اولاد کا گجرات میں +

ذکر خسرو کے باغی ہونے اور باپ سے [illegible]

زوارندہ نتوان ستد بخت را	نشاید خرید افسر و تخت را
سرے را کہ حق تاج بر سر نمود	نشاید از و تاج و دولت ربود

مفسدوں اور کوتہ اندیشوں کے خیالات فاسد کا نتیجہ سواے ذلت اور پشیمانی کے نہیں ہوتا۔ اس نیاز مند درگاہ الہی کے ساتھہ امور سلطنت نے قرار پایا تو مین نے خسرو کو ہمیشہ گرفتہ خاطر و متوحش پایا۔ ہر چند مین نے چاہا کہ اسپر عنایت و شفقت کرکے اوسکے دل سے دغدغے و وسوسے دور کرون لیکن اسے کچھہ فائدہ نہ ہوا۔ وہ بخت برگشتوں کے مشورہ سے شب یکشنبہ ۸۔ ذی حجہ سنہ مذکور کو دادا کی قبر کی زیارت کا بہانہ بناکے قلعہ سے باہر آکر بہاگ گیا اور ساڑھے تین سو سوار ساتھہ لے گیا۔ اوسکی روانگی سے تہوڑی دیر بعد لالٹین چراغچی نے جو وزیر الملک کا آشنا تہا اوسکو خبر دی کہ خسرو بھاگ گیا۔ وزیر الملک اوسکو امیر الامرا پاس لیگیا اوسنے اس خبر کو تحقیق کیا اور مضطربانہ محل کے دربار مین گیا اور خواجہ سرا کی معرفت کہلا بھیجا یا کہ مجھے کچھہ ضروری عرض کرنا ہے حضور باہر تشریف لائیں۔ یہ بات میرے سان گمان مین بہی نہ تھی مین نے جانا کہ دکن یا گجرات سے کوئی خبر آئی ہوگی۔ جب مین باہر آیا تو معلوم ہوا کہ ماجرا یہ ہے مین نے کہا کہ اب کیا کرنا چاہئے مین خود جاؤں یا خرم کو بہیجون۔ امیر الامرا نے کہا کہ اگر حکم ہو تو مین جاؤں مینے کہا کہ ہان اچھا تو اوسنے کہا کہ اگر خسرو نصیحت کرنے سے واپس نہ آئے اور ہتیار چلائے تو مجھے کیا حکم ہے تو اوسے کہا گیا کہ اگر وہ کسی طرح راہ راست پر نہ آئے تو جو کچھہ تیرے ہاتہہ سے ہو سکے اس مین تقصیر نہ کرنا سلطنت مین خویشی و برادری نہیں ہوتی کہ۔ بادشاہ خویشی ندارد کسے آیا تین اور بعض اور مقدمات کہہ کر مین نے اوسے رخصت کیا۔ میرے دل مین آیا کہ خسرو امیر الامرا سے بالکل آزردہ ہے اور اوسکو جو قربت و منزلت حاصل ہے اوسکے وہ امثال اور اقران کا محسود ہے۔ مبادا کوئی نفاق کی بات وہ کرے اور اوسکو ضایع کردے۔ معز الملک کو مین نے حکم دیا کہ جاکر اوسکو الٹا لے آوے۔ شیخ فرید بخشی بیگی کو اس خدمت پر متعین کیا اور حکم دیا کہ کل منصب دار اور احدی کہ پہرہ پر ہیں میری ہمراہی پر متوجہ ہون۔ اہتمام خان کو توال کو قراولی و خبر گیری کے لئے مقرر کیا

دریافت ہیں لکہ جب دن ہو تو مین خود جاؤن معز الملک امیر الامرا کو سے آیا میرے پاس خبر آئی
کہ خسرو پنجاب کی راہ پر ایلغار کرکے جاتا ہے میرے دل مین آیا کہ مبادا وہ راہ مین چپ
روگی کرے یعنے چلے اور طرف اور دکہلائے اور طرف۔ راجہ مانسنگہ اسکا ماموں بنگالہ
مین موجود تہا اسلیے اکثر بندہای درگاہ کی رائے یہ تھی کہ خسرو وہان جائیگا۔ ہر طرف آدمی
بہیجکر یہ تحقیق ہوگیا کہ وہ پنجاب کو جاتا ہے اس اثنا مین صبح ہوئی عنایت الٰہی پر بہروسا
کرکے عزیمت درست کرکے ساتہہ مین سوار ہوا اور کسی چیز کا اور کسی آدمی کا مقید نہ ہوا اور چلا

بلے آن را کہ اندوہ ست در پے	نمی دانند کہ رہ چون میکند طے
ہمیدانند کہ آفت پیش راند	ندانند با کہ آید یا کہ ماند

اول والد بزرگوار کے روضہ پر گیا جو شہر سے ۳ کوس پر واقع ہے اور حضرت کی روح
سے استمداد ہمت کی۔ اسی حال مین مرزا شاہرخ کا بیٹا جو خسرو کے ہمراہ جانے کا ارادہ
رکہتا تہا پکڑا ہوا آیا۔ جب یہ بات مین نے اوسے پوچہی تو وہ انکار نہین کر سکتا تہا مین نے
حکم دیا کہ اسکے ہاتہہ باندہ کر فیل پر سوار کرین۔ یہ اول شگون تہا کہ حضرت والا کی روح کی برکت
اور توجہ و امداد سے ظہور مین آیا۔ دوپہر کو خوب لو مین چلین تو سایہ کے درخت کے نیچے
مین نے توقف کیا اور خان اعظم سے مین نے کہا کہ حسب میرا با وجود اسقدر جمعیت خاطر کے
یہ حال ہو کہ معتاد افیون جو اول روز مین مجہے کہانی چاہیے اب تک نہ کہائی ہو اور کسی نے
اوسکو یاد بہی نہ دلایا ہو تو اس بے سعادت خسرو کا حال اسی پر قیاس کرنا چاہیے
مجہے تکلیف اس سبب سے تہی کہ میرا فرزند بے سبب میرا خصم و غنیم ہوگیا اگر اوسکے پکڑنے مین
سعی نہین کرتا تو مفسد اور فتنہ انگیزون کو دستگاہ ہوتی ہے اور وہ اپنا سر لیکر سیدہے
اوزبک یا قزلباشون پاس جائیگا جس سے میری دولت کو خفت ہوگی اسواسطے
مین نے اوسکے گرفتار کرنے کا ارادہ کیا۔ کچہہ آرام لیکر پرگنہ متہرا کے کہ آگرہ سے بیس کوس
پر واقع ہے دو تین کوس چلا اور اس پرگنہ کے ایک موضع مین اترا جہان تالاب بہی تہا
خسرو جب متہرا مین آیا تو حسین بیگ بدخشی کہ والد بزرگوار کی رعایت یافتون مین تہا ملازمت

کے قصد سے کابل سے آتا تہا کہ وہ خسرو سے ملا - بدخشیوں کی طبع فتنہ و آشوب سے پیراستہ ہوئی
ہے وہ اس بات کو خدا سے چاہتا تہا - دو سو تین ہزار قات بدخشان - اوسکے ہمراہ تہے
وہ خسرو کا راہ بر اور سپہ سالار بنا - راہ مین جو شخص آگے آتا اوسکو لوٹ لیتا - گہوڑا
اور اسباب اوسکا لے لیتا سوداگروں اور مسافروں کا اسباب ان لچون کا مال تہا - جہان وہ
جاتے وہان عورتون اور بچّونکو ستاتے خسرو اپنی آنکھون سے دیکھتا تہا کہ باپ دادا کے
ملک موروثی پر کیا ستم ٹوٹ رہا ہے ان بدبختوں کے افعال ناشائستہ کو دیکھکر اوسکی صحبت
مین ہزار بار مرنے کی آرزو کرتا - مگر ان کتون سے ملا ہوا اسکے سوا کوئی چارہ نہین رکہتا
تہا - اگر اسکا بخت و اقبال یاور ہوتا تو ندامت و پشیمانی کو دستاویز اپنی بناتا اور بے
دغدغہ خاطر میری ملازمت مین آتا - عالم الاسرار ایزد دانا ہے کہ مین اوسکی تقصیرات سے بالکل
درگذر کرتا اور اوسپر اسقدر لطف و شفقت کرتا کہ اوسکے دل مین بال کی برابر تفرقہ اور دغدغہ نہ رہتا
حضرت جنت آشیانی کے واقعہ مین بعض مفسدوں کے فساد سے اوسکے دل مین جو ارادے
پیدا ہوئے تہے وہ جانتا تہا کہ مجہے وہ معلوم ہین اسلئے میری مہر و شفقت پر اعتماد نہین
کرتا تہا - میری شاہزادگی مین خسرو کی مان نے اوسی کے اطوار اور اوضاع کی
ناخوشی سے اور چہوٹے بہائی مادہو سنگہ کے سلوک سے آزردہ ہوکر افیون کہاکر اپنے تئین ہلاک کیا
اوسکی خوبیوں اور نیک ذاتیوں کا کیا بیان کرون عقل اوسکی کامل تہی اخلاص اس کا
میرے ساتہہ اس درجہ پر تہا کہ وہ ہزار بیٹے و برادر کو میرے ایک بال پر قربان کرتی تہی -
بار بار اوسنے خسرو کو اخلاص محبت پر دلالت کی جب اوسنے دیکہا کہ اوسے کچہہ فائدہ نہین ہوتا
اور انجام اسکا نامعلوم ہے کہ کیا ہوگا تو غیرت کے سبب سے کہ طبیعت راجپوتی کو لازم ہے
مرنے کا ارادہ کیا کئی مرتبہ کبہی کبہی اوسکا مزاج شورش مین آیا تہا - یہ شورش موروثی تہی
کہ اوسکے بہائیوں اور باپ دادا مین بہی دیوانگی مین ظاہر ہوتی تہی اور ایک مدت کے
بعد علاج پذیر ہوئی تہی - جن دنون مین کہ مین شکار پر متوجہ تہا ۲۶ - ذیحجہ سنہ ۱۰۱۱ھ مین
عین شورش دماغ مین بہت سی افیون کہائی اور تہوڑی دیر مین مرگئی گویا کہ اوسنے

اپنے بیٹے کا حال جو ہونیوالا تہا پہلے سے دیکھہ لیا تہا اول میری شادی اوس سے ہوئی
تہی خسرو کے پیدا ہونے کے بعد لڑکی پیدا ہوئی جسکو شاہ بیگم کا خطاب دیا گیا۔ وہ یہ نہیں
دیکھہ سکتی تہی کہ اوسکے بہائی اور بیٹے میرے ساتھہ بدسلوکی کریں پریشان دماغ رہنے لگی
اور اسی حال میں اپنی جان پر کہیل گئی کہ اس اندوہ و کلفت سے چہوٹ جائے اسکے مرنے
سے میرا حال یہ ہوا کہ حیات و زندگانی کا مزہ کچھہ نہ رہا کہانے پینے کو دل نہ چاہتا تہا۔
جب والد ماجد کو میرا یہ حال معلوم ہوا تو ایک دلاسا نامہ نہایت شفقت اور رحمت سے اس
فدوی خاص پاس بہیجا اور خلعت و دستار مبارک اپنے سر سے اتار کر میرے پاس بہیجے
اس عنایت نے میرے سوز و گداز کی آگ پہ پانی ڈالا اور میرے اضطراب و اضطرار میں فی الجملہ
قرار اور آرام ہوا۔ غرض ان مقدمات کے ذکر سے یہ ہے کہ اوس سے زیادہ کیا بے سعادتی ہو سکتی
ہے کہ فرزند اپنی ناخوشی سلوک اور اطوار ناپسندیدہ سے مادر کی خودکشی کا سبب ہو اور
اپنے باپ سے بغیر کسی سبب و باعث کے محض تصورات و خیالات فاسد سے بغاوت و عناد
اختیار کرے اور اوسکی دولت ملازمت سے فرار پر قرار اختیار کرے منتقم جبار نے ہر کردار
کے لیے اوسکی سزا برابر رکہی ہے اسلئے اوسکے حال کا مآل یہ ہوا کہ بدترین حال سے مقید ہوا
اور درجہ اعتماد سے گر کر زندان دائمی میں گرفتار ہوا۔

راہ چو مستانہ زد و ہوشمند　　پائے بدام آرد و سر در کمند

روز شنبہ دہم ذی حجہ کو منزل ہوڈل میں آیا شیخ فرید بخاری کو شجاعوں اور بہادروں
کی جماعت کے ساتہہ خسرو کے تعاقب میں لشکر کا ہراول بنا کے بہیجا۔ دوست محمد خان کہ میرے
ہم رکاب تہا بسبب سابق الخدمت اور ریش سفید ہونے کے قلعہ آگرہ کی محلوں خزانوں کی
محافظت کے لیے بہیجا جب آگرہ سے میں آیا تہا تو اعتماد الدولہ اور وزیر الملک کو شہر کی
حراست سپرد کی تہی۔ میں نے دوست محمد خان سے کہا کہ میں صوبہ پنجاب کو جاتا ہوں
وہ صوبہ اعتماد الدولہ کی دیوانی میں ہے اوسکو میرے پاس بہیجدینا اور حکیم مرزا کے
بیٹوں کو قید کرکے محبوس کردینا اسلئے کہ میرے فرزند جلی نے یہ معاملہ کیا تو کمر اور زادہ

اور عموں زادہ سے کیا توقع ہو سکتی ہے۔ دوست محمد کے جانے کے بعد معز الملک بخشی ہوا۔ بہلول و فرید آباد ہوتا ہوا ۱۳ - روز جمعہ کو دہلی میں آیا۔ دادا کی قبر کی زیارت کو گیا۔ ایک ہزار روپیہ تقسیم کیا۔ یہاں سے حضرت شیخ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو گیا۔ اور فقیروں اور درویشوں کو روپیہ تقسیم کیا۔ ۱۴ کو سلیم گڑھ میں گیا جسکو خسرو نے جلادیا تھا۔ آقا ملائی میری خدمت بہت کرتا تھا۔ ہزاری ذات کا اضافہ اوسکے اصل منصب پر کیا تین سو سوار اوسکو دیے۔ ایماقات جو میرے ہمرکاب تھے اونمیں سے بعضے خسرو سے اتفاق رکھتے تھے اسلیے کہ میا داونکی خاطر میں دغدغہ و تفرقہ آئے اونکے کلانتروں کو دو ہزار روپے دیئے کہ اپنے آدمیوں میں تقسیم کر دیں اور مراحم جہانگیری کا امیدوار کریں۔ ۱۶ کو پانی پت میں آیا۔ یہ منزل میرے آبائے کرام و اجداد ذوی الاحترام پر ہمیشہ مبارک و فرخندہ تھی۔ اس شہر میں دو فتح عظیم حاصل ہوئی تھیں ایک ابراہیم کو بابر نے شکست دی تھی جسکا ذکر تواریخ میں موجود ہے دوم والد ماجد بزرگوار نے ہیمو پر فتح حاصل کی تھی جب خسرو دہلی میں پرگنہ مذکور کی طرف متوجہ ہوا۔ تو بحسب اتفاق دلاور خان وہاں آیا ہوا تھا۔ وہ جمنا سے اتر کر خود سپاہیانہ و قزاقانہ ایلغار کر کے چلا کہ قلعہ لاہور میں خسرو سے پہلے پہونچ جائے۔ انہیں دنوں میں لاہور سے ایسے مقام و منزل میں عبدالرحیم بھی آیا ہوا تھا۔ دلاور خان نے اوسکو ہدایت کی کہ اپنے بیٹوں کو میرے بیٹوں کے ساتھ جمنا پار بھیجدے اور خود کنارہ ہو کر میرا منتظر رہے۔ وہ گرانبار و ترسندہ تھا۔ اس کام میں اسقدر توقف کیا کہ خسرو آگیا اور وہ اس پاس چلا گیا اور اوسنے خطاب ملک الوزرا کا پایا اور خسرو میں صاحب اختیار ہوا۔ دلاور خان مردانہ لاہور کو گیا اور راہ میں ہر کسی کو اور ہر طایفہ کو ملازمان درگاہ میں سے اور کروڑیوں اور سوداگروں کو خسرو کے خروج کی اطلاع دی۔ بعض کو اپنے ہمراہ لیا اور بعض کو کہا کہ راہ پر سے کنارہ ہو جاؤ۔ اوسکے بعد دست اندازوں و ظالموں کے ہاتھ سے بندگان خدا امین ہو گئے۔ غالب ظن یہ تھا کہ اگر دہلی میں سید کمال اور پانی پت میں دلاور خان جرأت و ہمت کرتے اور خسرو کو راہ میں روکتے تو اوسکے ہمراہ کی جماعت تاب مقاومت نہ لاتی اور پریشان

ہو جاتی اور خسرو یہاں تہ ہیں آجاتا۔ مگر اونکی ہمت نے یاوری کی۔ ثانی الحال ہر ایک نے کسی نہ کسی سے اپنی تقصیر کی تلافی کی۔ دلاور خان ایلغار کر کے خسرو سے پہلے لاہور کے قلعہ میں پہونچا اور ایسی خدمت نمایان کین کہ پہلے کوتاہی کا تدارک ہوا اور سید کمال نے بھی جنگ خسرو میں تردداتِ مردانہ کئے۔ اپنے محل پر بالتفصیل بیان ہونگے۔ ۱۷ ذی الحجہ کرنال میں پہونچ کر مقام کیا۔ ۱۹ کو شاہ آباد پہونچا۔ یہاں پانی کی قلت تھی مگر بڑا مینہ برسا جس سے لوگوں کا دل خوش ہوا۔ منزل الوہ میں ابوالنبی اوزبک کو ستاون منصبداروں کے ساتھ شیخ فرید کی کمک کے لئے تعین کیا۔ اور چالیس ہزار روپیہ مددِ خرچ کے لئے بھیجا۔ سات ہزار روپیہ جمیل بیگ کو دیا۔ کہ وہ ایماقات میں تقسیم کرے۔ میر شریف امین کو دو ہزار روپیہ دئے۔ ۲۴ ماہ مذکور کو خسرو کے پانچ آدمی پکڑے آئے جن میں سے دو نے اوسکی نوکری کا اقرار کیا اونکو میں نے ہاتھیوں کے پیر تلے دلوایا۔ اور تین آدمیوں نے انکار کیا۔ اونکو زیر حوالات تحقیقات کے لئے رکھا۔ ۱۳ فروری سنہ مرزا حسین و نورالدین قلی کوتوال شہر میں داخل ہوئے۔ ۲۴ فروری کو دلاور خان کا فرستادہ میرے پاس آیا اور یہ خبر دی کہ خسرو نے خروج کیا ہے اور لاہور کا قصد رکھتا ہے حضور خبردار رہیں۔ اسی تاریخ لاہور کے دروازے محفوظ و مضبوط کئے گئے تاریخ مذکور سے دو روز بعد دلاور خان کے تہوڑے آدمی قلعہ میں داخل ہوئے برج و بارہ کو استحکام کرنا شروع کیا۔ جہاں شکست سخت تھی اوسکی درست کی۔ قلعہ کے اوپر توپیں اور ضربزنیں لگائی گئیں جنگ کی تیاری کی گئی۔ بادشاہی آدمی قلعہ کے اندر خدمات پر متعین ہوئے اور شہر کے آدمیوں نے بھی اخلاص کے ساتھ مدد اور معاونت کی۔ دو روز کے بعد کہ فی الجملہ سرانجام ہو گیا تھا خسرو آن پہونچا اور ایک منزل میں اُترا اور حکم دیا کہ شہر کا محاصرہ کر کے لڑائی شروع کی جائے اور دروازوں میں ایک دروازہ کے کسی جانب پر آگ لگا دی جائے اور اپنے نوکروں کو اوس نے کہا کہ قلعہ کے لے لینے کے بعد میں حکم دونگا کہ سات روز تک شہر کو وہ لوٹیں اور آدمیوں کی عورتوں اور بچوں کو قید کریں اوسکے نوکروں نے شہر کے ایک دروازہ میں آگ لگائی۔ دلاور بیگ خان و حسین بیگ دیوان اور نورالدین قلی نے

کوتوال نے دروازہ کے محاذی اندر کی طرف ایک اور دیوار کھڑی کر لی - ان دنوں میں کشمیر کے تعیناتیوں میں سے سعید خان آب چناب پر فروکش تھا کہ اس خبر کو سنکر ایلغار کرکے لاہور روانہ ہوا جب آب راوی پر آیا تو اہل قلعہ کو خبر بھیجی کہ میں دولت خواہی کے قصد سے آیا ہوں - اہل قلعہ نے کشتیاں بھیجکر اوسکو مع چند ہمراہیوں کے قلعہ میں لے آئے قلعہ کے نو روز محاصرہ کے بعد خسرو کو خبر ہوئی کہ میں اس کے تعاقب میں چلا آتا ہوں تو اوسنے فوج شاہی سے مقابلہ کا ارادہ کیا - ہندوستان کے سوادہاے اعظم میں لاہور ہے چھہ سات روز میں خسرو پاس دس بارہ ہزار سوار مستعد جمع ہو گئے اور اس ارادہ سے کہ میرے آگے کی فوج پر شب خون ماریں حوالی شہر سے چلے سراے قاضی میں ۱۶ کو مجھے یہ خبر معلوم ہوئی - باوجودیکہ مینہ بہت برستا تھا میں نے کوچ کا نقارہ بجایا اور سوار ہوا صبح کو سلطان پور میں آیا - دوپہر تک سلطان پور میں رہا عجب اتفاق اس وقت میری اور خسرو کی سپاہ میں مقابلہ و مقاتلہ شروع ہوا معز الملک طشت بریانی لایا تھا میں منہ میں نوالہ رکھنے کو تھا کہ جنگ کی خبر آئی بس ایک لقمہ شگون کے لئے کہا کر سوار ہوا اور آدمیوں کے پہنچنے کا اور کمی افواج کا خیال کچھہ نہیں کیا بہت جلد جنگ کی طرف متوجہ ہوا جلیتہ خاصہ کو سر جنا طلب کیا مگر کسی نے لاکر نہیں دیا ہتیاروں میں سے سوا نیزہ و شمشیر کچھہ اور میرے پاس نہ تھا - خدا کے بہروسہ پر روانہ ہوا - اول میرے ساتھہ پچاس سوار تھے اور کسی کو خبر بھی نہ تھی کہ آج جنگ ہوگی - گو بندوال کے پل تک چار پانچ سو کے بھلے سوار میرے ساتھہ ہو گئے پل گذرتا تھا کہ شمسی توشکچی فتح کی نوید لایا میں نے اس خوشخبری کے لانے کے جلدو میں خوشخبر خان کا خطاب اوسکو دیا - میر جمال الدین حسین جسکو خسرو کی نصیحت کے لئے بھیجا تھا ابھی آیا تھا کہ وہ خسرو کے آدمیوں کی کثرت و شوکت اسقدر بیان کرتا تھا کہ اوس سے میرے آدمیوں کو خوف ہوتا تھا - باوجودیکہ فتح کی خبر متواتر آتی تھی مگر اس سادہ لوح کو کسی طرح باور نہیں ہوتا تھا اور تعجب کرتا تھا کہ خسرو کے لشکر کو میں نے دیکھا ہے وہ کیونکر

شیخ فرید کے لشکر سے شکست پا سکتا ہے کہ جو نہایت قلیل اور بے استعداد ہے جب خسرو کا
سنگہاسن دو خواجہ سرا لائے تو میر کو اسکا یقین ہوا اور اوسنے میرے پانؤں میں سر رکہا
اور کہا کہ اقبال اوسے زیادہ بالاتر و بلند تر نہیں ہوتا شیخ فرید نے مخلصانہ و فدویانہ
سرداری کی سادات بارہ کہ اپنے زمانہ کے شجاع تھے اور ہر معرکہ میں اپنے کار نمایاں
دکہاتے تہے ہراول بنتے تہے سیف خان ولد سید محمود خان بارہ سردار قوم خود
تردداتِ مردانہ کرتا تہا سترہ زخم اوسکے لگے تھے سید جلال تیر کے لگنے سے مر گیا
سادات بارہ پچاس ساٹھ آدمیون سے زیادہ نہ تھے - اونہوں نے پانسو ہزار
ہزار بدبختی سواروں کو زخم لگاکے پارہ پارہ کر دیا سید کمال کہ اپنے بہائیوں کی کمک
کو گیا تہا - ایماقات کے چارسو آدمیوں کو پایمال کیا اور لشکر شاہی کو غلبہ ہوا خسرو کا
صندوق جواہر و نفائس کا جو ہمیشہ وہ اپنے پاس رکہتا تہا شاہی لشکر کو ہاتھ آیا +

که دانست که این کودک خردسال — شود با بزرگان چنین بدسگال
با دل قدح دردے آرد به پیش — گدازد شکوهٔ من و شرم خویش
بسوزاند اورنگ خورشید را — تمنا کند تخت جمشید را

الہ آباد میں مجہے بھی باپ کی مخالفت پر کوتاہ بین دلالت کرتے تہے مگر اصلا یہ بات
مجہے معقول و مقبول نہیں معلوم ہوتی تہی اور میں یہ بھی جانتا تہا کہ جس دولت کی بنا باپ کی مخاصمت
پر ہو وہ پائداری کیا رکہتی ہے - ناقص عقلوں کی مشورے میں بیجا نہیں ہوا عقل و دانش
کے ساتھ کام کیا کہ اپنے باپ مرشد و قبلہ و خدائے مجازی کی خدمت میں گیا اور اس نیت
درست کی برکت سے جو مجہے حاصل ہوا وہ حاصل ہوا جس رات کو خسرو بہاگا میں نے راجہ باسو کو جو
کوہستان لاہور کا معتبر زمیندار ہے رخصت کیا کہ ان حدود میں جہاں خسرو کی خبر و
اثر کو سنے حتی الامکان اوسکے گرفتار کرنے میں سعی کرے مہابت خان و مرزا علی اکبر شاہی کو
ایک انبوہ لشکر کے ساتھ متعین کیا کہ جس طرف خسرو روانہ ہو فوج مذکور اسکا تعاقب کرے
اور میں نے یہ ٹہیرایا کہ اگر خسرو کابل کو جاوے تو میں اوسکے پیچہے جاکر پکڑوں اور اگر

کابل میں وہ توقف کرے اور بدخشان یا اوسکی حدود میں جاے تو کابل میں مہابت خاں
کو چھوڑ کر خود بخیریت واپس آؤں اور بدخشان نہ جانے کا سبب یہ تھا کہ اگر میں وہاں جاتا
تو خسرو اوزبکوں کے پاس چلا جاتا اس میں بادولت کی خفت ہوتی جسوقت لشکر تعاقب
کے لئے روانہ ہوا ہے تو میں نے پندرہ ہزار روپیہ مہابت خاں کو بیس ہزار روپیہ صدیق
کو دیا تہا کہ راہ میں جس جگہ اوسکی ضرورت ہو خرچ کریں - ۱۲ کو لاہور سے ۳ کوس پر منزل
جیپال میں لشکر آیا - خسرو دریاے چناب کے کنارہ پر آیا شکست کے بعد اوسکے آدمیوں کی
رایوں میں اختلاف ہوا - افغان اور اہل ہند جو اکثر اوسکے قدیمی رفیق تہے یہ چاہتے
تہے کہ ہندوستان کی طرف وہ چلے اور یہاں فساد اور بغاوت کو پہیلاے حسین بیگ
کہ جسکے اہل وعیال و آدمی و خزانہ کابل کی طرف تہا وہ کابل جانے کے لئے کہتا تہا -
خسرو نے حسین بیگ کی راے پر عمل کیا تو یک قلم ہندوستانی اور افغان اوسسے جدا ہوگئے
دریاے چناب سے شاہ پور کے گہاٹ سے پار جانے کا ارادہ کیا تو کوئی کشتی نہ ملی سودہرہ
روانہ ہوا - یہاں گہاٹ پر ایک کشتی بن ملاحوں کی اور دوسری کشتی گہاس و لکڑیوں سے
بہری اوسکے آدمی لائے - خسرو کی شکست سے پہلے صوبہ پنجاب کے کل جاگیرداروں اور
راہ داروں و گذربانوں کو حکم ہوا تہا کہ اس قسم کا قضیہ یہاں ہوا ہے وہ خبردار اور
ہوشیار رہیں ان تاکیدات کے سبب سے دریاؤں کے گھاٹ بند ہوگئے تہے حسین بیگ
نے چاہا کہ کشتی کے ملاح گہاس و لکڑی کو بن ملاحوں کی کشتی میں اتار کر خسرو کو پار اوتار دیں
اس اثناء میں کمال چودہری سودہرہ کا داماد یہاں آیا - اوسنے دیکہا کہ ایک جماعت
رات کو دریا سے پار جانا چاہتی ہے تو اوسنے غل مچا کر ملاحوں سے کہا کہ جہانگیر بادشاہ کا
حکم ہے کہ رات کو اگر انجان آدمی دریا سے گذریں تو اونسے ہوشیار رہنا چاہئے - اس
شور و غل سے وہاں آدمی بہت جمع ہوگئے - کمال کے داماد نے ملاحوں کے ہاتھ سے
کشتی چلانے کی بلی چہین لی اور کشتی کو چکرایا - ہرچند ملاحوں کو روپیہ کا لالچ دیا گیا
مگر کسی نے قبول نہ کیا - ابوالقاسم کہ گجرات میں حوالی چناب میں تہا اوسکو یہ خبر پہنچی

کہ رات کو ایک جماعت آب چناب سے اوترنا چاہتی ہے تو وہ اپنے بیٹوں سمیت یہاں آیا
اب نوبت یہانتک آئی کہ حسین بیگ نے ملاحوں کو تیروں سے پکڑا اور کنارہ پر سے داماد
کمال نے بھی تیراندازی شروع کی۔ چار کوس تک کشتی خود چڑہاؤ پر نیچے گئی اور آخر
شب کو ریگ میں پھنس گئی اور کسی کوشش سے آگے نہ کہسکی صبح صادق ہوئی ابوالقاسم
و خواجہ خضر خان نے ہلال خان کے اہتمام سے دریا کی جانب غربی کو مستحکم کیا تہا اور جانب
شرقی کو زمینداروں نے مستحکم کیا تہا۔ ہلال خان کو اس حادثہ کے وقوع سے پہلے اس
لشکر کی سزاولی کے لئے بہیجا تہا کہ سعید خان کے ماتحت کشمیر کو جاتا تہا۔ وہ اس نواح
میں عین وقت پر پہنچا۔ اسکا اہتمام ابوالقاسم خان نمکین اور خواجہ خضر خان کی جماعت
کے لانے اور خسرو کے گرفتار کرنے میں بڑا دخل رکہتا تہا صبح روز یکشنبہ ۲۹ ماہ مذکور
کو آدمیوں نے ہاتھی اور کشتی پر سوار ہوکر خسرو کو گرفتار کیا۔ اور دوسرے روز مجھے اوسکی
خبر ہوئی میں نے امیرالامرا کو خسرو کے لانے کے لئے بہیجا امور سلطنت و ملک اکثر
اپنی رائے اور فہمید سے کرتا ہوں۔ اوروں کی تدبیروں سے اپنی تدبیر کو اچھا جانتا
ہوں چنانچہ اول کل بندگان مخلص کی صلاح و صوابدید کے برخلاف میں الہ آباد سے
باپ کی خدمت میں گیا جسسے دین و دنیا کی صلاح حاصل ہوئی اور اسی تدبیر کے سبب
سے میں بادشاہ ہوا۔ دوم خسرو کے تعاقب میں کسی چیز کا ساعت کے مقرر کرنے میں
مقید نہیں ہوا۔ روز پنجشنبہ ۳ محرم ۱۰۱۵؁ کو مرزا کامران کے باغ میں خسرو کو دست بستہ
و پا بزنجیر طرف چپ کے بموجب رسم و تورہ چنگیز خان میرے روبرو لائے حسین بیگ کو
اوسکے داہنی طرف اور عبدالرحیم کو بائیں طرف کہڑا کیا خسرو ان دونو کے درمیان
کہڑا لرزتا اور روتا تہا حسین بیگ اس گمان سے کہ شاید کچھہ نفع ہو پریشان باتیں
بناتا تہا جب اوسکی غرض معلوم ہوئی تو اوسکا منہ بند کیا اور خسرو کو مسلسل حوالات میں
بہیجا اور ان دو مفتریوں کو گاؤ و خر کی کہالوں میں بند کرکے دراز گوش پر الٹا بٹہاکے
شہر میں پہرایا۔ گائے کا پوست بنسبت گدہے کے زیادہ جلدی خشک ہوگیا حسین بیگ

چار پہر تک زندہ رہا اور پہر دم گھٹنے سے دم نکل گیا عبدالرحیم خر کے پوست میں تھا خارج سے بہی اوسکو رطوبت پہنچتی تھی وہ زندہ رہا ۔

چلنے کی ساعت نیک آئی تھی یعنے روز دوشنبہ آخر ذی حجہ سے ۹ محرم تک مرزا کامران کے باغ میں توقف کیا۔ پہر وال جہاں جنگ ہوئی تہی وہ شیخ فرید کو بطور عنایت کی اور مرتضےٰ خان کا خطاب دلا دیا سلطنت کے نظام و انتظام کے واسطے باغ مذکور سے لیکر شہر تک دورویہ داریں کھڑی کیں اور ایماق کے فتنہ انگیزوں کو کہ اس شورش میں خسرو کے ہمراہ تھے سیاست تخیر مکرر سے جزا سزا دی ۔ اقبال نامہ میں لکھا ہے کہ خسرو کو ہاتھی پر بٹھایا اور داروں کے درمیان پہرایا کہ وہ اپنے ہمراہیوں کو اس عقوبت میں دیکھے اور اپنے عمل زشت سے عبرت پکڑے ۔ اوسپر یہ حاشیہ بہی چڑھایا کہ خسرو کو یوں چڑہایا کہ چوبدار سے یہ کہوایا کہ شاہزادہ اپنے خاص ملازموں کا آداب و تسلیمات قبول کیجے جن امیدواروں نے دولت خواہی کی تہی اونکو ریاست و وجہ وجاہت جناب کے بہت کے درمیان عطا کی اور ہر ایک کو زمین مدد معاش کے طور پر مرحمت کی حسین بیگ عجب مرزا شاہرخ کے ہمراہ اس درگاہ میں آیا تہا تو ایک گہوڑا پاس رکھتا تہا مگر رفتہ رفتہ امیر صاحب خزانہ و دفینہ ہوگیا اور ایسی آزادی کرنے لگا اوسکے مال میں سے سات لاکھ روپیہ میر محمد باقی کے گہر سے نکلا جو روپیہ اور مخلوق میں اوسنے رکھا ہوگا اور اپنے ساتھ لیا ہوگا وہ ابہی معلوم نہیں کہ کتنا ہوگا ۔

اقبال نامہ جہانگیری میں اس بیان پر اور اضافہ کیا گیا ہے کہ عبدالرحیم کہ پوست خر میں بند کیا گیا تہا اور شہر میں پہرایا گیا تہا۔ پوست سگ اوسکو پہنایا گیا تہا اور کوچہ و بازار و قسم خیار سے اور ہر طرف جیز وسنے جو کچھہ اوسکو ہاتھہ لگتا وہ کہاتا ۔ ایک دن زندہ رہا دوسرے روز اوسکو پوست سے نکالا ۔ ایک رات دن میں اوسکے پوست میں کیڑے پڑ گئے مگر وہ زندہ رہا ۔

چہوٹی توزک میں لکھا ہے جب قلعہ لاہور کی تسخیر سے خسرو اور اوسکے سپہ آرا مایوس ہوئے

اور فوج شاہی کی خبر آئی کہ وہ پیچھے لگی چلی آتی ہے۔ تو اونکو معلوم ہوا کہ ہم نے نہایت حماقت کی کہ کوئی ایسا مقام بہم نہ پہنچایا کہ جس میں امن سے رہتے۔ اس پریشانی میں وہ جنگ پر دل نہاد ہوئے اور اونھوں نے ارادہ کیا کہ بادشاہ کے مقدمۃ الجیش پر بارہ ہزار سپاہ سے شب خون ماریں +

اس ارادہ سے منگل کو مغرب اور عشا کے درمیان لاہور کے قلعہ کا محاصرہ چھوڑا دوسرے دن صبح کو مجھے سرائے قاضی علی میں خبر آئی کہ خسرو محاصرہ چھوڑ کر بیس ہزار سپاہ کے ساتھ چل دیا۔ اس خبر کے سنتے ہی میرے سینے میں آگ لگ گئی اور میرے دل میں خیال آیا کہ کہیں اور کسی مہم پر وہ گیا۔ اسی رات کو گو مینہ بہت برس رہا تھا میں نے خیموں کے اکھیڑنے کا حکم دیا۔ دریائے گوندوال سے عبور کر کے دیوال میں گیا +

جمعرات کو دوپہر کو شیخ فرید خسرو کی سپاہ کا مزاحم ہوا اور بدنصیب دشمن کے سامنے آیا میں سلطانپور میں تھا اور میرے سامنے کھانے کا طبق آیا تھا اور میں کھانے کو تھا کہ خبر آئی لڑائی ہو رہی ہے۔ میں نے شگون کے لئے صرف ایک نوالہ کھایا کہ گھوڑا تیار ہو کر آیا۔ اور میں اوسپر سوار اور اوسکو دوڑایا میں نے سپاہ کو اپنے ساتھ نہیں لیا۔ اگرچہ میں نے اپنا چلتہ خاصہ مانگا مگر کسی نے نہیں دیا۔ میں نے صرف شمشیر اور نیزہ کو لیا اور خدا پر بھروسہ کر کے بہت جلد جنگ گاہ کی طرف چلا میرے پاس دس ہزار سوار تھے میں نے بخشیوں کو حکم دیا کہ وہ اونکو تیار کر کے میرے پیچھے لائیں۔ جب میں گوبند وال کے پل تک آیا تو میں نے بیس ہزار آدمی شیخ فرید کی مدد کو بھیجے +

چھوٹی توزک میں جسطرح اسکا بیان لکھا ہے +

میں نے میر جمال الدین انجو کو خسرو پاس بھیجا کہ اوسکو نصیحت کرے کہ گو تجھکو شیطان نے بہکا کے گمراہ کیا ہے کہ برملا باپ سے جنگ کر رہا ہے اگر تو میرے ساتھ باپ پاس چلیگا تو تو اپنے اقبال پر اوسکے روبرو ندامت ظاہر کریگا تو وہ تیرے سارے قصور معاف کر دیگا تو اس جوابدہی سے بچے گا جو خدا کے سامنے باپ کے قتل کرنے کی اور ہزاروں بندگان خدا کی جان لینے کی کرنی پڑے گی۔ اگرچہ خود دل میں اوسنے ارادہ کیا کہ باپ کی خدمت میں جائے

مگر اوسکے فتنہ پرداز اوباش ہمراہیوں نے نہ جانے دیا اور یہ جواب میرے پاس جمال الدین کی زبانی آیا کہ اب تیغ زنی کے سوا کوئی اور بات نہیں ہے۔ خدا جس سر کو سلطنت کے لائق جانے گا اوسکے سر پر تاج رکھے گا +

جب میر جمال الدین کی معرفت میرے پاس یہ جواب آیا تو میرے دل میں اس سرکش بیٹے کے لئے ذرا رحم و رافت باقی نہ رہی۔ میں نے شیخ فرید کو حکم بھیجدیا کہ اب جنگ میں درنگ نہ کرے اوسنے حکم آتے ہی سرکشوں پر حملہ کیا۔ بہادر خاں اوزبک نے دس ہزار سپاہ سے عقب پر اور شیخ فرید نے روبرو کی سپاہ پر بیس ہزار لشکر سے حملہ کیا۔ دو گھنٹے دن چڑھے سے مغرب کے وقت تک لڑائی رہی۔ خدا کی عنایت سے مجھے فتح ہوئی اور جنگ اور تعاقب میں دشمنوں کے دس ہزار آدمی مارے گئے +

بہادر خاں وہاں آیا جہاں خسرو گھوڑے سے اوترکر ایک سنگاسن میں اسلئے بیٹھا تھا کہ اس طرح کے ہنگامہ میں کوئی اسے پہچانے گا نہیں یوں قید سے بچ جائیگا۔ بہادر خاں نے اسے پہچانکر گھیر لیا اور شیخ فرید بھی یہاں آگیا۔ اب خسرو نے یہ سمجھکر کہ کوئی بھاگنے کی راہ نہیں رہی تو وہ سنگاسن سے باہر آیا اور اوسنے شیخ فرید سے کہا کہ اب زبردستی کی ضرورت نہیں ہے میں خود ہی باپ کے قدموں میں گرنے جاتا ہوں + خدا کی قسم کھائی +

میں گوبند وال کے پل کے سر پر اندیشہ کر رہا تھا کہ دیکھئے کیا نتیجہ ہوتا ہے۔ میر جمال الدین مجھی سے کہہ رہا تھا کہ میں نے خود خسرو کے لشکر میں پچاس ہزار سپاہ دیکھی ہے اور مجھے شبہ ہے کہ شیخ فرید انکو مغلوب کر سکے اوسکی سپاہ اور بہادر خاں اوزبک کی سپاہ ملکر چودہ ہزار سوار سے زیادہ نہیں ہے۔ میری یہ گفتگو ہو رہی تھی کہ شیخ فرید کی فتح کی اور خسرو کی گرفتاری کی خبر آئی۔ میر جمال الدین نے گھوڑے سے اوترکر میرے قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ اقبال کے اصلی معنی یہی ہیں مگر مجھے ابتک اس خبر کے سچے ہونے میں تامل ہے۔ ابھی یہ بات پوری کہنے نہ پایا تھا کہ خسرو اور اوسکے خواجہ سرا میرے روبرو آئے اور اونہوں نے میرے سامنے اپنا سر زمین پر رکھا۔ یہ دیکھکر میر کو تعجب ہوا اور اوسنے دوبارہ میرے قدموں پر

مر رکھہ کر کہا کہ یہ اقبال ہی جو خدا نے حضور ہی کو دیا ہے - دونو شیخ فرید اور ابو قاسم اور
بہادر خان) نے اپنی بڑی جوانمردی اور بہادری دکہائی تھی اسلئے دونو کو میں نے پنجہزاری
منصب دیا اور اوسکے ساتہہ نقارہ و علم اور اسپ مع ساز مرصع اور کمر بند مرصع عنایت
کیا اور بہادر خاں کو قندہار کا حاکم مقرر کیا شیخ فرید پہلے دو ہزاری امیر تھا اب میں نے پنجہزاری امیر
کر دیا سیف خان پسر سید محمود علاوہ خدمات بجالایا اور سترہ زخموں سے کم اوسکے نہیں لگے تھے
اور سید جلال الدین کے ایک زخم ایسا لگا کہ وہ چیندر روز زندہ رہ کر مر گیا -

خسرو کے دو سپہ سالار سید حل لول اور اوسکا بہائی نقارہ شاہی کی دہوں دہوں سنتے
ہی لڑائی کے ابتدا میں بہاگے چار سو اویماق لڑائی میں مارے گئے اور سب جگہ سے سات سو
آدمی قید ہوکر میرے روبرو آئے خسرو کا صندوقچہ جس میں دو کروڑ مثقالی اشرفی کے
جواہر تھے بعض آدمیوں کے ہاتہہ میں آ گیا مگر یہہ آدمی نہ معلوم ہوئے کہ کون تہے اس پنجشنبہ
کو میں لاہور کے قلعہ میں داخل ہوا اور اس گنبد میں بیٹھا جو میرے والد ماجد نے اسلئے بنایا تہا
کہ ہاتہیوں کی کشتی کا تماشا دیکہا کرے - یہاں بیٹہہ کر میں نے حکم دیا کہ تیر جو میں دریائے راوی
میں گاڑی جائیں ان سات سو مفسدیوں کو جو خسرو کے ساتہہ بغاوت کی سازش میں
شریک ہوئے تہے زندہ کہال کہچوائی - اس سے زیادہ کوئی عذاب کی تعزیر مجرموں کے لئے نہیں ہے
کہ وہ دیر تک تکلیف میں سسکتے رہیں ایسے عبرت لوگوں کو ہوتی ہے کہ وہ سرکشی کا
خیال اپنے محسن سے نہیں کرتے ہیں - میرا خزانہ آگرہ میں تھا صلاح دولت یہ نہ تھی کہ میں اپنی
اپنی ابتداء سلطنت میں مدت تک لاہور میں رہوں میں نے لاہور سے آگرہ کی طرف کوچ
کیا اور خسرو کو دلاور خاں کے حوالہ کیا کہ وہ اسکی نگرانی خوب رکھے +

۲۴ صفر کو ۱۰۱۵ھ کو میں دار السلطنت آگرہ میں آیا - کم بخت خسرو نے اپنی بد افعالی کی
ندامت کے سبب سے تین رات دن تک نہ کھایا نہ پیا اور روتا رہا غم و غصہ بہوک پیاس میں گھلتا رہا
اوسکو اپنے گناہ کی ندامت ایسی تھی جیسی کہ ولیوں کو ہوتی ہے اوسنے آخر یہ چاہا کہ زندہ
رہنے کے لئے کچہہ کہانا ضرور ہے - اگر وہ نہ کہاتا تو تین رات دن تک کہانے سے چوتہی روز

مرجاتا - ان دونون بیانون کا مقابلہ کرکے دونو توزکون کے اختلاف اور اشتراک کو دیکھو
بادشاہ نہم محرم کو قلعہ لاہور میں آیا - دولت خواہون کی جماعت نے عرض کیا کہ ان ایام میں
صوبہ گجرات و دکن و بنگالہ میں فی الجملہ خلل ہے اگرچہ جانا مصلحت ہے - یہ تجویز جہانگیر کو اس لئے
پسند نہ آئی کہ شاہ بیگ کی عرایض سے ایسا معلوم ہوتا تہا کہ قندہار کی طرف قزلباش
فساد کرنے والے ہیں چنانچہ حسین خان حاکم ہرات کی کمک سے اس نواح کے جاگیردار
قندہار پر چڑہ آئے اور اوس کا محاصرہ کر لیا - شاہ بیگ کی ہمت و مردانگی پر شاباش ہے
کہ مردانہ پاؤں جما کے قلعہ کو مضبوط اور مستحکم کیا اور خود قلعہ مذکور کے ارک سوم پر اسطرح
بیٹہا کہ باہر والے علانیہ اوسکی مجلس دیکہتے تہے - محاصرہ کے دنون میں کمر نہ باندھی -
سر و پا برہنہ مجلس عیش و نشاط کو گرم رکھا اور کوئی روز ایسا نہ ہوتا تہا کہ قلعہ سے باہر
لشکر غنیم کی برابر وہ سپاہ نہ بہیجتا اور مردانہ کوشش نہ کرتا لشکر قزلباش نے اوس کا تین
طرف سے محاصرہ کر رکہا تہا ——— جب یہ خبر جہانگیر کو لاہور میں
پہنچی تو ان حدود میں توقف مناسب جانا - اور فوراً ایک فوج کلان بسرداری مرزا
غازی بیجہراری بہیجی اور اوسکے ہمراہ اور بڑے بڑے منصبدار اور امیر روانہ کئے
اوسکے ہمراہی بقرا خان کو تینتالیس ہزار روپیہ اور قلیچ بیگ کو سترہ ہزار روپیہ
مدد خرچ کے لئے ملا - اس خدشہ کے رفع کرنے کے لئے اور کابل کی سیر کے لئے بادشاہ
نے لاہور میں توقف کیا +

گوبندوال میں دریاء بیاہ کے کنارہ پر مصار جن رہتا تہا - اوسنے خسرو کے ماتہے
پر زعفران کا قشقہ نیک شگونی کے لئے لگایا - اس قصور میں جہانگیر نے اوسکو قتل کیا
اور مال اور اسباب و مکان و منازل اوسکے سب ضبط کئے خسرو جب لاہور میں تہا تو
راجو اور ابنا نے لوٹ مار مچائی تہی راجو کو دار پر کہینچا اور ابنا سے ایک لاکہہ پندرہ ہزار
روپیہ ڈنڈ لیکر خیرات میں صرف کیا جب خسرو بہاگا تہا تو میں نے یہ قرار دیا تہا کہ
جب تک خسرو کو نہیں پکڑونگا کہیں توقف نہ کرونگا اور یہ احتمال تہا کہ خسرو ہندوستان

پرویز و رانا +

جانب اپنا رخ پھیریگا۔ ایسی حالت میں دار الخلافہ آگرہ کا خالی چھوڑنا صلاح ملک داری سے بعید تھا وہ مرکز دولت اور محل سلطنت و مقام نزول سراپردگیان محل مقدس وگنجہائے عالم کا مدفن تھا اسلئے جب میں نے آگرہ سے خسرو کے تعاقب میں توجہ کی تو پرویز کو لکھا کہ تیرے اخلاص و خدمت نے یہ نتیجہ دیا کہ خسرو دولت سے بھاگا اور سعادت تیرے پاس آئی۔ میں نے اوسکے تعاقب میں یلغار کیا ہے مہات رانا کو مقتضائے واصلاح دولت کسی نوع سے تو فیصلہ کرکے خود جلد آگرہ میں آجا۔ پائے تخت اور خزانہ تجکو چھوڑ گیا اور تجکو خدا کے سپرد کیا پہلے اسکے کہ پرویز پاس حکم پہنچے رانا نے عاجز ہوکر آصف خان پاس آدمی بھیجا کہ میں اپنے کئے سے خجل و نادم ہوں۔ امیدوار ہوں کہ تم میرے شفیع ہوکر شہزادہ کو کسی نوع سے اسپر راضی کرو کہ میں اپنے بیٹے باگھ کو اس پاس بھیجدوں۔ پرویز اس بات پر راضی نہ ہوا اور اوسنے کہا کہ خود تو میرے پاس آ یا کرن کو بھیج اسی وقت خسرو کی فتنہ انگیزی کی خبر پہنچی وقت کا ملاحظہ کرکے آصف خان اور دولت خان باگھ کے آنے پر راضی ہوگئے اور نواحی منڈل گڈہ میں شہزادہ کی خدمت میں باگھ آیا۔ پرویز رانا جبکہ جگنا تھہ اور امرائے تعیناتی کو لشکر میں چھوڑکر خود آصف خان اور چند اور اہل خدمت کے ساتھ آگرہ کو روانہ ہوا۔ اور باگھ کو درگاہ والا میں بھیجا جبکہ وہ حوالی آگرہ میں آیا اور فتح اور گرفتاری خسرو کی خبر اوسنے سنی تو دو روز مقام کیا اور اوس پاس میرا حکم پہنچا کہ میری خاطر سب طرف سے جمع ہے بہت جلد میرے پاس آ۔ وہ نہایت شوق سے ایام برسات میں دور دراز مسافتیں طے کرکے میرے پاس آیا اور میں نے دس ہزاری منصب اور آفتاب گیر اوسکو مرحمت کیا +

دانیال کی اولاد +

دانیال کے فرزندوں کو مقرب خان میرے پاس لایا تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں بیٹوں کے نام طہمورث۔ بایسنغر۔ ہوشنگ تھے میں نے اونپر ایسی مرحمت و شفقت کی کہ کسی کو اسکا گمان بھی نہ تھا سب سے بڑے بیٹے طہمورث کو حکم دیا کہ وہ ہمیشہ میرے ساتھ رہے اور باقی کو میں نے اپنی بہنوں کو سپرد کردیا کہ وہ اونکی خبرگیری کریں +

[illegible] زمیندار [illegible] +

یہ میرے باپ کا ضابطہ تہا کہ عمدہ خدمات پر دو آدمیوں کو شریک کر کے مقرر کرتا تہا۔ اس سبب سے نہیں کہ بے اعتمادی تھی بلکہ اس وجہ سے کہ بشریت ہے اور آدمی کوفت و بیماری سے خالی نہیں ہوتا۔ اگر ایک کو تشویش یا مانع پیش آوے تو دوسرا حاضر ہو تاکہ کاموں اور مہمات مین بندگان خدا معطل نہ رہیں میں بھی اس ضابطہ کا پابند تہا۔ بندیل کھنڈ میں اجیندر سیند کو جو مدت سے فتنہ انگیزی کرتا تہا عبد اللہ خاں نے کالپی سے ایلغار کر کے گرفتار کیا اور کالپی میں لایا۔ اور پہر میرے پاس بہیجا میں نے اوس پر ایسی مہربانی کی جسکا خیال بہی اوسکو نہ تھا اور صوبہ بہار کے بڑے زمیندار سنگرام کو جو تین چار ہزار سواروں کی جمعیت رکہتا تہا اور بڑا فساد مچا یا تہا جہانگیر قلی نے اوسکو تفنگ سے نابود کیا۔ دلیپ سنگہ ولد رائے رایسنگہ کو نواحی ناگور میں کہ مضافات اجمیر سے ہے زاہد خاں پسر صادق خاں و عبد الرحمن بن شیخ ابو الفضل نے لڑکر شکست عظیم دی اور اوسکے بہت آدمی مارے وہ جنگل میں بہاگ گیا +

نوروز دوم و محاصرہ قندہار +

بست دوم ذیقعد ۱۰۱۵ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۰۷ء کو نوروز ہوا رسم معہود کے موافق جشن ہوا۔ اوس روز عرایض قندہار سے مجہے معلوم کہ لشکر بسر کردگی میرزا غازی ولد میرزا جانی کے شاہ بیگ کی کمک کے لئے تعین ہوا تہا وہ ۱۳ شوال سنہ مذکور کو بلدہ قندہار میں داخل ہوا۔ قزلباشوں نے جب قندہار سے ایک منزل پر اس لشکر شاہی کے آنیکی خبر سنی تو وہ سراسیمہ و پریشان کنارہ آب ہلمند تک ۵۶ کوس بہاگ گئے۔ اب معلوم ہوا کہ حاکم فراہ اور اس نواح کی ایک جماعت حکام نے حضرت عرش آشیانی کے مرنے کے بعد یہ خیال کیا تہا کہ اس آشوب میں قندہار آسانی سے ہاتہ آجائیگا بغیر اسکے کہ شاہ عباس کا حکم اُن پاس پہنچے جمعیت کر کے اور ملک سیستان کو اپنے ساتہہ متفق کر کے حسین خان حاکم ہرات پاس آدمی بہیجکر اوس سے کمک طلب کی اوسنے بہی ایک جماعت بہیجی اِن سب نے متفق ہو کر چڑہائی کی۔ یہاں کے حاکم شاہ بیگ نے اس خیال سے کہ جنگ و سرداری اگر شکست ہوگی تو قندہار ہاتہ سے جائیگا۔ قلعگی جنگ ہی بہتر جانا اور قلعہ داری کی ٹہیرائی اور تیز رو قاصد میرے پاس بہیجے میں لاہور میں تہا اس خبر

سنتے ہی ایک فوج کلان اور امرا او منصب اروں کو بسرداری مرزا غازی روانہ کیا پہلے
اسسے کہ مرزا قندہار میں پہنچے شاہ ایران کو خبر ہوئی کہ حاکم فراہ نے مع اس نواح کے
بعض جاگیرداروں کے ولایت قندہار کا قصد کیا ہے اس بات کو نا مناسب سمجھکر حسن بیگ
کے ہاتھ ایک فرمان اونکے نام بھیجا کہ قلعہ قندہار کو چھوڑکر اپنے اپنے مقام پر اس سببسے
چلے جائیں کہ جہانگیر کے سلسلہ علیہ سے محبت و موالات قدیم سے ہے - یہ جماعت پہلے
اسسے کہ حسن بیگ اس پاس پہنچے اور حکم شاہ پہنچائے لشکر شاہی کی خبر سنتے ہی چلے گئے
تھے حسن بیگ ان آدمیوں کو ملامت کرکے میرے پاس لاہور میں آیا اور بیان کیا کہ
یہ جماعت قندہار پر شاہ عباس کے حکم بغیر چڑھ آئی تھی ایسا نہ ہو کہ حضور کی خاطر پر
گرانی ہو - اسلئے میں حاضر ہوا ہوں غرض جب قندہار میں لشکر پہنچ گیا تو وہ سردار خان
کے سپرد ہوا - اور شاہ بیگ مع لشکر کمک لیکر عازم درگاہ ہوا - میرے پیش نہاد ہمت تھا
کہ اپنے آبا و اجداد کے ملک موروثی ولایت ماوراءالنہر کو فتح کروں اس لئے میں
چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مفسدوں و متمردوں کے خس و خاشاک سے پاک صاف کروں
اس ملک کو کسی فرزند کو سپرد کرکے خود آراستہ لشکر جرار اور فیلان برق رفتار اور خزانہ
وافر ہمراہ لیکر ولایت موروث کی تسخیر پر متوجہ ہوں - اس ارادہ کی وجہ سے پرویز
کو رانا کی دفع کے لئے بھیجا اور خود ملک دکن کی عزیمت رکھتا تھا کہ اس اثناء میں
خسرو نے ایسی حرکت ناشائستہ کی کہ ضرور ہوا کہ اسکا تعاقب کرکے اوسکے فتنے
کو دفع کروں اسی سبب سے پرویز کی مہمات نے صورت پسندیدہ نہ پیدا کی اور مصلحت
وقت پر نظر کرکے رانا کو مہلت دی اور اوسکے ایک بیٹے کو ہمراہ لیکر وہ میرے پاس آنے
کے لئے روانہ ہوا اور لاہور میں ملا جب خسرو کے فساد سے خاطر جمع ہوئی اور قزلباشوں
نے جو قندہار کا محاصرہ کر رکھا تھا اونکی شورش بھی بہل طور پہ دفع ہوئی تو دل میں آیا
کہ کابل میں جاکر سیر و شکار کیجئے کہ وہ بھی وطن مالوف کا حکم رکھتا ہے پھر ہندوستان میں
آئے اور اپنے ارادوں کو قوۃ سے فعل میں لائے +

۲ ذی حجہ قلعہ لاہور سے باغ دل آمیز میں کہ راوی کے کنارہ پر ہے منزل گزین ہوا اور چار روز یہاں توقف کیا - ۱۹ فروری روز یکشنبہ کو کہ آفتاب کا روز شرف ہے اس باغ میں بسر کیا اور بعض اپنے بندون کا اضافہ منصب کیا اور دس ہزار روپیہ حسین بیگ فرستادہ ورالیٔ ایران کو عنایت کیئے قلیچ خان و میران صدر جہان و میر شریف آملی کو لاہور میں متعین کیا کہ اتفاق کے ساتھہ وہ ان مہمات کا انصرام کریں جو پیش آئیں - دوشنبہ کو باغ مذکور سے موضع ہری پور میں آیا کہ شہر سے ساڑھے تین کوس ہے سہ شنبہ کو جہانگیر پور میں آیا یہ موضع میری مقرری شکارگاہون میں ہے اوسکے حوالی میں میرے حکم سے آہو کی قبر پر جسکا نام ہنس راج تہا مزار بنایا گیا ہے - یہ آہو آہوان جنگی اور آہوان صحرائی کے صید میں بے نظیر تہا اور اس مینار پر ملا محمد حسین کشمیری نے کہ خوش نویسون میں سرآمد تہا یہ نثر ایک پتھر پر منقش کی ہے کہ درین فضائے دل کش آہوئے بدام جہاندار خدا آگاہ نور الدین جہانگیر بادشاہ آمدہ در عرض یکماہ از وحشت صحرائی برآمدہ سرآمد آہوان خاصہ گشت بنابر ندرت مذکور حکم کردم کہ ہیچکس قصد آہوان این صحرا نکند و گوشت آنہا بر ہندو و مسلمان حکم گوشت گاو و گوشت خوک داشتہ باشد و سنگ قبر اورا بصورت آہو مرتب ساختہ نصب کنند اور سکندر معین کو کہ پرگنہ مذکور کا جاگیردار تہا حکم دیا کہ جہانگیر پور میں مستحکم قلعہ بنایا جائے - پنجشنبہ ۱۴ کو پرگنہ چندالہ میں منزل ہوئی - روز شنبہ ۱۶ کو ایک منزل درمیان حافظ آباد میں ان منازل میں منزل ہوئی کہ میر قوام الدین نے وہان کے کروڑی سے بنوائی ہتین دو کوچ میں دریائے چناب کے کنارہ پر پہنچا اور پنجشنبہ ۲۱ ذی حجہ کو اس دریا کے پل سے عبور کرکے پرگنہ گجرات حوالی میں گیا یہاں منزل ہوئی - حیثے الدما جد کشمیر کو جاتے تہے تو دریا کے کنارہ پر یہ قلعہ تعمیر کیا تہا - گوجرون کا گروہ جو اس نواح میں رہزنی اور راہزنی کرتا تہا اُس کو اس قلعہ میں لاکر آباد کیا اس سبب سے کہ وہ گوجرون کا مسکن بنا اسکا نام گجرات رکہکر علیحدہ پرگنہ مقرر کیا - گوجرون کی قوم کشت وکار کمتر کرتی ہے اور شیر و جغرات پر

اپنی اوقات بسر کرتی ہے۔ روز جمعہ کو گجرات سے پانچ کوس پر خواص پورہ میں منزل ہوئی اسکو
خواص خان غلام شیر خان نے آباد کیا تہا۔ اور دو منزل درمیان کے بعد دریائے بہت پر مقام
ہوا۔ اس دن شدت سے ہوا چلی اور کالی گھٹا آسمان پر آئی۔ مینہ اس شدت سے برسا کہ بوڑھے
بوڑھے آدمی کہتے تہے کہ ہم کو ایسا مینہ برسنا یاد نہیں۔ پہر اولے مرغی کے انڈے کی برابر
پڑے۔ پانی کی طغیانی اور بارش کی شدت سے پل ٹوٹ گیا۔ میں نے اپنے اہل حرم اور
مقربوں کے ساتھ کشتی میں عبور کیا کشتیاں کم تہیں میں نے حکم دیا کہ آدمی پہلے کشتیاں
لاکر از سر نو پل باندہیں ایک ہفتہ میں یہ پل بنا اور تمام لشکر بفراغت گذرا کشمیر میں
دریائے بہت کا منبع ایک چشمہ ہے ترناگ اسکا نام ہے اور ہندی زبان میں ترناگ
سانپ کو کہتے ہیں ظاہر اس مکان میں کوئی مار بزرگ ہوگا۔ اپنے باپ کی حیات میں
دو مرتبہ اس سرچشمہ پر میں گیا تہا شہر کشمیر سے دہ بیس کوس ہے۔ وہ مثمن حوض کی شکل کا
ہے تخمیناً بیس گز سے نہیں گذر ہوگا۔ اس نواح میں اہل صنعت ہندوں کی عبادتگاہ کے آثار
سنگین حجرے اور غار متعدد موجود ہیں۔ اس سرچشمہ کا پانی نہایت صاف ہے جس کے
عمق کا قیاس نہیں ہوسکتا۔ اگر ایک خشخاش کا دانہ اس میں ڈالیں تو وہ زمین پہ پہنچنے
تک دکھائی دیگا۔ میں نے سنا تہا کہ چشمہ تھاہ نہیں رکھتا اسلیئے میں نے رسی میں پتھر باندہ
کے لٹکایا تو آدمی کے ڈیڑہ قد کے موافق عمق نکلا۔ بعد از جلوس میرے حکم سے اطراف چشمہ
کو پتھر سے بستہ کرکے اوسکی اطراف میں باغچہ لگائے ہیں۔ چشمہ کو اوسکی جدول بنایا اور دو
پر ایوان اور خانے بنائے تہے اس مقام کو ایسا مرتب کردیا کہ ربع مسکون کے سیر کرنیوالے
کہتے ہیں کہ ایسی جگہہ کم نشان دیتے ہیں۔ شہر سے دو کروہ پر موضع پامپور میں چشمہ کا پانی
ہے تو زیادہ ہوجاتا ہے اور کشمیر کا زعفران یہیں حاصل ہوتا ہے معلوم نہیں کہ دنیا میں کسی جگہہ
یہاں سے زیادہ زعفران ہوتا ہو۔ ہر سال ہندوستانی پانسو من زعفران پیدا ہوتا ہے
میں اس سرزمین میں اپنے باپ کے ساتھ موسم گل زعفران میں آیا تہا۔ تمام عالم کے پہولوں
میں اول شاخ بعد ازاں برگ پہر گل آتا ہے بخلاف اسکے گل زعفران ہے کہ خشک زمین سے

چار انگشت اوسکی ساق نکلتی ہے تو پہول سوسنی رنگ کا جسکی چار پتیاں ہوتی ہیں نکلتا ہے
اور چار ریشہ نارنجی مثل گل عصفر اوسکے اندر ہوتے ہیں اور در - ازی میں ایک پور کی برابر
زعفران بہی ہوتا ہے - وہ خشک زمین میں جسکو پانی نہیں دیا جاتا ڈہیلوں میں پیدا
ہوتا ہے - بعض زعفران زار ایک کوس کے اور بعض آدہ کوس کے ہوتے ہیں دور سے بہت بڑے
عمدہ نظر آتے ہیں - اوسکی بو کی تیزی سے میرے سفر لوگوں کے سر میں درد ہونے لگا - باوجودیکہ
مجہے شراب کا نشہ تہا اور شراب کا پیالہ پیتا تہا مجہے بہی درد سر ہوا - جوان صفت کشمیریوں
سے جو زعفران چن رہے تہے میں نے پوچہا کہ تمہارا حال کیا ہے تو معلوم ہوا کہ کبہی عمر بہر
درد سر اونکے تصور میں بہی نہیں آیا - اس چشمہ تریاک کے پانی کو کشمیر میں بہت کہتے ہیں
اسکے داہیں باہیں طرف سے ندی نالے ملکر اوسکو دریا بنا دیتے ہیں اور وہ شہر کے عین
وسط میں گذرتا ہے - عرض اسکا اکثر جا زیادہ نہیں ہوتا اسکے پانی کو بسبب کثافت
کہاری پن کے کوئی نہیں پیتا سارے کشمیری آب گیر سے جو شہر کے متصل ہے اور اس کا
نام ڈل ہے پانی پیتے ہیں اور آب بہت اس تالاب میں آنکر بارہ مولہ کی راہ سے پکلی
اور دہتور سے پنجاب میں جاتا ہے کشمیر میں وہ خانے اور چشمے بہت ہیں اور سب میں
بہتر آب درہ لار ہے جو موضع شہاب الدین پور میں آب بہت میں ملتا ہے اور یہ موضع
بہی کشمیر کے مشہور مقامات میں دریا بہت کے قریب ہے - یہاں سو چنار خوش اندام ایک قطعہ
زمین میں سرسبز و خورم ایک دوسرے کے ہاتہ میں ہاتہ دئے ہوئے کہڑے ہیں اور
اس ساری زمین کو اپنے سایہ سے گہیرے ہوئے ہیں سطح زمین پر سبزہ و سہ برگہ ہے اوسکے
اوپر فرش بچہانا بیدردی اور بدسلیقگی ہے - اس دہ کو سلطان زین العابدین نے آباد
کیا ہے جسنے اس ملک میں باون برس بڑے استقلال سے سلطنت کی ہے اوسکو یہاں
بار وشاہ (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں - اسکے خوارق عادات کی نقلیں بہت لوگ کرتے ہیں -
کشمیر اور اوسکی عمارات و علامات و آثار بہت ہیں منجملہ اوسکے ایک آب گیر کے درمیان جسکا
نام اولر ہے اور عرض و طول اسکا تین کوس سے زیادہ ہے ایک عمارت زین لنکا (یا زین

بنائی ہے اس عمارت کی بنیاد رکھنے میں بڑی کوشش کی گئی ہے اس آب گیر کی تہ عمیق ہے اول
اس میں کشتیوں میں پتہر بہر بہر کر ڈالے مگر کچہہ فائدہ نہ ہوا پہر کئی ہزار کشتیاں پتہروں سے
پہر کر اس میں ڈبوئیں اور بہت محنت وجانکاہی سے پانی سے باہر سوگز مربع ایک صفہ بنایا
اور صفہ کے چہار دل طرف عمارات بنائیں - ایک عبادت کدہ اپنے پروردگار کی پرستش
کے واسطے ترتیب دیا - اکثر اوقات کشتی میں بیٹہہ کر وہ یہان آتا اور بہت دنوں تک بیٹہے چلے کہینچتا - ایک دن
ایک ناخلف زادہ قتل کے قصد سے عبادت خانہ میں اوسکو تنہا سمجہہ کر شمشیر کشیدہ آیا - مگر جب باپ
پر اوسکی نظر پڑی تو صلابت پدری وشکوہ صلاح سے سراسیمہ ومضطرب ہوکر الٹا پہرا بعد ایک
لحظہ کے سلطان عبادت خانہ سے نکل کر اسی بیٹے کے ساتہہ کشتی میں بیٹہہ کر شہر کو روانہ ہوا
اور اثناء راہ میں بیٹے سے کہا کہ عبادت خانہ میں میں اپنی تسبیح بہول آیا ہوں کشتی پر
سوار ہوکر میری تسبیح لے آ - بیٹا عبادت خانہ میں آیا تو باپ کو بیٹہے دیکہا یہ سعادت دیکہہ کے
ازروے شرمندگی باپ کے قدموں پر گرا اور اپنی تقصیر کی عذر خواہی کی غرض اسطرح
کی اوسکی خوارق بہت مشہور ہیں اور کہتے ہیں کہ خلع بدن کا علم اوسکو خوب آتا تہا
(اب ان جہوٹی جہوٹی باتوں کو احمقوں کے سوا کون یقین کرتا ہے) چونکہ وہ اپنے بیٹوں
کے اوضاع واطوار سے جانتا تہا کہ وہ حکومت وریاست کی طلب میں تعجیل کرتے ہیں
تو اوسنے اونسے کہا کہ مجہے ترک حکومت کیا بلکہ ترک حیات بہت آسان ہے مگر میرے
بعد تم میں سے کوئی کام نہ ہوگا اور تمہاری دولت کو بقا نہ ہوگی - اور تہوڑے دنوں
میں اپنے عمل اور نیت کی جزا کو پہنچوگے یہ بات کہہ کر اوسنے کہانا اپنا چہوڑا اور ایک
چلہ اسی طرح گذارا اور اپنی آنکہوں کو خواب سے آشنا نہ کیا اور ارباب سلوک و ریاضت کے
ساتہہ عبادت الہی میں مشغول ہوا - اور چالیسویں دن ودیعت حیات سپرد کرکے
جوار حق سے پیوستہ ہوا - اوسکے تین بیٹے آدم خان حاجی خان - بہرام خان آپسمیں
لڑے اور بہت غارت ہوئے اور کشمیر کی حکومت جماعت چکان کو ہاتہہ لگی جو اس ملک کے
عوام الناس میں تہے اور سپاہی کا پیشہ رکہتے تہے اور بادشاہوں نے اپنی حکومت میں

صفہ مذکور کے تین ضلعوں میں عمارتیں بنائیں لیکن کوئی عمارت زین العابدین کی عمارت کے استحکام کو نہیں پہنچتی تہی کشمیر کی خزان و بہار دونو دیکہنے کے قابل ہیں میںنے فصل خزان دیکہی اوسکا حال جو سنا تہا اوس سے بہتر پایا۔ اوسکی فصل بہار نہیں دیکہی سوا امید ہے کہ کسی دن دیکہونگا +

روز دوشنبہ غرہ محرم کو دریائے بہت کے کنارہ سے ایک وزدر میان قلعہ رہتاس میں آیا جسکو شیرخان نے بنایا ہے۔ اس قلعہ کو ایسی شکستگی زمین میں بنایا ہے کہ اسسے زیادہ مستحکم جگہ خیال میں نہیں آتی۔ یہ زمین گکہروں کی ولایت کے قریب ہے اور یہ ساری قوم سرکش و متمرد ہے یہ قلعہ خاص اوسکی تنبیہ و سرکوبی کے لئے بنایا گیا ہے۔ کچہہ بنا تہا کہ شیرخان مرگیا۔ اوس کے بیٹے سلیم خان کو اوسکے پورا بنانے کی توفیق ہوئی۔ قلعہ کے دروازوں کے پتہروں پر قلعہ کی تعمیر کا خرچ کندہ کیا ہے۔ ۱۶ کروڑ دس لاکہہ دام کسر بے نزایہ، اس عمارت میں خرچ ہوا ہے جو ہندوستان کے حساب سے چالیس لاکہہ پچیس ہزار روپیہ ہوتا ہے +

سہ شنبہ کو پانچ کوس چلکر تلہ میں منزل کی تلہ گکہروں کی زبان میں ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ اور وہاں سے بہکرا کی دہ میں آیا۔ اسی جماعت کی زبان میں بہکرا ایک بوٹیہ ہے جس میں گل سفید بے بو کے ہوتے ہیں تلہ سے بہکرا تک تمام راہ میں جو خانہ کے درمیان آیا اوسمیں پانی رواں تہا اور کنیر کے پہول کہ شگوفہ شفتالو کی کلیوں کا عالم دکہاتے تہے نہایت رنگین و شگفتہ تہے۔ ہندوستان کی زمین میں یہ پہول ہمیشہ شگفتہ و بہار پر رہتا ہے اس درخت کی اطراف میں وہ کثرت سے تہے میں نے حکم دیا کہ جتنے سوار و پیادے میرے ہمراہ ہیں اس پہول کے دستے سر پر لگائیں اور جس شخص کے سر پر یہ پہول نہ ہوں اوسکی دستار اوتاری جائے یوں جیسے آگ کا عجب گلزار ہاتہہ لگا۔ روز پنجشنبہ ششم کو حسن ابدال میں منزل کی یہاں گل پلاس پہیشرم شگفتہ تہے۔ یہ پہول بہی ہندوستان کے جنگل سے مخصوص ہے اس میں بو نہیں ہوتی مگر اسکا رنگ نارنجی آتشی ہوتا ہے

اور جتراوسکی کالی ہوتی ہے اور بوٹہ اسکا گل سُرخ کے بوٹہ کی برابر ایسا دکہائی دیتا ہے کہ اوسپر
نظر اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا ہوا نہایت لطیف تھی اور آفتاب کے نور کا حجاب سحاب تہا
اور پھوار پڑتی تہی تو میں نے شراب پی اور شگفتگی اور خوش حالی کے ساتہہ راہ طے کی
اس محل کو ہتیا اس سبب سے کہتے ہیں کہ اوس کو گکھر ہاتھی نے آباد کیا ہے اور اس ملک کو
مارگلہ سے ہتیا تک پوٹھوار (پٹھوار) کہتے ہیں۔ ان حدود میں زاغ بہت کم ہوتا ہے۔
رہتاس سے ہتیا تک بوگ یال کا ملک کہلاتا ہے یہ لوگ مال گکھروں کے ساتہہ خویش و ہم جد ہیں
روز جمعہ ہفتم کو پونے پانچ کوس کوچ کرکے پکہ میں منزل کی۔ پکہ اوس کو اس سبب سے
کہتے ہیں کہ اسمیں پکی اینٹ کی سرا بنی ہوئی ہے یہ بڑے پر گرد و تنگ منزل تہی
راہ کے ناخوش ہونے کے سبب بڑی مشکل سے ارابے منزل پر پہونچے۔ اس جگہ برج کوس
(کہٹاساک) کابل سے لائے تہے اکثر اسمیں سے ضایع ہوگیا۔ روز شنبہ ہشتم ساڑھے چار
کوچ کرکے موضع کور میں (کھر) منزل ہوئی۔ گکھروں کی زبان میں کھر جرا اور شکستگی کو کہتے
ہیں۔ اس ولایت میں درخت کم ہیں۔ روز یکشنبہ نہم کوراول پنڈی سے گذر کر منزل
نزول ہوئی اس موضع کوراول ایک ہندو نے آباد کیا تہا اور یہاں کی زبان میں پنڈی
دہ کو کہتے ہیں اس منزل کے قریب درہ کے درمیان پانی کی رو جاری تہی۔ اس کے آگے
تال تہا جسمیں رو کا پانی آکر جمع ہوتا تہا سر منزل صفائی سے خالی نہ تہا میں اس جگہ اُترا
اور گکھروں سے پوچھا کہ اس تال کا عمق کس قدر ہے تو اونہوں نے جواب مشخص نہ دیا اور
بیان کیا کہ باپ دادا سے سنتے چلے آئے ہیں کہ اس پانی میں نہنگ ہوتے ہیں اور جو جانور
پانی میں جاتے ہیں زخمی و مجروح باہر نکلتے ہیں اس سبب سے کسی کو اس پانی میں جانے کی
جرأت نہیں ہوتی۔ میں نے حکم دیا کہ ایک گوسفند اس تال میں چہوڑی جائے وہ تمام حوض
میں تیر کر باہر نکل آئی پہر میں نے ایک فراش کو تیرنے کا حکم دیا وہ بہی تیر کر سالم نکلا اس سے
معلوم ہوا کہ گکھروں نے جو کہا اوسکی کچھہ اصل نہ تہی۔ اس تال کا عرض ایک تیر انداز کی برابر
ہوگا۔ دوشنبہ دہم موضع خربوزہ میں منزل ہوئی پہلے زمانہ میں یہاں گکھروں نے ایک

گنبد بنایا تہا۔ اور وہاں آنے جانیوالون سے باج لیتے تہے۔ اس گنبد کا اندام خربوزہ
سے مشابہت رکہتا تہا اسلئے اوسکا نام یہی مشہور ہوگیا۔ سہ شنبہ یازدہم کالا پانی میں آیا
اس منزل میں ایک کوتل ہے جسکا نام مارگلہ ہے ہندی میں مار کے معنی زدن کے ہیں
اور گلہ کے معنی قافلہ کے یہاں قافلے مارے جاتے تہے اسلئے اوسکو مارگلہ کہتے تہے
گکہڑ ونکی ولایت یہانتک ہے یہ جماعت عجیب حیوان صفت ہے ہمیشہ آپس میں لڑتی
رہتی ہے ہر چند میں نے چاہا کہ اسمیں رفع نزاع ہو مگر کچہہ فائدہ نہیں ہوا۔
جان جاہل بسختی ارزانی (جاہل کی جان سختی کے زمانہ میں بڑی سستی ہوتی ہے)
روز چہارشنبہ دوازدہم حسن ابدال میں منزل ہوئی۔ شرق رویہ ایک کوس پر آبشار ہے
جسکا پانی بڑی تندی سے گرتا ہے۔ کابل کی راہ میں اوسکی برابر کوئی آبشار نہیں ہے
کشمیر کی راہ میں اس قسم کے دو تین آبشار ہیں۔ اس آبشار کا جو آبگیر منبع ہے اسکے
درمیان راجہ مانسنگہ نے ایک مختصر عمارت بنائی تہی۔ اس آبگیر میں آدہ اور پاؤ گز
لمبی مچھلیاں بہت سی ہیں۔ اس دلکش مقام میں تین روز توقف ہوا اور اپنے مقربون
کے ساتہہ شراب پی اور مچھلی کا شکار کھیلا۔ ابتک میں نے سفرہ جال جسکو ہندی میں بہنور
جال کہتے ہیں دریا میں نہیں لگایا تہا۔ اسکا لگانا مشکل سے خالی نہیں اسکو میں نے
اپنے ہاتہہ سے ڈالا اور دس بارہ مچھلیاں پکڑیں اور پہر اونکی ناک میں موتی ڈالکر
چہوڑ دیا۔ یہاں کے متوطنوں اور مورخون سے حسن ابدال کا حال کچہہ نہ معلوم ہوا۔
جسنے پوچہا اوسنے مشخص جواب نہیں دیا۔ یہاں سب سے زیادہ مشہور جگہ وہ ہے جہاں دامن
کوہچہ سے ایک چشمہ جاری ہے اسکا پانی نہایت صاف ہے اور حلاوت و لطافت ایسی
رکہتا ہے کہ حضرت امیر خسرو کا یہ شعر اسپر صادق آتا ہے **بیت**

ذرہ آبش از صفا ریگ خرد کور تواند بدل شب شمرد

یہاں خواجہ شمس الدین محمد خانی نے جو والد بزرگوار کا وزیر مدتون تک رہا ہے ایک صفہ
بنایا اور اسکے درمیان ایک حوض بنایا جسمیں چشمہ کا پانی آتا ہے اور زراعات و باغات

میں صرف ہوتا ہے اس صفہ کے کنارہ پر ایک گنبد اپنے مدفن کے لئے بنایا تھا مگر
بسبب اتفاق یہ جگہ اوسکو نصیب نہ ہوئی۔ حکیم ابو الفتح گیلانی اور اوسکا بھائی حکیم ہمام
میرے باپ کے بڑے مقرب تھے یہاں مدفون ہیں۔ پانزدہم کو امرودہی میں منزل ہوئی
یہاں ایک عجیب سبزہ زار ریگ وستی دیکھا جس میں اصلا بلندی اور پستی نہیں اس موضع میں
اور اوسکے حوالی میں سات آٹھ ہزار خانوار کھاترا ور دلازاک کے متوطن ہیں وہ طرح طرح کے
فساد و تعدی و رہزنی کرتے ہیں میں نے حکم دیا کہ ان حدود اور اٹک کی سرکار ظفر خان
پسر زین خان کو سپرد ہوا اور جب تک کہ میں کابل سے مراجعت کروں تمام دلازاکوں
کو لاہور کی طرف وہ بھیجدے اور کھاتوڑوں کے سرداروں کو پکڑکر محبوس و مقید کرے
روز دوشنبہ ہفتدہم ایک منزل درمیان قلعہ اٹک میں دریائے نیلاب کے کنارہ پر نزول ہوا
اس منزل میں مہابت خان کو منصب دو ہزار پانصدی ملا۔ یہ قلعہ والد ماجد نے بنوایا تھا
اور خواجہ شمس الدین کے اہتمام سے اوسکی تعمیر تمام ہوئی تھی یہ ایک مستحکم قلعہ ہے۔ دریائے
نیلاب طغیانی پر تھا۔ اٹھارہ کشتیوں کا پل بندھا تو لشکر نے سہولت سے عبور کیا۔ امیر الامرا بیمار
ضعیف اور بیمار تھا کہ میں نے اٹک میں اسکو چھوڑا اور بخشیوں کو حکم دیا کہ کابل کی ولایت
لشکر عظیم کی برداشت نہیں کرسکتی۔ سوائے نزدیکیوں اور مقربوں کے کوئی دریا سے عبور
نہ کرے وہ میری معاودت تک اٹک میں رہیں۔ اور چہارشنبہ نوزدہم شاہزادوں اور چند
خاصوں کو ساتھ لیکر جالہ پر سوار ہو کر آب نیلاب سے سلامت گذرا (نیلاب ایک قصبہ تھا جسکے
سبب سے اس دریا کا نام بدل گیا نیلاب اٹک مشہور ہوا) شمال مشرق سے نیچے کی طرف اوسکو
ابباسین کہتے ہیں اور کالا باغ سے اٹک تک اوسکو اٹک کہتے ہیں اور اوسکے ہمسایہ کے
ہندو سندھ کہتے ہیں اسلئے کہ انہوں نے اپنے دہرم شاستر میں بھی نام پڑھا ہے)
اور دریائے کامہ کے کنارہ پر فروکش ہوا۔ یہ دریا جلال آباد کے نیچے بہتا ہے (دریائے کامہ
کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جلال آباد کے محاذی ایک قلعہ کا نام یہ ہے۔ وہاں دریائے کابل سے
دریا کو نیبر ملتا ہے) گنو بیتر کو بھی کامہ کہتے ہیں جسکے نیچے کے حصہ کو جہانگیر نے کامہ لکھا ہے

اوسکو اب اکثر لنڈی ہا لنڈ کہتے ہیں پنچکورہ کے ملک سے لنڈی نکلتی ہے اور تقریباً جنوب میں بہکر
پیشاور کے سامنے دریا کابل میں ملتی ہے جلال آباد سے پیشاور تک لے وسکو کامہ کہتے
ہیں) اجالہ کو بانس اور خس سے ترتیب دیتے ہیں اور اوسکی تہ میں ہوا سے بھری
ہوئی مشکیں باندھتے ہیں اس ولایت میں اوسکو شال کہتے ہیں جن دریاؤں اور پانیوں
میں پتھر ہوتے انمیں وہ کشتیوں سے زیادہ امین ہوتی ہیں۔ بارہ ہزار روپیہ شریف
آملی اور اس جماعت کو جو لاہور میں متعین تھے دیے گئے کہ فقرا میں تقسیم کریں۔ اور
عبدالرزاق معموری اور بہاریداس بخشی احدیان کو حکم ہوا کہ جو جماعت ظفرخان کے
ساتھہ چھوڑی گئی ہے اوسکے لئے سامان تیار کرکے روانہ کرین۔ یہان سے ایک منزل
درمیان سرائے بارہ میں منزل ہوئی۔ سرائے بارہ کے مقابل میں آب کامہ کے اس طرف
ایک قلعہ زین خان کوکہ نے اسوقت بنایا تھا کہ وہ یوسف زئی افغانون کے استیصال کے
واسطے گیا تھا اور اوس کو نوشہر سے موسوم کیا تھا اور اس میں پچاس ہزار روپیہ کے قریب
خرچ ہوا تھا۔ کہتے ہیں حضرت ہمایون نے اس سرزمین مین گورخر کا شکار کھیلا تھا اور مین نے
اپنے باپ سے سنا کہ اونسے اپنے باپ کے ساتھہ دو تین مرتبہ اس شکار کا تماشا دیکھا تھا۔
روز پنجشنبہ بست وپنجم سرائے دولت آباد مین فروکش ہوا۔ احمد بیگ کابلی جاگیردار
پرشاور یوسف زئی اور غوریہ خیل کے ملکون کو ساتھہ لیکر میری ملازمت میں آیا احمد بیگ
کی خدمت مستحسن نہیں معلوم ہوئی اوسکو بدل دیا اور شیرخان افغان کو یہ ولایت عنایت کی
چہارشنبہ بست وششم باغ سردارخان میں کہ حوالی پرشاور میں ہے منزل ہوئی اس
نواح میں جوگیوں کے مشہور معبد گھورکھتری کی سیر اس خیال سے کی کہ شاید کوئی فقیر نظر
آئے کہ اوسکی صحبت سے فیض یاب ہون مگر فقیر تو حکم عنقا اور کیمیا کا رکھتا ہے۔ ایک گلہ بیکی
بے معرفت نظر آیا جسکے دیکھنے سے تیرگی کے سوا کچھہ نہیں حاصل ہوا۔ روز پنجشنبہ
بست ہفتم کو جمرود میں نزول ہوا۔ روز جمعہ بست وہشتم کو کوتل خیبر میں آیا اور علی مسجد
میں منزل ہوئی۔ شنبہ بست ونہم کو کوتل ہاریچ سے گذرکر غریب خانہ میں اترا۔ سہ شنبہ دوم صفر

بیساول میں کہ دریا کے کنارہ پر واقع ہے منزل ہوئی دریا کے اس طرف ایک پہاڑ ہے کہ اصلا درخت و سبزہ وہاں نہیں ہوتا اسلئے اوسکو کوہ بے دولت کہتے ہیں والد ماجد سے مینے سنا کہ ایسے پہاڑوں میں معدن طلا ہوتی ہے۔ امیر الامرا کو مالی اور ملکی خدمات سپرد کی تہیں اسکی بیماری کو امتداد ہوا اور اوسکی طبیعت پر نسیان ایسا غالب ہوا کہ جو ایک ساعت مقرر میں مذکور ہوتا وہ دوسری ساعت میں بہول جاتا اور روز بروز یہ نسیان زیادہ ہوتا جاتا تہا وزارت کی خدمت آصف خان کو عنایت ہوئی۔ رود خانہ میں ایک سنگ سفید تہا میں نے حکم دیا کہ اوسکو فیل کی صورت میں تراش کر اوسکی سینہ میں یہ مصراع تاریخ ہجری کے سال کی ہے نقش کیا جائے۔ سنگی سفید فیل جہانگیر بادشاہ ۔۳ صفر کو کلیان پسر راجہ بکرماجیت گجرات سے آیا اور اس حرامزادہ مفسد کے مقدمات غیر مکرر میں نے سنے تہے۔ ایک ان میں سے یہ تہا کہ کسی مسلمانی لولی عورت کو اوسنے اپنے گہر میں ڈال لیا تہا۔ اور اسلئے کہ اس مقدمہ کی شہرت نہو اسکے ماں باپوں کو مارکر اونکو اپنے گہر میں گور میں دفن کردیا تہا اول اوسکو قید کیا اور تحقیق کے بعد حکم دیا کہ اول اوسکی زبان کاٹی جائے اور دائم الحبس ہے۔ اور سگبانوں اور حلال خوروں کے ساتہہ کہانا کہلایا جاوے ۔ پہر سرخاب میں بعد اسکے جلدلک میں منزل ہوئی۔ یہاں چوب بلوت دیکہی جس سے بہتر کوئی لکڑی جلانے کے لئے نہیں ہوتی آب باریک میں۔ پہر پوربت بادشاہ میں منزلیں ہوئیں اور پہر بگرام میں اس منزل میں ایک ابلق جانور بشکل موش بہ آن جسکو ہندی میں گلہری کہتے ہیں مجہے دکہایا گیا ۔ اور لوگوں نے کہا کہ جس گہر میں یہ جانور ہوتا ہے اوسکے پاس چوہا نہیں پہٹکتا اسلئے اسکو میر موشاں کہتے ہیں میں نے ابتک اپنی عمر میں اوسے دیکہا نہ تہا مصوروں کو حکم دیا کہ اوسکی شبیہ کہینچیں وہ راسو سے بہت بڑا ہوتا ہے اور اوسکی صورت بلی سے مشابہت رکہتی ہے +

احمد بیگ خان افغان کو بنگش کی تنبیہ تادیب کے لئے تعین کیا اور عبد الرزاق معموری کو جو اٹک میں تہا حکم دیا کہ دہ صد از اس پسر راجہ بکرماجیت کی تحویلداری میں دو لاکہہ روپیہ ہمراہ کرکے لشکر مذکور کی کومکیوں میں تقسیم کرے اور ہزار برقنداز بہی اس لشکر کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوے

شیخ عبدالرحمن ولد شیخ ابوالفضل کو منصب دو ہزاری ذات اور ہزار و پانصد سوار اور افضل خانی کا خطاب مرحمت ہوا اور پندرہ ہزار روپیہ عرب خان کو دیا گیا او قلعہ بلاغ بنگش کی مرمت کے واسطے بیس ہزار اور اوسکی تحویل میں دیا گیا۔ اور دلاور خان افغان کو سرکار خانپور مرحمت ہوئی شنبہ ہیزدہم پل مستان سے باغ شہر آرا تک جہاں میر لشکر اترا دورویہ فقرا اور محتاجوں پر روپئے اٹھنیاں چونیاں بکھیر گیا اور میں باغ مذکور میں داخل ہوا۔ اس باغ کے درمیان ایک چار گز کے قریب عریض جوئے تھی میں نے اپنے ہم سالوں اور ہم سنوں سے کہا کہ اس ندی پر سے پہلانگیں اکثر نہ پہلانگ سکے اوس کے اندر یا کنارہ پر گر پڑے میں ہی پہلانگا۔ مگر حسن چستی و چالاکی سے کہ بیس سال کی عمر میں اپنے باپ کے سامنے پہلانگا تہا اب چالیس برس کی عمر میں نہ پہلانگ سکا۔ اسی دن کابل کے سات باغوں میں جو مشہور ہیں پیادہ پا پہرا۔ ایک قطعہ زمین اوس کے مالکوں سے خرید کر کے ایک باغ لگوایا اور اوسکا نام جہان آرا رکہا اور بارہ آدمیوں کو حکم دیا کہ جبتک میں کابل میں ہوں ہر پنجشنبہ کو ایک ہزار روپیہ فقرا میں تقسیم کیا کریں اور یہ بھی حکم دیا کہ کر کنار جوئے پر جو دو چنار وسط باغ میں واقع ہیں ایک کو فرح بخش اور دوسرے کو سایہ بخش کہا کریں اور سفید سنگ کے پارچہ کو کہ ایک گز طول میں اور پون گز عرض میں ہو نصب کریں اور ایک طرف میرا نام اور صاحب قرانی کا نام اوسپر نقش کریں اور دوسری طرف یہ لکہیں کہ زکات و خراجات کابل را بالتمام بخشیدم ہر کس از اولاد و اعقاب ما خلاف این عمل نماید بغضب و سخط الہی گرفتار آید۔ میرے جلوس تک یہ خراجات معمول و مستمر تہے ہر سال اس وجہ سے بندگان خدا سے بہت روپیہ لیا جاتا تہا میری سلطنت کے زمانہ میں یہ بدعت رفع ہوئی اور میرے آنے سے کابل میں یہ تخفیف اور رفاہیت رعایا کے حال میں ہوئی اور غزنین کے رئیسوں و ملکوں کو خلعت ملے اور اونکے مطالب و مقاصد حسب دل خواہ بر آمد ہوئے میں نے حکم دیا کہ سنگ مذکور پر روز پنجشنبہ ہیزدہم صفر کندہ کیا جائے کہ یہ شہر کابل میں میرے آنے کی تاریخ تہی اور تاریخ ہجری کے مطابق تہی کابل کے جنوب و میہ

دامن کوہ میں ایک تخت تھا جو تخت شاہ مشہور تھا اوسکے قریب ایک صفہ پتھر سے تراش کر بنایا تھا جسپر حضرت فردوس مکانی بیٹھکر شراب نوشجان کرتے تھے اس سنگ کے ایک کونہ میں ایک حوض بنایا تھا جس میں دو من ہندوستانی شراب آتی تھی۔ اور دیوار صفہ پر یہہ عبارت کندہ کرائی تھی کہ تختگاہ بادشاہ عالم پناہ ظہیرالدین محمد بابر ابن عمر شیخ گورگان خلد اللہ ملکہ فی سنہ ۹۱۴ھ میں نے حکم دیا کہ اس صفہ کے برابر ایک اور تخت بنایا جائے حوضچہ اسکے کنارہ پر پہلے حوضچہ کی وضع پر بنایا جائے اور میرا نام صاحبقرانی کے نام کے ساتھ کندہ ہو میں اس تخت پر بیٹھا اور دونو حوضچوں کو شراب سے بہر دیا اور جتنے ملازم میرے ساتھ آئے سب کو شراب پلائی ایک شاعر نے یہ تاریخ کہی بادشاہ ملاد ہفت اقلیم اسکو بھی کندہ کرانے کا حکم دیا +

کابل کے احوال دریافت کرنے کے لیئے واقعات باری میرے مطالعہ میں رہتی تھی وہ سارے سوا اوساڑہ چار جزو حضرت بابر کے دست مبارک کی لکھی ہوئی تہی سو میں نے اپنے ہاتھ سے ان چار جزوں کو لکھا اور ان اجزاے کے آخر میں ایسی ترکی عبارت لکھی جس سے معلوم ہو کہ میں نے یہ اجزاء لکھے ہیں باوجودیکہ میں ہندوستان میں بڑا ہوا ہوں لیکن ترکی زبان بولنے اور لکھنے سے عاری نہیں ہوں +

سوم ربیع الاول کو خیابان میں گھوڑوں پر امیروں اور شاہزادوں کو سوار کر کے گھوڑ دوڑ کرائی۔ اسپ تنگ عربی کہ عادل خان والی بیجاپور نے بھیجا تہا وہ سب گھوڑوں پر سبقت لے گیا ارادہ ہوا کہ شاہ بیگ خان کو کابل سپرد کر کے ہندوستان کو روانہ ہوں راجہ نرسنگہ دیو کی عرضداشت آئی کہ میں نے اپنے برادرزادہ کو کہ فتنہ انگیزی کرتا تہا پکڑ لیا اور اوسکے آدمیوں کو قتل کیا قلعہ گوالیار میں اوسکے قید کرنے کا حکم میں نے دیا +

۱۳ صفر کو میں نے خسرو کو بلاکر اوسکے پاؤں سے بیڑیاں اُتروائیں اور شہر آرا باغ کی سیر کی اجازت دی مہر پدری نے تقاضا کیا میں اوسکو باغ کی سیر سے محروم کروں خسرو سے اعمال ناشائستہ مکرر ظہور میں آئے تہے اور ہر طرح کی عقوبت کا مستحق وہ تہا مگر مہر پدری نے

اجازت نہین دی کہ میں اسکی جانکا قصد کرون باوجودیکہ قانون سلطنت اور طریقہ جہانداری میں ایسے امور میں جو غایت کی
ناپسندیدہ ہیں اسکی تقصیر سے چشم پوشی کی اور اسکو نہایت آسودگی اور رفاہیت میں نگہبانی کی معلوم ہوا کہ اسنے بعض اوباش
ناعاقبت اندیشونکی پاس آدمی بہیجے اور انکو فسادکی ورہبر مارنیکی ترغیب دی اور وعدہ دن کا اسیدوار کیا
ایک جماعت تیرہ روزگار کوتاہ فکرنے آپس میں اتفاق کرکے یہ چاہا کہ جب مین کابل میں اور
اوسکی اطراف مین شکار کرنے جاؤن تو وہ میرا شکار کرین مگر اللہ تعالی کا کرم وحفظ
بادشاہون کا حافظ و پاسبان ہوتا ہے اسلئے وہ اس بات کو نہ کرسکے جسدن کہ میں
سرخاب میں میں اترا تہا اس جماعت میں سے ایک آدمی سر کہولے ہوئے خواجہ
ویسی دیوان شاہزادہ خرم پاس آیا اور اوسنے کہا کہ خسرو کے فساد پیدا کرنے سے
فتح اللہ پسر حکیم ابوالفتح ونورالدین پسر غیاث الدین علی آصفخان وشریف پسر اعتمادالدولہ
پانسو آدمیوں سمیت کے قریب بادشاہ کے قتل کرنے کے لئے فرصت حاسب قابو میں
خواجہ ویسی نے اس بات کو سنتے ہی شاہزادہ خرم سے کہا خرم بیتاب ہوکر میرے پاس
دوڑا آیا اور یہ ماجرا سنایا مینے خرم کو دعائے برخورداری دی اور اوسکے درپے ہوا
کہ ان سب کوتاہ اندیشونکو گرفتار کرکے طرح طرح کی عقوبت دون اور سیاست کرون
پہر میرے دل میں آیا کہ میں برسر سفر ہوں اور اس گرفتاری سے لشکر کی شورش اور برہم
خوردگی ہوگی اسلئے مینے فساد و فتنے کے سردارون کو حکم دیا کہ گرفتار کئے جائیں
فتح اللہ کو مقید و محبوس کرکے معتمدون کے حوالہ کیا اور باقی بے سعادتوں کو جو تین چار
بڑے سیاہ رویوں کے قتل کرایا +

جہانگیر پاس آگرہ سے اسلام خان کی عرضداشت آئی جس میں جہانگیر قلی خان
کا خط ملفوف تہا - اوسمیں لکہا تہا کہ سیوم صفر کو بعد ایک پہر کے قطب الدین خان کو
بردوان علاقہ بنگالہ میں علی قلی خان استاجلو نے زخمی کیا اور وہ آدہی رات کو
مرگیا اور اوسکے ہمراہیوں نے قاتل کو مار ڈالا - اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ علی قلی
مذکور شاہ اسماعیل والی ایران پسر شاہ طہماسپ کا سفرہ چی تہا وہ قندہار کی راہ سے

ہندوستان میں آیا اور ملتان میں خانخانان سے ملا۔ جو ٹھٹہ کی طرف جاتا تھا۔ خانخانان
نے اوسکو غائبانہ بندہ ہائے درگاہ کی سلک میں منتظم کیا اور اوسنے ٹھٹہ کی مہم میں خدمات
پسندیدہ کیں خانخانان نے مہم سے مراجعت کرکے بادشاہ سے اوسکی حسن خدمات کا
ذکر کرکے ایک مناسب منصب اوسکو دلوایا۔ اور اوسی زمانہ میں مرزا غیاث الدین بیگ
کی بیٹی مہرالنسا کا نکاح اوس سے ہو گیا۔ جب شہنشاہ اکبر دکن کی طرف متوجہ ہوا اور
شاہزادہ سلیم رانا کے استیصال کے لئے بھیجا گیا تو علی قلی بیگ اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا
سلیم نے اوسکے حال پر التفات کرکے شیر افگن کا خطاب دیا۔ جب بادشاہ ہوا تو اوسکو
صوبہ بنگال میں جاگیر دی جب جہانگیر کو معلوم ہوا کہ اوسکی طبیعت فتنہ جوئی اور شورش
طلبی پر مائل ہے تو قطب الدین خان کو جب بنگال کا صاحب صوبہ بنا کے رخصت کیا
اشارہ کردیا کہ اگر شیر افگن خیر خواہ و دولت خواہ ہو تو اوسکی بحال خود رہنے دینا ورنہ
اوسکو درگاہ والا میں روانہ کرنا اور اگر آنے میں وہ تعلل کرے تو اوسکو سزا دینا۔ اتفاقاً
قطب الدین خان اوسکے طرز سلوک اور معاش سے بدمظنہ ہوا ہرچند اوسکو بلایا
مگر وہ نہ آیا دور از کار عذر کرتا رہا۔ اور نادرست اندیشے کرنے لگا قطب الدین خان نے
حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا تو فرمان صادر ہوا کہ شیر افگن کو ہمارے پاس وہ بھیجدے
اگر اوسکے اطوار اور خیالات باطل معلوم ہوں تو اوسکو کردار ناہنجار کی سزا دے اس فرمان
کے آتے ہی قطب الدین خان بے توقف و تامل جریدہ ایلغار کرکے بردوان میں جو
شیر افگن کے تیول میں مقرر تہی پہنچا جب اوسکو قطب الدین خان کے آنے کی اطلاع ہوئی
تو وہ اوسکے استیصال کے لئے جریدہ دو نوکروں کے ساتھ آیا۔ ملاقات کے وقت آدمیوں
نے ہجوم کرکے اوسکو گھیر لیا۔ تو اوسنے کہا کہ یہ کیا طرز توزک اور سلوک کی ہے قطب خان نے
آدمیوں کو منع کردیا اور تنہا اوس سے باتیں کرنے لگا۔ شیر افگن خان اوسکے تیوروں سے
پہچان گیا کہ غدر کا ارادہ ہے اسلئے اوسنے اوس سے پہلے کہ کوئی اسیر وار کرے قطب خاں کی
پیٹ میں ایسا تلوار کا زخم کاری لگایا کہ ساری آنتیں اوسکی نکل پڑیں قطب الدین خان دونو

ہاتھون سے پیٹ پکڑ کر چلا یا کہ حرام خور کو جانے نہ دینا۔ پیر خان کشمیری نے کہ اوس کے غلامون مین تہا اور شجاعت وجلادت رکہتا تہا گہوڑا دوڑا کر شیر افگن کے سر پر تلوار لگائی۔ شیر افگن خان نے اوسکے ایک تلوار ماری جسسے اوسکا کام تمام ہوا پہر قطب الدین خان کے آدمیون نے گہیر کر اوسکو مارڈالا۔ اقبال نامہ جہانگیری اور توزک جہانگیری مین تو یہ حال لکہا ہے مگر اور مورخ جو اس واقعہ کا سبب بتلاتے ہین وہ آگے ہم لکہینگے گو وہ پایۂ اعتبار سے ساقط ہے +

۲۔ ذی الحجہ ۱۰۱۶؁ھ مطابق غرہ ماہ فروردی کو نوروز ہوا۔ اور آگرہ سے پانچ کوس پر موضع رنکتہ مین مجلس نوروز منعقد ہوئی۔ میرے والد کا مقبرہ برسرراہ واقع تہا مین نے یہ خیال کرکے کہ اگر اب اوسکی زیارت کو جاتا ہون تو کوتہ اندیش یہ خیال کرینگے کہ مین باپ کی قبر کی زیارت کو اس سبب سے گیا کہ وہ راہ مین تہا۔ اسلئے مین نے یہ قرار دیا کہ اس دفعہ مین آگرہ مین جاکر وہان سے زیارت کی نیت کرکے پیادہ پا مقبرہ پر آون جو شہر سے ڈہائی کوس ہے

۵۔ ذی الحجہ کو مین آگرہ مین اپنی دولت سراے مین کہ قلعہ کے اندر تہی داخل ہوا راہ مین پانچہزار روپیہ اُن فقیرون مین تقسیم کیا جو راہ مین وروپہ کہڑے تہے۔ اس دن راجہ نرسنگہہ دیو نے ایک سفید چیتہ لاکر پیش کیا۔ اگرچہ چرند و پرند کی انواع حیوانات مین جنس سفید پیدا ہوتی ہے جسکو طوریقان کہتے ہین لیکن ابتک سفید چیتا نظر نہ آیا تھا۔ اسکے خال کہ سیاہ ہوتے ہین نیلہ رنگ تھے اور اوسکی سفیدی بدن پر بہی کچہہ ملاہٹ رکہتی تہی

۸۔ محرم ۱۰۱۷؁ھ جلال الدین مسعود کہ منصب چارصدی ذات کا رکہتا اور مردانگی سے خالی نہ تہا چند معرکون مین بڑے کام دکہا چکا تہا مگر خبط سے خالی نہ تھا پچاس یا ساٹھ برس کی عمر مین مرض اسہال سے مرگیا۔ اوسکی ماں پنیر کی طرح افیون کو ریزہ ریزہ کرکے اوسکو کہلایا کرتی تہی۔ جب اوسکے مرض نے قوت پکڑی اور مرنے کے آثار ظاہر ہوئے تو اوسکی ماں نے نہایت محبت سے اس افیون کو جو روز بیٹے کو کہلاتی اندازہ سے زیادہ کہلادی جسکے ایک دو ساعت کے بعد بیٹا مرگیا۔ اسقدر محبت کسی ماں کی بیٹے کے ساتھ

سننے مین نہیں آئی ہندوں میں رسم ہے کہ خاوندوں کے مرنے کے بعد عورتیں ستی ہوتی ہیں
وہ خواہ محبت کے سبب سے خواہ باپ کی حفظ ناموس اور خویشوں کی شرم کے سبب سے اپنے تئیں
جلاتی ہیں مگر مسلمانوں اور ہندوں کی ماؤں سے ایسے کام ظہور میں نہیں آتے۔ یازدہم
ماہ مذکور کو ایک گھوڑا جو سب گھوڑوں میں اچھا تھا از روے عنایت راجہ مان سنگھ کو
بادشاہ نے مرحمت کیا۔ وہ اس گھوڑے کے لینے سے ایسا خوش ہوا کہ اگر اسکو بادشاہ ایک
مملکت دیتا تو وہ ایسا خوش نہ ہوتا۔ شانزدہم کو راجہ مانسنگھ کے پسر کلاں جگت سنگھ کی
بیٹی کی جہانگیر نے درخواست کی تھی اوسکی ساچق میں اسّی ہزار روپیہ بھیجا۔ مقرب خان نے
بندر کھنبایت سے پردہ فرنگی ارسال کیا اتبک جہانگیر نے اوسکی برابر فرنگی مصوروں کا
کام نہیں دیکھا تھا۔ چہارم ربیع الاول کو دختر جگت سنگھ داخل محل ہوئی اور حضرت
مریم زمانی کے محل میں مجلس عقد نکاح منعقد ہوئی اور راجہ مانسنگھ نے ساٹھ زنجیر فیل جنمیں
بیس سواری اور چیروں کے دیے۔ چونکہ جہانگیر کو رانا کا رفع دفع کرنا پیش نہاد ہمت تھا
اوسنے مہابت خان کو بھیجا بارہ ہزار سوار کمال کاردیدہ افسروں کے ساتھ اوسکے ہمراہ
کئے سوا اونکے پانسو نفر احدی اور دو ہزار برق انداز پیادہ مع توپخانہ کے جسمیں ستر
توپ گجنال و شترنال و ساٹھ زنجیر فیل تھے اس خدمت کے لیے مقرر کئے اور خزانہ
سے بیس لاکھ روپیہ ملنے کا حکم دیا کہ وہ ہمیشہ اوسکے ساتھ رہے +
خانخانان کہ بادشاہ کا اتالیق تھا وہ یہ نہیں جانتا کہ پاؤں آیا ہوں یا سر کے
بل مضطربانہ وہ بادشاہ کے قدموں میں گرا۔ بادشاہ نے اوسکا سر اپنے پاؤں پر
اُٹھایا اور مرحمت و مہربانی سے اوسکو گلے لگایا اور اوسکے منہ پر بوسہ دیا۔ اوسنے دو
تسبیحیں موتیوں کی اور چند قطعہ لعل اور زمرد کے پیشکش میں گذرانے جواہر مذکور کی
قیمت تین لاکھ روپیہ تھی اور سوا اسکے ہر جنس اور ہر متاع میں سے بہت کچھ اوسنے
نذر میں دیں باپ کے بعد اوسکے بیٹے آئے کہ اونہوں نے پچیس ہزار روپیے اور
خان خانان نے تو تے ہاتھی پیشکش میں دیے۔ بست و دوم کو آصف خان نے ایک لعل جو

سات ٹانک کا وزن میں تہا بادشاہ کی نذر میں دیا اسکے بہائی ابو القاسم خان نے بیس
روپیہ کو خریدا تہا نہایت خوشرنگ اور خوش اندام تہا لیکن بادشاہ کے نزدیک وہ
ہزار روپیہ سے زیادہ قیمت کا نہ تھا۔

ایک مادہ آہو شیردار بادشاہ پاس لائے وہ چار سیر روز دودہ دیتی تھی ایسی
بادشاہ نے نہ کبھی دیکہی تہی نہ سنی تھی ہرنی کے دودہ کے اور گائے بھینس کے
مزوں میں کچہہ فرق نہ تہا ضیق النفس کے لئے ہرنی کا دودہ مفید ہے راجہ مانسنگہ نے
دکن کے سرانجام کرنے کی خدمت کے لئے متعین ہوا تہا اپنے وطن جانے کی رخصت
کی بادشاہ نے فیل خاصہ ہشیار مست نام اوسکو عنایت کیا خانخانان متعہد ہوا کہ وہ دلایت
کو جسمیں شہنشاہ اکبر کی وفات کے سبب سے بعض فتور آگئے صاف کر دونگا اور لکہہ دیا کہ اگر
میں اس خدمت کو میں انصرام نہ دوں تو مجرم ٹہیروں مگر شرط یہ ہے کہ سواء اس لشکر کے جو اسمیں
متعین ہے اور بارہ ہزار سوار اور خزانہ سے دس لاکہہ روپیہ عنایت ہو۔ بادشاہ نے
حکم دیدیا کہ لشکر و خزانہ کا سامان بہت جلد کر کے وہ روانہ کیا جائے +

ہندوستان میں خصوصًا ولایت سلہٹ میں کہ توابع بنگالہ سے ہے قدیم رسم چلی آتی تہی
رعایا اور آدمی وہاں بعض اپنے بیٹوں کو خواجہ سرا بنا کے مال واجبی کے عوض میں حکام کو دیتے
تہے اور اس رسم نے رفتہ رفتہ اور ولایتوں میں بہی سرایت کی تہی ہر سال بہت سے لڑکے خصی
اور مقطوع النسل ہوتے تہے اور اس عمل نے ایک عام رواج پایا تہا۔ ان دنوں میں بادشاہ نے
حکم دیا کہ کوئی اس امر قبیح پر قیام و اقدام نہ کرے خرد سال خواجہ سراؤں کی خرید و فروخت
بالکل موقوف کی جائے۔ اسلام خاں اور اور حکام صوبہ بنگالہ کو فرمان صادر ہوئے کہ جو
اس کام کا مرتکب ہو اوسکی تنبیہ و سیاست کریں جس شخص کے پاس خواجہ سرا ہے خرد سال ہوں
اوسکو چہین لیں اب تک کسی سلاطین سابق کو یہ توفیق نہیں ہوئی تہی کہ خواجہ سرا کی خرید
منع ہو گی تو پہر کوئی اس ناخوش فعل کا مرتکب نہیں ہو گا۔ اس سبب سے تہوڑے دنوں میں
یہ رسم برطرف ہو جائیگی۔ اس جرم کے مجرم جب بادشاہ پاس آئے تو اونکے

کی سزا دی

کشن سنگہ کو مہابت خان کے ساتھہ مقرر کیا تہا وہ شاہزادہ خرم کا ماموں تہا اوسنے خدمات
پسندیدہ کیں تھیں رانا کی لڑائی میں اوسکے پانوں میں برچھہ کا زخم لگا تہا اوسنے تیس آدمی
قتل کئے تہے اور تین ہزار آدمی اسیر وہ دو ہزاری ذات کے منصب سے اور ہزار سوار کی
افسری سے سرافراز ہوا +

جہانگیر پیادہ پا اپنے باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اوسنے لکھا ہے کہ اگر ہو سکتا تو میں پلکوں
سے اور سر کے بل زیارت کو جاتا - میرے باپنے میری ولادت کے لئے فتحپور سے اجمیر تک
ایک سو بیس کوس ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی کی مزار کی زیارت کے لیئے پیادہ پا سفر کیا
اگر میں بسر و چشم اس راہ کو طے کروں تو کیا بات ہے میں اسکی زیارت سے مشرف ہوا مقبرہ کی عمارت
جو تیار ہوئی تہی وہ میری خاطر خواہ نہ تھی مجھے اس عمارت کا ایسا بنوانا منظور تہا کہ عالم کی سیر
کرنے والے اوسکی برابر دنیا میں کسی عمارت کا نشان نہ دے سکیں جب اوسکی تعمیر ہو رہی تھی -
تو کم بخت خسرو کے سبب سے مجھے لاہور جانا پڑا - بد سلیقہ معماروں نے اوسکو اپنے طور پر بنایا -
آخر الامر بعض تصرفات اس میں کئے گئے اور سارا روپیہ خرچ ہو گیا تین چار سال اس تعمیر
میں صرف ہوئے میں نے حکم دیا کہ دوبارہ ماہر معمار صاحب وقوف اتفاق کرکے بعض جگہوں کو اس
نوع پر کہ قرار پائی تھی گرا دیں رفتہ رفتہ ایک عمارت عالی سامان پذیر ہوئی اور مقبرہ کے گرد
ایک باغ نہایت باصفا لگایا گیا - دروازہ نہایت بلند بنایا گیا جسپر منارے سنگ سفید کے
ساختہ و پرداختہ ہوئے مجملاً پندرہ لاکھہ روپیہ اس عمارت میں صرف ہوا حکیم علی کے گہر
میں اس حوض کے تماشے کے لئے بادشاہ گیا کہ جسکی مثل ایک حوض لاہور میں شہنشاہ اکبر
کے عہد میں بنایا گیا تہا - حوض چھہ گز سے چھہ گز تہا اوسکے پہلو میں ایک خانہ بنایا تہا
جو بہت روشن تہا اور اس خانہ کی راہ پانی میں سے تہی اور اس راہ سے پانی گہر میں نہیں
جاتا تہا - دس بارہ آدمی اس حوض میں بیٹھہ سکتے تہے نقد و جنس جو کچھہ حکیم علی پاس موجود
تہا بادشاہ کو پیش کش میں دیا - اس خانہ کو بادشاہ اور اوسکے مقربوں نے ملاحظہ کیا اور

حکیم کو دو ہزاری منصب سے سرافراز کیا۔ مقرب خان نے ایک تصویر بھیجی جو فرنگیوں کے عقیدہ میں
تیمور صاحب قران کی شبیہ تھی جس وقت کہ ایلدرم بایزید صاحب قران کے لشکر کے ہاتھ سے
گرفتار ہوا تو استنبول کے نصرانی حاکم نے ایلچی تحفے و ہدیئے دیکر بھیجا اور اطاعت و بندگی
کا اظہار کیا۔ اور ایلچی کے ہمراہ مصور بھی بھیجا تھا جسنے تیمور کی شبیہ کھینچی تھی۔ اگر اس دعوی کی
کچھ اصل ہوتی تو کوئی چیز اس سے بہتر میرے لئے تحفہ نہ ہوتی۔ مگر یہ تصویر تیمور کی اولاد اور
فرزندوں میں سے کسی کی صورت و حلیہ سے مشابہت نہیں رکھتی۔ اس کی سچی تصویر ہونے پہ
میرا اطمینان خاطر نہیں ہوا +

چہاردہم ذی الحجہ ۱۰۲۴ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۱۶ء نوروز ہوا جشن معمولی ہوا۔
مہم رانا کا انصرام جیسا کہ ہونا چاہیئے تھا مہابت خان سے نہ ہوسکا اسلئے بادشاہ نے اپنے
پاس اسکو بلا لیا اور اوسکے بجائے عبداللہ خان کو سردار لشکر مقرر فرمایا۔ اس سال میں شاہزادہ
پرویز کو صوبہ دکن میں بھیجا اور لشکر دکن کی مدد خرچ کے واسطے بیس لاکھ روپیہ ساتھ کیا اور
آصف خان کو اسکا اتالیق مقرر کیا۔ اور امیر الامرا اور سرداران سپاہ شاہزادہ کی کومک کے لئے
مقرر ہوئے۔ بادشاہ سے مکرر عرض کیا گیا کہ شاہزادہ پرویز کے ساتھ جو سپاہ گئی تھی اس
مہم دکن کا کام اچھی طرح نہیں چلتا۔ دکن کے دنیاداروں نے لشکر فراہم کیا ہے اور
ملک عنبر کو اپنا سردار بنایا ہے۔ اور اس سبب سے وہ بیباک پیش قدمی کرتے ہیں اور استقلال اور
استکبار کا دم بھرتے ہیں۔ بادشاہ نے شاہزادہ کی کومک مدد کے لئے خانخاناں خانجہاں
کو دو ہزار سوار دیکر اور سیف خاں بارہہ و حاجی بے اوزبک اسلام اللہ عرب کو دکن روانہ کیا
اور معتمد خان کو حکم دیا کہ عبداللہ خان کے ساتھ جو بارہ ہزار سوار رانا سے لڑنے گئے ہیں
انہیں سے چار ہزار سواروں کو لیکر نواحی اجین و منڈو میں خانجہاں پاس پہنچا دے
اور خود واپس چلا آئے +

عبداللہ خان کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی کہ کوہستان میں قلب جاؤں میں رانا کا تعاقب
کیا گیا اور چند ہاتھی اور اسباب اسکا چھینا گیا۔ رات ہوگئی تھی اس میں وہ اپنی جان بچا کر بھاگ گیا

اوسکو میں نے تنگ کر رکھا ہے عنقریب وہ گرفتار ہو جائیگا +

روز شنبہ ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۱۸ھ مطابق ۱۰ مارچ ۱۶۱۰ء کو برج حمل میں آفتاب نے قدم رکھا اور برگزیدہ پاری میں مجلس نوروزی نے بطرز آبائی ترتیب پائی عزائب اتفاقات سے ملا علی احمد مہرکن کی وفات ہے جسکی شرح یہ ہے کہ شب پنجشنبہ کو دہلی کے قوالوں کی ایک جماعت مجلس شاہی میں سرود گاتی تہی اور امیر خسرو کی اس بیت پر کہ ؎

ہر قوم راست راہے دینے قبلہ گاہے   من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے

سیدی خاں برسم تقلید سماع کرتا تہا - بادشاہ نے ملا علی احمد سے پوچھا کہ اس بیت کی حقیقت کیا ہے - اوسنے عرض کیا کہ میں نے اپنے باپ کی زبانی سنا ہے کہ حضرت شیخ نظام الدین اولیاء گوشہ سر پر کلاہ کج رکھے ہوئے جمنا کے کنارہ پر کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے ہندؤں کی عبادت و پرستش کا تماشا دیکھ رہے تھے حضرت امیر خسرو بھی حاضر تھے شیخ نے اسنے فرمایا کہ اس جماعت کو دیکھتے ہوا اور یہ مصرعہ پڑہا کہ ہر قوم راست راہے دینے وقبلہ گاہے - امیر نے بے تامل مصرعہ ثانی پڑہا کہ - من قبلہ راست کردم برسمت کج کلاہے ملا مذکور کی زبان پر بسمت کج کلاہ کے الفاظ جاری تھے کہ حال اس کا متغیر ہوا - اور جان آفرین کو جان سپرد کی +

ایک بیوہ عورت نے مقرب خان کی شکایت کی کہ میری لڑکی کو اسکے آدمی بندر کھنبایت میں بزور پکڑ کے گھر میں لے گئے مدتوں تک اسکو اپنے گھر میں رکھا جب میں نے اپنی لڑکی کو مانگا تو کہہ دیا کہ وہ اپنی اجل موعود سے مرگئی اسلئے بادشاہ نے مقدمہ کی تحقیقات کی بہت کچھ جستجو کے بعد یہ معلوم ہوا کہ مقرب خاں کے ملازموں میں سے ایک نے یہ تعدی کی تھی اوسکی سیاست بادشاہ نے کی اور مقرب خاں کا منصب کم کیا اور اس ضعیفہ ستم رسیدہ کو مدد معاش اور خرچ راہ کے لئے مرحمت کیا +

۱۹ - ماہ اردی بہشت سنہ ۵ جلوس مطابق ۴ صفر ۱۰۱۸ھ کے پٹنہ میں کہ صوبہ بہار کا حاکم ہے ایک امر غریب اور حادثہ عجیب واقع ہوا - یہاں کا حاکم صوبہ افضل خان گورکھپور کو

کہ پٹنہ سے سات کوس پرے گیا ہوا تہا یہ پرگنہ اوسکو جاگیر میں تازہ ملا تہا اور وہ قلعہ اور شہر
کو شیخ بنارسی اور غیاث زین خانی دیوان صوبہ کو اور منصبداروں کی ایک جماعت کو سپرد
کر گیا تہا - اس گمان سے کہ ان حدود میں غنیم نہیں ہے اونسے قلعہ اور شہر کی حفاظت جیسی کرنی
چاہئے تھی نہیں کی اتفاقاً اوجین کے آدمیوں میں سے ایک مجہول شخص قطب درویشوں کے
لباس میں ولایت اوجین میں آیا کہ نواحی پٹنہ میں واقع ہے اور یہاں کے آدمیوں سے جو
مفسد مشہور ہیں آشنائی پیدا کی اور اونسے کہا کہ میں خسرو ہوں اور بندی خانہ سے بہاگ کر
ان حدود میں آیا ہوں اگر تم ہمراہ ہوکر میری امداد کرو تو کام بننے کی صورت میں میری
ساری سلطنت کا مدار تمہارے ہی دم کے لئے ہوگا - غرض ایسی ابلہ فریب باتوں سے
ان احمقوں کو یقین دلادیا کہ حقیقت میں وہ خسرو ہے - کسی وقت میں اوسکی آنکہوں کی
اطراف پر داغ لگایا گیا تہا اور اوسکے نشان باقی تھے - وہ ان گمراہوں کو دکھاتا تھا
کہ بندی خانہ میں میری آنکہوں پر کٹوری باندھی گئی تھی - یہ نشان اوسکے ہیں غرض اسکی
اس تزویر اور فریب سے سوار اور پیادوں کی جماعت اس پاس جمع ہوگئی اور یہ خبر سنکر کہ
پٹنہ میں افضل خان نہیں ہے اپنی فوز عظیم سمجھ کر ایلغار کرنے لگے اور اتوار کو دو تین گہنٹے
دن رہے شہر میں آگئے اور قلعہ کے لینے کا ارادہ کیا - شیخ بنارسی کہ قلعہ میں تہا مضطربانہ قلعہ کے
دروازہ پر آیا - غنیم بطور یورش چلا آتا تہا اونسے قلعہ کے دروازہ بند کرنے کی فرصت نہ دی
وہ غیاث کو ساتھ لیکر ایک کہڑکی سے دریا کے کنارہ پر آیا اور کشتی لیکر افضل خان
پاس جانے کا قصد کیا - مفسد قلعہ کے اندر آئے اور افضل خان کے مال اسباب اور خزانہ
شاہی پر متصرف ہوئے اور واقعہ طلب آدمیوں کا مجمع اونکے پاس ہوگیا - گورکہپور
میں افضل خان کو یہ خبر پہونچی - اور شیخ بنارسی اور غیاث بہی اس پاس پہنچے اور شہر سے
خطوط آئے کہ جو شخص اپنے تئیں خسرو کہتا ہے وہ حقیقت میں خسرو نہیں ہے - افضل خان
پانچویں روز میں حوالی پٹنہ میں آیا جب مفسدوں کو افضل خان کے آنے کی خبر پہنچی تو قلعہ کو کسی اپنے معتمد کو
سپرد کرکے سوار اور پیادے لیکر چار کوس تک افضل خان سے لڑنے آئے اور دریا پن پن پر لڑائی

ہوئی اور تہوڑی دیر لڑائی رہی کہ وہ پریشان ہوگئے قطب چند آدمیوں کے ساتھ قلعہ کی طرف آیا افضل خان بہی اسطرح اوسکے پیچھے آیا کہ قلعہ کے دروازہ بند کرنیکی مہلت نہ دی تو وہ افضل خان کی حویلی میں آیا سہ پہر تک زد و خورد ہوتی رہی اور تخمیناً تیس آدمی زخم تیر سے ضایع ہوئے۔ غرض جب ہمراہی مارے گئے تو قطب نے عاجز ہوکر امان طلب کی افضل خان پاس آیا۔ افضل خان نے اس فساد کے مٹانے کے لئے اسی دن اوسکو مار ڈالا اور جو اوسکے ہمراہی زندہ گرفتار ہوئے تہے اونکو مقید کیا۔ یہ اخبار متواتر بادشاہ پاس جاتے تھے بادشاہ نے شیخ بنارسی و غیاث زین خانی اور اور منصبداروں کو جنہوں نے قلعہ کی حفاظت و حراست میں تقصیر کی تہی آگرہ میں طلب کیا اور سب کی ڈاڑہی منڈوائی اور سر کے بال اُتروائے اور چادر اوڑہائی اور گدہے پر بٹہا کر سارے شہر میں آگرہ کے گرد اور بازاروں میں پہرایا تاکہ اوروں کی تنبیہ اور عبرت کا سبب ہو +

اِن دنوں میں پرویز کی اور امرا تعینات دکن کی اور وہاں کے دولت خواہوں کی عرایض متعاقب ایک دوسرے کے آئیں کہ عادل خان بیجاپوری کی یہ التماس اور استدعا ہے کہ میر جمال الدین حسین انجو کو پاس بادشاہ بہیجدے جسکے قول و فعل پر دکن کے کل دنیادار پورا اعتماد رکہتے ہیں تاکہ وہاں کی جماعت کے دل کر تفرقہ اور وحشت کو اون کے دل سے دور کرے اور وہاں کے معاملہ کو عادل خان کے حسب الاستصواب صورت پذیر کرے۔ عادل خان نے دولت خواہی و بندگی کا طریقہ اختیار کیا تہا۔ بادشاہ نے میر مذکور کو بہیجدیا وہ برہان پور میں جاکر وکلائے عادل خان کے ہمراہ بیجاپور گیا۔ اور ۲۳ شعبان کو عادل خان کی خدمت میں پہنچ گیا +

۱۴ آبان کو خانخانان جہانگیر پاس آیا۔ اوسکے باب میں اکثر دولت خواہوں نے مقدمات واقع اور غیر واقع اپنی فہمیدگی کے موافق عرضداشت لکہی تہی اور بادشاہ کی خاطر اوس سے منحرف ہوگئی تہی۔ اسلئے جو التفات اور عنایت کہ ہمیشہ بادشاہ اور اوسکا باپ اوسپر کیا کرتا تہا وہ اس بار عمل میں نہ آئی۔ اوپر لکہا ہے کہ خانخانان نے یہ تعہد کیا تہا کہ صوبہ دکن کی خدمات میں ایک مدت معین میں انصرام کردیگا تو وہ دکن کی مہم عظیم میں سلطان پرویز کی خدمت

میں بہیجا گیا تھا جب خانخان برہانپور میں آیا تو اوسنے ملاحظہ وقت نہ کیا اور اس و
میں کہ حرکت نہیں کرنی چاہئے تھی سلطان پرویز کے لشکر کی رسد اور اور ضروریات کا
نہیں کیا اور سلطان پرویز کو اوسکے لشکروں کو بالاگہاٹ دکن میں لایا اور رفتہ رفتہ سردا
کے نفاق اور اور ناصواب رایوں کے اختلاف سے نوبت یہانتک پہونچی کہ غلہ بدشوار
میسر ہوتا اور ایک من غلہ دہ روپیوں کو بھی ہاتھ نہ آتا سپاہ کا سارا کام مختل اور درہم ہو
اور کوئی کام آگے نہ چل سکا اور گہوڑے اور اونٹ اور چارپائے ضائع ہوئے مصلحت
وقت کے سبب سے ایکطرح کی صلح مخالفوں سے کی گئی سلطان پرویز لشکر کو برہانپور
اولٹا لایا جب معاملہ خوب نہ ہوا تو یہ تفرقہ اور پریشانی دولت خواہوں کے مجموعہ
خانخانان کے نفاق اور بے سرانجامی سے سمجھی گئی - اس باب میں جہانگیر پاس عرض
آئیں اگرچہ اس بات کا بادشاہ کو مطلق باور نہ ہوتا تہا مگر پہر بہی اوسکے دل میں خدشہ
کہ خانجہاں کی عرضداشت پہنچی کہ خانخانان کے نفاق کے سبب سے یہ ساری پریشانی وقوع
آئی - یا تو بادشاہ اس خدمت کو باستقلال اسکو بہر سپرد کر دے یا اوسکو اپنے پاس بلا
اور مجہہ نواختہ و پرداختہ کو اس خدمت پر متعین کرے اور بیس ہزار سوار بندہ کی کمک
لیے متعین و مشخص کئے جائیں تاکہ دو سال میں تمام ولایت شاہی کو کہ غنیم کے تصرف میں ہو
مستخلص کروں اور قلعہ قندہار اور سرحد کے اور قلعے تصرف میں لاؤں اور ولایت بیجا
کو ممالک محروسہ کا ضمیمہ بناؤں اور اگر اس خدمت کو مدت مذکور میں انصرام کو نہ پہنچاؤں
تو سعادت کورنش سے محروم کیا جاؤں اور اپنا منہ بندگان حضور کو نہ دکھلاؤں - چونکہ
خانخانان اور سرداروں کے درمیان یہ حالت ہو گئی تہی - اسلئے خانخان کا وہاں رکھنا
بادشاہ نے مناسب جانا - خانجہان کو سرداری تفویض کی اور خانخانان کو بلا لیا - بالفعل
خانخانان پر بادشاہ کی بے توجہی اور بے التفاتی کرنے کی یہ وجہ تھی - آیندہ جو بادشاہ کی تو
اور بے توجہی خانخانان پر ہوئی وہ اپنے محل پر بیان ہو گی +
بادشاہ نے کیشوداس کو سلطان پرویز کے پاس سے بلایا تو شہزادہ نے کیشوداس سے کہا

تو میری طرف سے بادشاہ سے عرض کرتا کہ میں اُس خدا کے حجازی کی خدمت میں اپنی جان و حیات کے فدا کرنے کا خواہاں ہوں کیشوداس کا عدم و وجود کیا ہے کہ اوس کے پہنچنے میں ایستادگی کروں حضور جو ہر تقریب میں میری اعتباری اور اعتمادی خدمتگاروں کو طلب کرتے ہیں وہ اوروں کی ناامیدی اور شکست خاطر کا سبب ہوتا ہے اور جناب قبلہ کی بے عنایتی پر محمول ہوتا ہے +

جب قلعہ احمد نگر جہانگیر کے بھائی دانیال مرحوم کی سعی سے بادشاہی تصرف میں آگیا تھا اور یہاں کا والی جب سے احمد نگر فتح ہوا تھا نظام الملک قلعہ گوالیار میں مقید تھا تو ملک عنبر نے نظام الملک کے سلسلہ سے ایک لڑکے کی قرابت کی نسبت قرار دیکر اوسکو نظام الملک بنایا تاکہ لوگ اوسکی حکومت دل و جان سے قبول کریں اور خود اپنے تئیں پیشوا بنایا اوسنے مغلوں کو کئی دفعہ شکست دی اور کوہستان دولت آباد کے نیچے کھرکی کو نظام کا دار السلطنت بنایا۔

تاریخ حال تک احمد نگر کی حفظ و حراست خواجہ بیگ مرزا صفوی کو سپرد تھی جو شاہ طہماسپ کے خویشوں میں تھا جب دکنیوں نے بہت شورش برپا کی اور انہوں نے قلعہ مذکور کا محاصرہ کیا اوسنے لوازم جانسپاری اور قلعہ داری میں تقصیر نہیں کی باوجودیکہ برہان پور میں خانخانان وامرا و سردار جمع ہوئے تھے اور پرویز کی ملازمت میں دکنیوں کی دفع میں مصروف تھے لیکن دلوں کے اختلاف اور امرا کے نفاق سے اور رسد وغلہ کی بے سرانجامی سے لشکر گراں کو جس میں بڑے بڑے کاموں کی صلاحیت تھی نامناسب ہوں اور پہاڑ و اور صعب کتلوں میں لے گئے اور تھوڑے دنوں میں پریشان و بے سامان کر دیا جب نوبت یہاں تک پہنچی کہ غلہ کی تنگی سے جان کو نان کے عوض بیچنے لگے تو بے علاج مقصد نہ حاصل کرکے پھر آئے۔ قلعہ احمد نگر کا لشکر جسکو اس لشکر کی امداد کی امید تھی اس خبر کو سنکر بے دل و بے پا ہوا۔ اور ایک بارگی جوش میں بھرا۔ اور چاہنے لگا کہ قلعہ سے نکل جائے خواجہ بیگ مرزا کو جب اس امر کی اطلاع ہوئی تو اوسنے اوس منکو دلاسا دینے میں ہر چند کوشش کی مگر کچھ نتیجہ نہ ہوا۔ آخر الامر قول و قرار کرکے وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر قلعہ سے باہر آیا

اور برہانپور میں آنکر شاہزادہ کی ملازمت کی جب اوسکے آنے کی عرائض بادشاہ پاس آئیں تو معلوم ہوا کہ اوسنے تردد اور نمک حلالی میں تقصیر نہیں کی بادشاہ نے اوسکو پنجہزاری ذات کے منصب پر جاگیر و تنخواہ کا اضافہ کیا۔

ملک دکن کی تسخیر کے لیئے جو لشکر پرویز کی سرداری و سرکردگی میں اور خانخانان کی سربراہی میں امراے کلان مثل راجہ مانسنگہ و خانجہان و آصف خان و امیر الامرا کی ہمراہی میں بھیجا گیا تھا اوسکی مہمات کا حال یہ ہوا کہ آدھی راہ سے پھر کر وہ برہانپور میں آگیا اور سب بندگان معتمد اور راست گفتار و واقعہ نویسوں نے درگاہ میں عرائض بادشاہ پاس بھیجیں کہ اگرچہ اس لشکر کی برہم خوردگی اور خرابی کے بہت سے سبب و جہتیں ہیں لیکن بڑے اسباب اوسکے یہ ہیں امرا کی بے اتفاقی اور بالتخصیص خانخانان کا نفاق اس سبب سے بادشاہ کے دل میں آیا کہ خان اعظم کو تازہ زور لشکر کے ساتھ بھیجنا چاہیئے تاکہ بعض نالایق امور و ناشائستگیوں کی تلافی و تدارک کیا جاے جو امرا کے نفاق سے وقوع میں آئی ہیں خانعالم اور فرید خان برلاس و یوسف خان ولد حسین خان تکمیہ اور علی خان نیازی و باز بہادر قلماق اور امراے منصبدار اور دس ہزار سوار اوس کی ہمراہی کے لیئے متعین ہوے اور سواران احدیوں کے جو لشکر میں تھے دو ہزار احدی اور ہمراہ کیئے کل بارہ ہزار سوار اور تیس لاکھ روپیہ کا خزانہ اور چند حلقہ فیل ہمراہ ہوے غرض خان اعظم اس لشکر کے ساتھ روانہ ہوا اور اوسکو پانچ لاکھ روپیہ اور مدد خرچ کے لیئے عنایت ہوا۔ مہابت خان کو کہ چار ہزاری ذات کا منصب اور تین ہزار سوار رکھتا تھا پانسو سوار اور دیکر اوسکو حکم شاہی ہوا کہ اس لشکر کو اور خان اعظم کو برہانپور پہنچا دے اور لشکر کی برہم خوردگی کی حقیقت دریافت کرے اور خان اعظم کی سرداری کا حکم اس حدود کے امرا کو پہنچا دے اور سب کو اوس کے ساتھ متفق و یک جہت کرا دے اور وہان کے لشکر کا سامان دیکھے اور مہمات مرجوعہ کے نظام اور انتظام کے بعد خانخانان کو ہمراہ لیکر بادشاہ پاس آ گئے +

+ محرم سنہ ۱۰۱۹ کو نوروز ہوا اور حسب دستور اسکا جشن ہوا +

جہانگیر نے بار بار سنا تھا کہ سرحد کے امرا بعض مقدمات کو جو اونسے مناسبت نہیں رکھتے
قوہ سے فعل میں لاتے ہیں اور تورہ اور ضوابط کا ملاحظہ نہیں کرتے اوسنے بخشیوں کو
حکم دیا کہ امرای سرحد کے نام فرمان صادر ہو کہ آئندہ وہ ان امور کے مرتکب نہ ہوں جو بادشاہ
کے ساتھ مخصوص ہیں اول جھروکہ میں نہ بیٹھیں۔ دوم جو امیر و سردار اونکے کمکی ہیں اونکو
تکلیف چوکی اور تسلیم کی نہ دیں۔ سوم ہاتھی نہ لڑائیں۔ چہارم سیاست میں اندھا نہ کریں اور
ناک کان نہ کاٹیں۔ پنجم کسی کو زبردستی مسلمان نہ کریں۔ ششم نوکروں کو خطاب نہ دیں
ہفتم نوکران شاہی سے کورنش و تسلیم نہ کرائیں۔ ہشتم۔ اہل نغمہ کی چوکیاں جو دربار کے
لیے معمول ہیں نہ مقرر کریں۔ نہم۔ باہر جانیکے وقت نقارہ نہ بجوائیں۔ دہم جب وہ
نوکران شاہی اور اپنے نوکروں کو گھوڑا ہاتھی دیں تو باگ اور کجک اونکے کندھے پر
رکھ کر وہ تسلیم نہ کرائیں۔ یازدہم سواری میں ملازمان بادشاہی کو اپنی جلو میں پیادہ
نہ لے جائیں۔ دوازدہم۔ اگر نوکران شاہی کو کوئی سند دیں یا حکم لکھیں تو کاغذ کے اوپر
مہر نہ کریں۔ یہ ضوابط آئین جہانگیری مشہور ہوئے اور اونپر عمل ہوا۔

اسی سال کے وقائع عظیم میں سے جہانگیر اور نورجہان کا نکاح ہے جسکو ایک کارنامہ
آسمانی اور نیرنگ فلکی سمجھکے یادگار روزگار بناتے ہیں۔ خافی خان لکھتا ہے اس واقعہ
کو مولف جہانگیر نامہ نے پاس ادب کرکے کوتاہ قلمی کی اور اس ترانہ کو مختلف پردوں میں اور
قانون سے بجایا ہے۔ مستند کتابوں سے جو اوسکی تحقیق قریب بصدق ہے لکھی جاتی ہے۔
محمد خان تکلو حاکم خراسان کا وزیر خواجہ محمد شریف طہرانی تھا۔ وہ محمد خان کے مرنیکے
بعد طہماسپ شاہ ایران پاس چلا گیا۔ شاہ ایران نے اوسکو یزد کی وزارت تفویض کی
یہ خواجہ شریف وہ امیر ہے کہ جب ہمایوں ایران کو گیا ہے تو اوسکی مہمانداری اور تواضع
و تکریم کے احکام اسی کے نام شاہ ایران نے صادر کئے تھے۔ اوسکے دو بیٹے آقا طاہر اور
مرزا غیاث بیگ تھے مرزا غیاث بیگ کا نکاح ایک امیر کبیر عماد الدولہ کی بیٹی سے ہوا تھا
جو شاہ طہماسپ کے عہد میں خراسان کی حکومت رکھتا تھا۔ وہ سرکار شاہ کا باقی دار رہا۔

اور صدمات اور حوادث روزگار سے ایسا تنگ ہوا کہ وطن سے دل برداشتہ ہوا معاش کی
تلاش میں وطن سے نکلا دو لڑکیاں اور ایک لڑکا ساتھ تھے کہ وہ قافلہ ہند کے ہمراہ
اکبر کے عہد میں ہندوستان کا عازم ہوا۔ راہ میں ایک اور حادثہ اسیر واقع ہوا کہ جو
کچھہ اس پاس تھا یا نہ تھا راہ کے درمیان لٹ گیا اور ایسا پریشان حال ہوا کہ پانچ چھہ
آدمیوں کے درمیان بار برداری اور سواری کے لئے دو اونٹ اس پاس تھے کہ اونپر باری
باری سے سوار ہوتے تھے بیوی حاملہ تھی زیادہ تر اوسکی سواری میں عایت کی جاتی تھی
جب قندھار کے قریب وہ آیا تو لڑکی پیدا ہوئی۔ اس بے سامانی میں جنگل میں اُن ماں باپوں کے
ہاں بچہ کا ہونا جو ہمیشہ محلوں میں پاؤں پھیلا کے سوئے ہوں کیسی سخت آفت و مصیبت
تھی۔ بچہ کا ساتھہ لے چلنا پہاڑ تھا اور سامان تو درکنار زچہ کے لئے کھانے پینے کا سامان
ہونا بھی دشوار تھا۔ کمال عسرت و تعب و مشقت راہ سے ماں کی چھاتیوں میں دودھ
اسقدر نہ تھا کہ وہ بچہ کی غذا کے لئے کفایت کرتا۔ رات بھر ماں باپ روتے رہے
باپ نے اپنی حالت کو سوچا اور وہ بولا کہ خدا پر توکل کرکے اس بچہ کو یہیں چھوڑ دو۔ ہر چند
ماں نے ممتا سے بچہ کے چھوڑنے سے بگڑتی تھی۔ مگر کچھہ بن نہ آئی تو کلیجہ پر پتھر رکھا اور اپنے کلیجہ
کے ٹکڑے کو ایک پارچہ میں لپیٹ کر حافظ برحق کو سپرد کیا اور رات کے وقت قافلہ میں
ڈالدیا یہ ایک رات کی جان جنگل میں پڑی روتی تھی اور انگلیاں چوستی تھی جب قافلہ
چلا اور ملک مسعود قافلہ سالار کے ایک نوکر کے کان میں بچہ کے رونے کی آواز آئی تو وہ
اس بچہ کو اوٹھا کر قافلہ سالار پاس لایا۔ فوراً اس چاند کے ٹکڑے کو دیکھتے ہی قافلہ سالار
کے دل میں خدا نے محبت ایسی پیدا کردی کہ اوسکی پرورش پر وہ متوجہ ہوا۔ کوئی اوسکی
اولاد نہ تھی۔ اوسکو اپنا فرزند بنایا اور اس سبب سے کہ قافلہ ہندوستان کے برخلاف قافلہ
ایران میں عورتیں کمتر ہوتی ہیں اس جنگل میں وہ حیران تہا کہ اوسکو کہاں سے دودہ پلانیوالی پیدا کروں اوسکی تلاش
ہوئی تو اس بچہ کی ماں کے کوئی اور عورت دودہ پلانیوالی نہ ملی۔ اوسکو اعزاز کے ساتھہ قافلہ سالار نے
طلب کیا اوسکے گھر کے ہر ایک آدمی کے واسطے سواری اور اسباب کی مدد اور اون کے

احترام میں کوشش کی اور نیک انجام وعدوں سے اونکو خوش کیا اور بڑے آدمیوں کے گہروں کے
دستور کے موافق بچہ کو دایہ کے حوالہ کیا - اور اوسکے مناسب حال کہانے پینے کا سامان
مہیا کر دیا خدا نے اس مصیبت میں یہ دستگیری کی کہ لڑکی کی لڑکی ہاتہہ آئی اور روٹی کا
بہی آسرا ہوا سواری بہی ملی غرض اس نیک اختر کے پیدا ہونے سے نحوست ٹلی ملک مسعود
نے مرزا غیاث بیگ کے حسب نسب کا حال دریافت کیا اور اوسکی لیاقت پر مطلع ہوا
تو بہت افسوس کیا اور اپنے کارخانہ میں اوسکو دخل دیا جب ملک مسعود فتحپور میں
شہنشاہ اکبر کی خدمت میں آیا اور اوسنے اپنے ارمغان پیش کیے تو شہنشاہ اکبر نے فرمایا
کہ ابکی دفعہ کیا ہے کہ ہماری سرکار کے قابل کوئی تحفہ تو نہیں لایا تو ملک مسعود نے عرض کیا
کہ ہم کرباس فروشوں پاس کونسا تحفہ ایسا ہوسکتا ہے کہ حضور کی درگاہ کے لایق ہو مگر میں
اس سفر میں دو تین جواہر جاندار بے بہا لایا ہوں اگر نظر تربیت سے حضور اونکو ملاحظہ فرمائیں
تو ابتک ایران اور توران سے بادشاہان سلف کے لئے کوئی تحفہ ایسا نہیں آیا - بعد ازاں
اوسنے غیاث بیگ کو مع اوسکے بیٹے ابوالحسن کے بادشاہ کی خدمت میں بہیجا وہ بادشاہ کے
ملازموں کے زمرہ میں داخل ہوا - بادشاہ سے مرزا نے اپنے دادا جان خواجہ محمد شریف
کی خدمات کا استحقاق جتایا جو اوسنے ہمایوں کی ہرات میں کیں تہیں خود بہی صاحب لیاقت
تہا شکستہ خط کا خوشنویس خوش بیان شاعر و منشی تہا - بیوتات کا دیوان مقرر ہوا -
خدمات شاہی سے جو وقت بچتا اوسکو شعر و سخن میں صرف کرتا - اہل خدمت و حاجت
کے ساتہہ اسکا سلوک اس مرتبہ پر تہا کہ جو صاحب غرض اسکے گہر آتا آزردہ خاطر نہ جاتا
مگر رشوت ستانی میں دلیر و بیباک تہا - غرض بیٹے جوہر ذاتی کے سبب مراتب منصب
عزت و جاہ میں بڑہتا گیا - قافلہ سالار کی بیوی کو محل میں جانے کی اجازت تہی اوسکے
ہمراہ مرزا غیاث کی بی بی محل میں آمد و رفت کرتی تہی جشن کے دنوں اور نوروز
میں بیگموں اور اور محل کی عورت خادموں کا مجرا ہوتا تہا اور اونکی عزت و آبرو بڑہائی
جاتی تہی - نقد و جنس زیور اونکو دیے جاتے تہے مرزا غیاث کی بی بی کو بہی یہہ شرف

عال تہا محل میں ایک شاہزادی سے اُسکا بہنا پا ہوگیا - اوسکی لڑکی جسکا نام مہرالنسا (نورجہان) تہا جوانی ہوگئی تھی - اوسپر حسن خداداد قیامت کا ہر اسپر ادا و انداز غضب کا - سب محل کی عورتیں دیکہہ کر کہتی ہتیں کہ معلوم نہیں یہ آفت روزگار کس کو اپنے دام میں گرفتار کریگی گاہ گاہ شاہزادہ سلیم کی نگاہ بھی اوسپر پڑتی تھی اور میل خاطر اوسکی طرف زیادہ ہوتا جاتا تہا اوسنے چھیڑ چھاڑ کرنی شروع کی - ایکدن کا ذکر ہے کہ شاہزادہ نشہ کے عالم میں بینا بازار میں ادہر سے جاتا تہا اُدہر سے مہرالنسا (نورجہان) اپنی البیلی چال سے چلی جاتی تہی شاہزادہ کے ہاتھ میں دو کبوتر تہے اوسنے مہرالنسا سے کہا کہ بی لڑکی ذرا ہمارے کبوتر لے لو ہمیں پہول توڑونگا - اوسے کبوتر ہاتہہ سے لے لئے شہزادہ پہول توڑنے لگا - اتفاقاً ایک کبوتر پہڑک کر ہاتہہ سے اوڑگیا - جب شہزادہ نے کبوتر مانگے تو ایک کبوتر ندارد تہا - اوسنے پوچہا کہ میرا کبوتر کیا ہوا اوسنے کہا کہ صاحب عالم کبوتر اوڑگیا - شاہزادہ نے کہا کس طرح اوڑا - اوسنے دوسرا کبوتر اوڑا کر دکہا دیا کہ اس طرح - اس بہولے پن کی ادا نے عشق کے زخم پر اور نمک چہڑکا - جب ان کو ان چہیڑ چہاڑون کی خبر ہوئی تو اوسنے بیٹی کا محل میں لیجانا چہوڑ دیا - اور جس بیگم سے بہنا پا تہا شکایت کی - اس بیگم نے بادشاہ کے روبرو اوسکی شکایت کی - بادشاہ نے بیٹے کو بلا کر بہت سمجہایا کہ شہزادون کو پہلے مانسون کی بہو بیٹیون سے چہیڑ چہاڑ کرنی نہایت نامناسب ہے اور مہرالنسا کے ولیون کو کہلا بہیجا کہ اپنی لڑکی کی شادی کسی سے کردیں اور شاہزادہ سے اُسکو الگ تہلگ رکہیں مرزا غیاث نے عرض کیا کہ ہم بندون کو خانہ زادون کے باب مین کیا اختیار ہے علی قلی بیگ استجلو شاہ ایران اسمعیل ثانی کا تربیت یافتہ تہا اور نعمت خانہ شاہ ایران کا داروغہ - وہ بادشاہ کے مرنے کے بعد انقلاب سلطنت سے ملتان میں خانخانان کی خدمت میں آیا وہ جوان سپاہی کار طلب صاحب جوہر تہا خانخانان اوسکے حال پر متوجہ ہوا - اور غائبانہ ملازمان شاہی کے زمرہ میں داخل کیا - اوسنے خانخانان کے ساتہہ ٹہٹہ کی لڑائی میں کارہاے نمایان کئے - خانخانان نے اوسکو بادشاہ کے روبرو پیش کیا - بادشاہ نے اوسکی وجاہت دیکہہ کر ایک عمدہ عہدہ دیدیا - اور مہرالنسا کی شادی

اوسے کردی۔ اور بنگال میں بردوان اوسکی جاگیر میں عطا فرمایا۔ اب آگے قصہ طرازون کی جہوٹی داستان یوں شروع ہوتی ہے کہ اگرچہ شہنشاہ اکبر نے اس حکمت سے عشق کی چنگاری پہ خاک ڈالی مگر وہ اندر ہی اندر سلگا کی۔ مہم رانا میں شاہزادہ کی خدمت میں چند روز علی قلی بیگ رہا اور پہر اپنی جاگیر میں چلا گیا۔ جب شاہزادہ سلیم بادشاہ جہانگیر ہوا تو پہر عشق کا زخم ہرا ہوا علی قلی کو کسی بہانہ سے بلا بہیجا اور اوسکی جان لینے کا ارادہ یوں کیا کہ کوئی الزام اوسکے ذمہ نہ آئے۔ ایک دن مست ہاتھی سے لڑا دیا۔ اوسکو اس شیر نے ہٹا کر بہگا دیا۔ پہر ایک شیر سے تنہا لڑا دیا اوسکو اوسنے مار ڈالا۔ تو اوسکو شیر افگن خان کا خطاب دیا۔ جب وارنہ چلے تو ایک رازدار کی زبانی اپنا مطلب کہلایا مگر اس غیرت مند کی غیرت نے گوارا نہ کیا۔ نوکری اور چغتائی بادشاہی کو طلاق دی اور اپنی جاگیر بردوان میں جا بیٹھا۔ خافی خان لکہتا ہے۔ بادشاہ نے اپنے کوکہ قطب الدین خان کو جسکو وہ اپنے بہائی سے زیادہ عزیز جانتا تہا بنگالہ کا صوبہ مقرر کیا رخصت کے وقت شیر افگن خان کے باب میں چند کلمے کہے شیر افگن خان کو اپنے وکیل کے نوشتے سے ازروے قیاس کہ بوئے عشق و مشک پنہاں نمی ماند اطلاع ہوئی اسی دن غیرت کے مارے واقعہ نگار سے کہا کہ میں آج سے بادشاہ کا نوکر نہیں ہوں اور بحسب ظاہر یراق باندہنا بہی چہوڑ دیا۔ جب قطب الدین خان بنگالہ میں پہنچا تو شیر افگن خان کی طلب میں بکرر آدمی اور نوشتے بہیجے مگر اوسنے اپنے آنے میں تعلل و تجاہل کیا یہانتک کہ قطب الدین خان کسی ضرورت کی تقریب بنا کے شیر افگن خان کی جاگیر میں آیا اور ملاقات کا پیغام بہیجا۔ شیر افگن جریدہ آستین کے نیچے بکتر و شمشیر حمائل کر کے چند معدود آدمیوں کے ساتہہ قطب الدین خان کے نزدیک آیا ملاقات اور احوال پرسی کے بعد قطب الدین خان نے ملائم زبان سے وہ پیغام جو شیر افگن خان کی طبیعت کو ناملائم ہوتے تہے ادا کئے مگر اوس کو وہ ملائم خاطر نہ معلوم ہوتے پہر گفت و شنید کنایہ آمیز اور پند و نصایح فساد انگیز بادشاہ کے حکم اطاعت کے باب میں ہوئیں جنکی توضیح میں قلم کو رنج نہ دینا اولی ہے۔ یہ بہادر شیر دل ان باتوں کا متحمل نہ ہوا۔ اب اس نے جان لیا کہ سوا مرنے اور مارنے کے آبرو کے ساتہہ جان بچانا محال ہے پہنچ کہ زیر آستین

حائل تہا کہینچکر قطب الدین خان کے پیٹ میں مارا کہ تمام انتڑیاں گہوڑے سے نیچے گر پڑیں چاہتا تہا
کہ وہ باہر بہاگے کہ مقتول کے ہمراہیوں میں سے ایک کشمیری نے اسپر شمشیر کا زخم لگایا شیر افگن نے
زخم کاری کہاکر اس کشمیری کو مار ڈالا تو قطب الدین خان کے ملازم یہ دیکہتے ہی اوسپر ٹوٹ پڑے
اور اس تن تنہا جوانمرد کو اونہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ۔ ایک روایت یہ بہی ہے کہ اگرچہ
شیر افگن خان کے زخمہائے کاری جانستان لگے تہے مگر یہ شیر نیم جان غیرت کی تقویت سے
زن و خوشدامن کے مارنے کے لئے گہوڑا دوڑا کر انبوہ سے نکلا اور گہر کے دروازہ تک زندہ پہنچا
مہر النسا کی ماں عاقل و ہوشیار تہی اوسنے یہ دیکہہ کر کہ شیر افگن خان تو مرتا ہی ہے وہ
ناحق خون زن و مادر زن اپنی گردن پر کیوں لے دروازہ بند کر دیا اور دہر اودہر اڑا دی
یہی کہ مہر النسا اپنے شوہر کے مرنے کی خبر سنکر کنوئے مین ڈوب مری ۔ اب شیر افگن خان کے
گہر میں آنے سے فائدہ کیا ہے باہر اپنے زخموں کا علاج کرنا چاہئے ۔ شیر افگن یہ بیوی کا
حال سنکر دنیا سے چل بسا ۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو اچہا ہوا یہ مظلوم مرا بیوی کو مار کر ظالم نہ مرا
شیر افگن خان کا ایک قصور یہ تہا کہ وہ بادشاہ کا رقیب تہا ۔ اب اس سے بڑہ کر یہ ہوا کہ اوسنے
بادشاہ کے اس کوکہ کو مار ڈالا جو اوسکو نہایت عزیز تہا اسلئے وہ بادشاہی مجرم ٹہیرا ۔ سارا
گہر بازضبط ہوا ۔ مہر النسا بہی قید ہوکر بادشاہ پاس پہنچی گئی ۔ اب تو حجاب بہی درمیان نہ رہا
اور کہلم کہلا بادشاہ نے نکاح کا پیغام دیا تو مہر النسا کی آنکہوں میں آنسو بہر آئے اوسنے جوانمردی
اور استقلال سے یہ جواب دیا کہ شیر افگن جیسے خاوند کو گنوا کر دوسرے خاوند کا منہ دیکہنا
وفاداری سے دور ہے اس بدنصیب کی تقدیر میں جو لکہا تہا سو ہو گذرا ۔ اس بیکس بیوہ
پر رحم فرمائیے ۔ اور اوس مردہ کی روح کو تکلیف نہ پہنچائیے ۔ اس جواب کو سنکر بادشاہ کے
دل بہی اوس سے اچاٹ ہو گیا غضب سے محبت بدل گئی اور کنیزان مغضوبہ میں داخل کر
اوسکو سلطان سلیمہ بیگم مادر شہنشہ کے سپرد کیا ۔ ایک دو سال عاشق و معشوق کی ناخوشی
ناکامی میں گذرے ۔ پہر عشق کی دبی آگ سلگی ۔ مہر النسا بہی آخر کو سمجہ گئی ۔ اور سمجہہ گئی کہ
مسند شاہی پر کیوں خاک ڈالوں (یہ باتیں سب غلط ہیں ہم نے لکہے آخر میں تہمائی جہانگیر کے

بابت اونکو عقلاً و نقلاً غلط ثابت کردیا ہے) حکم شرع کے موافق دونو کا آپس میں نکاح ہوا اور جشن ملوکانہ ہوا اول مہرالنسا کو بادشاہ نے نورمحل کا اور پہر نورجہان بادشاہ بیگم کا خطاب دیا۔ اگرچہ بادشاہ کی بی بیان بڑے بڑے راجاؤن کی بیٹیان تہیں مگر نورجہان کے آگے سب کا چراغ گل تہا رفتہ رفتہ تمام مہام سلطنت کی زمام اوسکے ہاتہہ اور اختیار میں آگئی خلوت و جلوت میں اوسی کا جلوہ تہا۔ امورات سلطنت میں جو اختیارات اسکو حاصل ہوئے وہ پہلے کسی بادشاہ کی بیگم کو نصیب نہیں ہوئے اوسکے نام کا سکا لگا سہ

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور بنام نورجہان بادشاہ بیگم زر

اوس کی مہر میں یہ سجا کہدا +

درجہان گشت بفضل اللہ ہمدم و ہمراز جہانگیر شاہ

خطبہ میں اوسکا نام نہیں پڑہا گیا۔ اور احکام شرعی اور عدالت کے سوا اور سارے کاروبار امور ملکی و مالی میں بادشاہ کی جگہہ وہ کار فرما ہوئی۔ بادشاہ کسی لمحہ دم اوسکو جدا نہ کرتا تہا جس وقت دربار میں بیٹہتا تو پردہ کے پیچھے بادشاہ کی پیٹہہ پر ہاتہہ رکہہ کر ملکہ بیٹھتی جب ہاتھی پر بادشاہ سوار ہوتا تو پس پردہ وہ بہی سوار ہوتی۔ نورجہان عجب سلیقہ کی عورت تہی عقل کی پتلی زیور حسن سے آراستہ تہی۔ اوس نے چند روز میں بادشاہ کو ایسا غلام بنا لیا کہ وہ کہنے لگا کہ میں سلطنت کو نورجہان کے ہاتہہ دو شراب کی پیالوں اور ایک سیخ کباب پر بیچ چکا ہوں اس عاقلہ اور فیض رسان عورت نے زنان ہند کے اقسام زیور و لباس وضع کئے جو محل بادشاہی اور امراء مغلیہ میں ابتک رواج رکہتے ہیں زیور و پیرایہ سابق کہ بہت بد نما تہے منسوخ ہوگئے مگر بعض بلاد و دہ و دستان میں شیخ زادون اور افغانون میں باقی رہے۔ چاندنی کہ نفس الامر میں عجب فرش عیب پوش نامردون کے گہر کا اور فرش گرد پوش دولتمندون کا ہی اور چاندنی راتوں میں ایک خاص نمود رکہتا ہے اس کا وضع کیا ہوا ہے۔ غرض وہ زیور و پوشاک بناو سنگہار۔ گہر کی آرائشون میں نئی نئی ایجاد کرتی۔ لباس کو اوسنے نیا لباس پہنایا۔ زیور کو ایک پیرایہ میں پیراستہ کیا۔ توزک جہانگیری میں گلاب کا عطر (عطر جہانگیری)

اوسکی ماں کا ایجاد لکھا ہے مگر معلوم نہیں کہ مورخوں کو کیوں نور جہاں کے ایجاد کا شبہ اوسپر ہوا ہے۔ بہاری بادلہ بادشاہ اور کارخانہ کے نام سے موسوم ہے اور ہلکہ بادلہ کہ جیسے مفلسوں کے ہاں دولہا اور دولہن کے خلعت پندرہ بیس روپے میں تیار ہوجاتے ہیں اوسنے انکو اپنی دانائی سے اپنے نام پر نورمحلی وضع کیا ہے غرض اسکے تصرفات جو بادشاہ و گدا کے کام میں آتے ہیں اور زیادہ لکھنے فضول معلوم ہوتے ہیں۔ اکثر ہندوستان کے زنانہ کو اوسنے ملبوس دی ہے اسقدر فیض رسان تھی کہ ہرسال بے سروسامان مفلسوں کی جماعت کو اونکی ولایت میں اور مکہ و مدینہ و کربلا و نجف اشرف میں پہنچتی تھی اور کئی ہزار ایسے بے پدر دختروں اور بیکسوں اور بے نواؤں کو جہیز کا سامان اور اخراجات شرح اپنی سرکار سے دیتی تھی اور کدخدا کرتی تھی۔ اوسکو گھر کے کاموں میں ایسا سلیقہ تھا کہ عرایض کے زربفت کے خریطے جو آتے تھے اونکو جوڑ کر ہاتھیوں کی جھولیں بنالی۔ گھوڑے پر سوار خوب ہوتی تھی۔ شکار ایسا کھیلتی تھی کہ ایک دفعہ شیر کو مارا تو ایک ظریف نے یہ شعر کہا کہ

نور جہاں گرچہ بظاہر زن است　　در صف مردان زن شیر افگن است

کہتے ہیں کہ اوسکی طبیعت موزون تھی اور مخفی تخلص کرتی تھی اور لطائف و ظرائف میں بلبل ہزار داستان تھی۔ حاضر جوابی میں اوسکا جواب نہ تھا۔ شرفا کی مجلسوں میں اوسکی حاضر جوابی کی آجتک نقلیں ہوا کرتی ہیں۔ ایکدن بادشاہ نے چاند دیکھا اور نور جہاں کی طرف مخاطب ہو کر یہ مصرعہ پڑھا ع ہلال عید براوج فلک ہویدا شد + تو نور جہاں نے بدیہہ یہ مصرعہ پڑھا کہ۔ کلید میکدہ گم گشتہ بود پیدا شد + وہ شاعروں کی قدرشناس تھی ایکدن طالب آملی سے جو جہانگیر کے زمانہ میں ملک الشعرا تھا یہ کہا کہ ہماری مدح میں آپنے کچھ نہ فرمایا۔ آملی نے جواب دیا کہ جس کسی کو دیکھا نہ ہوا وسکی مدح کوئی کیا کرے تو اوسکے جواب میں یہ شعر پڑھے ؎

بلبل از چمن بگذرد گر در چمن بیند مرا　　بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہاں شدم چون بو گل در برگ گل　　میل دیدن ہر کہ دارد در سخن بیند مرا

ایک بادشاہ کے جامہ کے تکمہ پر یہ شعر بدیہہ کہا +

ترا نہ تکمہ لعل است بر قبائے حریر — شدہ است قطرہ خون منت گریبان گیر

یہ اشعار بہی بیگم کی تصنیف سے ہیں ؎

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم — بندہ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم

زاہدا ہول قیامت مفگن در دل ما — ہول ہجران گذرانیدیم قیامت معلوم

اس نور جہاں کے سبب سے جہانگیر کو اسکا باپ مرزا غیاث معتمد الدولہ جیسا عاقل فرزانہ اور اوسکا بڑا بہائی ابو الحسن جیسا جوانمرد و فرزانہ ہاتھہ آیا۔ اوسنے جہانگیر کے مزاج کی اصلاح بہت کردی۔ اوسنے اپنی فہم و فراست سے ساری اوسکی خود پسندی و ستم شعاری اور خود پرستی خدا ناترسی دور کردی۔ شراب کا نام رام رنگی رکھہ کر جو دن رات بادشاہ رنگ لیاں کرتا تہا وہ سب موقوف کرادیں فقط رات کو بادشاہ شراب پیتا اور دن کو اپنا کام ہوشیاری اور عدالت سے کرتا۔ کوی ہلکی بات نہ کہتا۔ غرض نور جہان کو علامہ زماں گذری ہے۔ مگر اوسکے بس میں جو بادشاہ آگیا تہا اوسکے بعض برے نتیجے پیدا ہوئے۔ اوسنے اپنی بیٹی کو جو شیر افگن خان سے پیدا ہوئی تھی شہریار پسر خورد جہانگیر بادشاہ سے بیاہا تہا۔ عورتوں کو اپنی لڑکیوں کے سبب سے جو محبت داماد کے ساتھہ ہوتی ہے اور اونکی غرض آلود حسد سے جیسے شیر مردوں کو لغزش ہوتی ہے شہریار کی برتری کے لئے شاہزادہ خرم جیسے لائق فرزند کو بے اعتبار کرنا چاہا جسکا بیان آگے آئیگا۔ باوجود دانائی اور عقل کے اوسنے اس درہم اندازی میں مآل کار پر نظر نہ کی کہ اوس سے سلطنت اور ملک و مال و بادشاہ و رعایا کے حال میں کیا خلل پیدا ہوتے ہیں وہ ہندوستان کے زنبور خانہ کو شورش میں لائی اور مہابت خاں کو جو اوسکے بہائی سے دینی و ملکی نزاع رکہتا تہا قوی کیا ان سب باتوں کا بیان آگے آئیگا +

دوم ماہ صفر ۱۰۳۳ھ کو سردار احداد نے سُنا کہ خاندوران خان کابل سے چلا گیا ہے کوئی سردار صاحب وقار وہاں نہیں ہے اور معز الملک چند ملازموں کے ساتھہ کابل میں ہے تو اوسنے اس فرصت کو غنیمت گنا۔ بہت سے سوار اور پیادے لیکر بے خبر کابل میں آیا۔ معز الملک نے اپنی قوت و حالت کے

کا اندازہ کے موافق تردد کیا اور کابلیون اور متوطنون وسکنہ شہر نے خصوصاً کل قزلباشوں
کی جماعت نے کوچون کو کوچہ بند کیا۔ اپنے گھرون کو مضبوط و مستحکم کیا۔ افغانون نے اپنے کوٹھوں
اور گھروں پر سے تیر و تفنگ چلا کر روشنائیوں کی جمع کثیر کو قتل کیا۔ بارکی جو اونکا معتبر
سردار تھا کشتہ ہوا اس حادثہ کے واقع ہونے سے اونہون نے سوچا کہ مبادا اطراف و
جوانب سے آدمی جمع ہوکر باہر جانیکی راہ اونپر نہ بند کردیں پریشان و ہراسان ہوکر باہر
چلے گئے۔ قریب اسی نفر کے اونمیں مارے گئے۔ دوسو گھوڑے اونکے پکڑے گئے اور وہ
اس مہلکہ جان سے باہر چلے گئے۔ نادعلی میدانی لہوگرہ میں اوسی دن اس خبر کو سنکر
شہر میں سہ پہر کو آگیا۔ اور دشمنون کے تعاقب میں دوڑا۔ مگر فاصلہ بہت ہوگیا تھا اسلئے
کچھہ کام نہ کرسکا واپس چلا آیا۔ اس جلدی آنیکے سبب اور معز الملک کی حسن کارگزاری
کی وجہ سے اضافہ منصب اونکا کیا گیا۔ اور قلیچ خان کابل بھیجا گیا کہ وہ احداد کے فساد
کو رفع دفع کرے +

نوروز مقتہم ۷ المحرم ۱۰۲۰ھ (۱۳۔ مارچ ۱۶۱۱ع) کو واقع ہوا حسب دستور جشن نوروزی ہوا

۲۹ محرم کو اسلام خان حاکم بنگالہ کی عرضداشت اس مضمون کی آئی کہ عثمان افغان کے
فساد سے بنگالہ پاک ہوا جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے اس سے کہ حقیقت جنگ مرقوم کروں خصوصیات
بنگالہ کی چند سطریں لکھتا ہون اقلیم دوم میں بنگالہ کا ملک نہایت وسیع ہے طول اسکا بندر
چاٹگام سے گڑہی تک چارسو پچاس کوس ہے اور اوسکا عرض کوہ بہار شمالی سے سرکار
مدارن تک دوسو بیس ۲۲۰ کوس ہے جمع اوسکی تخمیناً ساٹھہ کروڑ دام (ڈیڑہ کروڑ روپیہ) ہے یہان کے
حکام سابق ہمیشہ بیس ہزار سوار اور ایک لاکھہ پیادے اور ایک ہزار ہاتھی اور چار پانچ ہزار کشتیان
نوارہ جنگی وغیرہ کی رکھتے تھے۔ یہ ملک میرے باپ کے عہد میں فتح ہوگیا تھا جب میں بادشاہ
ہوا تو سال اول میں میں نے راجہ مان سنگہ کو جو اس ملک میں حکومت و دارو گیر کرتا تھا
اپنے پاس بلالیا اور اوس کی جگہ اپنے کوکہ قطب الدین خان کو بھیجدیا جسکو ابتدا ہی میں
شیر افگن خان نے مار ڈالا اور خود مارا گیا۔ تو جہانگیر قلی خان کہ بہار کا صاحب صوبہ جاگیردار تھا

بسبب قرب جوار کے پنجہزاری ذات وسوار کا منصب دیکر بہیجا کہ بنگالہ میں جاکر اسکا متصرف
ہو اور اسلام خان کو کہ دار الخلافہ آگرہ میں تہا فرمان بہیجا کہ صوبہ بہار پر متوجہ ہو اور
اس ولایت کو اپنی جاگیر سمجہے جب جہانگیر قلی کی حکومت داری پر تہوڑی مدت گذری تو بیمار
رہ کر وہ مرگیا تو میں نے اسلام خان کو حکم دیا کہ صوبہ بہار کو افضل خان کے سپرد کرکے
خود بہت جلد بنگالہ جائے اس خدمت بزرگ پر مقرر کرنے پر اکثر بندگان درگاہ یہ اعتراض
کرتے تہے کہ وہ خردسال اور کم تجربہ ہے لیکن جوہر ذاتی اور استعداد فطری اوس کی
منظور نظر حق بین تہی اسکو مین نے اس خدمت کیلئے اختیار کیا۔ حسب اتفاق اس ولایت
کی مہمات کو اس روش سے انجام دیا کہ جبسے یہ ملک تصرف میں آیا تہا۔ ابتک کسی کو سطرح
کام کا انجام دینا میسر نہیں ہوا تہا۔ اوسکے کارہا نمایان میں ایک کام عثمان افغان کا
رفع کرنا تہا کہ وہ کئی دفعہ میرے والد کی افواج سے مقابلہ ومقاتلہ کرچکا تھا اور دفع نہ ہوا تہا
ان دنوں میں اسلام خان نے ڈہاکہ کو اپنا محل نزول بنایا اور اس نواح کے زمینداروں
کے رفع دفع کو پیش نہاد ہمت کیا اوسکے دل میں آیا کہ عثمان خان کے سرپر فوج کو بہیجنا
چاہئے اگر وہ دولتخواہی اور بندگی کو اختیار کرے اسے بہتر کیا ہے ورنہ دوسرے
طریقہ سے اوسکے متمردوں کو سزا دیکر نیست ونابود وہ کرے۔ ابہی اسلام خان پاس
شجاعت خان آیا تہا اوسکو سردار کیا اور کشور خان اور افتخار خان وسید آدم بارہ
وشیخ اچہے برادر زادہ مقرب خان ومعتمد خان وپسران معظم خان واہتمام خان اور امیروں
کو اوسکے ہمراہ کیا اور ایک اپنی جماعت کو بہی ساتہہ کیا۔ نیک ساعت میں ان سب کو
روانہ کیا۔ میر قاسم پسر مرزا مراد کو میر بخشی اور واقعہ نویس مقرر کیا اور چند زمیندار بہی
رہنمونی کے لئے ساتہہ کئے۔ جب لشکر عثمان کے قلعہ وزمین کے حوالی کے نزدیک
آیا تو مردم زبان دان اوسکی نصیحت کے لئے بہیجے گئے کہ وہ دولتخواہی کو اختیار کرکے
سبیل بغی وطغیان کے طریقہ سے راہ صواب پر آئے۔ وہ غرور کے سبب سے اس تمام
ملک کی تسخیر کا داعیہ رکہتا تہا اوسنے اصلاح باتون کو نہ سنا جدال وقتال کے لئے مستعد ہوا

اور نالہ کی زمین جو بالکل دلدل و چہلہ تھی جنگ کی جگہ قرار دی - روز یکشنبہ ۹ محرم کو شجاعت
خان نے جنگ کی ساعت مقرر کی اور فوجوں کو اپنے اپنے مقام و جا پر بھیجکر آمادہ جنگ
رہیں عثمان کا ارادہ اس روز لڑنے کا نہ تھا - مگر جب اوسنے دیکھا کہ لشکر شاہی آگیا تو سخت
لڑائی ہوئی عثمان زخمی ہوا اور اس زخمی ہونے پر دو پہر تک اوسنے ہنگامہ جنگ گرم رکھا
ولی برادر عثمان و عزیز اسکا بیٹا اور اونکے خویش و نزدیک عثمان کے زخمی ہونے پر مطلع
ہوئے تو اونکے دل میں آیا کہ عثمان اس زخم سے زندہ نہیں رہے گا - اگر ہم شکستہ و ریختہ
اپنے قلعہ میں جائیں تو ایک آدمی زندہ نہیں پہونچ سکے گا - اسی جگہ رہیں اور آخر شب کو
فرصت میں قلعہ میں اپنے تئیں پہنچائیں - آدہی رات گئے عثمان مر گیا تیسری پہر اوسکو
اوسکی جسم بیجان کو اٹھا کر وہ لے گئے اور اوسکے ساتھ کا اسباب چھوڑ گئے اور قلعہ میں
چلے گئے شجاعت خان کو اسکی اطلاع ہوئی صبح کو صلاح کی گئی کہ تعاقب کرنا چاہیے
اور دشمنوں میں سے کسی کو نہیں چھوڑنا چاہیے - مگر سپاہیوں کی ماندگی اور
مردوں کے کفن و دفن اور مجروحوں اور زخمیوں کی تیمار داری کے سبب سے آگے جانے
یا پیچھے ہٹنے میں متردد تھے - اس حالت میں عبد السلام خان تین سو سوار اور چار سو فوجی
لے کر آگیا - اب اس تازہ زور سپاہ کے آنے سے تعاقب کا ارادہ مصمم ہوا اور آگے بڑھے
عثمان کے بعد ولی اسکا قایم مقام ہوا تھا جب اوسکو یہ خبر ہوئی کہ شجاعت خان ایک
فوج تازہ زور کے ساتھ چلا آتا ہے تو اوسنے شجاعت خان سے رجوع کی اور آدمی بھیجکر
پیغام دیا کہ جو شخص فتنہ و فساد کا باعث تھا وہ دنیا سے چلا گیا اور جو ہماری جماعت
باقی رہی ہے اس میں اور آپ میں نسبت بندگی اور مسلمانی کے درمیان ہے اگر قول
دو تو آپ پاس آکر بندگی اختیار کریں - شجاعت خان نے مقتضائے وقت و مصلحت
دولت قبول فرمایا - دوسرے روز ولی اور عثمان کے بیٹے اور بھائی اور خویش سب شجاعت خان
پاس آئے اور ۴۹ ہاتھی پیش کیے شجاعت خان ولی اور سب کو جہانگیر نگر میں ۶ صفر کو
اسلام خان پاس لایا - اسلام خان اس نیکو خدمتی کے عوض میں منصب شش ہزاری ذات

سرافراز ہوا اور شجاعت خان کو رستم زمان کا خطاب ملا۔

۱۶۔ ماہ فروری کو مقرب خان کہ محرم قدیم الخدمت تھا بندر کھمبایت سے چند عجیب و غریب
جانور لایا کہ بادشاہ نے ابتک نہ دیکھے تھے بلکہ اونکا نام تک بھی کوئی نہیں جانتا تھا۔ بابر بادشاہ
نے اپنے واقعات میں بعض جانوروں کی صورت و شکلیں لکھی ہیں لیکن مصوروں کو حکم نہیں دیا
انکی صورت کی تصویر کھینچیں۔ یہ جانور بادشاہ کو عجیب معلوم ہوئے اسلئے اونکا حال بھی لکھا
اور جہانگیر نامہ میں انکی تصویریں بھی مصوروں سے کھچوائیں تاکہ حیرت جو سننے سے ہوتی ہے
وہ دیکھنے سے اور زیادہ ہو۔ دلیپ کا باپ رائے رای سنگھ مر گیا تھا اوس کے ماتھے پر بادشاہ
ٹیکہ اپنے ہاتھ سے لگایا اور جاگیر باپ کے وطن میں عنایت کی۔ لچھمی چند راجہ کمایوں
کہ کوہستان کے راجاؤں میں سب سے بڑا تھا وہ بادشاہ کی خدمت میں آیا۔ اوسنے اسپان
گونٹ اور جانوران شکاری اور نافہ مشک اور آہوئے مشک کے پوست جنمیں نافہ قریب تھا
اور کھانڈے اور کٹاریں نذریں دیں۔ کہتے ہیں کہ اس راجہ کے ملک میں معدن طلا ہے +

سنہ ۱۰۲۱ میں عثمان کے شکست پانے اور مارے جانے سے بنگالہ کا ہنگامہ خاتمہ پر پہنچا
اس کامیابی سے اتنی خوشی نہیں ہوئی جتنی دکن کی شکست سے ناخوشی ہوئی۔ جہانگیر نے
یہ قرار دیا تھا کہ وہ تمام شاہی صوبے جو دکن کے ہمسایہ میں ہیں ایک ہی دفعہ متفق ہو کر دکن پر
حملہ کریں تاکہ اس مہم میں جو نقصان سرداروں کے نفاق اور بے پروائی سے ہوئے ہیں انکی
مکافات ہوجائے۔ اوسنے یہ تجویز کی تھی کہ عبداللہ خان حاکم گجرات ناسک ترنبک کی
راہ سے مع لشکر گجرات اور امرا کے جو اوسکے ساتھ معین کئے گئے ہیں روانہ ہو اور یہ فوج
سرداران معتبر و امرا کار طلب مثل راجہ رامداس و خان عالم و سیف خان و علی مردان بہادر و
ظفر خان سے آراستہ تھی اور اوسکی تعداد دس ہزار سے گذر کر چودہ ہزار ہو گئی تھی اور جانب
برار سے یہ مقرر تھا کہ راجہ مانسنگھ و خانجہاں و امیر الامرا اور بہت سے سردار متوجہ ہوں اور
یہ دونو فوجیں اپنے کوچ و مقام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتی رہیں تاکہ تاریخ معین پر دونو
جانب سے غنیم کو گھیر لیں اگر یہ ضابطہ ملحوظ رہتا اور دل متفق ہوتے اور غرضیں و اسکیں نہ ہوتیں تو

ظن غالب تھا کہ فتح ہوتی عبد اللہ خان جب گھاٹیوں سے گذرا اور غنیم کی ولایت میں آیا تو اسکا مقید
نہ ہوا کہ قاصدون کو بھیجکر دوسری فوج کو اپنی خبر کرتا اور قرارداد کے موجب اپنی حرکت کا موازنہ دوسری
فوج کی حرکت سے ایسا کرتا کہ روز اور وقت معین پر غنیم کو گھیرتا - بلکہ اپنی قوت اور قدرت پر تکیہ کرکے
اس بات کو خاطر میں لایا کہ خان جہان کی رفاقت بغیر اس مہم میں وہ سکے ہی نام پر فتح ہو اور
بادشاہ کے حکم و تدبیر کے خلاف نہ برہان پور کے سردارون اور سپاہ کو طلب کیا نہ اونکو اپنی
خبر بھیجی - یہ قصد کیا کہ نظام الملکی ملک کی تسخیر کا نقارہ اوس کے نام پر بلند آوازہ ہو - گیارہ
ہزار سوار جنہیں اکثر بہادر رزم آزما تھے اور ہر ایک جماعہ دار اپنے کو شیر سمجھتا تھا اوس کے پاس
تھے - وہ ایسے لشکر سے ملک عنبر کے استیصال کے درپے ہوا - ملک عنبر کو عبد اللہ خان کی خبر
پہنچی کہ فی الواقع وہ سپہ سالار فتح نصیب مدار کہا جاتا ہے اوسکی قوت کو جانچکر لشکر بھیجان
بھیجدیا اور توپخانہ عظیم اوسکے ساتھ کیا - اس بار میں بہ نسبت ہندوستان کے کلہ پوشان
فرنگ کے قرب جوار کے سبب سے مصالح توپ و تفنگ نے زیادہ رواج پایا تھا - اسلئے ملک عنبر کا توپخانہ
بادشاہ کے توپخانہ سے بہتر تھا اور کئی ہزار بان آتش فشان عبد اللہ خان کے مقابلہ میں
تعین کیئے - قزاق پیشہ دکنی (مرہٹے) یکہ تاز خوش اسپہ بادشاہی فوج سے لڑنے کو آگے
بڑھے اور آٹھ چار پانچ کوس کے فاصلہ پر بے خبر کبھی مارنے لگے اور عبد اللہ خان کی فوج کے
اطراف کے لوٹنے میں مصروف ہوئے اور دکنیوں نے قواعد کے موافق جنگ صف نہیں کرکے اور
جنگ بگریز اور قزاقی کرتے تھے اکثر اوقات لشکر شاہی کے داہنے بائیں طرف بے خبر آکر دست برد
نمایان کرتے چارپائے بھی جہاں ہاتھ لگتے چھین کر لے جاتے اور بہت آدمی قتل کر جاتے
اور کوچ کے وقت شتر پر بار قطار اونکے ہاتھ آتے لشکر شاہی کے زن و مرد کے ناک
کان کاٹ کر لے جاتے - روز بروز ملک عنبر کے لشکر کا غلبہ ہوتا جاتا اور مور و ملخ کی طرح جمع
ہوکر قوت پکڑتے جاتے تھے - یہانتک اس لوٹ مار میں نوبت پہنچی کہ عبد اللہ خان کا نصف
لشکر تلف ہوگیا اور کوئی جنگ صف نہ ہوئی - زیادہ تر آدمیوں نے گوشہ و کنار سے
فرار اختیار کیا - کوئی دن نہ ہوتا تھا کہ ملک عنبر کی کمک نہ پہنچتی ہو اور وہ فوج شاہی کو

ایک زخم تازہ نہ پہنچاتی ہو۔ عبد اللہ خان نے عاجز ہو کے ہمراہیون سے صلاح کار پوچھی ہوا خواہون نے مصلحت بتلائی کہ احمد آباد کی طرف سے مراجعت کرکے دوبارہ لشکر مستعد اور توپخانہ سنگین اور فیلان جنگی کے ساتھ آئیں اور تلافی کریں۔ اسلیئے ناچار فرار (مراجعت) کو قرار دیا اور لشکر ہراول جو دولت آباد کے قریب پہنچ گیا تھا وہ پھر آیا۔ دکھنیون کے تعاقب کرنیکا خیال لشکر شاہی کے دلون میں تھا اسلیئے علی مردان کہ مشہور صف آرا تھا شائستہ فوج کے ساتھ چنداول بنایا گیا۔ دکھنی ہر طرف سے فوج فوج آکر زور کرتی تھی مگر جب علی مردان خان کی فوج اونکے مقابل آتی تو وہ فرار کرتے پھر بے خبر دوسری طرف سے نمودار ہوتے اور گاہ و بیگاہ غافل و ناگاہ پھیرے تاخت کرکے غارت کرتے اور مقابلہ میں لشکر پر کار تنگ کرتے۔ اور اندھیری راتوں میں داہنے بائیں طرف سے بے شمار بان مارتے آخر کار دس بارہ ہزار سوارون نے علی مردان خان کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ علی مردان خان نے تردد نمایان کیا اوسکے زخم کاری لگے اور زندہ دستگیر ہوا۔ مرہٹے ملک عنبر پاس اوسکو لے گئے۔ ملک عنبر نے اوسکو دولت آباد کے قلعہ میں مقید کیا اور جراح اوسکے علاج کے واسطے معین کیے مگر زخم اچھے نہوئے چند روز میں وہ مرگیا کہتے ہیں اوسکے سامنے ایک شخص نے کہا کہ فتح آسمانی ہست تو اوس بہادر نے جواب دیا کہ فتح آسمانی ہست مگر میدان از ماست۔ مخالفون نے سرحد بگلانہ تک لشکر شاہی کا تعاقب کیا اور بہت سختیان کہ پہنچائیں۔ اگرچہ بموجب حکم کے سرداران برہان پور عبد اللہ خان کے روانہ ہونے کی خبر پاکے دولت آباد کے عازم ہوئے تھے مگر حسد کے مارے وہ بھی عبد اللہ خان کی رفاقت سے راضی نہ تھے اور عبد اللہ خان نے بھی اونکو خبر نہ کی تھی تو وہ کوچ مقام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ چلتے تھے اونھون نے یہ خبر سنکر مراجعت کی اور تھالنیر پور میں شاہزادہ پرویز پاس چلے گئے عبد اللہ خان گجرات چلا گیا بادشاہ کی رائے صائب معلوم ہوتی ہے کہ اگر دونو طرف سردار اتفاق سے بے نفاق کر کے کارفرما ہوتے تو اغلب تھا کہ کام دلخواہ ہوجاتا لیکن نوکرون کے رشک اور عدم اتفاق سے نتیجہ برعکس ظہور میں آیا جب بادشاہ پاس یہ خبر آگرہ میں آئی تو اوسکی طبیعت میں ایک شورش

پیدا ہوئی اور ارادہ کیا کہ خود دکن جاکر دشمنوں کی بیخ کنی کرے مگر اوسکے ملازم ارادہ کے مانع ہوئے
اور ابوالحسن نے عرض کیا کہ اس دکن کی مہمات کو جیسا کہ خانخانان سمجھا ہے ایسا کوئی نہیں سمجھا
اوسکو بھیجنا چاہئے کہ اس بگڑے ہوئے کام کو سنوارے اور دولتخواہوں نے بھی یہ رائے دی
غرض خانخانان کو اور خواجہ ابوالحسن کو مہم دکن پر تعین و مقرر کیا - دکھنیوں نے امرا اور تنخواہ دارون
سے صلح کی باتیں کرنی شروع کین - عادل خان والی بیجاپور نے دولتخواہی کا طریقہ اختیار
کرکے کہا کہ اگر مہم دکن کا اہتمام میرے سپرد ہو تو بادشاہ کا گیا ہوا ملک پھر دلا دون -
جہانگیر نے اس امر کا فیصلہ خود نہیں کیا بلکہ خانخانان کو اوسے سپرد کر دیا -
آٹھواں نوروز ۲۶ محرم سنہ ۱۰۲۲ مطابق ۱۰ - مارچ سنہ ۱۶۱۳ کو واقع ہوا جشن بڑی دہوم دہام
سے ہوا - جہانگیر لکھتا ہے کہ میں ۲ شعبان سنہ ۱۰۲۲ کو آگرہ سے اس نیت سے چلا کہ اول اجمیر میں
خواجہ معین الدین چشتی کے روضہ کی زیارت کروں جو جلوس کے بعد مجھے میسر نہیں ہوئی
اور رانا امر سنگہ کو قلع و قمع کروں - پہلے لکھا گیا ہے کہ مہم رانا ناتمام رہی تھی اب یہ
میرے دل میں آیا کہ آگرہ میں مجھے کچھ کام نہیں ہے اور مجھے یقین تھا کہ جب تک میں خود
ہی متوجہ ہونگا کوئی صورت نہ ہوگی ساعت مقرر میں قلعہ آگرہ سے باہر آکر باغ دہرہ میں آیا -
دوسرے روز دسہرہ کا جشن کیا - دستور معمول کے موافق ہاتھی گھوڑے آراستہ پیراستہ ہوکر
میری نظر سے گذرے - پانچوین شوال کو اجمیر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا صبح کو قلعہ و
عمارات روضہ کی نظر آئیں تو ایک کوس کے قریب پیدل چلا - شہر میں داخل ہوکر روضہ
کی زیارت کی - میرے دل میں آیا کہ اجمیر میں توقف کرکے اپنے بیٹے بابا خرم کو آگے مہم رانا کے
لئے بھیجوں - ۶ ذی الحجہ کو اوسکو رخصت کیا - خان اعظم کو اوسکے ساتھ تعین کیا - بارہ ہزار
سوار اوسکے ہمراہ کیے - فدائی خان کو بخشیگری کی خدمت دی - خان اعظم نے خود
درخواست کی تھی کہ شاہزادہ خرم اس خدمت پر مامور ہو باوجودیکہ شاہزادہ نے
ہر طرح سے اوسکی دلجوئی کی مگر اوسکے ساتھ اوسنے موافقت نکی شیوہ ناستودہ عمل میں لایا
جب یہ مقدمہ میں نے سنا تو ابراہیم حسین اپنے معتمد خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا

وہ لطف آمیز مہر انگیز پیغام گوسے کہ جس وقت تو برہان پور میں تھا تو آرزو میں کرکے اس خدمت کے لیئے مجھسے التماس کرتا تھا اور اس خدمت کو تو سعادت دارین جانتا تھا اور مجالس و محافل مین مذکور کرتا تھا کہ اس عزیمت میں اگر کشتہ ہونگا تو شہید ہونگا۔ اگر غالب آؤنگا تو غازی ہو نکلا تو تجھے یہ خدمت تفویض ہوئی تھی توپخانہ کی جو مدد اور کمک چاہی تھی اوسکا سرانجام کیا گیا بعد ازاں تو نے لکھا کہ جب تک میں ان حدود میں نہیں آؤنگا اس مہم کا فیصلہ ہونا اشکال سے خالی نہیں تیری ہی صلاح سے میں اجمیر میں آیا۔ اب تو نے عرایض میں معقول وجوہ بیان کرکے شاہزادہ کی استدعا کی بغرض تمام مقدمات تیری راے اور تدبیر کے موافق عمل میں آئے۔ اب باعث کیا ہے کہ یکبارگی معرکہ سے اپنے پانوں کو باہر نکالتا ہے اور ناسازگاری کرتا ہے اس مدت میں باخرم کو بھی اپنے سے جدا نہیں کیا تھا محض تیری کاروانی کے اعتماد پر اوس کو بھیجا ہے تو تجھے چاہئے کہ نیک خواہی اور نیک اندیشی کا طریقہ منظور و مرعی رکھے۔ رات دن فرزند سعادتمند کی خدمت سے غافل نہ ہووے۔ اگر ان باتوں کے خلاف عمل کریگا اور اپنی قرارداد سے باہر قدم رکھیگا۔ تو سمجھ لے کہ اپنا نقصان کریگا۔ ابراہیم حسین نے جاکر یہ باتیں خان اعظم کو سمجھائیں مگر اسکا نتیجہ اصلاح پذیر نہ ہوا۔ اور اپنے فعل قرارداد سے باز نہ آیا۔ جب بابا خرم نے دیکھا کہ اسکا یہاں ہونا کام میں مخل ہوتا ہے اوسکی نگاہداشت کرکے عرضداشت کی کہ یہاں اسکا ہونا کسی طرح لائق نہیں ہے اور بغض [illegible] نسبت رشتہ رکھتا ہے کارشکنی میں کوشش کرتا ہے [illegible] اودیپور سے لیے آئے مجھکو [illegible] فرزندوں اور متعلقین کو اجمیر میں پہنچا دوسے۔ ۱۲ اسکو فرزند بابا خرم کی [illegible] فیل عالم گمان جسپر رانا کو نازش تھی اور سترہ فیلوں کے ساتھ ہاتھ آیا ہے [illegible] انکا صاحب بھی گرفتار ہوگا۔

و صفر ۱۰۲۳ کو نوروز ہوا اور جشن رسم مقررہ کے موافق کیا گیا۔ اس مہینے کی ۱۰ کو

مہابت خان جو خان اعظم اور اوسکے بیٹے عبد اللہ خان کو لینے گیا تھا اونکو لایا خان اعظم کو
آصف خان کے حوالہ کیا کہ اسکو قلعہ گوالیار میں نگاہ رکھے۔ اس قلعہ میں بھیجنے سے غرض یہ
تھی کہ مبادا مہم رانا میں بسبب خسرو کی رشتہ مندی کے وہ نفاق و فساد نہ پیدا کرے۔
[illegible] نے حکم دیا کہ اوسکو قلعہ میں بطریق بندیوں کے نہ رکھیں بلکہ اسباب فرحت و آسودگی
اور کھانے پینے کا سامان اوسکے واسطے مہیا رکھیں۔ بہمن کے مہینے میں خوشخبریاں متواتر
آئیں اول خبر یہ تھی کہ رانا امر سنگہ نے اطاعت و بندگی درگاہ والا کی اختیار کی۔ اس مقدمہ
کی کیفیت یہ ہے کہ عبد اللہ خان صوبہ دار احمد آباد کے نام فرمان بتاکید صادر ہوا کہ خود اپنے
تئیں شاہزادہ خرم پاس پہنچائے اور دکن سے بعض کمکیوں کو حکم صادر ہوا کہ شائستہ فوج
کے ساتھ شاہزادہ کے لشکر سے ملیں کل بیس ہزار سوار شاہزادہ کی ہمراہی کے واسطے
تعین ہوئے۔ شاہزادہ خرم جب رانا کے تعلقہ میں داخل ہوا تو اوسنے اپنے بخشی محمد تقی جس کا
آخر کو خطاب شاہ قلی خان ہوا پانچ ہزار سواروں کے ساتھ بطریق ہراول رخصت کیا اور حکم
دیا کہ جس جگہ ملک رانا کا کوئی قصبہ معمورہ ہو اوسکو تاخت و تاراج کرے اور بت خانوں کو
جہاں پائے مسمار کرے۔ اور خود سب جگہ رانا کے منصوبوں کے استیصال میں کوشش کرتا
اور کئی جگہ اپنے آدمی مقرر کرے اور پہاڑوں پر جو مخالفوں کا ملجا ہے لشکر کو لے جائے
رانا کی جائے حاکم نشین اودے پور تھا اس شہر کو رانا سانگا کے بیٹے اودے سنگہ نے
ایک قلب مکان میں آباد کیا تھا جسکے تین طرف پہاڑ واقع تھے اور دو تالاب اوس کے
متصل بنائے تھے اور جب چتوڑ کو چھوڑا تھا اب تک رانا یہیں سکونت رکھتا تھا۔ اب
وہ اسے چھوڑکر دشوار گذار پر اشجار کوہستان میں بطریق فرار چلا گیا تھا۔ شہزادہ خود اودے پور
میں آیا اور اطراف ملک میں چار فوجیں متعین کیں اور راہ کے بند و بست و رسد کے بھیجنے کے
لیے جابجا تھانے مقرر کیے۔ رانا کے سرداروں کے ساتھ محمد تقی بخشی کی سخت کارزار
ہوئی خصوصا تھانوں کے مسمار کرنے میں جنگ [illegible] میں راجپوت ایسے جان توڑ کر
لڑے کہ دونوں طرف کے آدمی کشتہ ہوئے۔ رانا کے پسر ارشد نے ایک رات کو فوج کوہ نورد

ساتھ لیکر ہراول کی فوج شاہی پر شب خون مارا۔ اس شب کو بھی محمد تقی اور اوس کے
ہمراہیوں نے راجپوتوں کا خوب دلیری سے مقابلہ کیا۔ بہت راجپوت کشتہ اور زخمی ہوگئے۔
اسی ہنگامہ میں عبداللہ خان فیروز جنگ اور دلاور خان کاکر کومکی احمد آباد بھی پہنچ گئے اور
لشکر اسلام کو تقویت ہوئی۔ آب و ہوا کی ناموافقت سے لشکر کے بہت سے آدمی اور
نامی نوکر تلف و بیمار ہوگئے باوجود اسکے شاہزادہ خرم نے رانا اور اوسکے کارپردازوں
اور سرداروں کو ایسا تنگ کیا کہ رانا نے عجز کا پیغام دیا اور امان کی التماس کی اور سوبھ کرن
اپنے چچا کو بھیجکر شفیع جرائم بنایا اور بعدہ رانا برخلاف اپنے آبا و اجداد کے طریقہ
کے کہ ہرگز بادشاہ و بادشاہزادہ کی ملازمت نہیں کرتے تھے خود آیا اور سات ہاتھی
پیشکش کے ساتھ نذر دیے۔ شاہزادہ نے خلعت و شمشیر مرصع دو فیل اور پچاس
گھوڑے اوسکو دیے اور ایک سو بیس خلعت اوسکے ہمراہیوں کو عنایت کیے
اور اوسکو اپنے گھر رخصت کیا۔ پھر رانا نے اپنے بیٹے راناکرن صاحب ٹیکہ کو شاہزادہ
کی ہمرکاب بادشاہ کے پاس روانہ کیا۔ بادشاہ پاس جب شہزادہ آیا تو اوسکے منصب
دوازدہ ہزاری کو شش ہزاری و چار ہزار سوار کا اضافہ ہوا۔ اور بادشاہ نے کرن کو
کہ وحشی طبیعت و مجلس نادیدہ تھا کوہستان میں اوسکی زندگی بسر ہوئی تھی روز بروز
زیادہ عنایت کی اور اوسکو نورجہان نے بھی خلعت دیا۔ اوپر کے بیان کا خلاصہ یہ ہے
کہ بادشاہی فوج کو اودے پور کی لڑائی میں دکن کی نسبت زیادہ کامیابی ہوئی
اور بادشاہ کو اس کامیابی سے بڑی خرمی اسلیے ہوئی کہ وہ اوسکے لاڈلے بیٹے خرم
کے سبب سے حاصل ہوئی۔ یہ کامیابی صرف اسی کی سعی سے ہوئی۔ خان اعظم تو اس پاس
چلا آیا تھا۔ اس سبب سے خرم کی قدر و منزلت میں بڑی ترقی ہوئی۔ وہ اپنے دادا جان
کی تدبیر ملکی بھولا نہیں جب رانا اطاعت کے لیے آیا تو اوسکو گلے لگایا اور اپنی برابر بٹھایا
اور شہنشاہ اکبر کے عہد سے جو ملک فتح ہوا تھا وہ اوسکو دیدیا اور جہانگیر بھی اپنے باپ کی
تدبیر ملکی نہیں بھولا تھا کہ جہانتک ممکن ہو قدیم خانوادے خراب نہ ہوں۔ پہلی خوشخبری تو یہ تھی

جو اوپر بیان ہوئی اور دوسری خوشخبری یہ تھی کہ بہادر کے مرنے کی خبر آئی جو ولایت گجرات کا
حاکم زادہ تھا۔ اور فتنہ وفساد کا مایہ تھا وہ اجل طبعی سے مر گیا۔
سوم خوشخبری پرتگیزون کی شکست کی تھی اوسکی تفصیل یہ ہے کہ گوا کے فرنگیوں (پرتگیزون) نے
بے قولی کرکے چار جہاز اجنبی کہ بندر سورت کے جہازات مقررہ میں سے تھے حوالی بندر میں
تاراج کئے اور مسلمانون کی جماعت کثیر کو اسیر کرکے اسکا مال متاع سب چھین لیا۔
بادشاہ کو یہ امر ناگوار خاطر ہوا۔ یہ بندر مقرب خان کے سپرد تھا اوسکو تدارک اور تلافی
کے لئے رخصت کیا۔ اب پرتگیزون (دارنری) نے قلعہ و بندر سورت کی تسخیر کا سامان بہم پہنچایا
تھا اور اوسکے فتح کرنے کو آئے تھے۔ بندر مذکور میں پرتگیزون اور انگریزون کی درمیان لڑائی
ہوئی۔ اس بندر میں انگریز پناہ کے لئے آئے تھے انگریزون نے اپنی آتشبازی سے
پرتگیزون کے اکثر جہاز جلا دئے۔ ناچار تاب مقاومت نہ لاکے اور گریزان ہوئے۔ اور شاہ گجرات
کے حاکم مقرب خان پاس آدمی بھیجکر صلح کے خواہان ہوئے۔ اور اظہار کیا کہ ہم صلح کے لئے
آئے تھے نہ جنگ کے قصد سے انگریزون نے یہ لڑائی کھڑی کردی + یہ خبر آئی کہ چند راجپوتون
نے عنبر کے مارنے کا قصد کیا تھا وہ گھات لگا کے عنبر تک پہنچ گئے ایک راجپوت نے اوسکو ایک ناقص زخم لگایا عنبر کے گرد
کے آدمیون نے اوسے مار ڈالا۔ اور عنبر کو اوسکے گھر لیگئے۔ اوسکے مرنے میں کچھ نہ رہا تھا افسوس ہے کہ ایک آنچ کی
کسر باقی رہی۔ بادشاہ اس سال میں درد سر و تپ میں مبتلا ہوا تھا۔ نورجہان نے میحائی کی کہ ان امراض
کا علاج شراب کی کمی اور غذا کی سادگی سے کردیا جب بادشاہ کو صحت کامل ہوئی تو جیسا وہ
باطن میں معتقد اور حلقہ بگوش خواجہ بزرگوار تھا اور اونکو اپنی ہستی کا سبب سمجھتا تھا ایسے ہی ظاہر
میں اوسنے اپنے دونو کان چھدوا کے ہر کان میں ایک ایک مروارید ڈالا۔ اوسکے بندگان مخلص
نے بھی اوسکی تقلید کی اونکو ۳۷۳ دانے مروارید قیمتی چھتیس ہزار روپے کے عنایت کئے۔ اس سال کے
واقعات سے شاہزادہ خرم کے خالو کشن سنگہ کا مارا جانا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ
سورج سنگہ کا وکیل گوبند داس تھا اوسنے راجہ کے برادر زادہ کو بسبب نزاع دنیوی مار ڈالا
کشن سنگہ برادر زادہ کا چاہتا تھا کہ مقتول کے عوض میں وکیل سے قصاص لیا جاوے وکیل سورج سنگہ

بہت محبت رکھتا تھا۔ اس قتل کے مقدمہ کو یوں ہی ٹالنا چاہتا تھا۔ کشن سنگہ مع اپنے برادر زادہ کرن کے راجپوتوں کی ایک جماعت لیکر گوبند داس کے گھر پر چڑھ گیا۔ وہ سورج سنگہ کی بناء پر رہتا تھا۔ ایک شور اور ہنگامہ برپا ہوا۔ گوبند داس کی جستجو میں کشن سنگہ تھا کہ وہ اس غلبہ ہجوم مین غیر معلوم کشتہ ہوا۔ سورج سنگہ اس غوغا سے خبردار ہوا اور ننگی تلوار لیکر باہر آیا اور راجپوتوں کی جماعت ساتھ لیکر کشن سنگہ اور کرن اور ایک جمع کثیر کو مار ڈالا۔ کشن سنگہ کے آدمی جو بچے تھے وہ لڑتے ہوئے مکان سے باہر آئے اور استغاثہ کرتے ہوئے بارگاہ شاہی کو روانہ ہوئے۔ اس جماعت کا تعاقب راجہ سورج سنگہ نے کیا اور دولتخانہ کے دروازہ پر آیا اور جھروکہ کے نیچے ایک فتنہ و غوغائے عظیم برپا ہوا اور اس میدان مین بادشاہ کے روبرو چند راجپوت کشتہ ہوئے اور بہت کوشش سے یہ فساد دور ہوا۔

۲۸ صفر ۱۰۲۴ھ حضرت نیر اعظم نے برج حوت سے شرف خانہ حمل میں نزول فرمایا۔ جشن نوروز اور آئین بندی نے بدستور سابق ترتیب پائی۔ رانا کرن منصب پنجہزاری ذات و سوار سے سرافراز ہوا۔ ایک تسبیح خرد مروارید و زمرد کی جس کے بیچ میں لعل تھا اور سند داوس کو سمرن کہتے ہیں اوسکو عنایت کی۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ

۲۵ سدی کو شاہزادہ خرم کے تلادان کا دن تھا۔ اوس کی عمر اس سن میں ۲۴ سال کی تھی۔ بیاہ شادیاں بھی ہو چکی تھیں اور صاحب اولاد تھا۔ اوس نے کبھی شراب نہ پی تھی آج اوسکے وزن کی مجلس تھی میں نے کہا کہ بابا تو صاحب اولاد ہوا ہے۔ بادشاہ اور بادشاہزادے شراب پیتے ہیں آج تیرے وزن کا جشن ہے تجھکو شراب پلاتا ہون اور اجازت دیتا ہون کہ جشن کے دنوں میں وایام نوروز میں و بزرگ مجلسوں میں شراب پیا کر مگر اعتدال کے ساتھ۔ اتنی شراب پینی کہ عقل کو زائل کرے دانشمندون نے روا نہیں رکھی۔ اوس کے پینے سے غرض فقط نفع و فائدہ ہو۔ بو علی کہ طبقہ حکما اور اطبا کا بزرگ ہے اوس نے یہ رباعی لکھی

می دشمن مست و دوست ہشیار است
اندک تریاق و بیشش زہر مار است

در بسیارش مضرت اندک نیست
در اندک او منفعت بسیار است

بہت مبالغہ کرکے شاہزادہ خرم کو شراب پلائی ہے میں نے پندرہ برس کی عمر تک شراب نہیں پی تہی
لیکن ایام طفولیت میں دو تین مرتبہ والدہ اور اناؤں نے امراض اطفال کے علاج کی تقریب
کرکے میرے والد بزرگوار سے عرق طلب کرکے بقدر ایک تولہ کے گلاب و آب میں ملا کر کہانسی کے
دور کرنے کے لیے مجھے پلایا تہا۔ ان دنون میں کہ والد بزرگوار کا لشکر افغان یوسف زئی کے
دفع کرنے کے لیے گیا تہا۔ تو قلعہ اٹک میں کہ آب نیلاب کے کنارہ پر واقع ہے میں ٹہیرا
ایک دن شکار کھیلنے سے بہت تہک گیا تو استاد شاہ قلی توپچی نادری نے کہ میرے عم
بزرگوار مرزا حکیم کے ہان وہ شرابدار تو پہچان تہا کہا کہ شراب کا ایک پیالہ نوش جان فرمایئے
تو ماندگی اور کسالت سب دور ہو جائیگی چونکہ ایام جوانی تہی ایسے امور کی طرف طبیعت
مائل تہی محمود آبدار کو حکم دیا کہ حکیم علی کے گہر میں جا کر شربت کیف ناک لائے۔ حکیم نے
میٹھی شراب زرد بقدر ایک پیالہ کے چہوٹے شیشہ میں بہیجی اوس کو میں نے پیا اوسکی کیفیت
خوش معلوم ہوئی اوسکے بعد شراب پینی شروع کی روز بروز بڑہائی یہان تک کہ پہر شراب
انگوری نشہ کی کیفیت نہیں پیدا کرتی تہی عرق پینا شروع کیا رفتہ رفتہ نو برس کی مدت میں
عرق دو آتشہ کے بیس پیالے پینے لگا چودہ پیالے دن کو پیتا اور باقی رات کو اس شراب کا
وزن چہہ سیر ہندوستانی ہوتا تہا اور میری خوراک نان و تریب کے ساتہہ ایک مرغ تہی اس حال
میں کسیکی قدرت نہ تہی کہ مجہے منع کرتا۔ یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکے خمار میں مجہے بہت رعشہ
ہوتا اور ہاتہہ کے لرزنے سے اپنا پیالہ آپ نہیں تہام سکتا تہا اور لوگ اوسکو پلاتے تہے
جب یہ حال ہوا تو میں نے حکیم ہمام برادر حکیم ابو الفتح کو جو والد بزرگوار کا مقرب تہا طلب کیا
اور اپنے حال سے اطلاع دی اوسنے کمال اخلاص اور نہایت دلسوزی سے بے حجابانہ
کہا کہ صاحب عالم اگر اس روش سے عرق کو نوشجان فرمائینگے تو چہہ مہینے بعد وہ حال ہو جائیگا
کہ علاج پذیر نہیں ہوگا۔ اوسکی بات خیر اندیشی سے خالی نہ تہی جان شیرین عزیز ہوتی ہے
اوسکی بات نے مجہہ میں اثر کیا اور میں نے اوس تاریخ سے شراب کم کرنی شروع کی فلونیا
(افیون و بھنگ) زیادہ کی جتنی شراب کم کرتا فلونیا زیادہ کرتا۔ میں نے حکم دیا کہ عرق کو

شراب انگوری سے ممزوج کریں چنانچہ دو حصہ شراب انگوری اور ایک حصہ عرق ہوتا تھا پھر روز
کم کرتا جاتا تھا سات سال ہوئے کہ چھ پیالہ پیتا تھا اور ہر پیالہ کا وزن سوا اٹھارہ مثقال ہوتا تھا
اب پندرہ برس ہوئے کہ اتنی شراب پیتا ہون اوس سے نہ زیادہ ہو نہ کم اور رات کو پیتا ہون۔
روز پنجشنبہ جو میرے جلوس کا دن ہے اور شب جمعہ کہ ایام ہفتہ میں شبہا متبرک ہے اور
روز متبرک اوسکے آگے آتا ہے ان دونون کا لحاظ کرکے جب دن ختم ہوتا تو شراب پیتا
مجھے یہ خوش نہیں معلوم ہوتا کہ اس شب کو غفلت میں گذارون اور منعم حقیقی کے شکر میں
تقصیر کرون اور روز پنجشنبہ و روز یکشنبہ کو گوشت نہیں کھاتا پنجشنبہ میرے جلوس کا دن
اور روز یکشنبہ پدر بزرگوار کی ولادت کا دن ہے وہ اس دن کی بڑی تعظیم کرتا تھا
اور اوسکو عزیز رکھتا تھا کچھ دنوں کے بعد فلونیا کو افیون سے بدل لیا اب میری عمر
چھیالیس سال چار ماہ شمسی کی اور سہ سال نو ماہ قمری کی ہے۔ آٹھ رتی افیون پانچ
گھڑی دن چڑھے اور چھ رتی پہر رات گئے کھاتا ہون +

اس سال ممالک محروسہ کی اطراف سے فتح فیروزی اور ظفر بہروزی کی خبرین آئیں
اول احداد افغان کا قضیہ ہے کہ مدت دراز سے کوہستان کابل میں سرکشی و فتنہ انگیزی
کرتا تھا اور اس سرحد کے بہت افغان اس پاس جمع ہو گئے تھے۔ والد بزرگوار کے
زمانہ سے حال تک کہ میرے جلوس کا سولھوان سال ہے ہمیشہ افواج اوسکے سر پر بھیجی جاتی تھی
رفتہ رفتہ وہ شکستین کھاتا اور پریشانیان اوٹھاتا اوسکی فوج کا ایک حصہ کشتہ ہوتا دوسرا
حصہ متفرق ہوتا چرخی میں کہ اوسکے اعتماد کا محل تھا ایک مدت تک پناہ گزین رہا اوسکے
اطراف کو خاندوران خان نے محاصرہ کیا اور درآمد و برآمد کی راہیں بند کین جب اس کے
پاس حیوانات کے لئے گھاس اور خوراک نہ رہی تو راتون کو اپنے مویشی کو پہاڑ کی ترائی
مین چراتا تھا اور چند ہی اسلئے آتا تھا کہ اور آدمی اوسکی ہمراہی کرین خاندوران خان کو
یہ خبر پہونچی تو سردار و کمکی ایک جماعت کو اور تجربہ کار آدمیون کو ایک معین شب تعین کیا
کہ حوالی چرخی میں جاکر کمین میں بیٹھیں یہ جماعت جاکر رات کو پناہ گاہون میں پنہان ہوئی

اور دن کو خداندراخان نے اس طرف سواری کی جب مخالف اپنے حیوانات کو چرانے لائے اور احداد اپنی جماعت کے ساتھ کمین گاہوں سے نکلا کہ یکبارگی ایک گرد آگے سے ظاہر ہوئی جب احداد کی خبر اوس نے لگائی تو معلوم ہوا کہ خداندراخان ہے تو اوسنے متلاشی و مضطرب ہو کر بازگشت کا ارادہ کیا۔ خان مذکور کے قراولون نے بھی خبر کی یہان احداد اور خان احداد کے پاس گیا۔ اور جو آدمی کہ کمین گاہ میں تھے اونکو بھی سر راہ لیکر حملہ آور ہوا۔ دو پہر تک بہ سبب قلبی و شکستگی جا اور بسیاری جنگل معرکہ جنگ قائم رہا۔ آخر الامر افغانون کو شکست ہوئی۔ پہاڑوں میں وہ گھسے۔ اونکے تین سو کے قریب کام کے آدمی مارے گئے اور سو آدمی قید ہوئے۔ احداد دو بارہ اس اپنے محکم جا میں نہ جاسکا بالضرورت قندہار کی جانب گیا۔ افواج شاہی نے چرخی میں افغانون کے مقامون میں جاکر اونکے مسکن کو جلادیا اور بیخ و بنیاد سے اکھیر کر پھینک دیا۔

تال کٹورہ کے کنارہ پر ایک سنیاسی فقیرانہ مکان میں رہتا تھا طائفہ ہنود کے فرقہ ضلول میں سے تھا۔ بادشاہ ہمیشہ درویشون کی صحبت کی طرف راغب تھا وہ بے تکلف اوسکی ملاقات کو گیا اور بہت دیر تک اوس پاس بیٹھا رہا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ آگاہی و معقولیت سے خالی نہیں ہے اور اپنے آئین کے موافق مقدمات صوفیہ سے خوب واقف ہے اور ظاہر اپنا اہل فقر و تجرید کے موافق بنا رکھا ہے اور طالب خواہش سے ہاتھ کھینچ لیا ہے اس سنیاسی سے بہتر کوئی ابتک اس طائفہ میں مینے نہیں دیکھا۔

بادشاہ نے سید محمد نبیرہ شاہ عالم سے فرمایا کہ جو تو چاہے مانگ مین تجھے دونگا اور اوسکو قران کی قسم دی کہ تو مجھ سے مانگ۔ اوسنے عرض کیا کہ حضور نے مصحف کی قسم دی ہے وہی مجھے عنایت کیجئے۔ اوسکی تلاوت کا ثواب حضرت کو پہنچے گا۔ بادشاہ نے مصحف یاقوت کے ہاتھ کا لکھا ہوا جو نفائس روزگار سے تھا سید مذکور کو عنایت کیا۔ اور اوسکی پشت پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلان مقام میں سید محمد مذکور کو یہ قرآن مرحمت کیا اور اوسکو حکم دیا کہ مصحف کو سلیس عبارت میں کہ تکلف و تصنع سے خالی ہو لغات ریختہ میں قران کا لفظ ملفوظ فارسی میں ترجمہ

اور تحت اللفظ معنی پر ایک حرف زیادہ نہ کرے اور اصلاح شرح و لبط و شان نزول کا مقید
نہ ہوا اور جب تمام ہو چکے تو اپنے فرزند کے ہاتھ بھیجدے۔

دوسری خبر خانخانان کے بیٹے شہنواز خان کی فتح اور عنبر کی شکست عظیم کی بابت ہے
جسکا مجمل بیان یہ ہے کہ جن دنوں میں خانخانان کی طرف سے شہنواز خان بالاپور پر آرمیں
سردار فوج تہا۔ تو یاقوت خان و آدم خان اور ایک جماعت امراء دکن کی اور جادو رائے
اور بابو کانٹیہ ملک عنبر سے رنجیدہ اور برگشتہ ہو کر شہنواز خان پاس آئے شہنواز خان
اونکے آنے سے نہایت خوش ہوا اور ان لیے ہمتوں کے مزید اعتبار کے لئے اور دو روز
کے فدویوں کے کان میں مژدہ تقویت کے پہنچانے کے لئے اونسے شادیانے بجوانے کا حکم دیا
عنبر سے لڑنے کے لئے لشکر و توپخانہ لیکر سوار ہوا مجمل داراب خان و یاقوت خان و آتش خان ولد
دلاور خان کو امراے نظام الملکی کی ایک جماعت کے ساتھہ اور خانہ زادان رزم افروز
اور توپخانہ دشمن سوز کو بطریق ہراول عنبر کی اوس فوج کے مقابلہ کے لیے بھیجا جو محالات
میں مور و ملخ کی طرح پراگندہ تھی۔ اور پرگنات بادشاہی سے تحصیل زر کرتی تھی دکنی
سب طرف سے فراہم ہو کر بادشاہی لشکر سے لڑنے میں مصروف ہوئے اور مقابلہ و مقاتلہ کرتے
ہی دکن کی فوج کو شکست ہوئی۔ اس خبر کے سننے سے عنبر کے سینہ و جگر میں غیرت کی اخگر
روشن ہوئی۔ وہ خود بڑی شان و دبدبے سے لشکر آراستہ اور فیلان جنگی اور توپخانہ آتش بار اور
پیادے بیشمار لیکر دولت آباد سے شہنواز خان کی فوج سے مقابلہ کرنے کے قصد سے
آیا۔ ان دونو لشکروں میں چھہ کروہ کا فاصلہ تہا اور ایک نالا اونکے درمیان حائل تھا۔
دکنیوں کے پیکار کے اطوار سے یاقوت خان خوب آگاہ تہا اوس نے پیش آہنگی کرکے میدان
جنگ کی جائے سر راہ نالہ پٹہ گل اور لائے کم عرض کی قرار دی اور برقنداز و تیر انداز
و بہادر دلاور نالہ کے روبرو اطراف پر مقرر کئے اور اونکے عقب میں جابجا فوج کوبکی
کی جماعت مقرر کی کہ وہ گولہائے سوزان اور بانہاء آتش فشان اور شمشیر ہائے جان ستان
سے اپنے لشکر کی پشت گرمی اور دشمن کے لشکر کی برہم زدگی کریں دکنیوں نے بھی

دور ونزدیک اپنی فوج و توپخانہ کی آزمائش کی اور فیلان مست اور جوانان جنگ پرست کو آراستہ کیا۔ تیسرے روز نالہ پر لڑائی شروع ہوئی ضرب گولہ و تفنگ و صدمۂ بان اور تیر سے دکھنیون کے بہت سے سردار بے سروپا ہوئے نشیب و فراز اور تنگی راہ سے اونکے اہل فیل کا کام ایسا تنگ ہوا کہ بہت سے سوار اور پیادے ایک دوسرے پر قطار پر قطار گرتے تھے جو پانی مین پھنس جاتے تھے اونکی اجل کے سوا کوئی دستگیری نہ کرتا تھا۔ جو گھوڑا دلدل مین پھنستا تھا اسکا ایک خلاصی کو عطیۂ الٰہی جانتا تھا۔ جو تیر کبھی اور تازی گھوڑون کے لگتا تھا وہ چکر کھا کر چار پا ہوتا تھا اور اپنے سوار دوپا کو نیچے ملتا تھا۔ جو فوج دشمن کی کمک کو عقب سے آتی تھی وہ آگے کی فوج کی ناکامی کو ملاحظہ کرکے پھر جاتی تھی۔ بادشاہی فوج مردون و نیم جان زندون کو روندتی ہوئی نالہ پر آئی عنبر اپنے دلاورون کو لیکر بادشاہی لشکر کے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا اور ایسا لڑا کہ ایکدفعہ لشکر شاہی مین زلزلہ اوسنے ڈالدیا اور قریب تھا کہ بادشاہی لشکر کی فتح نمایان ہزیمت بنجائے۔ مگر شاہنواز خان اور یاقوت خان سیل روان کی طرح عنبر کے مقابلہ مین آگئے۔ وہ رستمانہ کام کئے کہ عنبر کو ناچار فرار دولت آباد تک اختیار کرنا پڑا۔ بہت ہاتھی و گھوڑے اور تین کسو اونٹ بان اور کارخانجات کے بار سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ آئے بادشاہی لشکر نے کھڑکی تک جواب اورنگ آباد کہلاتا ہے تعاقب کیا۔ تین روز تک اوسکو خوب لوٹا اور غارت کیا اور پھر امن دیا۔ بعض سببوں سے بادشاہی لشکر نے مراجعت کی شاہنواز خان و یاقوت خان مع کل امیرون کے عنایت شاہی کے مورد ہوئے

تیسری خبر ولایت کوکھرہ کی فتح اور کان الماس ہاتھ آنے کی تھی ابراہیم خان کی حسن سعی سے یہ فتح حاصل ہوئی تھی۔ یہ کوکھرہ صوبہ بہار و پٹنہ کے توابع سے ہے اس مین ایک رودخانہ جاری ہے جسمین سے ایک روش خاص سے الماس نکال لیتے ہین اور نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک جماعت ہے جو اس کام مین مشغول رہتی ہے

تجربہ سے دریافت کیا ہے کہ جن دلون مین گوراہون و آب کندون مین پانی کم ہوتا ہے

جس گوراب مین الماس ہوتا ہی اوسپر بہت ریزہ پرند جانور لپٹہ کی قسم کے جسکو مہدی کی اونچا چسپکا
کہتے ہیں ڈھیرون جمع ہوجاتے ہین رودخانہ کے طول میں جہانتک جا سکتے ہین پرکہہ بال کہ
وہ لوگ گوراون (جن سوراخون مین پانی ہو) کے اطراف کو سنگ چین (اونکے گرد پتھر لگاتے ہی)
کرتے ہیں پہر بیل (کُدال) اور کلندان (پہاوڑے) سے گوراون کو گرد ڈیڑہ گز نیچے لیجا کر
اونکے گرد کہودتے ہیں جو سنگ و ریگ ریزہ نکلتے ہیں وہیں تلاش کرکے چہوٹے بڑے الماس
نکالتے ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پارچہ الماس ایسا ہاتھہ لگ جاتا ہے کہ ایک لاکہہ روپیہ اوسکی
قیمت ہوتی ہے اس ولایت اور اس رودخانہ پر ایک ہندو زمیندار درجن سال متصرف
تہا ہرچند صوبہ بہار کے حکام اوسپر فوج کشی کرتے تھے مگر بسبب اوسکے استحکام اور جنگلوں کی
کثرت کے دو تین الماس لیکر قناعت کرتے تھے اور اوسکو اپنے حال پر چہوڑ دیتے تھے جب
صوبہ مذکور میں ظفرخان کی جگہ ابراہیم خان مقرر ہوا تو جہانگیر نے رخصت کے وقت اوس سے
کہا کہ اس زمین کو درجن سال کے تصرف سے نکالنا چاہیئے ابراہیم خان مجرد اس ولایت
میں آنے کے جمعیت سے ساتہہ زمینداروں کے سر پر چڑہا اوہون نے بدستور سابق آدمی
بہیجکر چند الماس کے داتون اور چند ہاتہیوں کے دینے پر عہد و پیمان کرنا چاہا مگر خان مذکور
اوسپر راضی نہ ہوا۔ تیز و تند اوسکی ولایت میں آیا پہلے اسکے کہ درجن سال اپنی جمعیت جمع کرے
راہبرون کو پیدا کیا اور ایلغار کرکے بےخبر کوہ و درہ کو کہ اوسکا مسکن تہا محاصرہ کرلیا۔ اور
درجن سال کے تفحص میں آدمیون کو بہیجا تو اوس کو ایک غار میں چند عورتون کے ساتہہ
پایا جنمین سے ایک اوسکی مان تہی اور دوسری اوسکے باپ کی بیویوں میں سے تہی اوسکو
اوسکے بہائیون میں سے ایک بہائی کو پکڑ لیا۔ اور تلاشی لیکر ہیرے جو اوس کے پاس تہے
لے لئے اور تیئیس ۲۳ ہاتہی بہی ہاتہہ لگے۔ اس خدمت کی جلدو میں ابراہیم خان کا منصب
چار ہزاری ذات و سوار مرحمت ہوا۔ اس زمانہ سے یہ ملک اور رودخانہ بادشاہی تصرف
مین ہے اور اس رودخانہ میں لوگ کام کرکے جتنے الماس نکالتے ہیں بادشاہ پاس بہیجتے
ہیں۔ ایک الماس کلان ایسا بہیجا گیا جسکی قیمت پچاس ہزار روپیہ تہی اسی سے احتمال ہوتا ہے

لہ اگر اسی طرح یہ کار جاری رہا تو جواہر خانہ خاصہ میں الماس نہایت عمدہ جمع ہو جائینگے +

گیارہوان نوروز اول ربیع الاول ۱۲۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۸۱۶ء حسب معمول جشن ہوا

- بادشاہ پاس احمد نگر کے واقعہ نگار کی عرضداشت آئی کہ عبد اللہ خان صوبہ دار نے روئداد واقعی لکھنے پر خانہ زاد کو گھر سے پیادہ پا نہایت خفت کے ساتھ بلایا اور نہایت اہانت کی بادشاہ کا حکم ہوا کہ دیانت خان جا کر عبد اللہ خان کو پیدل شہر سے نکالے اور پھر گھوڑے پر سوار کر کے لائے عبد اللہ خان کو یہ خبر پہلے معلوم ہوئی تو احمد آباد سے وہ پیادہ پا خود روانہ ہوا - دیانت خان رستہ میں ملا وہ پھر اوس کو گھوڑے پر سوار کر کے بادشاہ کے روبرو لایا - بادشاہ نے اوسکو بے منصب کیا اور مجرا ممنوع فرمایا پھر مرزا خرم کی سفارش سے قصور معاف ہو گیا -

وبا

اس سال میں بلکہ پہلے سال سے ہندوستان کے بعض مقام مین وبائے عظیم پھیلی پرگنات پنجاب سے اسکا ظہور ہوا رفتہ رفتہ شہر لاہور مین سرایت کی - اس وبا سے بہت ہندو مسلمان تلف ہوئے پھر وہ سرہند میں آئی اور میان دو آب مین دہلی اور اوسکے اطراف تک پہونچی - بہت سے دہات اور قریات کو اوسنے معدوم کیا - ابتدا میں گھر میں ایک چوہا نکلتا - وہ سوراخ سے مدہوشانہ نکلکر در و دیوار سے سر ٹپک ٹپک کر مر جاتا - اگر اس چوہے کے مرتے ہی اہل خانہ اپنا گھر بار چھوڑ صحرا و جنگل میں چلے جاتے تو ان کی جان سلامت رہتی اور نہیں تھوڑے عرصہ میں تمام آدمی اس وبا سے کہ صحرائے عدم میں چلے جاتے - اگر کوئی میت یا اوسکے مال کو ہاتھ لگاتا تو جان بر نہ ہوتا - اس وبا کا اثر ہنود پر زیادہ تھا - لاہور کے گھروں میں دس دس بیس بیس آدمی مر جاتے اونکی بدبو سے ہمسایہ عاجز آجاتے محلہ کو چھوڑ دیتے - گھر کے گھر میتوں سے بھرے پڑے مقفل رہتے - جان کے خوف سے کوئی اونکے گرد نہ جاتا - کفن دفن کی فرصت نہ تھی مرگ انبوہ جشنے دارد پر عمل تھا - پرسہ و ماتم کی رسم متروک تھی - کاشمیر میں اس وبا کی شدت عظیم ہوئی یہانتک نوبت آئی کہ ایک عزیز مر گیا تھا اوس کو ایک درویش نے گھاس پر غسل دیا تھا - دوسرے روز درویش مر گیا - جس گھاس پر غسل دیا تھا اوسکو جس گائے نے

کھایا وہ مر گئی اور جن کتوں نے اس گاے کا گوشت کھایا وہ وہیں ہیں مر رہے غرض ہندوستان کا کوئی ملک اس وبا سے خالی نہیں جہانگیر لکھتا ہے کہ بڑی بڑی عمر کے آدمیوں کی زبانی اور تواریخ سے معلوم ہوا کہ اس مرض نے کبھی اس ولایت میں تاریخ نہیں دکھایا اس کا سبب دانا حکیموں سے جو دریافت کیا تو بعض نے یہ سبب بتایا کہ دو سال سے خشکی ہے اور برسات کی بارش میں کمی ہوئی ہے بعض نے یہ کہا کہ خشکی و کمی بارش کے سبب ہوا میں عفونت پیدا ہوئی اس سبب سے یہ حادثہ پیدا ہوا ہے بعض نے اور امور پر حوالہ کیا العلم عند اللہ

تقدیرات الٰہی پر گردن رکھنی چاہئے ؎ چہ کند بندہ کہ گردن نہ نہد فرمان را

کوتوالی کے چبوترہ کے حوالی میں خزانہ شاہی تھا اوس میں سے چوروں نے روپیہ اڑایا چند روز کے بعد سات چور پکڑے آئے ان چوروں کا سرغنہ نول تھا وہ بھی گرفتار ہوا اور کچھ مسروقہ روپیہ بھی ہاتھ آیا۔ بادشاہ کے دل میں آیا کہ چوروں نے چوری میں دلیری کی ہے اونکو بڑی سزا دینی چاہئے ہر ایک کی سیاست خاص کی گئی۔ نول کو ہاتھی کے پاؤں تلے ڈالنے کا حکم ہوا۔ نول نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو میں فیل سے جنگ کروں بادشاہ نے حکم دیا کہ اچھا۔ ایک فیل بدمست آیا۔ بادشاہ نے نول کو خنجر دیا اوسکے روبرو کیا فیل مست نے اوسکو گرایا مگر ہر مرتبہ اس تہور پیشہ نے باوجودیکہ وہ اپنے دشمنوں کی دیکھ چکا اپنے پاؤں جما کر سونڈ میں ایسے مردانہ خنجر لگائے کہ ہاتھی نے اوس پر حملہ کرنے سے منہ پھیر لیا جب بادشاہ نے اوسکی یہ دلیری و مردانگی مشاہدہ کی تو حکم دیا کہ اوسکے احوال سے خبردار رہیں تھوڑے دنوں بعد وہ اپنی بدذاتی اور دون طبعی کے سبب سے اپنی جگہ سے بھاگ گیا۔ یہ بات بادشاہ کو ناگوار ہوئی اوسکو گرفتار کراکے پھانسی دیدی سعدی نے سچ کہا ہے کہ ؎

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود	گرچہ با آدمی بزرگ شود

روز سہ شنبہ غرہ ذیقعدہ کو اجمیر میں بادشاہ فرنگی رتھ میں سوار ہوکر جسمیں چار گھوڑے جتے ہوئے تھے اور اوسنے حکم دیا کہ اکثر امرا رتھ پر سوار ہو کر میرے ہمراہ ہوں۔ شام کو موضع دیورانی میں پہونچے دو کوس چل کر آیا۔ اہل ہند نے یہ مقرر کر رکھا ہے کہ بادشاہ اور بزرگ ملک گیری

مشرق کو جائیں تو فیل دندان دار پہ سوار ہون اور اگر مغرب کی جانب تو اسپ یک رنگ
شمال کی جانب پالکی او سکھاسن ہین - اور اگر جانب جنوب ہین تو رتھہ مین بیلون
گیرہ دن کم تین سال اجمیر رہا - جہانگیر لکھتا ہے کہ اجمیر اقلیم دوم مین ہے
اعتدال ہے مشرق مین دار الخلافہ آگرہ و شمال مین قصبات دہلی جنوب
صوبہ ملتان و دیپال پور - یہ ولایت ساری ریگستان ہے - اس
بدشواری پانی نکلتا ہے کشت کار کا مدار بارش ور شرمین پر ہے - اوس کے
اعتدال پر تا ہے اوسکا تابستان آگرہ سے ملائم ہے - اس صوبے سے ۸۶ ہزار سوار
لاکہہ چار ہزار پیادے راجپوت کارزار کے وقت نکلتے ہین +

بادشاہ اجمیر سے منزل بمنزل مالوہ کو چلا - راہ مین شکار کھیلتا - کشتیان اوس کے
ساتھ چلی تہین جہان کہین تال جھیل دریا آتا تو ان کشتیون مین بیٹھ کر
کا تماشا کہیلتا جب اوجین وہ آدہ پور کی منزل مین آیا تو رانا اوسکی ملاقات
مین آیا - نذر دی خلعت پایا - قلعہ منتہور مین بادشاہ نے قیدیون کو جو مدت سے مقید تہے
رہا کیا - بادشاہ مالوہ کا حال یہ لکھتا ہے کہ مالوہ اقلیم دوم سے ہے اس صوبہ کی درازی لا
سے ولایت بانسوالہ تک ۲۴۵ کوس اور عرض اسکا پرگنہ چندیری سے پرگنہ
تک ۲۳۰ کوس ہے اسکے مشرق مین ولایت مانڈو و شمال مین قلعہ نرور جنوب مین
ولایت مغرب مین صوبہ گجرات و اجمیر - یہ ولایت نہایت پر آب و خوش ہوا ہے
پانچ دریا سوا نہرون و ندیون و چشمون کے اسمین جاری ہین - دریا یہ ہین - گوداوری
بہیما کالی سند تیپرا - نربدا - ہوا اسکی اعتدال کے قریب ہے - اس ولایت کی زمین اپنی
اطراف کی نسبت بلند ہے - قصبہ دہار ہین کہ اس ملک کا مشہور مقام ہے تاک مین دو دفعہ انگور
لگتے ہین اسکی کشادہ دہقان بے سلاح نہین ہتے - اس ولایت کی جمع ۲۴ کروڑ ستر لاکہہ
دام ہے اور اس ولایت مین کام کے وقت نو ہزار تین سو سوار اور چار لاکہہ ستر ہزار تین سو
پیادے ایک سو پنجاہ فیل کے ساتھ نکلتے ہین +

اجمیر سے مانڈو ۹ ۵کوس ہے اس فاصلہ کو بادشاہ نے چار ماہ دو روز میں طی کیا ۴۶ کوچ اور ۴۸ مقام ان چھیالیس کوچون میں بسبب اتفاق ایسی دلکش جگہون میں منازل ہوتیں جو تالابون اور ندیون اور نہرون کے کنارہ پر واقع ہوتیں۔ ان مین درخت سبزہ کثرت سے ہوتے خشخاش زار کھلے ہوتے۔ کوئی دن ایسا نہ ہوتا کہ کوچ و مقام میں شکار نہ ہوتا ہو اس سفر مین فراغت نہ ہوا یہ معلوم ہوتا تھا کہ ایک باغ سے دوسرے باغ میں گیا۔ مانڈو کا حال بادشاہ لکہتا ہے کہ مالوہ کی سرکارون میں مانڈو مشہور سرکار ہے اوسکی جمع ایک کرور تیس لاکھ دام ہے۔ مدتون تک سلاطین کا تخت گاہ رہا ہے۔ سلاطین قدیم کی بہت سی عمارتیں برباد ہو رہی ہیں اون مین ابتک کچھہ نقصان نہیں ہوا۔ ۲۴ کو میں ان عمارتون کی سیر کو گیا اول جامع مسجد میں گیا سلطان ہوشنگ غوری نے اوسکو تعمیر کیا تھا گو اوسکی تعمیر پر ایک سو اسی سال گذر گئے ہیں لیکن یہ معلوم ہوتا ہے کہ آج ہی راج اوسکو بنا کے اٹھے ہیں۔ یہ عمارت بڑی عالی ہے ساری تراشیدہ سنگون سے بنی ہے۔ پہر حکام خلجیہ کے مقبرہ مین گیا وہان روسیاہ ابد ازل نصیر الدین ابن غیاث الدین کی قبر بھی تھی یہ مشہور ہے کہ اس بے سعادت نے اپنے باپ غیاث الدین کو جو اسی سال کا بوڑھا تھا مارنے کے لئے دو دفعہ زہر دیا۔ باپ پاس زہر مہرہ تھا اوس سے اوس نے دفع کیا تیسری مرتبہ شربت کا پیالہ زہر سے ملا ہوا اپنے ہاتھہ سے باپ کو دیا اور کہا کہ اس کو آپ پیجیے۔ جب باپ نے دیکھا کہ بیٹا میرا مرنا ہی چاہتا ہے تو اول زہر مہرہ کو اپنے بازو سے کھول کر اوس کے آگے ڈالدیا اور خالق بے نیاز کی درگاہ میں عجز و نیاز کے ساتھہ یہ زبان پر لایا کہ اے خدا میری عمر اب اسی سال کی ہوئی اور اس مدت کو مین نے دولت و عشرت و کامرانی سے گذارا کہ کسی بادشاہ نے ایسی زندگی نہ بسر کی ہوگی اب یہ میرا بازپسین کا زمانہ ہے امیدوار ہون کہ نصیر سے میرے خون کا مواخذہ تو نہ کرے اور میری موت کو اجل مقدر سمجھ کے اسکی بازخواست نہ کرے۔ یہ کلمات کہہ کر اس شربت کے پیالہ کو بالکل پی گیا اور جان عزیز کو جان آفرین کو سپرد کی +

مشہور ہے کہ جب شیر خان افغان اپنے ایام حکومت و سلطنت میں یہان آیا باوجود

حیوان طبعی سکے اوسنے اپنے ہمراہیوں کی جماعت کو حکم دیا کہ نصیبہ کی قبر پر لکڑیان ماریں
میں بھی جب اوسکی قبر پر گیا تو کئی لاتیں اوسکی قبر پر ماریں اور اپنے ہمراہیون سے کہا کہ وہ
بھی اس قبر پر لاتیں لگائیں مگر میری خاطر کو اوسکے تسکین نہیں ہوئی تو مین نے حکم دیا کہ
اوسکی قبر کو پھاڑ کر اوسکے ناپاک اجزا کو آگ مین ڈال دین۔ لیکن پھر مجھے یہ خیال آیا کہ آتش تو
انوار الٰہی سے ایک نور ہے حیف ہی کہ اسکا جسم کثیف اس جوہر لطیف کے ساتھہ آلودہ ہو
مبادا اس جلانے سے اوسکے عذاب مین تخفیف ہو اسلئے مین نے حکم دیا کہ اس کے فرسودہ
استخوانون کو مع اجزاء خاک شدہ کے دریاء نربدا مین بہادین۔ ایام حیات مین طبیعت میں
حرارت غالب تھی ہمیشہ پانی میں پڑا رہتا تھا۔ ایک سو بیس برس بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ
اوسکے اجزاء فرسودہ بھی پانی میں مل گئے۔

کہتے ہیں کہ شکارگاہ قدیم مین بادشاہ کے ہمراہ نورمحل ہمراہ تھی۔ قراول احاطہ بارہ میں ایک بڑا
قوی ہیکل شیر گھیر کر لائے تھے۔ بادشاہ پر خواب معتاد کا غلبہ تھا وہ استراحت مین تھا۔ بندوق
خاصہ فتیلہ روشن کے ساتھہ مسند خاص پاس رکھی ہوئی تھی۔ دو محل مع دو تین خواص کے برسم
پرستارون کے بادشاہ کی اطراف مین بیٹھی ہوئی تھیں اس اثناء میں بارہ سے شیر دہاڑتا ہوا
باہر آیا۔ زمانہ قدیم میں اس بات کی بڑی تقید رہتی تھی کہ سلاطین ہندوستان کی پردگیان
حرم اور پرستاران خاص سواری اسپ و تیر و تفنگ اندازی میں مشق کیا کرین۔ نورجہان کے
اس فن سے عاری تھی۔ جونہی شیر دور سے محل کلان کی نظر میں آیا تو اوس نے بندوق چھتیا کر
شیر کی پیشانی پر گولی ماری کہ شیر گونج کر ایک نیزہ اچھل پڑا اور زمین پر لوٹنے لگا۔ بادشاہ
شیر کے دہاڑنے اور بندوق کی آواز سے جاگا اور شیر کو پڑا ہوا دیکھا اور رانی کو دیکھا کہ خوشی
خوشی بندوق ہاتھہ مین لئے ہوئے ہے اور نورمحل لرزان و ترسان گریزان ہے بادشاہ نے
کلان کو آفرین کر کے گلے لگایا اور اوسپر مہربانی زیادہ کرنی شروع کی اور نورجہان کو
تشنیع کی اور اوسپر توجہ کم کی۔ والدۂ نورجہان فراست و عقل مین عورتون میں ممتاز تھی
اوسنے تدبیر و تمہید سے ایک تقریب میں کہا کہ حضرت امیرالمومنین مرتضیٰ علی کا قول ہے کہ

بعض صفات حمیدہ ایسی ہیں کہ وہ مردون کے لئے نیک شمار کی جاتی ہیں اور اونہین اونکی تعریف ہوتی ہے لیکن عورتون کے باب مین عیب گنے ہین یہ صفات شجاعت و سخاوت کی ہیں غرض یہ بات جہانگیر کی خاطر نشان کی تو وہ بدستور سابق نورجہاں پر مہربان ہوا اور اوس روز سے نورجہان نے غیرت کے سبب سے بندوق کا استعمال کیا اور تہوڑے دنوں میں اوسکی مشق کرلی آگے اسکے شیر افگنی کا بیان آئے گا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے دل مین آیا کہ ابتدا ء سن تمیز سے اب تک جو شکار کئے ہیں اونکا شمار کیا جائے اسلئے واقعہ نویسوں و مشرفان شکار و قراولان و عملہ و فعلہ کو یہ خدمت سپرد کی کہ وہ تحقیق کر کے ہر جنس کے جانور جتنے شکار ہوئے ہیں اونکے مجموعہ کا حال مجھے سنائین تو اونہوں نے مجھے بتلایا کہ میری بارہ برس کی عمر ۹۸۸ھ مین تھی اس سال ۱۰۲۶ھ مین پچاس برس کی عمر ہے اس مدت مین میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے ہیں اور ان مین سے ۱۷۱۶۷ اشکار خود بندوق وغیرہ سے مین نے مارے ہیں جسکی تفصیل یہ ہے +

شیر	۸۶	ریچھ چیتہ لومڑی اود بلاؤ کفتار	۸۸۹
جہاگوزن	۳۵	سیاہ ہرن چکارہ چیتل بز کوہی وغیرہ	۱۶۷۰
نیل گائے	۹	قوچ و آہوے سرخہ	۲۱۵
بھیڑئے	۶۴	گاؤ میش صحرائی	۳۴
سور	۹۰	رنگ	۳۶
قوچ کوہی	۲۲	ارغلی	۳۲
گورخر	۶	خرگوش	۲۳
	۳۱۲		۳۸۹۱

کل میزان چوپایون کے شکار کی ۳۳۰۳

کبوتر ۱۰۳۴۸ لگڑ ۳ جگر ۴ علیوا ز جند قوطان موش خور ۴۹

ابابیل ۴۱ کنجشک ۵۸ الو ۳۹ مرغابی ۱۵۰

زاغ ۳۴۷۶ ۱۳۶۶۵ میزان کل ۱۳۹۵۴ گھڑیال ۱۰ نہنگ ۱۹۶۴

جہانگیر ہاتھی کا شکار کبھی نہیں کہیلا نہ اوسکو آبی جانورون کے مارنے کا شوق ہوا۔
جب بادشاہ کے حسب لخواہ پرویز سے لشکر دکن کی سرکردگی نہ ہوسکی تو اوسکو الہ آباد کا صوبہ دیا
شاہزادہ خرم کو اوسکی جگہ مقرر کیا اور اوسکی پشت گرمی کے لئے خود مالوہ کا قصد کیا جسکا اوپر
بیان ہوا۔ شاہزادہ خرم نے آب نربدا پر پہنچنے سے پہلے علامی افضل خان و راجہ بکرماجیت
کو نظام الملکی و عادل خانی وکلا کے ساتھ جو اوس پاس حاضر تھے ملک عنبر و عادل خان پاس
بطریق سفارت بھیجا اور اونکو فرمان لکھا جسمین تہدید و وعدہ و وعید کئے اور یہ اشعار لکھے کہ

دو شعلہ زیک شمع دارم بچنگ	یکے نور صلح و یکے نار جنگ
بود نور صبح شبستان فروز	ولے نار خشمم بود خانہ سوز

اور حکم دیا کہ اول عادل خان پاس دونو جائین عادل خان نے پیچھے آئے اطاعت قبول کی
اور بعض محال جو بادشاہی لشکر سے اوسکے ملازمون نے چہین لئے تھے واپس حوالہ
کرنے کا وعدہ کیا اور عنبر کو بھی حکم کی انقیاد کے باب مین جیسا کہ لکھنا چاہئے تہا اوسنے لکھا

.. اسی سال مین یہ خبر بھی آئی تہی کہ قدم ہیگا نہ تیگانہ افریدی افغان جو دولتخواہ
و فرمانبردار تہا اور کتل خیبر کی راہداری اسے تعلق رکھتی تہی تھوڑے توہم سے اوسنے
اطاعت کے دائرہ سے باہر قدم رکھا اور فساد کے لئے سر اوٹھایا اور سر تھانے مین اپنی
جماعت کو بھیجا۔ جہان وہ خود اور اوسکے آدمی گئے۔ وہان کے آدمیون کو غفلت کے
سبب سے قتل و غارت کیا ایک خلق کثیر کو اوسنے ضائع کیا۔ اس بے عقل افغان کے سبب
کوہستان افغان کے درمیان ایک دنایج کیا۔ اس افغان کا بھائی ہارون اور بیٹا [illegible]
بادشاہ کے پاس تھے اونکو بادشاہ نے قلعہ گوالیار مین محبوس کیا اور افغانان [illegible]
نے عبد السبحان برادر خان عالم کو ایک تہانہ مین مار ڈالا۔ خان عالم کو اوس [illegible]
چکانے کا حکم ہوا۔

۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۳۰ھ مطابق ۱ مارچ سنہ ۱۶۲۱ء کو نوروز کا معمولی جشن ہوا [illegible]
خرم نے باپ کو لکھا کہ سفر کے سبب نذر کا سامان نہ ہوسکا اسلئے نذر [illegible]

بادشاہ نے جشن کی معمولی نذرین خرم کو اور امرا کو معاف کردین +

جہانگیر لکھتا ہے کہ اکثر طبیعتون اور مزاجون میں تنباکو کا استعمال فساد پیدا کرتا تہا اسلئے مین نے حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے اور میرے بہائی شاہ عباس نے بھی تنباکو کے ضررون پر مطلع ہوکر ایران میں حکم دیدیا کہ کوئی شخص تنباکو کا استعمال نہ کرے خان عالم جو میرا ایلچی شاہ ایران پاس موجود تہا وہ تنباکو کے استعمال کی مداومت پر بے اختیار تہا علی سلطان ایلچی شاہ ایران نے اپنے بادشاہ پاس عرضداشت بھیجی کہ خان عالم تنباکو کے بدون ایک دم نہین رہ سکتا تو اوسکی عرضداشت پر بادشاہ نے یہ لکہا ؎

رسول یار میخواہد کند اظہار تنباکو　　من از شمع وفا روشن کنم بازار تنباکو

اس بیت کے جواب مین خان عالم نے یہ شعر لکھ کر بھیجا +

من بیچارہ عاجز بودم از اظہار تنباکو　　ز لطف شاہِ عادل گرم شد بازار تنباکو

ہندوستان مین امریکہ سے تنباکو آیا تہا - اطبا نے اوسکے احوال کی تشخیص و تجویز کرکے اوسکی دودکشی بطور معہود بعض امراض کے لیے مناسب جانی - رفتہ رفتہ وہ سب ہی طبائع کا مرغوب ہوا اور اوسکا بیج جو ممالک ہند میں بویا گیا تو اس قدر پیدا ہوا کہ اوکی حاصلات کو اور اجناس پر تفوق ہوا - عہد جہانگیری میں اوسکا زیادہ رواج ہوا اسکی دودکشی کے آرزومند بہت آدمی ہوگئے - اور سب ماکولات و مشروبات پر اوسکو تقدم ہوا اور مہمانون کے لئے ماحضر اور اخلاصمندون کا بہترین تحفہ بنا - اور اوسکی لوگون کو ایسی عادت ہوگئی کہ اوسکا طالب کہانے کو ترک کردے مگر تنباکو چہوڑنا اس کو بہت دشوار ہو - جتنا وہ تلخ زیادہ ہوا اتنا ہی وہ طالبون کے مذاق میں گوارا تر ہوا اور نرخ اوسکا گران تر ہوا ؎

بسیار کسیکہ خواہدش از دل جان　　کیاب کسے بود کہ او را کم خواست

اوسکے نفع و ضرر ایسے مشہور ہیں کہ بیان کی حاجت نہین وہ انسان کی دولت کے ایک حصہ کو آگ لگاتا ہے سیر المتاخرین نے یہ غلط لکھا ہے اس حکم کے بعد جو حقہ پیتا جہانگیر اسکا ہونٹ کٹوا

یا کچھہ اور سزا دیتا۔

قراولون نے چار شیرون کو گھیرا تہا۔ میں اپنے محل کے ساتھہ شکار پر متوجہ ہوا
جب شیر نظر آئے تو نورجہان نے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو میں شیرون کو بندوقون سے مارون
میں نے کہا کہ اچھا اوسنے دو شیرون کو بندوق سے مارا اور باقی دو میں سے ہر ایک کو دو دو
تیر مار کر نیچے گرایا۔ ایک پلک مارنے میں ان چارون شیرون کا قالب جان سے خالی کیا۔ ایسی
تفنگ اندازی اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی کہ ہاتھی کے اوپر سے عماری کے اندر سے چھہ تیر چلائے
جنمیں سے ایک خطا نہ کرے۔ چار درندون کو ہلنے اور لوٹنے کی فرصت نہ دی۔ اس کی نذر کے
کے صلہ میں ایک ہزار اشرفی نثار کی اور ایک جوڑی پہنچی الماس قیمتی ایک لاکھہ روپیہ کی
نورجہان کو مرحمت کی +

شروع سال میں سید عبداللہ خان بارہ شاہزادہ خرم کی عرضداشت لیکر بادشاہ کی
خدمت میں آیا اوسمیں لکھا تہا کہ عادل خان و عنبر اور دکن کے اور سرکشون نے اطاعت و عبودیت
اختیار کی اور اپنی تقصیرات کے عذر قبول کرنے کی استدعا کی اور احمد نگر اور اور قلعوں کی
کنجیان جنپر عنبر متصرف تھا ملازمان شاہی کو حوالہ کین۔ اور جو ولایت کہ ہاتھہ تلے سے
نکل گئی تھی وہ اولیای دولت کے تصرف میں آئی۔ مقصد جو ہر ستکیار کا دم بہرتے تہے عجز و
نیاز سے انکسار اظہار کرکے باج سپار اور خراج گزار ہوئے جہانگیر یہ مژدہ سنکر نہایت خوش ہوا
اور شادیانے کے نقارے بجوائے۔ سید عبداللہ خان کو سیف خان کا خطاب دیا اور شہزادے
کے لئے ایک لعل بے بہا بھجوایا۔ اور عادل خان کے نام فرمان جاری کیا جسمیں یہہ شعر
جہانگیر نے اپنا طبع زاد لکھا تہا ؎

شدی از التماس شاہ خرم بفرزندی ما مشہور عالم

اس فرمان کے آنے پر عادل خان نے افضل خان اور بکرماجیت کے ہاتھہ ڈیڑہ لاکھہ ہن اور دو لاکھہ روپیہ
کے جواہر اور پچاس ہاتھی اور پچاس گھوڑے عراقی و عربی کل نقد و جنس پندرہ لاکھہ روپیہ کی
پیشکش بھیجی۔ اور سفیرون کو دو لاکھہ روپئے دئے۔ قطب الملک نے بھی اسیقدر روپیہ کی

پیش کش بھیجی ـ غرض جہانگیر کے پاس دکن سے ایسی پیش کشین آئیں کہ کبھی پہلے اب تک کسی بادشاہ پاس ہنین آئی تھیں +

جب صوبہ دکن کی مہمات سے شاہزادہ خرم کی بالکل خاطر جمع ہوئی تو برار و خاندیس و احمد نگر کی صاحب صوبگی سپہ سالار خانخانان کو سپرد ہوئی ـ اور اوس کے بیٹے شہنواز خان جو حقیقت مین جوان خانخانان تھا بارہ ہزار سوارون کے ساتھ ولایت مقبوضہ بالاگھاٹ نظام الملکی کے انتظام و ضبط کے لئے مقرر ہوا ـ اور ہر جا و ہر محل مین جا بجا معتبر آدمی مقرر کئے گئے غرض سب کا بندوبست جیسا کہ لائق اور مناسب تھا کیا گیا ـ جسقدر لشکر شاہزادہ خرم پاس تھا اوس مین سے تیس ہزار سوار و سات ہزار پیادے برق انداز یہان انتظام کے لئے معین کئے گئے اور باقی سپاہ پچیس ہزار سوار دو ہزار توپچی ہمراہ لیکر شہزادہ بادشاہ سے ملنے گیا ۱۱ شوال ۱۰۲۶ھ کو بادشاہ کی خدمت مین وہ حاضر ہوا ـ آداب کورنش و زمین بوس کے بعد اسکو بادشاہ نے جھروکہ پر طلب کیا اور غایت محبت و شوق سے بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھکر اوس کو گلے لگایا ـ جسقدر ادب اور فروتنی مین زیادہ مبالغہ کرتا تھا بادشاہ اتنا ہی زیادہ اسپر عنایت و شفقت کرتا تھا ـ باپ نے بیٹے کو اپنے پاس بیٹھنے کا حکم دیا ـ شہزادہ نے ہزار اشرفی و ہزار روپیہ بطور نذر کے اور ہزار روپیہ برسم تصدق کے پیش کیا چونکہ وقت اسکا مقتضی نہ تھا کہ وہ اپنی ساری پیشکش گذرانے اسلئے فیل سرناک کو کہ عادل خان کے فیلون کی پیشکش کا سرحلقہ تھا اور صندوقچہ جواہر نفیس کو اوسوقت نذر مین گذرانا ـ بعد اسکے بخشیونکو حکم ہوا کہ امراء جو شاہزادہ کے ساتھ آئے ہیں بہ ترتیب منصب ملازمت میں لائیں ـ اول خان جہان نے سعادت ملازمت سے سرفرازی پائی اوس کو بادشاہ نے اوپر بلاکر قدمبوسی کی دولت سے ممتاز کیا ـ ہزار مہر و ہزار روپیہ و صندوقچہ جواہر اور مرصع آلات سے بھرا ہوا پیشکش مین دیا ـ اسکی پیشکش سے بادشاہ نے پچاس ہزار روپیہ کی قیمت کی چیزین پسند کیں ـ بعد ازان عبداللہ خان آستانبوس ہوا سو مہر نذر دیں پھر مہابت خان آستانبوس ہوا سو مہر و ہزار روپیہ نذر کیا ـ اور ایک گرہ جواہر و مرصع آلات کی پیشکش میں

جس کی قیمت ایک لاکہہ تیس ہزار روپیہ تھے ازانجملہ ایک لعل گیارہ مثقال کا تہا وہ ایک فرنگی اجمیر میں بیچنے لایا تہا دو لاکہہ روپیہ قیمت مانگتا تہا - اور جوہری اوسکی اسی ہزار قیمت آنکتے تھے اسواسطے اوسکا سودا نہ بنا - اوسکو لے گیا جب شاہ برہانپور مین آیا تو مہابت خان نے اوس سے ایک لاکہہ روپیہ کو خرید ا - بعد ازان راجہ بہار سنگہ نے ملازمت کی ہزار روپیہ اور قدرے جواہر مرصع آلات پیشکش میں گذرانے ایسے ہی داراب خان پسر خانخانان و سردار خان برادر عبد اللہ خان و شجاعت خان عرب دیانت خان و شہباز خان و معتمد خان بخشی و داودارام کہ نظام الملکی سردارون میں معتمد تھا اور شاہزادہ خرم کے قول پر آیا تھا اور دولتخواہون کی سلک مین منتظم ہوا تہا اور امرا بہ ترتیب منصب ملازمت کی بعد ازان عادل خان کے وکلا زمین بوس ہوئے پہلے اس سے شاہزادہ خرم کو فتح رانا کی جلدو میں منصب بست ہزاری و دہ ہزار سوار مرحمت ہوا تہا اور جب دکن کی تسخیر کے لیے روانہ ہوا تہا خطاب شاہی سے مخصوص ہوا - اب اس شائستہ خدمت کے جلدو میں منصب سی ہزاری و بیس ہزار سوار اور خطاب شاہجہان عنایت ہوا - اور حکم ہوا کہ تخت کے نزدیک ایک صندلی بچہائی جایا کرے اوسپر وہ بیٹہا کرے - اسی شہزادہ کے حال پر یہ خاص عنایت ہوئی خاندان تیموریہ میں یہ رسم پہلے نہ ہوئی تہی - اور پچاس ہزار کا خلعت عنایت ہوا - نورجہان نے بھی شاہجہان کی فتح کا جشن کیا اور تین لاکہہ روپیہ خرچ کیا شاہجہان نے دو لاکہہ روپیہ کی پیشکش اپنی والدہ نورجہان کو دی اور ساٹہہ ہزار روپیہ اور بیگماؤن کو نذر کیا اور اوسکی نذرون میں سے بیس لاکہہ روپیہ کی نذریں قبول ہوئیں غرض بائیس لاکہہ ساٹہہ ہزار روپیہ اوسکا نذرون میں خرچ ہوا -

جہانگیر نے سنا تہا کہ خلفاء بنی عباس بغدادی کبوترون کو نامہ بری سکہاتے تھے بادشاہ نے بھی کبوتر بازون کو حکم دیا کہ کبوترون کو یہ کام سکہائیں ان کبوتر بازون نے چند جوڑے ایسے آموختہ کئے کہ اول روز میں مانڈو سے وہ پرواز کرتے اگر بارش کی کثرت ہوتی تو دو پہر میں اور نہیں ڈیڑہ پہر میں اور اگر ہوا صاف ہوتی تو اکثر ایک پہر میں اور بعض

چار گھڑی میں برہان پور میں پہنچ جاتے +

ادارام کا عنبر سے لڑنا +

جب شہنواز خان ملک عنبر سے لڑنے گیا ہے تو آدم خان حبشی و جادو رائے و بابو رائے کانٹیہ دا وارام اور جیتا اور امراء نظام الملکی ملک عنبر سے جدا ہو کر شہنواز خان پاس آ گئے تھے عنبر کی شکست کے بعد عادل خان کی ملاقتون سے اور ملک عنبر کے فریب سے اونہون نے بادشاہ کی دولتخواہی ترک کی عنبر نے آدم خان سے قران کی قسم کھا کر اوس کو دہوکہ دیا اور فریب سے پکڑ کر قلعہ دولت آباد میں محبوس کیا ۔ اور پھر مار ڈالا ۔ بابو رائے کانٹیہ اور اوداارام عادل خان کی سرحد میں گئے ۔ عادل خان نے اونکو اپنے ملک میں راہ نہ دی ۔ چند روز بعد بابو رائے کانٹیہ کو ایک دوست نے فریب سے پکڑ کر مار ڈالا ۔ عنبر نے اودارام سے لڑنے کو لشکر بہیجا اوداارام نے اوسکو شکست دی اور وہ مع اہل و عیال شاہجہان پاس چلا آیا ۔ بڑا منصب پایا +

[illegible]

جہانگیر نے اپنی مدت عمر میں فیل کا شکار نہیں کیا تہا اور اوسکو ولایت گجرات کے دیکہنے اور دریائے شور کے تماشے کا بڑا شوق تہا اور قراولون نے جا کر فیلہائے صحرائی کو دیکہہ شکار کی جگہہ قرار دی تہی تو اوسکے دل میں آیا کہ احمد آباد کی سیر اور سمندر کا تماشا دیکہنے اور مراجعت کے وقت کہ ہوا گرم ہوگی اور فیل کے شکار کا موسم ہوگا ۔ اس شکار کو کرکے دار الخلافہ میں آئے ۔ وہ مانڈو سے ماہ آبان میں صوبہ گجرات کو چلا ۔ منزل بہ منزل طے کر کے بکہوری تال جہسود (جہنود) میں پہنچا ۔ اس منزل میں رائے مان سردار پیادہ ہا سے خدمتی روہو مچہلی کا شکار کرکے لایا ۔ بادشاہ کو مچہلی کا گوشت بہت پسند تہا خصوصاً روہو مچہلی کا کہ ہندوستان میں سب قسم کی مچہلیون میں بہتر ہے ۔ اور گیارہ مہینے سے باوجود تلاش کے اوسکو یہ مچہلی بہی ہاتہہ نہ آئی تہی اوسے کہا کر وہ بہت خوش ہوا ۔ اور رائے مان کو ایک گہوڑا انعام دیا اگرچہ گجرات کی حد داہاد (داہاد اصل میں حد ہے وہان سے مالوہ و گجرات کی راہیں جدا ہوتی ہیں) سے شروع ہوتی ہے مگر کل چیزون میں صریح اختلاف ظاہر ہوتا ہے صحرا اور زمین اور ــــــــ ہے آدمیون کی وضع ہی نرالی ہے زبانیں ہی کچہہ اور ہیں جو راہ میں جنگل نظر آتے ہیں اونمیں درخت میوہ دار مثل انبہ و کہرنی و تمر ہندی کے لگے ہیں

زراعت کی محافظت کا مدار زقوم کی خار بست پر ہے مزارعین اپنے مزرعہ کے گرد زقوم لگاتے ہیں
اور ہر قطعہ زمین کو جدا کرتے ہیں اور درمیان میں آمد و رفت کا راستہ چھوڑ دیتے ہیں
یہ سارا ملک ریگستان ہے تھوڑی آمد و رفت و ازدحام سے اسقدر گرد و غبار اڑتا ہے کہ آدمی
کا چہرہ مشکل سے نظر آتا ہے اسلئے بادشاہ نے کہا کہ احمد آباد کا نام اب سے گرد آباد رکھنا چاہیئے
جہانگیر لکھتا ہے کہ ساحل دریائے شور پر میں آیا کھنبایت بڑا پرانا بندرگاہ ہے
برہمن کہتے ہیں کہ کئی ہزار سال اسکی بنا پر گذر گئے ہیں ابتدا میں اسکا نام ترنباوتی تھا
اس میں راجہ ترنبک کنوار حکومت کرتا تھا۔ اگر راجہ کے باب میں جو برہمن کتھا بکھانتے
ہیں وہ لکھی جائے تو طول ہو اسلئے مجملاً یہ بیان ہے کہ جب اوسکے پوتے پڑوتے راجہ
ابھے مان پر ریاست کی نوبت آئی تو قضاء آسمانی سے اس شہر پر ایک بلا نازل ہوئی
اسقدر گرد و خاک کا طوفان اٹھا کہ تمام عمارات اور منازل شہر خاک کے نیچے چھپ گئیں اور
آدمیوں کی حیات کی بنیاد زیر و زبر ہوئی اس بلا کے نازل ہونے سے پہلے ایک
بت نے جسکی پرستش راجہ کرتا تھا راجہ کو اس حادثہ کے آنے کی اطلاع دی تھی راجہ مع
اپنے اہل و عیال کے جہاز میں چلا آیا تھا اور اس بت کو مع ستون کے ساتھ لایا تھا۔ اتفاقاً جہاز بھی طوفان
بلا سے شکستہ ہوا مگر راجہ کی زندگی کی باقی تھی اس ستون کے ذریعہ سے اوسکی کشتی وجود ساحل
سلامت پر پہونچی اوسنے پھر اس شہر کی تعمیر کا ارادہ کیا اور اس ستون کو آبادانی کی علامت
کے لئے اور آدمیوں کے جمع ہونے کے لئے کھڑا کیا۔ ہندی زبان میں ستون کو کھنبہ و
استمبہ کہتے ہیں اس نسبت سے تھنبت نگری اور کھنباوتی اوسکو کہنے لگے۔ یا راجہ کے
نام کی مناسبت سے ترنباوتی کہتے ہوں کھنباوتی کثرت استعمال سے کھنبایت ہوگیا —
ہندوستان کے بڑے بندروں میں سے وہ ہے اور دریاء عمان کے جوروں میں سے ایک
جور میں واقع ہے اس جور کا عرض سات کوس اور طول قریب چالیس کوس کے تخمیناً
ہے جور میں جہاز نہیں آتا بندر گوگہ میں کہ کھنبایت کے توابع میں سے ہے اور سمندر
کے قریب ہے جہاز لنگر ڈالتے ہیں اور وہاں سے اسباب کو غرابوں میں بھر کر بندر کھنبایت میں

لاتے ہین اور اس طرح جہازون مین اسباب لادنے کے لیئے غرابون مین اسباب لیجاتے ہین
بادشاہ کے آنے سے چند غراب بنادر فرنگ سے کھنبایت مین آئے تہے اور خرید و فروخت
کرتے تھے اور مراجعت کا ارادہ رکہتے تھے یکشنبہ کو وہ سب غرابون کو آراستہ کرکے
بادشاہ کے روبرو لائے اور رخصت لیکر اپنے مقصد پر متوجہ ہوئے ۔ بادشاہ نے
خود ایک غراب مین بیٹھکر ایک کوس سمندر کی سیر کی +

سلاطین گجرات کے زمانہ مین اس بندر کا تمغا بہت تہا اور اب شاہ جہانگیر کا
حکم تہا کہ چالیسوین حصہ سے زیادہ تمغا نہ لیا جائے اور بنادر مین دسوان اور آٹھوان حصہ
لیتے تہے اور تجار اور آنے جانے والون کو طرح طرح کی تکالیف دیتے تہے اور
مراجعت کرتے تہے جدہ کہ بندر مکہ ہے چوتہائی لیتے تہے بلکہ اوس سے زیادہ اس پر
قیاس کرنا چاہئے کہ حکام سابق کے زمانہ مین بنادر گجرات سے کسقدر روپیہ لیا جاتا تھا
اب جہانگیر نے کل ممالک محروسہ سے تمغا کہ حساب سے باہر ہے معاف کر دیا اور اس کی قلمرو
مین تمغا کا نام مٹ گیا +

ان دنون مین بادشاہ نے حکم دیا کہ مہر و روپیہ سے آدہا سکہ ٹنکہ طلا و نقرہ جاری کیا جائے
ٹنکہ طلائی کی ایک طرف لفظ جہانگیر شاہی سنہ ۱۰۲۷ اور دوسری جانب ضرب کھنبایت سنہ ۱۲
جلوس منقش ہوا اور سکہ ٹنکہ نقرہ میں ایک رخ پر ٹنکہ کے درمیان لفظ جہانگیر شاہی
سنہ ۱۰۲۷ اور دور پر یہ مصرع ۔ بزد این سکہ زد شاہ جہانگیر ظفر پرتو ۔ اور دوسری رخ پر
ٹنکہ کے درمیان ضرب کھنبایت سنہ ۱۲ جلوس اور دور پر یہ مصرع دوم ۔ بعد از فتح دکن
چو در گجرات از ماندو + کسی عہد مین ٹنکہ سوا تانبے کے سکہ نہ ہوا ۔ طلا و نقرہ کا ٹنکہ جہانگیر
کا اختراع تھا نام اوسکا ٹنکہ جہانگیری تھا ۔ اب بادشاہ احمد آباد کی طرف چلا راہ مین
بادشاہ نے دیکھا کہ اہل گجرات کا قاعدہ ہے کہ وہ دیواریں بنا دیتے ہیں کہ بوجھ اوٹھانے
والے تھک جاتے ہیں تو اسپر اپنا بوجھ دوسرے کی مدد بغیر رکھ دیتے ہیں اور اوٹھا لیتے ہیں
بادشاہ کو اہل گجرات اس طرح دیوار بنانا بہت ہی خوش معلوم ہوا ۔ اوس نے سارے

بڑے شہروں میں اس قسم کی دیواریں پادشاہ کی طرف سے بنانے کا حکم دیدیا چنانچہ انمیں سے بعض ابتک آگرہ میں موجود ہیں۔ دوسلو ٹنکو گارڈ کہ ایک بڑی نسل لکھ دیتے ہیں بادشاہ مانڈو سے کھنبایت جس راہ سے گیا وہ ۱۲۴ کوس تھی ۲۸ کوچ اور ۲۰ مقام کئے اور اوس کھنبایت میں بادشاہ دس روز رہا اور کھنبایت سے احمد آباد ۲۱ کوس ہے پانچ کوچ دو مقام میں طے کئے مجملاً اس سفر کا بیان یہ ہے کہ مانڈو سے کھنبایت تک اور کھنبایت سے احمد آباد تک ۱۴۵ کوس دو مہینے پندرہ روز میں طے کئے ۳۳ کوچ ۲۴ مقام —

جہانگیر لکھتا ہے کہ احمد آباد کی تعریف جیسی سنی تھی ویسا اوسکو نہ دیکھا اگرچہ بازاروں کے رستے عریض و وسیع ہیں لیکن دکانیں وسعت بازار کی مناسبت سے نہیں بنائیں عمارتیں اوسکی سب لکڑی کی ہیں دکانوں کے ستون پتلے۔ کوچہ و بازار پر گرد و غبار عمارات شاہی خراب و ویران —

مکرم خان ولد معظم خان صاحب صوبہ اڑیسہ کی عرضی آئی کہ اوسنے ولایت خوردہ کو فتح کیا اور وہاں کا راجہ راج چندرہ بھاگ گیا۔ خانزادوں میں مکرم خان لائق تربیت تھا۔ اوسکے منصب کا اضافہ ہوا اور سہ ہزاری ذات و دو ہزار سوار ہوا نقارہ و اسپ و خلعت سے سرافراز ہوا ولایت اڑیسہ اور گولکنڈہ کے درمیان دو زمیندار تھے۔ ایک راجہ خوردہ دوسرا راجہ مہندرہ۔ ولایت خوردہ تو خود بادشاہی ملازموں کے تصرف میں آئی امید ہے کہ راج مہندرہ بھی قبضہ شاہی میں آجائے —

سیوڑون کا گروہ اکثر بلاد ہند میں ہوتا ہے خصوصاً ملک گجرات میں جہاں سودے کی خرید و فروخت کا مدار بنیوں پر ہے اور وہ ان سیوڑون کے بڑے معتقد ہوتے ہیں اسلئے یہاں سیوڑے بہت رہتے ہیں بتخانوں کے سوا بنیوں نے مکان اونکے رہنے اور عبادت کرنے کے واسطے بنادئے ہیں یہ مکان حقیقت میں دار الفساد ہیں سیوڑوں کے پاس اپنے زن و دختر کو بھیجتے ہیں اصلاً حیا و ناموس کا پاس نہیں کرتے بادشاہ نے اطراف میں لکھا میں بھیجا کہ جہاں اوسکی قلمرو میں سیوڑہ ہو اوسکو خارج کردیں +

جب دریاء ہمی کے کنارہ پر بادشاہ کی منزل ہوئی تو زمیندار جام زمین بوس ہوا اسکا نام جسا تہا اور اسکا لقب جام تھا جو شخص جانشین ہوتا ہے اوس کو جام کہتے ہیں ملک گجرات کے عمدہ زمینداروں میں سے ہے بلکہ ہندوستان کے نامی راجاؤں میں سے ہے اسکا ملک دریاء شور سے ملا ہوا ہے پانچ چھہ ہزار سوار ہمیشہ اپنے پاس رکہتا ہے اور کار کے وقت دس بارہ ہزار سوار جمع کرلیتا ہے۔ اوسکی ولایت مین گھوڑے اچھے ہوتے ہین اسپ کبھی دو ہزار روپیہ تک فروخت ہوتا ہے۔ بادشاہ نے جو جہانگیر نامہ لکھا تھا اوسکی نسبت حکم ہوا کہ ایک جلد اوسکی بنالی جائے کہ وہ بندہ ہاے خاص کو مرحمت ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ انوار کی رات ۲۳ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۷ کو مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۱۸ کو حضرت نیر اعظم جو عالم کا عطیہ بخش ہے برج حمل میں آیا۔ اور نیازمند درگاہ الہی کا تیرہوان سال سنہ جلوس اور اکیاوان سال عمر کا شروع ہوا۔

میر جملہ عرف میر محمد امین اول دفعہ عراق سے آیا تہا تو قطب الملک گلکنڈہ کا ملازم ہوا تہا اعتبار پیدا کرکے صاحب اختیار سلطنت ہو گیا تہا۔ مگر جب اوسکے بعد اسکا برادرزادہ سلطان محمد بادشاہ ہوا میر جملہ کی اوس سے موافقت نہ ہوئی وہ عادل خان بیجاپور پاس گیا تو وہان بھی حسب مدعا صحبت گرم نہ ہوئی۔ ایران چلا گیا۔ باوجودیکہ جواہر اور تحائف ہندوستان سے قیمتی ایک لاکہہ روپیہ کے شاہ عباس کی نذر میں دیے مگر بادشاہ کی طرف سے کوئی نفع ایسا نہیں حاصل ہوا کہ اسے آبرو حاصل ہوتی اسلئے وہ جہانگیر کے پاس چلا آیا۔ پچاس ہزار روپیہ کی قیمتی پیشکش دی بادشاہ نے اوس پر بہت عنایت کی۔

بادشاہ موضع سلجارا مین آیا جہان سے شکارگاہ ڈیڑہ کوس ہے دوسرے روز وہ اپنے بندہاے خاص کے ساتہہ شکار فیل پر متوجہ ہوا۔ ہاتہیون کی چراگاہ کوہستان میں واقع ہے اور اس مین فراز و نشیب بہت ہیں۔ اسمین پیادہ چلنا مشکل ہے پہلے سوارون اور پیادون نے جنگل کو گہیرا اور جنگل کے باہر ایک درخت پر بادشاہ

بیٹھنے کے لئے ایک تخت چوبی بچھایا۔ اور اوس کے اطراف مین چند درختون پر اور امیرون کے لئے نشیمن بنائے۔ سو فیل نر و مادہ مستحکم کمندون کے ساتھہ رکھے گئے اور بہت سی مادہ فیل آبادہ رکھی گئین اور ہر فیل پر دو نفر فیلبان قوم جرکہ کے مقرر تھے۔ قوم جرکہ کے ساتھہ ہاتھی کا شکار مخصوص ہے۔ یہ مقرر ہوا تھا کہ فیلہا صحرائی کو جنگل کے اطراف سے بادشاہ کے روبرو لائیں وہ شکار کا تماشا دیکھے۔ اتفاق سے جسوقت اطراف سے جنگل میں آئے درختونکی انبوہی اور زمین کی بلندی و پستی کی کثرت سے سلسلۂ انتظام ٹوٹ گیا اور قمرغہ کی ترتیب جاتی رہی جنگلی ہاتھی سیمہ ہر طرف دوڑتے تھے اور اس جانب بیس سے بارہ زیادہ آئے خوف یہ تھا کہ جنگل سے باہر نہ نکل جائیں خانگی ہاتھیوں نے آگے جاکر اونکو باندہ لیا۔ مگر بہت ہاتھی ہاتھہ نہ آئے۔ صرف دو نفیس ہاتھی بندی مین آئے وہ بہت خوبصورت اور اصیل تھے جیسے کہ وہ بیس ہاتھی رہتے تھے اوسکو کششس پہاڑی یعنی کوہ کے ہاتھی پر اس سبب سے ان ہاتھیوں کے نام بادشاہ نے راون سر و باون سر رکھے جو دیوون کے نام ہیں

بادشاہ شکارگاہ سے احمد آباد میں پھر آیا۔ گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے اوسنے تخت بہت اوٹھائی تھی اور آگرہ تک جانے میں بھی مسافت بعید طے کرنی پڑتی تھی۔ اوسنے اسلئے ارادہ کیا کہ موسم گرما میں آگرہ نہ جاؤن۔ اوسنے ملک گجرات کی برسات کی بہت تعریف سنی تھی اور احمد آباد کی برشکال بڑی شہرت رکھتی تھی اور آگرہ مین وبا پھیلی ہوئی تھی اور بہت آدمی مرتے تھے اسلئے وہ احمد آباد میں آیا۔ یہان ان دنون میں گرمی کی شدت اور ہوا کی عفونت سے آدمیون مین بیماری پھیل رہی تھی اور اہل شہر و لشکر میں بہت تھوڑے آدمی تھے جو دو تین روز اس بلا میں مبتلا نہ ہوئے ہون تپ محرق ہوتی تھی یا اعضا میں درد ہوتا تہا اور دو تین دن یہ مرض بہت آزار دیتا تھا صحت کے بعد ضعف و سستی کا اثر باقی رہتا تھا۔ مگر جانون کی خیر تھی بہت کم آدمی مرتے تھے۔ گجرات کی آب ہوا کا قوام بگڑا ہوا تھا۔ اسلئے بادشاہ یہان آنے سے پشیمان تہا۔ بادشاہ بیمار ہوا تو اوسنے کہا کہ مین حیرت میں ہون کہ بانی شہر نے کیا خوبی اور لطافت اس سرزمین بے فیض میں دیکھی تھی کہ یہان شہر آباد کیا۔ ہوا اسکی

احمد آباد میں بادشاہ کا دوبارہ آنا اور احمد آباد

مسموم زمین اوسکی کم آب ـ رنگ بوم اور گرد و غبار اس حد پر جسکا بیان پہلے ہوا ـ پانی نہایت
ناگوار ـ رود خانہ کہ کنار شہر پر واقع ہے برسات کے سوا ہمیشہ خشک رہتا ہے ـ
کنوئیں اکثر کھاری و تلخ سواد شہر میں جو تالاب ہیں وہ دہوبیون کے صابن سے چھاچھ
بنے ہوئے ہیں ـ جو لوگ صاحب مقدور ہیں اونہون نے گھرون میں برکہ بنا رکھے ہیں برسات
کا پانی اس میں بہرتے ہیں اور اسکو سال بہر تک پیتے ہیں ـ ایسے پانی کی مضرتیں
ظاہر ہیں کہ نہ جسکو ہوا لگے نہ بخارات نکلنے کی جگہہ ملے ـ شہر کے باہر نہ جائیے سبزہ و
ریاحین کے گرد تمام زقوم زار ہے جو ہوا زقوم زار پر چلے اسکا فیض معلوم ع نہالے
اے مجموعۂ خوبی بچہ نامت خوانم + پہلے مین نے اسکا نام گرد آباد رکھا تھا ـ اب مین نہ
جانتا کہ کوہستان نام رکھون یا بیمارستان یا زقوم زار یا جہنم آباد ـ اس مین یہ سب
صفات ہین ـ اگر برسات کا موسم مانع نہ ہوتا تو اس محنت سرا مین ایک دن توقف نہ کرتا
اور سلیمان کی طرح ہوا میں اُڑ جاتا اور اپنے آدمیون کو رنج و محنت سے خلاص دیتا ـ
اس شہر کے آدمی نہایت ضعیف دل و عاجز ہیں اس احتیاط کے سبب سے کہ مبادا کہیں
اہل رد و تعدی و ستم کہکے خانہ ملکی میں اتر پڑین اور فقرا اور مساکین کے احوال کے
مزاحم ہون اور قاضی اور میر عدل و نکی سود دیدگی کے سبب سے مداہنت کرین اور ان
ستم پیشون کو ستم سے باز نہ رکھ سکیں جب سے اس شہر میں بادشاہ آیا باوجود حدت
و حرارت ہوا کے ہر روز دوپہر کی عبادت سے فارغ ہو کر جھروکہ میں کہ دریا کی طرف
ہے تین گھنٹہ بیٹھتا ـ اسکے سامنے کوئی در و دیوار و پیادل و چوبدار حائل
و مانع نہ تھا ـ وہ بمقتضائے عدالت دادخواہون کی فریاد سنتا ستم پیشون کو
جرائم و تقصیرات کے موافق سزا دیتا ایام ضعف و درد و الم مین بھی ہر روز بدستور
جھروکہ مین آکر تن آسانی کو اپنے اوپر حرام کرتا ـ

بہر نگہبانی خلق خدا	شب نکنم دیدہ بخواب آشنا
از پے آسودگی جملہ تن	ہیچ نپسندم بہ تن خویشتن

جہانگیر لکھتا ہے کہ کرم الٰہی سے عادت ایسی ہوئی ہے کہ رات میں دو تین گھنٹے سے زیادہ
میرے وقت خواب تاراج نہیں کرتا اس میں دو فائدے منظور تھے ایک یہ کہ ملک سے
آگاہی ہو۔ دوم بیداردلی یاد حق میں ہو حیف ہے کہ یہ عمر چند روزہ غفلت میں گذرے
ایک خواب گران آگے آنے والا ہے جسمیں بیداری خواب میں بھی نہیں دیکھونگا
ایک لمحہ بھی یاد حق سے غافل ہونا نہیں چاہئے۔ باش بیدار کہ خواب عجبے در پیش است
اسی دن شاہجہان کو بھی تپ آئی دس روز تک اوسنے اوسکی کوفت اوٹھائی
اس قدر ضعیف ہوگیا کہ ایک مہینے کا بیمار معلوم ہونے لگا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ
کہ احمد آباد میں بادشاہ بیمار ہوا۔ اسلئے اوسنے اوسکی یہ خاک اوڑائی ورنہ احمد آباد
ایسا شہر ہے کہ صاحب طبع و باسلیقہ کے نزدیک ہندوستان کے تمام ممالک محروسہ میں فقط
شاہجہان آباد کے بعد ہی اور کوئی اور معمورہ اوسکے مقابل کا نہیں ہے خصوصاً و فور ارزانی
سے اکثر اشیائے ماکولات و فواکہ بہم پہونچتے ہیں بلاد ایران و توران و امصار جہان سے
یہاں کے انواع اقسام امتعۂ نفیسہ و تحفہ غریبہ فخر سے کہتے ہیں۔ یہاں ہر سال تجار لاکھوں
روپیون کی ہر ایک جنس ادنی و اعلیٰ خرید کرتے ہیں اور ہفت اقلیم کی اطراف و اکناف
سے آجاتے ہیں۔ یہاں خربوزہ سات مہینے بکتا ہے۔

احمد بیگ خان کابلی کہ کشمیر کی حکومت پر سرافرازی رکھتا تھا اوس نے تعہد کیا تھا
کہ دو سال کے عرصہ میں ولایت تبت و کشتوار کو میں فتح کر دونگا۔ یہ وعدہ اسکا منقضی
ہوا اور اس خدمت کا انصرام نہ ہوا اسلئے اوسکو بادشاہ نے معزول کیا اور دلاور خان
کاکر کو کشمیر کا صاحب صوبہ بنایا اوسنے خط تعہد لکھ دیا کہ دو سال میں تبت و کشتوار
فتح کر دونگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ پہلے سکون میں ایک طرف میرا نام اور دوسری طرف ٹکسال کا
مقام و ماہ و سنہ جلوس نقش ہوتا تھا۔ ان دنوں میں مجھے یہ سوجھی کہ پہلے کسی کو نہ سوجھی
تھی کہ بجائے ماہ کے اس برج آسمانی کی صورت منقش ہوا کرے جو اس ماہ سے نسبت رکھتا ہے

یہ جو سکہ تیار ہوا اوسکے اوپر برہ کی شکل اور جو اشرفی بہشت میں تیار ہوا اوسپر ثور کی شکل اور اسی طرح جس
ماہ میں جو سکہ تیار ہوا اس برج کی صورت اوسپر منقش ہو جسمیں نیر اعظم ظاہر ہو۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ میرے سر میں درد ہوا اور آخر کو تپ آنے لگی شراب معتاد بھی نہ پی آدھی رات
کو خمار کا اثر تپ کی تکلیف پر اور زیادہ ہوا صبح تک بستر پر بیمار رہا دوسرے دن آخر روز میں
تپ میں تخفیف ہوئی حکیموں سے پوچھ کر دو ثلث معتاد شراب پی۔ اطبا نے مونگ کا پانی
اور شوربہ پینے کی تاکید کی مگر میں نے نہیں پی اور میں نے کہا کہ جب سے مجھے شعور ہوا ہے مجھے یاد نہیں
کہ میں نے ایسے شوربے پئے ہوں امید ہے کہ اسکے بعد بھی اوسکے پینے کی حاجت نہ ہو
کھانا میرے روبرو لائے طبیعت نے رغبت نہ کی تخمیناً تین روز و دو شب فاقہ ہوا اگرچہ تپ ایک
رات دن آئی تھی مگر ضعف و بے طاقتی اس حد پر تھی گویا کہ میں مدتوں سے صاحب فراش
تھا۔ اشتہا مطلق نہیں رہی تھی اور طعام پر رغبت نہ ہوتی تھی۔

سپہ سالار اتالیق خانخانان نے اس مشہور مصرع پر غزل کہی۔ ہر رگ گل زحمت صد خار
می باید کشید۔ اور بادشاہ نے یہ مطلع بدیہہ کہا ؎

ساغر مے بر رخ گلزار مے باید کشید ابر بسیار است مے بسیار مے باید کشید

یہ اتفاق کی بات ہے کہ یہ اوپر کا مصرعہ جامی کا بطور ضرب المثل کے زبان زد خلائق ہے۔ ابوالحسن
مصور نے جسکا خطاب نادر الزمان تھا جہانگیر کی مجلس جلوس کی تصویر جہانگیر نامہ کے
دیباچہ میں کھینچکر پیش کی۔ بادشاہ نے اوسکی بڑی تحسین اور آفرین کی۔ جہانگیر لکھتا ہے
کہ ذوق تصویر و مہارت تمیز اس درجہ پر میرے پہنچی تھی کہ گذشتہ و حال کے مصور استادوں
کے کام جو میرے سامنے آتے تھے بغیر اسکے کہ مصور کا نام مذکور ہو میں فوراً دیکھتے ہی بتا دیتا
تھا کہ یہ کام فلاں مصور کا ہے۔ بلکہ اگر کوئی مجلس ہوتی جسمیں چند چہرے ہوتے اور ہر ایک
چہرہ ایک استاد کا کھینچا ہوا ہوتا تو میں بتا دیتا کہ ہر چہرہ کس مصور کا بنایا ہوا
ہے اور اگر ایک صورت میں چشم و ابرو کوئی دوسرا مصور بنا دیتا تو میں سمجھ جاتا کہ اصل چہرہ
کس نے بنایا ہے اور چشم و ابرو کس نے بنائے ہیں۔

مصوری

خانخانان نے ایک فوج بسرکردگی اپنے بیٹے امیر اسد کے گونڈوانہ میں اس غرض سے بھیجی کہ خاندیس کے زمیندار کے پاس جو ایک کان الماس ہے اوس پر تصرف کرے۔ زمینداروں نے لشکر شاہی کا مقابلہ اپنی طاقت سے باہر دیکھا کان الماس حوالہ کی داروغہ بادشاہی وہان مقرر ہوا یہان کا الماس اصالت و نفاست میں ساری قسم کے الماسون میں امتیاز رکھتا ہے اور جوہریون کے نزدیک وہ نہایت معتبر اور نکیلا تمام و بہتر تر و برتر ہوتا ہے۔ دوسری کان کوکرہ میں ملک بہار کے اندر ہے جسکا بیان پہلے ہو چکا ہے کہ وہان ندی مین سے ہیرا نکلتا ہے۔ سوم کرناٹک کی ولایت میں قطب الملک کی سرحد سے پچاس کوس پر الماس کی چار کانیں زمینداروں کے تصرف مین ہیں الماس وہان کا اکثر پختہ ہوتا ہے۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ جہانگیر نامہ میں وقائع دوازدہ سالہ لکھے گئے ہیں تو میں نے کتاب خانہ کے متصدیون کو حکم دیا کہ ان دوازدہ سالہ احوال کو ایک جلد مین کرکے نسخہاء متعدد ترتیب وکہ بندہاء خاص کو میں عنایت کرون اور کل بلاد مین بھیجون کہ ارباب دولت و اصحاب سعادت دستور العمل روزگار بنائیں۔ ایک واقعہ نویس جہانگیر نامہ تمام لکھکر اور جلد بند ہوکر میرے روبرو لایا۔ وہ اول نسخہ تھا جو ترتیب ہوا اوسکو مین نے اپنے بیٹے شاہجہان کو دیا میں اسکو ساری چیزون کے لئے تمام بیٹون میں مقدم جانتا تھا۔ اور پشت کتاب پر خط خاص سے مرقوم کیا کہ فلان تاریخ فلاں مقام میں اپنے فرزند کو یہ جہانگیر نامہ عنایت کیا امید کہ اوسکے مطالب کے دریافت کی توفیق اسکو ہوگی جس سے رضاجوئی خلایق اور دعاگوئی خلق اوسکو نصیب ہووے۔ بعد اس کے جو دو جہانگیر نامہ مرتب ہوئے انہیں سے ایک مدار الملکی اعتماد خان کو اور دوسرا آصفخان کے فرزند کو عنایت ہوئے۔

سبحان قلی قراول پسر حاجی جمال بلوچ کا تھا۔ وہ اکبر بادشاہ کے عمدہ قراولوں میں تھا شہنشاہ اکبر کی وفات کے ہنگامہ میں اسلام خان کا نوکر وہ ہو گیا اور عثمان افغان کے بہکانے سے اسلام خان کے قتل کی سازش کی۔ اسلام خان کو یہ حال معلوم ہو گیا اوس نے

اس نمک حرام کو محبوس و مقید کرکے بادشاہ پاس بھیجدیا۔ اسکے رشتہ دار بہت سے نوکر تھے اونکی سفارش سے اور بلوچ خان قراول کی ضمانت سے وہ قراولون میں بھرتی ہوگیا۔ مگر وہ بے سبب بھاگ گیا۔ بڑی مشکل سے وہ مقید و مسلسل ہوکر بادشاہ پاس آیا اونے اوس کے حکم قتل دیا۔ میر غضب جسقدر جلد ممکن تھا اوسکو سیاست گاہ میں لے گیا اور قتل کیا۔ کچھہ دیر کے بعد مقربین کی سفارش سے بادشاہ نے جان بخشی کی اور صرف پانون کاٹنے کا حکم دیا۔ مجرم حکم پہنچنے سے پہلے قتل ہوچکا تھا۔ اگرچہ یہ خون گرفتہ قتل کا مستحق تھا مگر بادشاہ کو اسکے مارے جانے سے بڑی ندامت ہوئی اور یہ مقرر کیا کہ آیندہ اگر کسی شخص کے قتل کا حکم دیا جاے اوس کو باوجود تاکید اور مبالغہ کے آفتاب کے غروب ہونے تک نگاہ رکھو اور بارہ نہیں اگر اوسوقت تک حکم نجات نہ پہونچے تو ضرور اوسکو قتل کرو۔

دولت خانہ خاص میں بازار لگتا تھا اسکا دستور یہ تھا کہ حسب الحکم صحن دولت خانہ میں شہر کے اہل بازار اہل حرفہ دکانین آراستہ کرتے تھے جواہر و مرصع آلات و انواع اقمشہ و اقسام متعہ جو کچھہ بازارون میں فروخت ہوتا تھا بادشاہ کے روبرو لاتے تھے جہانگیر نے حکم دیا کہ یہ بازار رات کو لگا کرے اور بہت سی فانوسیں دکانون کے روبرو رکھی جایا کرین جس سے خوب عمدہ ہوا اور بادشاہ خود دکانون پر جائے اور جو چاہے خرید لائے۔ یہ بھی جہانگیر کا ایجاد تھا۔ جہانگیر لکھتا ہے کہ دوم رمضان ۱۰۲۶ھ کو احمد آباد سے آگرہ کو روانہ ہوا۔ اوسی روز جشن وزن شمسی منعقد ہوا۔ سنہ شمسی کے حساب سے میری عمر کا پچاسوان سال شروع ہوا ضابطہ مقررہ کے موافق طلا اور اجناس سے وزن ہوا۔ موتی اور سونے کے پھول نثار کئے۔ روز جمعہ ۲۳۔ رمضان کو حکم دیا کہ کل مشایخ و ارباب سعادت کہ شہر میں توطن رکھتے ہیں حاضر ہون کہ میرے سامنے روزہ افطار کرین۔ تین راتیں اس وتیرہ پر گذرین ہر رات کو آخر مجلس تک کھڑا ہوکر زبان حال سے میں یہ کہتا تھا +

خداوندگارا تو نگر توئی	توانا و درویش پرور توئی

بازار شب بازار +

روزہ افطاری +

نہ کشور کشائم نفرمان دہم | یکے از گدایان این درگہم
تو بر خیر و نیکی دہم دسترس | وگرنہ چہ خیر آید از من بکس
منہم بندگان را خداوندگار | خداوند را بندۂ حق گذار

جو فقیر یہاں آئے تہے وہ مدد معاش کے خواستگار تہے مین نے اونکے استحقاق کی موافق
ہر ایک کو زمین اور خرچ مرحمت کیا۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ اس ملک گجرات کی آب و ہوا مجھے ناساز گار تھی حکمانے یہ صلاح بتلائی
کہ معتاد پیالہ میں کچہہ کم کرنا چاہیے اونکی صوابدید سے مین نے شراب کا پیالہ کم کیا۔ ایک ہفتہ میں
بقدر ایک پیالہ کے شراب کم کی اول ہر شب کو چہہ پیالے پیتا تھا اور ہر پیالہ مین ساڑہے
سات تولہ شراب ہوتی تہی کل شراب ۴۵ تولہ ہوئی یہ معتاد شراب ممزوج کی تہی۔ اب
چہہ پیالہ پیتا ہون اور ہر پیالہ مین چہہ تولہ تین ماشہ شراب ہوتی ہے۔ کل شراب
ساڑہے سینتیس ۳۷ تولہ ہوئی۔

جہانگیر لکہتا ہے کہ بدایع وقایع مین ہے اب سے سترہ برس پہلے الہ آباد میں مین نے اپنا خدا سے
عہد کیا تہا کہ جب میری عمر کے سالون کی تعداد پچاس ہوگی تو مین شکار اور تیر و بندوق
ترک کر کے کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا۔ مقرب خان میرا امیر اور نظر تہا
اس میری نیت پر آگاہ تہا۔ القصہ اس تاریخ مین میری عمر ... پچاسوین سال
آغاز ہے۔ ایکدن کثرت درد بخار سے میرا دم گھٹا بہت تکلیف ہوئی اس حال مین الہام
غیبی سے مجھے اپنا عہد جو خدا سے کیا تہا یاد آیا اور عزیمت سابق نے میرے دل مین تصمیم
پائی۔ اور مین نے یہ قرار دیا کہ جب پچاسوان سال ور مدت وعدہ آخر ہو تو خدا تعالیٰ کی توفیق
سے اپنے والد بزرگوار عرش آشیانی کی زیارت سے مشرف ہون اور اونکی باطن قدسیہ
سے استمداد ہمت کر کے اس شغل سے باز آؤن۔ اس خیال کے آنے سے کلفت اور آزار
تہی رفع ہوئی اپنے تئین خوشوقت اور تازہ پایا اور خدا کا شکر ادا کیا۔

چہ خوش گفت ہست فردوسی پاک زاد | کہ رحمت بران تربت پاک باد

میازار مورے کہ دانہ کش است — کہ جان دارد و جان شیرین خوش است

جہانگیر نے لکھا ہے جب شاہجہان کے بیٹے شجاع کو ام الصبیان ہوئی اور کسی علاج سے آرام نہ ہوا تو بیٹے اوسکی سلامتی کے لیے نیت کی کہ آیندہ کسی جاندار کو آزار نہ پہنچاؤن گا تو شجاع اچھا ہو گیا۔ عادل خان نے شاہجہان کے ذریعہ سے جہانگیر کی شبیہ کی درخواست کی تہی۔ جہانگیر نے ایک لعل گران بہا و لعل خاصہ کے ساتہہ مشار الیہ کو اپنی شبیہ عنایت کی اور فرمان جاری کیا کہ نظام الملک و قطب الملک کے ملک میں سے جو جگہ تصرف میں آئی وہ اوسکو انعام دی جائے اور جب وہ کمک و مدد چاہے شہنواز خان اوسکی کمک کے واسطے فوج بہیجے پہلے زمانہ میں نظام الملک حکام دکن میں کلان ترین تہا اور سب اوسکی کلانی کو قبول کرتے تہے اور برادر مہین جانتے تہے ان دنون میں عادل خان خدمات شائستہ کا مصدر ہوا اور اوسکو خطاب الافرزندی ملا ہے اوسکو تمام ملک دکن کی سرداری دیکہی دوسری دی اور اس شبیہ کے لئے یہ رباعی خاص اپنے خط سے بادشاہ نے لکہی۔

اے سوے تو دایم نظر رحمت ما — آسودہ نشین بسایہ دولت ما
سوے تو شبیہ خویش کردیم روان — تا معنی ما بہ بینی از صورت ما

بادشاہ کے عبور کرنے کے لئے دریاے بہت پر خواجہ ابو الحسن میر بخشی کے اہتمام سے ایسا مضبوط پل بنایا گیا کہ بادشاہ نے ایک بڑا ہاتہی اور تین ہتنیان اوسکے استحکام کے امتحان کے لئے بہیجیں ان سب نے اوسکے اوپر سے عبور کیا اور وہ پل اپنی جگہ سے نہ ہلا۔

۱۷۔ ذیقعد کو بادشاہ کی منزل رام گڈہ تہی۔ اسے چند شب پہلے طلوع آفتاب سے تین گہڑی پہلے کرہ ہوا میں وہ بخار دودی عمود کی شکل میں پیدا ہوا۔ ہر شب کو ایک گہڑی پہلے بہ نسبت پہلی شب کے وہ ظاہر ہوتا تہا۔ اوسنے اپنی شکل بالکل حربہ کی دکہائی اس کے دونون سرے باریک تہے اور کمر اوسکی موٹی اور خمدار مانند وہرہ پشت بجانب جنوب و روے بسوے شمال و پہر طلوع آفتاب سے ایک پہر پہلے نمودار ہوتا تہا۔
منجمون اور اختر شناسون نے اسکا قد و قامت اسطرلاب سے ناپا تو باختلاف منظر آیہ ۲۴ درجہ فلکی ہے

تصویر خاص جہانگیر عادل خان والی بیجاپور +

دریاے بہت کا پل +

ظہور ستارہ دمدار +

اور فلک اعظم کے ساتھہ متحرک ہو اور اپنی حرکت خاصہ بھی فلک اعظم کی سمت حرکت مین کہتا ہے
چنانچہ اول وہ برج عقرب مین ظاہر ہوا تھا پھر وہ میزان مین پہنچا۔ عرض کی جنوب کی جانب
مین زیادہ حرکت رکھتا ہے فن نجوم کے جاننے والون نے اپنی کتابون میں اس قسم کی
اجرام فلکی کا نام حربہ رکھا ہے اور لکھا ہے کہ اسکا ظہور ضعف ملوک عرب و استیلاء دشمنان ملک
عرب پر دلالت کرتا ہے واللہ اعلم عند اللہ تاریخ مذکور سے سولہ راتون کے بعد جہان وہ
ظاہر ہوا تھا اسی سمت مین ایک ستارہ نمودار ہوا کہ اوسکا سر روشن تہا اور دو تین گز
اوسکی دم دراز معلوم ہوتی تہی مگر اوسکی دم میں اصلا روشنی اور درخشندگی نہ تھی
اقبال نامہ مین تو اوسکی تاثیرات یہ گھڑدین کہ یہ اوسکی نحوست تھی کہ تمام ہندوستان کے
ملک مین ایسی وبا پھیلی کہ کبھی پہلے زمانہ مین نہ پھیلی تھی۔ ہندو کی معتبر کتابون مین کبھی ایسی وبا
کا بیان نہیں ہے اس کے طلوع سے ایک سال پہلے یہ وبا آئی تھی اور آٹھہ برس تک ملک میں
پھیلی رہی اس دمدار ستارہ کے ظہور ہی کا نتیجہ یہ تھا کہ جہانگیر اور شاہجہان کے درمیان آٹھہ
سات برس تک نااتفاقی رہی کیسی خونریزی اور خاندانون کی بربادی ہوئی۔ اسی زمانہ میں
بہادر خان حاکم قندھار کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ قندھار اور اوسکی نواح میں چوہون کی
ایسی کثرت ہوئی کہ اس ولایت کے کل محصولات وغلات مزروعی و سردرختی کو انہون
نے ضایع کر دیا چنانچہ چوتھائی محصول شاید وصول ہوا ہو۔ ایسے ہی فالیزول اور باغات
کا نشان نہیں چھوڑا۔ چند مدت کے بعد وہ آوارہ اور معدوم ہو گئے۔ اب شائستہ
ملکون میں ایسی تاثیرات کواکب کو مطلق نہیں مانتے اور ماننے والون پر ہنستے ہیں
جہانگیر لکھتا ہے کہ اثناء راہ میں جوار کے کھیت پر میرا گذر ہوا ہر شاخ میں ایک
خوشہ لگا ہوا تھا مگر ایک درخت ایسا نظر آیا کہ بارہ خوشے لگے ہوئے تھے کہ اس
حال میں مجھے بادشاہ اور باغبان کی حکایت یاد آئی کہ سلاطین میں سے ایک گرم ہوا میں
ایک باغ کے دروازہ پر پہنچا۔ وہاں ایک بڈھا باغبان دیکھا کہ دروازہ پر کھڑا ہے
اسے پوچھا کہ اس باغ میں انار ہے اوسنے کہا کہ ہے سلطان نے فرمایا کہ آب انار

بادشاہ اور باغبان کی حکایت

کا ایک قدح لاؤ۔ باغبان نے اپنی لڑکی کو اشارہ کیا وہ جمال صورت و حسن سیرت رکھتی
تھی وہ فی الحال ایک قدح آب انار سے بھرا ہوا لے آئی اور چند پتے اوسکے
اوپر ڈال لائی سلطان نے اوسکے ہاتھ سے قدح لیا اور لڑکی سے پوچھا کہ ان پتون
کے اوپر ڈالنے سے کیا تیرا مطلب ہے دختر نے زبان فصیح اور ادا سے ملیح سے معروض
کیا کہ ایسی گرم ہوا مین کہ حضور چلنے سے پسینہ مین غرق ہو رہے ہیں پانی ایک دم
پینا حکمت کی منافی ہے اسلئے احتیاطاً پانی کے اوپر پتے ڈال دئے تا کہ آپ آہستگی
سے اوسکو نوشجان فرمائیں سلطان کو یہ حسن ادا اوسکی نہایت خوش آئی اور اوس کے
دل میں آیا کہ اپنے محل کے خادمون مین داخل کرون پھر اوس نے باغبان سے
پوچھا کہ اس باغ کا حاصل تجھے کیا ملتا ہے اوسنے کہا کہ تین سو دینار۔ بادشاہ نے کہا کہ
دیوان کو کیا دیتا ہے اوسنے جواب دیا کہ سلطان سر درختی کا محصول کچھ نہیں لیتا ہے
بلکہ زراعت کا دسوان حصہ لیتا ہے سلطان کے دل میں آیا کہ میری مملکت مین باغ بہت ہے
اور درخت بیشمار ہیں۔ اگر باغ کا محصول بھی دسوان حصہ لون تو بہت روپیہ مجھے ملے
اور رعیت کا نقصان بھی کچھ نہ ہوگا۔ اب میں حکم دونگا کہ باغات سے محصول لیا جائے۔ پھر
اوسنے کہا کہ آب انار اور لاؤ دختر گئی اور بہت دیر کے بعد آئی اور آب انار کا قدح لائی
سلطان نے کہا کہ اوس دفعہ تو جو گئی تھی جلدی آئی تھی اور زیادہ آب انار لائی تھی اس دفعہ
بہت انتظار دکھایا۔ اور کمتر لائی۔ دختر نے کہا کہ اوس دفعہ تو ایک انار کے پانی سے قدح
بھر گیا تھا اب کی دفعہ پانچ چھ انار مین نے نچوڑے تو بھی اس قدر آب انار نہ نکلا سلطان کو
حیرت ہوئی تو باغبان نے بھی کہا کہ محصول کی برکت بادشاہ کی نیک نیت پر موقوف
ہوتی ہے میں ایسا جانتا ہون کہ آپ بادشاہ ہیں جسوقت باغ کے حاصل کو مجھسے پوچھا
تو آپ کی نیت کچھ اور ہو گئی میوہ سے برکت دور ہوئی سلطان متاثر ہوا اور اپنے
فکر کو دل سے نکال ڈالا اور دختر سے کہا کہ ایک دفعہ اور آب انار کا قدح لاؤ وہ پھر گئی اور جلدی
سے قدح لبالب بھرا لے آئی۔ اور خندان و شادان بادشاہ کے ہاتھ میں دیا بادشاہ نے

باغبان کی فراست پر صورت احال بیان کرکے آفرین کی اور اس دختر کی خواستگاری کی
یہ داستان صفحہ روزگار پر اس سلطان کی یادگار رہی القصہ ان امور یعنی آثار کا ظہور عدالت
کے ثمرات اور نیک نیتی کے آثار ہیں جسوقت سلاطین معدلت آئین کی ہمت و نیت
آسودگی خلق و رفاہیت رعایا پر ہوتی ہے تو خیرات و محصول زراعت و باغات کا ظہور
مستبعد نہیں ہے للہ الحمد کہ میرے زمانہ میں سردرختی کا محصول ایک حبہ و ایک دام خزانہ
عامرہ میں داخل اور دیوان اعلیٰ میں واصل نہیں ہوتا بلکہ حکم ہے کہ جو شخص زمین مزروعی
میں باغ لگائے تو حاصل اسکا معاف کیا جاوے - خدا میری نیت خیر کو ہمیشہ برقرار رکھے

جو نیت بخیر است و خیرم دہی

راجہ باسو کے چند بیٹے تھے - اگرچہ سورج مل بڑا بیٹا تھا اوسکی بداندیشی و فتنہ جوئی کے
سبب سے باپ اسکو ہمیشہ محبوس رکھتا تھا اسیئے مارا صل و آزردہ خاطری وہ مرگیا - جہانگیر نے
راجہ باسو کی خدمات پر نظر کرکے اور کسی اور فرزند کے رشید اور قابل نہ ہونے کے سبب سے
سورج مل کو راجگی کے خطاب سے اور منصب دو ہزاری سے سرافراز کرکے باپ کی جگہہ مقرر کردیا -
جب سنہ ۱۱ جلوس میں مرتضیٰ خان فتح کانگڑہ کی خدمت پر مامور ہوا تو راجہ سورج مل جو اس
کوہستان میں عمدہ زمیندار تھا اوسکی کمک کے لئے مقرر ہوا تو اوسنے بظاہر خدمات و
دولت خواہی کا تعہد کیا جب مرتضیٰ خان نے محاصرہ کرکے اہل قلعہ کو تنگ کیا - تو سورج مل
نے صورت حال دریافت کرکے جانا کہ قلعہ عنقریب مفتوح ہوگا تو مرتضیٰ خان کے آدمیوں
سے اوسنے بگاڑی اور امداد اور اعانت کی جگہہ مخالفت و مخاصمت کرنے لگا - مرتضیٰ خان
نے اوسکی شکایت کی عرضیاں بادشاہ پاس بھیجیں راجہ نے شاہجہان سے فریاد شروع
کی کہ مرتضیٰ خان ارباب غرض کی تحریک سے میرے برباد کرنے کے درپے ہوا اور عصیان
اور بغی سے متہم کیا - اب میری نجات کا سبب اور حیات کا باعث ہوجئے اور اپنے پاس بلا بھیجئے
شاہجہان نے باپ سے یہ حال عرض کیا اوسنے مرتضیٰ خان کو بلا لیا - انہیں دنوں میں مرتضیٰ
خان مرگیا - اور قلعہ کانگڑہ کی فتح میں جب تک التوا رہا کہ دوسرا سردار بھیجا جاوے سورج مل کو بلا کر

شاہجہان کی خدمت مین دکن بہیجا جب مہم دکن سے انفراغ ہوا تو اوسنے شاہجہان سے
عرض کیا کہ مین کانگڑہ کی فتح کا ذمہ دار ہوتا ہون۔ شاہجہان نے اوسکو اور اوسکے ساتھ
مانتقی کو ایک شایستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا جب سورج مل کا مقصد حاصل ہوا تو اوس نے
مانتقی کے ساتھ بھی خصومت اور بہانہ جوئی اختیار کی اور بکرر اوسکی شکایت کی عرضداشتین
بہیجین وصاف لکہہ دیا کہ میری اسکے ساتھ نہین بنہیگی۔ اور اس خدمت کا اوس سے انصرام نہ
ہوگا۔ دوسرا سردار مقرر کیا جاے کہ یہ قلعہ جلدی فتح ہو جائے۔ مانتقی کو بھی بادشاہ نے بلا لیا
راجہ بکرماجیت ایک تازہ زور فوج کے ساتھ بھیجا راجہ نے جب جانا کہ بکرماجیت کے آگے
حیلہ وتزویر سے کام نہین چلیگا تو اوسنے یہ شرارت کی کہ ملازمان شاہی کو اس بہانہ سے
رخصت دیدی کہ وہ مدت سے اس مہم مین لگے ہوئے ہین اور بے سامان ہین اب وہ اپنی
جاگیر مین جاکر بکرماجیت کے آنے تک اپنا سامان درست کرلیں اس سبب سے دو تنخواہون کی
جمعیت مین تفرقہ پڑگیا اور اکثر آدمی محال جاگیر مین چلے گئے اور بہت سے آدمی جب تہوڑے
رہ گئے تو بغاوت وفساد کے آثار ظاہر کیے۔ صفی خان بارہ اپنے بہائیون سمیت اسمین لڑا اور
جان دیدی بعضون کے زخم کاری لگے اونکو سورج مل میدان جنگ سے پکڑ کر اپنے گہر لیگیا
ایک جماعت نے بہاگ کر جان بچائی۔ راجہ نے دامن کوہ کے پرگنات پر تعدی اور تصرف کیا
جب راجہ بکرماجیت لشکر کے ساتھ ان حدود مین آگیا تو سورج مل نے کچہہ دنون یاوہ درائی
سے بسر کرنی چاہی مگر بکرماجیت اوسکی باتون مین نہ آیا۔ اوسنے جرأت اور ہمت ایسی کی کہ
سورج مل سٹی بہولا نہ وہ جنگ صف لڑا نہ قلعہ داری کی تہوڑی سی زد و خورد مین بہت
آدمیون کو مرواکے آوارہ ہوگیا اور قلعہ مو اور شہر چوا اوسکے اعتضاد قوی تہے بے محنت وتعب مفتوح
ہوگئے اور اسکا ملک جسمین اوسکے باپ دادا حکومت کرتے تہے پامال لشکر شاہی ہوا اور وہ خود
گریوہ نورد ہوا۔ بکرماجیت اوسکے پیچہے پڑا۔ بادشاہ کو جب اس فتح کا حال معلوم ہوا تو حکم بہیجا
کہ قلعہ مو وعمارت چوا اوسکی اور اوسکے باپ کی ساختہ وپرداختہ تیشۂ خرابی سے اکہاڑی جائین
اور کوئی نشان اونکا باقی نہ رہے۔ بادشاہ نے اوسکے بہائی جگت سنگہ کو صوبہ بنگال مین ادنی

خدمت پر تھا بالکرسورج مل کی جگہہ مقرر کردیا

دوشنبہ ۳ ردی کو بادشاہ قلعہ رنتھنبور کی سیر کو گیا۔ دو کوہ ایک دوسرے کی برابر ہین ایک
کو رن کہتے ہین دوسرے کو تھنبور تھنبور پر قلعہ بنا ہوا ہے۔ ان دونوں اسمون کو
ترکیب دیکر رن تھنبور اسکا نام رکھا گیا ہے اگرچہ قلعہ نہایت مستحکم ہے اور اس مین پانی
بہت ہی لیکن کوہ رن بھی بڑا مستحکم ہے اور ایسے موقع پر واقع ہے کہ اوسکی طرف سے
قلعہ فتح ہوسکتا ہے چنانچہ اکبر نے اسی طرف سے اسکو فتح کیا تھا۔ اس حصار مین ہندو
سردارون کے مکان بے ہوا اور کم فضا تھے وہ بادشاہ کے دلنشین ہوئے اسلئے اسمین
ٹھیرا نہیں۔ اس قلعہ مین جو مجرم قیدی تھے اونکو بادشاہ نے بلایا۔ ہر ایک کی جمعیت حال
اور حقیقت احوال دریافت کرکے بمقتضا عدالت حکم فرمایا کہ سوا خونی قیدیون کے
دیگر ان قیدیون کے جنکی خلاصی سے ملک مین فساد اور آشوب ہو سب چھوڑ دے جائیں
اور ہر قیدی کو اوسکے حسب حال خرچ اور خلعت عنایت کیا۔

بادشاہ جبسے کہ اپنی دار الخلافہ آگرہ سے فتح رانا اور تسخیر ملک دکن کے لئے گیا تھا پانچ
برس اور چار ماہ بعد فتحپور مین آیا اور ۸ دی کی تاریخ منجمون نے آگرہ مین داخل
ہونے کے لئے تجویز کی۔

دولتخواہون کی عرائض سے مکرر یہ معلوم ہوا کہ شہر آگرہ میں مرض طاعون شائع ہے چنانچہ
ہر روز سو آدمیون سے کچھ کم و بیش یون مرجاتے ہیں کہ اونکی بغل کے نیچے یا کش ران میں
یا گلے مین دانہ نکلتا ہے اِس وبا کو یہ تیسرا سال ہے کہ موسم زمستان میں اوسکا طغیان ہوتا
ہے اور تابستان کے شروع مین معدوم ہوتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ ان تین سال مین
قصبات و قریات نواحی آگرہ مین اِس وبا نے سرایت کی ہے مگر فتحپور مین اصلا اسکا اثر
نہیں ہوا۔ فتح پور سے امان آباد ڈہائی کوس ہے۔ وہان کے آدمیون نے اس وبا
کے وقت سے ترک وطن کیا ہے اور اور مواضع مین چلے گئے ہیں ناگزیر حزم و احتیاط
کی رعایت کو ضروریات سمجھکر مقرر ہوا کہ اس ساعت مسعود مین مبارکی اور فرخی کرساتھ

قلعہ رنتھنبور

فتحپور مین نزول ہوا اور بعد از تخفیف بیماری دار الخلافہ مین نیک ساعت مین داخل ہو
آصف خان کی بیٹی نے جو عبد اللہ خان پسر خان اعظم کی اہل خانہ ہے ایک نقل عجیب و
غریب بیان کرتی ہے جو بالکل سچ ہے - وہ کہتی ہے کہ ایک دن صحن خانہ مین ایک
چوہا نظر آیا کہ افتان خیزان بطور مستان ہر طرف جاتا ہے اور نہیں جانتا تھا کہ کہان جاتا
ہون مین نے ایک لونڈی سے کہہ کر اسکی دم پکڑ کے بلی کے آگے ڈلوا دیا - بلی نے شوق سے
جا کر چوہے کو منہ مین لیا اور فی الفور اوسے چھوڑ کر بھاگی اور مرنے کے قریب ہو گئی
تریاق فاروق دینے کے لئے جو اوسکا منہ کھولا تو اوسکے تالو اور زبان دو نو سیاہ نظر آئے
تین روز تک اوسکا حال تباہ رہا چوتھے روز وہ ہوش مین آئی - پھر اس لونڈی کے
دانہ طاعون ظاہر ہوا اور سوزش اور درد کی شدت سے ایک دم آرام نہ لیتی تھی - رنگ اس کا
متغیر ہوا - زردی سے سیاہی کی طرف مائل ہوا اور تپ محرق ہوئی دوسرے روز مر گئی - اور
اس روش سے سات آٹھ آدمی وہان ضایع ہوئے - اور کئی ایک بیمار ہوئے - اس گھر سے
جدا ہو کر باغ مین گئے جو بیمار تھے وہ یہان مر گئے - پھر کسی کو دانہ نہیں نکلا بعض آٹھ
نو روز مین سترہ آدمی راہ عدم کے مسافر ہوئے - جنکے دانہ نکلا ہوا ہوتا اگر اوسکو کوئی
پانی پینے کو یا کھانے کو دوسرا دیتا فوراً اوس میں یہ بیماری اثر کرتی آخر کو تو ہم انتہا کو پہنچا
کہ کوئی شخص اوسکے گرد نہ پھرتا +

چودھوان نوروز ربیع الاول ۱۰۲۸ھ مطابق ۱۰ - مارچ ۱۶۱۹ع کو واقع ہوا - اس
جشن کا انصرام شاہجہان نے کیا - اور ایک لاکھ روپیے کے جواہر سوائے نقد و جنس کے
پیشکش میں دیے - ان دنون میں شہنواز خان کی بہار جوانی پر صرصر اجل آئی - دراب خان
اسکا بھائی اوسکے منصب پر مقرر ہوا - یہ دونو بیٹے خانخانان کے ہیں - شاہزادہ پرویز بھی
الہ آباد سے آکر باپ کی ملازمت سے مشرف ہوا - خاندوران خان نے کبرسن کے سبب سے
استعفا دیا - چھ ہزار روپیہ کی جاگیر پرگنہ خوشاب میں اوسکو ملی -
بادشاہ نے پہلے آگرہ سے دریائے اٹک تک اور آگرہ سے بنگالہ تک دو طرفہ سڑک پر درخت

چودھوان نوروز جلوس ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۹ +

لگوائے تھے اور خیابان ترتیب دینے کا حکم دیا تھا۔ ان دنوں میں حکم صادر کیا کہ آگرہ سے لاہور تک ہر کوس پر ایک میل (منارہ) بنادیں کہ وہ کوس کی علامت ہوا اور ہر تین کوس پر ایک کنواں بنائیں کہ مسافرونکو آمد و رفت میں آرام ملے اور تشنگی اور تابش آفتاب سے محنت و صعوبت نہ کھینچیں۔ اور درخت لگانے کا حکم زمینداروں کو دیا گیا۔ جہاں محال خالصہ تھے وہاں سرائے بنانے کا حکم دیا اور امرا کو حکم دیا کہ اونکے تعلقہ محال جاگیر میں جہاں مکان سرا بنانے کے قابل ہو وہاں سرائے پختہ و مسجد و چاہ بنائیں کہ مسافروں اور سپاہیوں کو آرام پہنچائیں۔ اکثر عمدہ جاگیرداروں نے بادشاہ کے اشارہ کے اور باہم ہمچشمی کے سبب چار پانچ کوس کے اندر ایک سرا بنادی۔ دیکھو کہ اس زمانہ میں نیت انام امور اخروی کے اجرا میں متصرف تھی جس سے خیر و برکت تھی۔ مگر پھر ایک زمانہ اوسکے خلاف آیا کہ ابنائے روزگار کا حال یہ ہوگیا کہ ساری بنائے دولت کے انہدام کرنے میں اور ایک دوسرے کی آبرو برباد کرنے میں ہمت لگانے لگے۔ ارباب مکنت و ثروت نے خیر و احسان کے ابواب کو ارباب حاجت کے منہ پر اس مرتبہ مسدود کیا کہ وہ کل نعمتہاء الہی کو اپنی طرف کھینچتے ہیں اور محتاجوں کی دل خراشی کے لئے تیشہ بنتے ہیں تمام اشجار میوہ دار کے باغات اور راہ کے سایہ افگن درختوں کو جو پہلے نیک فرجام آدمیوں نے پرورش کئے تھے اور مسافرونکو آرام دیتے تھے اور قصبات و دہات اور آبادیوں کی حوالی کو زینت دیتے تھے حکام بد عاقبت اُنکے ظلم کی شر سے اور لشکریوں کے اره ستم سے سب عمارت و مطبخ اور چارپائیوں کے کام میں آ گئے اکثر راہ کے اطراف میں ان درختوں کا نشان نہیں ہا ایسی ہی سرا و مقبروں و مساجد کو جو مرمت طلب تھیں اونکے سنگ و خشت کو اپنے حمام و عمارت جدید میں جو ظلم و رشوت لیکر بنائیں خرچ کیا۔

اسی سال میں بادشاہ نے کشمیر کی طرف سفر کیا اثناء راہ میں متھرا میں آیا۔ یہاں جاکر بندرابن کے بُت خانوں کی سیر کی۔ اُنکی نسبت وہ لکھتا ہے کہ اگرچہ والد ماجد کے عہد میں اجپوت امیروں نے عمارات اپنی طرز پر بنائیں اور باہر بہت تکلفات کو خرچ کیا مگر اندر

سڑکوں پر درخت لگانا اور سرایوں کا بنوانا +

[illegible] ۱۰۲۹ھ ۱۶۲۰ء

اونکے چمگادڑون اور ابابیلون نے اسقدر گھر بنائے ہیں کہ اون کی بدبو سے ایکدم نجات نہیں ہوتی ہے

از برون چون گور کافر پر حلل　　　　در درون قہر خدائے عز و جل

قراولون نے خبر دی کہ یہان شیر قریب ہے کہ رعایا کو آزار اور آسیب پہنچاتا ہے بادشاہ نے ہاتھیون کو بھیجکر اوسکو گھروا دیا اہل محل کے ساتھ سوار ہوا چونکہ بادشاہ نے عہد کیا تھا کہ کسی جاندار کو اپنے ہاتھ سے آزار نہین پہنچاؤن گا۔ نورجہان بیگم سے کہا کہ بندوق لگاؤ۔ ہاتھی کو شیر کی بو سے قرار نہ تھا مگر بیگم نے ایک ہی تیر مین شیر کا کام تمام کیا۔ جب بادشاہ اوجین مین گیا تھا تو وہ گسائین جدروپ سے جاکر ملا تھا جسکا حال وہ یہ لکھتا ہے کہ مین نے بہت دفعہ سنا تھا کہ ایک سنیاسی مرتاض جدروپ نام بہت برسون سے شہر اجین کے نزدیک شہر صحرا مین آبادانی سے دور معبود حقیقی کی پرستش مین متوجہ و مشغول رہتا ہے۔ مجھے اسکے ملنے کا شوق تھا مین کشتی سے اُترکر پون کوس پیادہ اوسکی ملاقات کو گیا وہان مینے دیکھا کہ وہ ایک بھٹ مین رہتا ہے جسکا طول ساڑھے پانچ گز اور عرض ساڑھے تین گز تھا وہ بہت ضعیف جثہ تھا نہایت تکلیف سے اس بھٹ مین وہ جاسکتا تھا اسکا طول و عرض اتنا ہی تھا جسمین یہ سما سکتا تھا نہ اس مین بوریا تھا نہ فرش کا ہی تھا اس سوراخ تنگ و تیرہ مین گذر کرتا تھا۔ ایام زمستان اور ہوائے سرد مین باوجودیکہ محض برہنہ رہتا تھا اور صرف لنگوٹی باندھتا تھا مگر کبھی آگ نہیں جلاتا تھا جیساکہ مولانا روم نے کسی درویش کی زبان سے یہ شعر کہا ہے۔

پوشش بار وز تاب آفتاب　　　　شب نہالی و لحاف از ماہتاب

اسکے محل سکونت کے قریب ایک تال تھا ہر روز دو دفعہ جاکر غسل کرتا تھا اور شہر اجین مین ایک دفعہ جاتا تھا سات برہمنون کے گھر اس نے چن لئے تھے وہ صاحب فرزند تھے اور اونکی درویشی و قناعت کا اعتقاد اوسکو تھا اونہیں سے تین کے گھر جاتا بشرطیکہ اونکے گھر ون میں کوئی آفت و ولادت نہ واقع ہوتی اور زن حائضہ ہوتی کھانے کے

نورجہان کا شیر کا مارنا +

+ شخص جدروپ کا حال +

پانچ لقمے وہ اوسکے لئے تیار رکھتے بطریق گدائی کف دست پر رکھکر نگل جاتا تھا تاکہ نہین تاکہ ذائقہ سے ادراک لذت نہ ہو۔ اسکی زیست و زندگانی کا طریق یہ تھا وہ آدمیون کی ملاقات کا خواہان نہیں تھا بلکہ اس کی شہرت ایسی تھی کہ آدمی اوسکی زیارت کو جاتے تھے وہ دانش سے خالی نہ تھا علم بیدانت کو کہ علم تصوف ہے خوب جانتا تھا۔ چھہ گھڑی اوسکی صحبت میں ہا خوب باتیں کیں گسائین جدروپ یہان ٹھہرا ہین آیا ہوا تھا۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ مین بے تکلف اوسکے گوشہ تنہائی میں گیا۔ اور سخنان بلند درمیان مین آئیں۔ حق جل و علے نے اوسکو عجیب توفیق عنایت کی ہے۔ فہم عالی و فطرت بلند و مدرکہ تند کے ساتھہ دانش خداداد جمع ہے اور تعلقات سے اوسکا دل آزاد ہے عالم پر اور ما فیہا پر لات مارتا ہے اور گوشہ تجرید مین مستغنی و بے نیاز بیٹھا ہے۔ اسباب دنیا میں سے اوسکے پاس آدہ گز کرباس کی لنگوٹی ستر عورت کے لیے ہے اور ایک مٹی کا برتن ہے جس سے پانی پیتا ہے زمستان اور تابستان و برسات مین عریان و سر و پا برہنہ بسر کرتا ہے اور ایک کھبٹ مین رہتا ہے جسکے اندر جانے کی راہ ایسی تنگ ہے کہ طفل شیرخوار زحمت سے جا سکتا ہے۔ یہ حکیم سنائی کی دو تین بیتیں اوسکے حسب حال ہیں ؎

داشت لقمان یکے کریچے تنگ	چون گلوگاہ نائے و سینہ چنگ
بوالفضولے سوال کرد ازوے	چیست اینجا یک شش بدست و دو پے
با دم گرم و چشم گریان پیر	گفت ہذا لمن یموت کثیر

اسکے پاس پہر ملاقات کو گیا اور رخصت ہوا۔ اسکی جدائی میرے دل کو ناگوار ہوئی حضرت اکبر کے عہد مین سیر کا وزن ۳۰ دام تہا مین نے اس ضابطہ کے خلاف سیر کے وزن کو نہ بدلا اور ۳۰ دام ہی رہنے دیا۔ گسائین جدروپ نے کسی تقریب مین مجھہ کہا کہ کتاب بید مین جسمین ہمارے احکام دین تحریر ہیں سیر کا وزن ۳۶ دام لکھا ہے چونکہ آپ کے احکام اتفاقات غیبی سے ہماری کتاب کے مطابق ہوتے ہیں اگر سیر کے وزن ۳۶ دام مقرر فرمائیں تو بہتر ہوگا۔ اسلئے مین نے حکم دیا کہ تمام میرے ممالک محروسہ مین سیر کا وزن

وزن سیر

۳۶ دام مقرر ہو۔

یہ بھی ایک روایت ہو کہ خسرو کی آنکھوں میں سلائی باپنے پھرائی تھی مگر پھر لطف پدری سے کسی عمدہ حکیم سے اوسکی آنکھوں کا علاج کرایا جس سے ایک آنکھ بالکل اچھی ہوگئی اور دوسری آنکھ میں کچھ نقص رہا جبکہ سفر افغانستان میں پیدا ہوا تھا اوسنے اپنی آنکھوں نشان کٹوریوں کے لگنے کے لوگوں کو دکھائے تھے۔ خسرو کی قید پر مدت گذر گئی تھی اسلئے باپنے اوس کو محسوس کرنا اور سعادت خدمت سے محروم کرنا اپنی مرحمت سے بعید جانا۔ اوسکے جرائم معاف کرکے اوسکو بلایا اور کورنش کا حکم دیا۔

بادشاہ منزل بمنزل دہلی میں آیا اول اپنے فرزندوں اور محلوں کو لیکر حضرت ہمایوں کی قبر پر گیا اور پھر سلطان المشایخ نظام الدین کے روضہ پر آیا۔ پھر سلیم گڑھ میں اپنے دولتخانہ میں گیا۔ پرگنہ پالم میں شکار کھیلنے گیا۔ چودہ روز میں ۳۲۶ ہرن شکار کئے حضرت اکبر کا ارشاد تھا کہ ہرن کو جو چیتے کے منہ سے چھٹائیں گو اوسپر کوئی چیتے کا آسیب زخم نہ پہنچا ہو مگر وہ زندہ نہیں رہتا جہانگیر نے بھی اسکا تجربہ کیا تو یہ بات صحیح معلوم ہوئی۔

آغا آغایان ۳۳ سال سے میری خدمت گذار تھی اور اب بڑی بڑھیا ہوگئی تھی ساتھ رہنے میں اوسے تکلیف ہوتی تھی اسلئے اوسنے دہلی میں رہنے کی درخواست کی بادشاہ نے منظور کی اوسنے یہاں ایک باغ و سرائے و مقبرہ بنوایا۔ حاکم شہر کو حکم دیا کہ اوسکی ایسی خدمت گذاری کرے کہ کسی طرح کی اوسکو تکلیف نہ ہو۔

یہاں شیخ عبدالحق دہلوی کہ اہل فضل و ارباب سعادت میں سے تھے بادشاہ کی خدمت میں آئے ایک کتاب اونہوں نے بڑی محنت سے تصنیف کی تھی اس میں مشایخ ہند کا احوال لکھا تھا وہ کتاب مجھ کو دکھائی۔ مدت سے وہ دہلی میں توکل و تجرید میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ خلقت اونکو بزرگ جانتی ہے۔ اونکی صحبت سے ذوق نہیں ہے میں نے اونپر طرح طرح کی مرحمت و دلنوازی کرکے رخصت کیا۔

دہلی سے پرگنہ کرانہ میں گیا یہاں مقرب خان کا باغ دیکھا جس میں پسند...

بادشاہ کا دہلی میں آنا +

شیخ عبدالحق دہلوی +

سبز تھا - یہ میوہ اس ملک میں نہیں ہوتا - اور درخت گرم سیری اور سرد سیری تھے - اور تین سو
سرو کے درخت تھے - پنجم دی کو اکبرپور کے مقام میں کشتی سے اترا اور خشکی میں کوچ کیا
آگرہ سے منزل مذکور تک کہ پرگنہ ٹوریہ سے دو کوس ہے ۱۴۴ کروہ براہ دریا کہ ۱۹ کروہ
براہ خشکی ہے ۳۴ کوچ اور ۲۷ مقام میں طے کئے اوسکے سوا ایک ہفتہ شہر دہلی میں رہا اور دوبارہ روز
حویلی پالم میں شکار کھیلا کل ۷۰ روز ہوگئے +

بادشاہ نے ایران کو عالم خان کو سفیر بنا کے بھیجا تھا جب اوسکے نزدیک آنے کی خبر پہنچی
تو اوسکو عطر جہانگیری بھیجا - اور یہ مطلع لکھا

بسوے فرستادہ ام بوے خویش ۔ کہ آرم تر از و تر سوے خویش

باغ کلانور میں خان عالم آیا - وہ نفائس و نوادر روزگار سے یہ تحفہ لایا کہ صاحبقران
اور تقیمش خان کی مجلس صف جنگ کی تصویر تھی اس میں امیر تیمور کی اور اوسکی اولاد امجاد
اور امرا عظام کی تصویریں تھیں جو اس جنگ میں اوسکے ہمراہ تھے اور ہر صورت پر یہ لکھا
تھا کہ کسکی شبیہ ہے اسمیں دو سو چالیس تصویریں تھیں اور مصور نے اپنا نام خلیل مرزا شاہ رخی
لکھا تھا اوسکا کام نہایت پختہ اور اعلی درجہ کا تھا - اگر مصور کا نام نہ لکھا ہوتا تو یہ معلوم
ہوتا بہزاد نے اس مجلس کی تصویر بنائی ہے -

چونکہ وسعت کشمیر اسقدر نہیں ہے کہ اوسکا محصول اس جماعت کے لئے کافی ہو جو موکب الا
کے ہمراہ رہتی ہے اور میرے آنے کی خبر سے غلات و حبوبات کا نرخ بھی بڑھ جاتا ہے
میں نے عامہ خلایق کی رفاہیت کے لئے حکم دیا کہ جو لازم ہمرکاب ہیں وہ اپنے آدمیوں کا
سامان کریں اور چند ضروری آدمیوں کو ہمراہ لے چلیں اور باقی کو اپنی جاگیروں
میں رخصت کریں اور ایسے ہی چوپایوں اور شاگرد پیشہ کی تخفیف کے لئے تاکید کی

شاہجہان بھی لاہور آنکر باپ پاس آیا - طالب آملی کو خطاب ملک الشعرا کا ملا اوسکے سخن کا
رتبہ سب سے بڑھا ہوا تھا -

میں نے سنا کہ لاہور میں میاں شیخ محمد میر ایک درویش سندی الاصل نہایت فاضل و

عالم خان کا لانا تصویر جنگ +

آدمیوں کو کم کرنا +

ملاقات میاں شیخ محمد میر +

مرتاض و مبارک نفس و صاحب حال گوشۂ عزلت و توکل میں منزوی ہیں فقر سے غنی اور دنیا
مستغنی ہیں میری خاطر حق طلب کو اونکی ملاقات بغیر قرار نہ تھا میرا لاہور جانا مشکل تھا مین نے رقعہ
اونکی خدمت میں بھیجا اور اپنا شوق باطنی ظاہر کیا۔ یہ عزیز باوجود کبر سن او ضعف اعضا
کے بقصد بعیہ کرکے تشریف لائے مین نے بہت دیر تک تنہا بیٹھکر اونسے باتین کین سچ ہے
وہ ایک ذات شریف ہیں اور اس عہد میں نہایت غنیمت ہیں۔ اونسے حقایق و معارف
کی باتین بہت سی سُنین ایک پوست آہو انکو نذر دیا۔ اگر کچھ اور دیتا تو نہیں لیتے۔
الہ داد پسر جلالہ جو لشکر سے بھاگ گیا تھا اوسکی خطائیں اعتماد الدولہ کی سفارش
سے معاف ہوئیں۔ نور الدین قلی کی عرضداشت آئی کہ مین نے دَرہ گریوہ کو
حتی الامکان اصلاح کرکے ہموار کیا تہا مگر چند شب وروز یہاں ایسی ماندگی ہوئی کہ تین گز کوتل کے اوپر
۲۴ بہمن پھندار ندکو دریا بہت سے عبور کیا۔ اگرچہ اس مین پانی کمر تک تھا مگر ایسا تند جاتا تہا
کہ آدمیونکو اوسمین تکلیف ہوتی تھی اسلئے دو سو ہاتھیوں کو گھاٹ پر مقرر کیا کہ اوسنے
اسباب اوتار دین اور آدمی جو ضعیف ہون اور لڑکے ہون اون کو بھی سوار کرلین تا کہ کسی آدمی
کو گزند جانی اور مالی نہ پہنچے منزل بمنزل چلکر ۲۸ اسفندیار مذکو حسن ابدال میں پہنچا۔
اکبر پور سے مین کشتی سے اترا تہا وہان سے حسن ابدال تک ۸۰ کرہ مسافت ہے
اوسکو ۹ دن مین ۵ کوچ اور ۴ مقاموں مین طے کیا۔ اس منزل میں چشمہ آب
اور ایک آبشار و حوض نہایت لطافت رکھتا ہے۔ ۵ دن کو یہاں مقام کیا۔ ۱۶ ماہ در پنجشنبہ
کو جشن وزن قمری ہوا میرا باون واں سال بحساب قمری سالون کے شروع ہوا اس
منزل سے آگے پہاڑ و کوتل و نشیب و فراز بہت تھے ایک دفعہ بادشاہ کے سارے لشکر کا
گذرنا اوسے دشوار تھا اسلئے مقرر ہوا کہ بیگموں کے ساتھ حضرت مریم مکانی توقف کرین
اور آسودگی کے ساتھ تشریف لائیں مدار الملک اعتماد الدولہ الخاقانی و صادق خان بخشی و
ارادت خان میر سامان عملہ بیوتات و کارخانجات کئی دفعہ میں عبور کرین رستم میرزا
صفوی و خان اعظم اور ایک اور نوکرون کی جماعت کو حکم دیا کہ راہ پیچ سے آئیں

جریدہ چند اپنے پسند کے خاص خدمتگارون کے ساتھہ ۷ اور جمعہ کو ساڑھے تین کوس کوچ
کرکے موضع سلطان پور مین آیا - اس تاریخ مین رانا امر سنگہ کے مرنے کی خبر آئی کہ وہ
اودے پور مین اجل طبعی سے راہ عدم کا مسافر ہوا - جگت سنگہ نبیرہ اور بھیم پسر اس کا
بادشاہ کی ملازمت مین تھے اونکو خلعت دیا گیا - اور حکم ہوا کہ راجہ کشنداس فرمان
رحمت افزا رانا کے خطاب کا اور خلعت و اسپ و فیل خاصہ کنور کرن کے لئے لے جائے اور
تعزیت و تہنیت کی مراسم بجا لائے - اس ملک کے آدمیون کی زبانی سنا کہ عنبر ایام برسات
مین کہ اصلا اثر ابر و صاعقہ کا نہین ہوتا - اس پہاڑ سے صدائے ابر کی مانند آواز آتی ہے
اسلئے اسکو کوہ گرج کہتے ہین - ایک دو سال کے بعد ایسی صدا ظاہر ہوتی ہے -
بیس برس ہوئے ہونگے کہ یہان قلعہ کوہ پر قلعہ سری ہوت بنایا گیا جب سے اس آواز کا آنا موقوف
ہوا ۔ اب اس قلعہ کو گنند گڈھہ کہتے ہین اب اس کا نام گرج کوئی نہین جانتا مگر لوگ
کہتے ہین پہلے اسکو لوگ گنج گڈہ کہتے تھے ظاہرا گنج گڈہ معلوم ہوتا ہے جو پہاڑ کی بزرگی
کی اور سبزی کے نہ ہونے کے سبب رکھا گیا تھا مگر کسی شہنشاہ نے اسکا گنجا پن مٹانے
کے لئے گنند گڈھہ رکھہ دیا - گنند ساگر کی گھاٹیون مین کہتے ہین کہ راجہ رسالو نے کوئی
راکھشس شمار ہین بند کیا تھا اوسکی یہ آواز آتی تھی - وہ راجہ سالباہن کا بیٹا تھا جسنے
پھلور مین عثمان کھاتور کے پاس ایک بلند مقام بنایا تھا روز سہ شنبہ ۱۷ کو ساڑھے
چار کوس کوچ کرکے موضع سنجی مین آیا - اس منزل سے پرگنہ ہزارا قارلغ مین گذر ہوا
اس پرگنہ کا نام ہزارا مغل کی مشہور قوم کے نام کے سبب سے ہے تاحال یہان کوئی مغل نہین
رہتا تھا اس ضلع کی شادابی اور گیہون مشہور ہین چنانچہ یہان یہ شعر مشہور ہے
پچ ہزارا کنکا بھلیان دھنی کھوب گائین   سور سکیسر کی گھور بھلے شنور دو آب کی دھایین
پچ ہزارا کا گیہون بھلا ہے دھنی کی گائین خوب ہین - سکیسر کے (کہسار) کے گھوڑے بھلے ہین
اور بہشت نگر کے چاول اچھے ہین -
روز یکشنبہ ۱۸ کو پونے چار کوس چلکر موضع تو شہرہ مین منزل ہوئی جو دھنتور مین داخل ہے

یہان جہانتک نظر کام کرتی تھی گل پھل کنول قطعہ گل سرشت سبزہ زارون مین شگفتہ
اور نہایت خوش نظر آتے تھے - روز دوشنبہ ساڑھے تین کوس چلکر موضع سلہر مین
وارد ہوا - یہان نیابت خان نے پیشکش مین جواہر و مرصع آلات ہوا زی ساٹھہ ہزار
روپیہ کا دیا - اس سرزمین مین ایک پھول دیکھا کہ سرخ آتشین تہا اور گل خطمی کی برابر
ہی تھا - مگر اسے چھوٹے چند گل بہت پاس پاس ایک جگہہ کھلے ہوئے - دور سے یہ
معلوم ہوتے تھے کہ ایک پھول ہی اسکا درخت زرد آلو کی برابر تھا - اس دامن کوہ مین
بنفشہ بہت تھا اور نہایت خوشبودار رنگ وسکا بنفشہ سے کمتر تھا - سہ شنبہ بست و یکم
تین کوس طے کرکے موضع مال کلی مین آیا - آج مہابت خان کو بنگش رخصت کیا اور اسے
فیل خاصہ خلعت مع پوستین مرحمت ہوا - آج آخر منزل تک بارش رہی - شب پنجشنبہ کو
سہ پہر کو مینہ برسا سحر کے وقت برف پڑی اکثر راہ بند ہوگئی اور بارش کے سبب اوہین پھسلن
ہوگئی - وبلا چار پایہ جہان گرا وہان سے پھر نہ اوٹھا پچیس ہاتھی سرکار خاصہ تصدق ہوئے
بارش کے سبب دو روز مقام ہوا - روز پنجشنبہ بست سوم کو سلطان حسین زمیندار
پکھلی زمین بوس ہوا - یہ جگہ ملک پکھلی مین داخل ہے - یہ عجب اتفاق ہے کہ حضرت والد ماجد
کا یہان گذر ہوا تہا تو برف برسی تھی اور اب بھی برسی کئی سال سے یہان برف نہین پڑی تھی
بلکہ مینہ بھی کم برسا تھا - روز جمعہ بست چہارم چار کوس طے کرکے موضع سواد نگر محل نزول ہوا
اس راہ مین جمیع بہت تھا بہت زرد آلو اور شفتالو کے درختون مین شگوفے لگے ہوئے تھے
صنوبر کے درخت مثل سرو کے دیدہ کو فریب دیتے تھے - اور شنبہ بست و پنجم ساڑھے تین کوس
کے قریب چلکر پکھلی کے باہر لشکر نے آراستگی پائی - روز یکشنبہ بست و ششم کو کبک کے شکار
کے لئے سوار ہوا - آخر دن کو سلطان حسین مرزا کی درخواست سے اوسکے گھر گیا - اور امثال و
امیرون مین اسکا درجہ بڑہایا - والد ماجد بھی اسکے گھر گئے تھے گھوڑے و خنجر و باز و جرہ پیشکش
مین دیئے - اسپ و خنجر تو اسی کو دیدیئے - باز و جرہ کو حکم دیا کہ پٹیان باندہ کے ہمیشہ روبرو لایا کرین
سرکار پکھلی ۳۵ کوس طول مین ۲۵ کوس عرض مین ہے - شرق رویہ کوہستان کشمیر ہے اور مغرب رویہ

ت مین اٹک بنارس سے یہان قریب بنارس ایک چھوٹا سا گانون اب بھی ہے
ب شمال میں گنور جانب جنوب مین گھوراقسہ ہے جب صاحب قران امیر تیمور ہندوستان کو
ح کرکے ملک توران کو گیا تھا تو ایک طائفہ کو جو اوسکے ہمراہ تھے ان حدود کو
ا وہ کہتے ہیں کہ ہماری ذات قارلغ ہے لیکن وہ مشخص نہین جانتے کہ اسوقت مین او
سے کون تھے اور اونکا نام کیا تھا - بالفعل وہ لاہوری محض ہین اور انھین کی زبان بو
ں - ہندوستانی آدمیون پر بھی یہی قیاس کرنا چاہئے - والد ماجد کے عہد مین د ہندوستان کا زمیندار
ا ہرخ تھا اب اسکا بیٹا بہادر زمیندار ہے - اگرچہ آپسمین خویشی و پیوند کی نسبت
ھتے ہیں لیکن ہمیشہ سرحد پر حدود کی بابت نزاع کرتا اونکو لازمی ہے وہ ہمیشہ میرے لشکر
ہے ہیں سلطان محمود پدر سلطان حسین و شاہرخ دونو میری شاہزادگی کے وقت میں میرے
زمت کے لئے آئے تھے سلطان حسین کی عمر ستر برس کی ہے اوسکے قوائے ظاہری
اصلا فتور نہیں آیا اور سواری کی تاب و طاقت رکھتا ہے اس ملک مین نان سے بھی
ے بوزہ بناتے ہیں اوسکو سیر کہتے ہیں وہ بوزہ سے بہت تیز ہوتا ہے یہان کے آدمیون
خوراک کا مدار سیر پر ہے جتنی وہ کہنہ ہوتی ہے اتنی بہتر ہوتی ہے مٹکون میں سیر کو بھر
ب اور اون کا منہ خوب محکم باندھ کر دو تین سال تک گھر مین رکھتے ہیں بعد ازان خم سے
ال کو نکال لیتے ہیں اوسکو اچھی کہتے ہین - اچھی دو سالہ بھی ہوتی ہے اور اوس سے
یلے کی بھی جسقدر پرانی ہو اوتنی ہی اچھی ہوتی ہے اقل مدت اوسکی ایک سال ہے سلطان
سکے پیالے کے پیالے پیتا تھا سلطان حسین بھی پیتا تھا میرے لئے وہ لایا مین نے بھی
تھا گاڑھے پیا اسکا لتہ مشتہی ہے مگر ترشی سے خالی نہیں ہے معلوم ہوا کہ اس میں
ھوڑی سی بھنگ بھی لوگ ملاتے ہین اسکے خمار کا غلبہ ہوتا ہے اگرچہ وہ شراب نہین ہے
بالضرور شراب کا بدل ہو سکتی ہے - یہان میوہ زردآلو و شفتالو و امرود بغیر پرورش کے
درہ ہوتے ہیں - یہان کشمیر کی روش سپہخانہ و منازل چوب سے بناتے ہیں گھوڑے
وٹے گائے بھینس پالتے ہین بز اور مرغ بہت ہیں استر یہان چھوٹی ہوتی ہے

بار گران اوسیر نہیں لاسکتا معلوم ہوا کہ آگے چند منزل تک ایسی بستی نہیں ہے کہ وہان
غلہ ایسا ملے کہ لشکر کو کفایت کرے حکم ہوا پیش خانہ بقدر احتیاج مختصر اور کارخانجات
ضروری ہمراہ ہون - ہاتھیون کی تخفیف ہو اور تین چار روز کا آذوقہ ہمراہ ہو چند ملازم
ساتھ ہون باقی آدمی بسرکردگی خواجہ ابوالحسن بخشی کے چند منزل پیچھے آئین - کمال
تاکید و احتیاط سے سات سو زنجیر فیل پیش خانہ کے کارخانہ جات کے لئے ضرور تھے
بہادر دستوری لشکر بنگش کا کمکی مقرر ہوا - اور یکشنبہ بست ونہم سوا پانچ کوس چلکر
پین سکھ کے رودخانہ سے عبور کرکے منزل ہوئی پین سکھ شمال سے جنوب کی جانب بہتی
ہے اور یہ ندی کوہ واروکے درمیان سے نکلتی ہے جو بدخشان وتبت کے درمیان ہے
یہان ندی کی دو شاخین ہوئی ہیں اس سبب سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے لکڑی کے
دو پل باندھے گئے ایک ۱۰ گز دوسرا چودہ گز طول میں تھا عرض مین ہر ایک پانچ گز تھا
اس ملک میں پل بنانے کا طریق یہ ہے کہ بڑے درختون کو جیسے کہ بڑ اور تاڑ ہیں پانی کے
اوپر ڈالتے ہین اور اسکے دونو سرون کو چٹانون سے باندہ کر استحکام دیتے ہیں اور انپر لکڑیون
کے موٹے تختے بچھاکر میخ وطناب سے قوی او مضبوط کرتے ہین تھوڑی مرمت سے ایسا پل
سالہا سال برقرار رہتا ہے - ہاتھیوں کو پایاب و تارا اور سوار و پیادے پل پر سے اُترے
سلطان محمود نے اس رودخانہ کا نام پین سکھ یعنی راحت چشم رکھا - روز پنجشنبہ سی ام کو سارہ
تین کوس کے قریب چلکر کشن گنگا کے کنارہ پر منزل ہوئی اس راہ میں ایک کوتل واقع ہے اوسکا
ارتفاع نہایت بلند ڈیڑہ کوس اور سر نشیب ڈیڑہ کوس ہے اور اس کوتل کو بیم درنگ کہتے
ہین وجہ تسمیہ یہ ہے کہ کشمیری زبان میں رولی کو بیم کہتے ہیں - حکام کشمیر نے داروغہ مقرر کیا
تھا کہ رولی پر متعاد محصول لے یہان متعا لینے میں درنگ ہوتی تھی اسلئے اس کا نام
بیم درنگ مشہور ہو گیا پل سے گذر کر ایک آبشار آتا ہے نہایت لطیف و صاف ہے
میں نے لب آب و سایہ درخت میں پیالے متعاد دیئے شام کو منزل پر پہنچا اس رودخانہ
پر قدیمی پل تھا اس کا طول ۵۴ درعہ اور عرض ڈیڑہ درعہ تھا کہ پیادہ ہی گذر سکتا تھا

س پل کے محاذی دوسرا پل باندھا گیا۔ ۳۰۵ ذرعہ طول میں اور تین ذرعہ عرض میں پانی عمیق
ور تند تھا۔ ہاتھیوں کو تنگا اس دریا سے عبور کرایا اور پیادے اور سواروں کو پل پر سے
"میرے باپ کے حکم سے دریا کے مشرق میں پہاڑ پر ایک پختہ سرا پتھر و چونے کی نہایت مستحکم
بنائی گئی تھی۔ رود خانہ کشن گنگا جنوب کی طرف سے آتا ہے شمال کی جانب بہتا ہے
(غلط لکھا ہے وہ شمال جنوب کی طرف بہتا ہے) دریاء بہت سمت شرق سے آتا ہے اور
کشن گنگا سے مل کر شمال میں جاری ہوتا ہے (آب بہت کچھ شمال کا رخ لیتا ہے لیکن
جب کشن گنگا میں مل جاتا ہے تو وہ جنوب کو بہتا ہے)

اِس سال کے واقعات یہ بھی ہیں کہ الہ داد خان پسر جلال افغان باغی ہوا۔ مہابت خان
کو بنگش کے انتظام اور افغانوں کے استیصال کے لئے اجازت ملی تھی اس گمان سے کہ
الہ داد پر بادشاہ نے مراحم و نوازش کی تھی اونکے عوض میں وہ کوئی خدمت کریگا
مہابت خان نے اوسکے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔ اِن کافر نعمتوں حق
ناشناسوں کی سرشت میں نفاق و بداندیشی داخل ہے اسلئے حزم و احتیاط کی وجہ سے یہ
مقرر ہوا کہ اپنے فرزند و برادر درگاہ میں بطریق یرغمال بھیجے کہ وہ بادشاہ کے
حضور میں ہیں جب اوسکے پسر و برادر درگاہ شاہی میں آئے تو اونکی تسلی و دلاسے
کے واسطے ترحم اور نوازش و مہر کی گئیں لیکن

گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ — بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد

جس تاریخ سے کہ الہ داد اس سرزمین میں گیا بے دولتی اور حق ناشناسی اوس سے احوال پر
ظاہر ہوئی مہابت خان نے انتظام کار کے لئے سررشتہ مدارا کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور ایک بھیجے
اپنے بیٹے کو سردار بنا کے افغانوں کے سر پر بھیجی اور الہ داد کو اوس کے ہمراہ کیا۔ مگر اوسکی
بداندیشی اور نفاق کے سبب سے اس یورش نے خاطر خواہ سرانجام نہ پایا اور بے حصول مقصود
مراجعت کرنی پڑی۔ الہ داد کے دل میں توہم پیدا ہوا کہ کہیں مہابت خان مجھ سے
بازپرس کر کے پاداش کردار میں گرفتار کرے اسلئے اوسنے پردہ (آزرم) کو اوٹھا کر

الہ داد کا باغی ہونا۔

بغاوت وحرام نمکی جو ابتک وہ پوشیدہ رکھتا تھا بے اختیار ظاہر کیا جب بادشاہ کو
اوسکی خبر ہوئی تو اوس نے حکم دیا کہ اوسکے بھائی اور بیٹے کو قلعہ گوالیار میں مقید کریں۔ ایک
سال بعد الہ داد ندامت زدہ بادشاہ پاس حاضر ہوا۔ بادشاہ نے اوسکا قصور معاف کیا
اور بدستور سابق دو ہزاری پانصدی اور بارہ سو سوار کا منصب دیا۔ بادشاہ نے سنا کہ سہرند
(سرہند) میں شیخ احمد ایک مکار نے مکر و فریب کا جال بچھا کر بہت ظاہر پرست بے معنی کو اپنا
شکار کیا ہے ہر شہر و دیار میں اپنے مریدوں کو جو دکان آرائی کا آئین اور معرفت فروشی و
مردم فریبی میں اوروں سے زیادہ پختہ تھے خلیفہ نام رکھ کر بھیجا ہے اور اپنے مریدوں و معتقدوں
کے لئے مزخرفات لکھکر ایک کتاب جمع کی ہے اور اوسکا نام مکتوبات رکھا ہے اور اسمیں جہلات
اور بہت مقدمات لاطائل مرقوم کئے ہیں کہ زندقہ و کفر پر منجر ہوتے ہیں ایک مکتوب میں وہ
لکھتا ہے کہ اثنائے سلوک میں مقام ذی النورین پر میرا گذر ہوا وہ نہایت عالی و خوش و مصفا
تھا وہاں سے گذر کر میں مقام فاروق میں آیا۔ اور مقام فاروق سے مقام صدیق پر عبور کیا
اور ہر مقام کی تعریف جو اوسکے لایق تھی لکھی۔ اور وہاں سے مقام محبوبیت میں واصل ہوا
ایک ایسا مقام مشاہدہ کیا کہ نہایت منور و ملون تھا انواع انوار و الوان ایسے مجھہ میں
منعکس ہوئے تھے یعنی (استغفر اللہ) مقام خلفاء سے گذر کر عالی مرتبت پہ پہنچا اور اور
گستاخیاں کیں جنکا لکھنا طول سے خالی نہیں اور ادب سے دور ہے اسلئے بادشاہ نے حکم دیا
کہ عدالت میں وہ حاضر ہو حسب الحکم حاضر ہوا جو کچھہ بادشاہ نے اوس سے پوچھا اسکا معقول
جواب نہ دے سکا باوجود عدم خرد و دانش کے نہایت مغرور و خود پسند تھا اسلئے بادشاہ
نے اوس کو زندان ادب میں قلعہ گوالیار میں محبوس کیا کہ اوس کی شوریدگی مزاج اور
آشفتگی دماغ قدرے تسکین پائے اور عوام کی شورش بھی فرو ہو۔ پھر بادشاہ نے اوسکو
ایک سال بعد چھوڑ دیا خلعت و ہزار روپیہ دیا اسنے عرض کیا کہ حضور کی یہ تنبیہ و تادیب
درحقیقت میرے لئے ایک ہدایت تھی۔ امان اللہ پسر مہابت خان نے لڑکر احداد کی
فوج کو شکست دی اور بہت افغانوں کو مار ڈالا۔ بادشاہ نے شمشیر خاصہ اوسکو عنایت کی

جہانگیر لکھتا ہے کہ جب اجمیر میں مجھے کچھہ تکسر ضعف ہوا تو اسسے پہلے یہ خبر ناخوش ولایت بنگالہ
مین پہنچی - ایکدن اسلام خان خلوت مین بیٹھا تھا کہ عالم غیب سے اوسکو دکھائی دیا کہ میری
طبیعت مین گرانی ہے جسکا علاج یہ ہے کہ وہ اپنی کسی نہایت عزیز چیز کو فدا کرے اوس
اوسنے اپنے فرزند ہوشنگ سے فدا کرنے کا قصد کیا مگر کم عمری اور رحم پدری کے سبب سے
اوسکو چھوڑکر خود اپنے تئین فدا کیا - خدا نے اوسکی دعا قبول کی کہ مین اچھا ہوگیا وہ مرض
سے آناً فاناً میں مرگیا +

اسلام خان حاکم بنگالہ کا مرنا +

۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ھ مطابق ۱۰ مارچ سنہ ۱۶۲۰ء کو نیر اعظم مراد بخش عالم برج حمل مین آیا
جشن معمولی ہوا - روز یکشنبہ سوم فروردی کو ساڑھے چار کوس طی کرکے مہسران مین بادشاہ نے
نزول ہوا - شب جمعہ کو بارہ مولہ کے سوداگر بادشاہ کی خدمت مین آئے - بادشاہ
انکنسے بارہ مولہ کی وجہ تسمیہ پوچھی - اونھون نے کہا کہ باراہ زبان سنسکرت میں خوک کو
اور مولہ مقام کو کہتے ہیں یعنے جاے باراہ ہندوں کے مذہب میں اوتاروں میں خوک بھی
داخل ہے - باراہ مولہ کثرت استعمال سے بارہ مولہ ہوگیا - بادشاہ بھولباس سے آگے چلا تھا
کہ برف و باران نے اوسے گھیر لیا وہ اوسکے آسیب سے بچنے کے لئے معتمد خان مصنف
اقبال نامہ کے خیمہ مین گیا اور اوسمیں مع اہل محل کے ایک رات دن رہا - معتمد خان
کہیں اور تھا وہ نہایت شوق و ذوق سے پیادہ دو گھنٹے ڈھائی کوس مسافت طی کرکے سرا آیا
اور زبان حال سے یہ شعر پڑھا ؎
آمد خیالم نیم شب جان دادم گشتم خجل — خجلت بود درویش را ناگہ چو مہمان عزیز
جو کچھہ اوسکی بساط مین نقد و جنس ناطق و صامت تھا تفصیل کرکے پیش کیا بادشاہ نے
بادشاہ نے سب اوسکو بخشدیا - اور فرمایا کہ متاع دنیا ہمارے ہمت میں ہیچ معلوم ہوتی
ہم جوہر اخلاص کو گران بہا سے خریدتے ہیں اس اتفاق کو اصل اخلاص اور تائیدات
طالع سے سمجھنا چاہئے کہ کچھہ جیسا بادشاہ اہل حرم کے ساتھہ شبان روز اوسکے گھر مین راحت
و آرام سے رہا کشمیر کی سرحد مین داخل ہوا - بادشاہ منزلین طی کرتا ہوا جب شہاب الدین پور

جشن بارہ مولہ ۱۵ ربیع الاول سنہ ۱۰۲۹ھ +

یہں آیا تو دلاور خان کا کر حاکم کشمیر کشتوار سے اس منزل سے بادشاہ پاس آیا کشتوار کشمیر کی
جنوبی سمت میں ہے معمورہ کشمیر سے منزل اتکہ تک حاکم نشین کشتوار ہے۔ اور کشمیر سے ساٹھ کوس
کی مسافت رکھتا ہے۔ دہم شہریور ۱۴ سنہ جلوس کو دلاور خان دس ہزار جنگی سواروں اور پیادوں
کو لیکر فتح کشتوار کے ارادہ سے سوار ہوا اور اپنے بیٹے حسن کو گرد علی میر بحر کے ساتھ
شہر کی محافظت اور سرحدونکی حراست کے لئے مقرر کیا چونکہ گوہر چک اور ایبہ چک
جو [illegible] کشمیر کا دعوی رکھتے تھے اور کشتوار اور اوسکی نواح میں پڑے پھرتے تھے۔
دلاور خان نے اپنے بھائیوں میں سے ہیبت کو ولسیو کے مقام میں کہ کوتل پیر پنجال کے متصل
واقع ہے احتیاط کے لئے چھوڑا اور منزل مذکور سے افواج کو تقسیم کیا خود سنگین پور کی
راہ پر فوج لیکر دوڑا اور اپنے بیٹے جلال کو نصر اللہ عرب و علی ملک کشمیری اور ایک جماعت
بندہ ہائے جہانگیری کو دوسری راہ پر تعین کیا اور اپنے بڑے بیٹے جمال کو جوانان کارطلب
کے ساتھ ہراول فوج بنایا۔ اور دو اور فوجیں دست چپ دست راست کو مقرر کیں۔
گھوڑون کے جانے کی راہ نہ تھی اسلئے چند گھوڑے پاس رکھے باقی کشمیر واپس بھیجے۔
جوان کمر بستہ پیادہ کوہ پر چڑھے اور مخالفوں سے لڑتے لڑتے نرکوٹ تک پہونچے۔ یہ جگہ
غنیم کی محکم تہی۔ جلال و جمال کی فوجیں مختلف راہوں سے آکر مل گئیں مخالفوں میں تاب
مقاومت نہ رہی وہ بھاگ گئے اور بادشاہی بہادر جان نثار بہت نشیب فراز طے کرکے دریا
مرو تک گئے۔ آب مذکور کے کنارہ پر آتش قتال نے اشتعال پایا۔ اوایبہ چک مارا گیا اسکے
مرنے سے راجہ بے دست و دل ہو کر بھاگ گیا اور بھندر کوٹ میں توقف کیا۔ اور لشکر
شاہی سے دریا کے پار اترنے پر بیس رات دن لڑائی رہی اور دشمنوں نے خوب مقابلہ
مقابلہ کیا جب دلاور خان گھاٹون کا اور آذوقہ کا خاطر خواہ انتظام کرکے آیا تو راجہ نے
سپاہ بانی اور رسد بار یابی سے دلاور خان سے التماس کی کہ میں اپنے بھائی کو مع
پیشکش بادشاہ کی خدمت میں بھیجتا ہوں اور جب میرا گناہ معاف ہو جائیگا
[illegible] میری خاطر جمع ہو جائیگا تو میں خود ہی بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونگا

دلاور خان نے اوسکی فریب آمیز باتون پر کچھہ خیال نہیں کیا۔ راجہ کے فرستادون کو بے حصول
مقصود واپس کیا اور دلاوری و شناوری سے دریاے ذخار سے پار ہوا اور مخالفون سے
سخت جنگ لڑا۔ مخالف پل توڑکر بھاگ گئے۔ بادشاہی ملازمون نے پھر پل کو باندھا اور
باقی لشکر نے عبور کیا اور بھندر کوٹ میں لشکر شاہی آراستہ ہوا اور آب مذکور سے دریاے
چناب تک کہ مخالفون کا اعتقاد قوی تھا دو تیر انداز مسافت تھی۔ اور آب چناب کے
کنارہ پر ایک اونچا پہاڑ تھا۔ اس آب سے عبور دشوار تھا۔ پیادون کی آمد و رفت کے لئے
دو موٹے رسّے اس طرح لگائے کہ اونکا ایک سرا قلۂ کوہ سے مستحکم کیا اور دوسرا سرا
دریا کے اس طرف مضبوط باندھا اور ان دو رسون کے درمیان ایک ایک ہاتھہ کے
فاصلہ سے چوبیں لگائیں اور دو اور رسّے پہلے رسون سے ایک گز اونچے لگائے کہ پیادے
ان چوبون پر پاؤن رکھیں اور دونون ہاتھون کو اوپر کے رسون کو باندھیں تاکہ دریا سے
گذر ہو۔ اسکو کوہستانیون کی اصطلاح مین رم پہ کہتے ہیں جہان رم پہ باندھنے کا
مظنہ ہوسکتا تھا وہان بندوقچی اور تیر انداز کام کے آدمیون سے استحکام دیکر خاطر جمع
کی۔ دلاور خان جالے بنا کر اپنے آدمیون کو اونپر بٹھا کے چاہتا تھا کہ دریا سے پار ہو پہنچے
لیکن پانی میں ایسی تندی و شورش تھی کہ جالہ سیل فنا میں آگیا اور ۱۸ آدمی بحرِ عدم میں
غرق ہوئے اور دس آدمی شناوری کی یاوری سے سلامت آئے۔ اور دو آدمی دریا کے
پار جاکر مخالفون کے ہاتھہ میں اسیر ہوئے غرض دلاور خان چار مہینے دس دن تک بھندر کوٹ
مین سعی کرتا رہا مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ ایک زمیندار نے راہ بری کی اور ایک جگہ سے جہان
مخالفون کو رم پہ باندھنے کا گمان بھی نہ تھا وہ دو سو بادشاہی سپاہیون کو لے گیا اور بے خبر
راجہ کے سر پر جا پہونچے۔ مخالف خواب و بیداری کے درمیان سراسیمہ نکلے اور قتل ہوئے
ایک سپاہی راجہ کو تلوار مارنا چاہتا تھا کہ اوسنے فریاد کرکے کہا کہ میں راجہ ہون مجھے دلاور خان
پاس لے چلو۔ اونھون نے اوس کو اسیر کیا۔ کشتواڑ میں جو حدود ماتش واڑ و بہت ہوتے
ہیں یہان رسم نہیں کہ راجہ خراج لے ہر خانہ سے سال میں شش ماسی کہ چار روپیہ کی برابر

ہوتی ہیں لیتا ہے سات سو راجپوت توپچی قدیم سے نوکر ہیں اونکی تنخواہ میں زعفران مقرر کر رکھا ہے جو ایک من یعنے دو سیر خریدار کے ہاتھ چار روپیہ کو بکتا ہے۔ راجہ کا کل حاصل ڈنڈ پر موقوف ہے۔ ذراسی تقصیر پر بہت روپیہ ڈنڈ میں لے لیتا ہے جس کسی کو کہ متمول اور صاحب جمعیت دیکھتا ہے بہانہ بنا کے کل روپیہ اوس کا لے لیتا ہے بہمہ جہت تخمیناً ایک لاکھ روپیہ حاصل ہوتا ہے۔

حسن ابدال سے کشمیر تک جس راہ سے بادشاہ آیا ۷۵ کوس کی مسافت تھی جسکو بادشاہ نے ۱۹ کوچ اور ۶ مقام کر کے ۲۵ روز میں طے کیا۔ دارالخلافہ آگرہ سے کشمیر تک تین سو چھتیس کوس مسافت ایک سو دو کوچ اور ترسیٹھ مقام میں طے کی خشکی کی راہ جو متعارف ہے تین سو چار اور آدہ کوس ہے۔

سہ شنبہ دوازدہم کو دلاور خان حسب الحکم راجہ کشتوار کو مسلسل حضور میں لایا راجہ کی شکل وجاہت سے خالی نہیں تھی پوشش اسکی اہل ہند کی روش پر تھی۔ برخلاف اور زمینداران کے وہ دونو زبانیں ہندی و کشمیری جانتا تھا۔ وہ شہری معلوم ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ باوجود گناہ و تقصیر کے اگر وہ اپنے فرزندوں کو بادشاہ کی درگاہ میں حاضر کرے تو حبس و قید سے نجات پائے۔ اور آسودہ و فارغ البال زندگی بسر کرے اور نہیں تو ہندوستان کے کسی قلعہ میں حبس دوام میں رہے گا۔ راجہ نے عرض کیا کہ میں اہل و عیال و فرزندوں کو بادشاہ کی ملازمت میں لاتا ہوں امیدوار مرحمت شاہی ہوں جو حکم ہوگا بجالاؤنگا۔

جہانگیر لکھتا ہے کہ کشمیر اقلیم چہارم میں ہے عرض اسکا خط استوا سے ۳۵ درجہ اور طول اسکا جزائر سفید سے ۱۰۵ درجہ۔ اس ملک میں قدیم سے راجہ حکومت کرتے تھے اونکی حکومت کی مدت چار ہزار سال ہے انکا حال و راسامی تاریخ راجہ ترنگ میں کہ والد ماجد کے حکم سے سنسکرت سے فارسی میں ترجمہ ہوئی ہے بتفصیل مرقوم ہے ۷۱۲ھ میں اس ملک نے نور اسلام سے روشنی پائی ہے۔ ۳۲ مسلمان بادشاہوں نے ۲۸۲ برس اس ملک کی حکومت کی ۹۹۴ھ میں والد ماجد نے اوسکو فتح کیا اور اس تاریخ سے اب تک ۳۵ سال ہوئے ہمارے قبضہ میں ملک کشمیر

کوتل بھولباس سے نیچے تک ۵۶ کوس جہانگیری ہے۔ عرض میں ۲۷ کوس سے زیادہ نہیں ہے اور دس
کوس سے کم نہیں ہے۔ شیخ ابوالفضل نے اکبرنامہ میں تخمیناً لکھا ہے کہ اس ملک کا طول دریائے کشن گنگا
سے نیچے تک ۱۲۰ کوس ہے اور عرض دس کوس سے کم اور پچیس کوس سے زیادہ نہیں ہے میں نے احتیاط اور
اعتماد کے لئے ایک معتمد کاردان جماعت کو مقرر فرمایا کہ طول و عرض کی پیمایش کریں تا کہ
قرار واقعی حقیقت لکھی جائے۔ شیخ نے ۱۲۰ کروہ جہاں لکھے تھے وہ پیمایش میں ۶۷ کروہ
ہوئے۔ یہ امر مقرر ہے کہ ہر ملک کی حد اس جا سے شروع ہوئی ہے کہ اس ملک کی زبان وہاں کے
باشندے بولتے ہوں۔ اسلئے بھولباس سے کہ گیارہ کوس ہے کشن گنگا سے اس طرف ہے کشمیر کی
سرحد مقرر ہوئی۔ اس حساب سے ۵۶ کروہ ہوتے ہیں اور عرض میں ۷ کروہ سے زیادہ فرق نہیں
معلوم ہوا۔ اور بنارسند کے عہد میں ہر کوس پانچہزار فرع ہے اور ہر فرع دو شرعی فرع کا
ہے اور ہر فرع میں ۲۴ انگشت ہوتے ہیں اور جہاں کوس یا گز کا ذکر ہوتا ہے اس سے مراد
اسی معمولی گز اور کوس سے ہوتی ہے۔ شہر کا نام سری نگر ہے اور اوسکی آبادی کے اندر
دریا بہت گذرتا ہے اور اوسکے سرچشمہ کو ویرناگ کہتے ہیں وہ شہر سے چودہ کوس پر جنوب میں
واقع ہے میں نے اس چشمہ کے اوپر ایک عمارت اور باغ ترتیب دیا ہے۔ شہر میں چار پل سنگ و
چوب کے نہایت مستحکم بنے ہوئے ہیں۔ آدمی اوسپر آتے جاتے ہیں اس ملک کی اصطلاح میں پل کو
کدل کہتے ہیں۔ شہر میں ۷۹۵ھ میں ایک مسجد نہایت عالی سلطان سکندر نے بنائی تھی ایک مدت
کے بعد وہ جل گئی تو پھر اوسکو سلطان حسین نے بنایا۔ ابھی وہ تمام نہ ہوئی کہ وہ خود تمام ہو گیا۔
۹۰۹ھ میں ابراہیم ماگری وزیر سلطان حسین کے زمانہ میں تمام ہوئی حکام کشمیر کی سب سے زیادہ
عمدہ یادگار یہی مسجد ہے آدمی کی آمد و رفت اور غلہ و ہیمہ کی نقل و تحویل کشتی پر ہوتی ہے
شہر و پرگنوں میں ۵۷۰۰ کشتیاں ہیں ۷۴۰۰ ملاح کشمیر میں ۳۸ پرگنے ہیں اسکے دو حصے کئے
ہیں۔ بالائے آب کو مراج کہتے ہیں اور پایان آب کو کامراج ضبط و داد و ستد زر و سیم کی
رسم جزوی سی ہے سائر جہات و نقد و جنس کا حساب خروار شالی سے ہوتا ہے ہر خروار ۳ من
۸ سیر وزن حال ہے کشمیری دو سیر کو ایک من کہتے ہیں چار من یعنی آٹھ سیر کو ایک ترک کہتے ہیں

ولایت کشمیر کی جمع ۳۰ لاکھ ۶۳ ہزار و پچاس خروار و یازدہ ترک ہے کہ بحساب نقدی ۷ کروڑ
و ۴۶ لاکھ ۷۰ ہزار دام ہوتے ہیں ضابطہ حال کے موافق وہ آٹھ ہزار و پانسو سوار کی جگہ ہے کشمیر میں درآمد
کی راہ متعذر اگر کوئی شخص کشمیر کی بہار دیکھنی چاہے تو وہ منحصر راہ پگلی پر ہے اور راہیں اس موسم میں
برف سے بھری ہوتی ہیں بھمبر کی راہ نزدیک ہے ۔ کشمیر کی تعریف و توصیف لکھنے کے لئے
دفتر چاہیے اسلئے اُسکے اوضاع اور خصوصیات کا مجمل بیان ہوتا ہے کشمیر ایک باغ ہے ہمیشہ
بہار یا قلعہ ہے آہنین حصار بادشاہوں کے لئے ایک گلشن عشرت افزا ہے درویشوں کے لئے
ایک خلوتکدہ دلکشا چمن خوش ۔ آبشار دلکش ۔ آبہائے رواں شرح و بیان سے زیادہ
اور چشمہ بسیار حساب و شمار سے باہر ۔ جہانتک نظر جاتی ہے آب رواں و
سبزہ ہی نظر آتا ہے ۔ گل سرخ و بنفشہ و نرگس خودرو و صحرا صحرا انواع گل و اقسام ریاحین اُسے
زیادہ ہیں کہ شمار میں آئیں بہار میں کوہ و دشت اقسام شگوفہ سے مالامال در و دیوار او صحن
و بام گھروں کے مشعل لالہ سے بزم افروز اور جلگہائے سطح و سبزہ کا کیا بیان ہو کشمیر میں
لکڑی کے مکانات یک منزلہ اور دو منزلہ و سہ منزلہ و چہار منزلہ بناتے ہیں اور کوٹھوں کو خاک سے پوشیدہ
کرکے پیاز لالہ کو سال بسال لگاتے ہیں موسم بہار میں وہ کھلتا ہے نہایت خوشنما معلوم ہوتا
نادر العصر اوستاد منصور نے جو پھولوں کی تصویریں کھینچی ہیں وہ سو سے زیادہ ہیں ۔
اقبالنامہ اور اور کتابوں میں لکھا ہے کہ اس ملک کا محصول برنج و زعفران ہے
زیادہ تر آدمیوں کی غذا برنج گندہ یعنی بھات ہے جیسا وہاں اول سال خوب پیدا ہوتا ہے
لیکن اگر اوسکو دوسرے سال بوئے تو چھوٹا اور کم حاصل ہوتا ہے اور پھر اگر تیسرے سال بوئے
تو مونگ کی برابر پیدا ہوتا ہے ۔ پہلے زمانہ میں یہاں بڑا گھوڑا اور گاؤ و گاومیش کمیاب تھے
تازہ طعام کھانے کا رواج بہت کم ہے جو صبح پکاتے ہیں وہ شام کو کھاتے ہیں جو شام کو
پکاتے ہیں وہ صبح کو کھاتے ہیں طعام میں نمک ڈالنے کا رواج اس قدر کم ہے کہ عورتوں اور
مردوں کے چہرہ میں نمک کا اثر نہیں ہے ۔ عورت و مرد کا ملبوسات پشمینہ متعارف پٹو
ہے ۔ اس پٹو کو کشمیری کہتے ہیں کہ اگر ہم نہ پہنیں تو ہوا کا اثر جسم پر ایسا ہوتا ہے کہ کھانا نہیں ہضم

اِس پٹو کا ایک کرتہ عورتین تین چار سال تک پہنتی ہین اور کبھی اوس کو دھلواتی نہین ہے
پٹو کا کرتہ جو وہ پہنتی ہین بدن پر پھٹ پھٹ کر اُتر جاتا ہے مگر اسپر کوئی شوب نہین پڑتا۔
غرض اس کرتہ کو یہ پہنون کے زنبل کی طرح کبھی جدا نہین کرتین باوجودیکہ پانی کی یہ کثرت ہے
کہ ہر محلہ مین نہر جاری ہے مگر عورت مرد بہت کم ایسے ہوتے ہین کہ غسل جنابت بھی کرین
عورتون کا لباس ایسا کثیف ہوتا ہے کہ جب اونکے وضیع و شریف کہین جاتے ہون
اور کوئی آدمی تازہ وارد اونکے پہلو سے گذرے تو اوسکو بڑی نفرت ہوتی ہے
اکثر جہانگیر کہا کرتا تہا کہ کشمیر میری قلمرو مین بہشت روے زمین ہے اور اکثر ہر سال کشمیر کی
سیر کو جایا کرتا تہا۔ ایک دن کشمیر کے بازار مین گذر ہوا۔ ہاتھی پر سوار تہا۔ ہاتھی کے
دونون طرف کشمیری بہت کھڑی دعائین دیتی تہین اُنکے کپڑون کی بو بادشاہ کی ناک مین گئی
جسسے اوسکو بڑی نفرت ہوئی پوچہا کہ یہ کاہے کی بو آتی ہے تو ایک گستاخ امیر نے جو
بادشاہ سے بہت کہل مل گیا تہا عرض کیا کہ حضور کے بہشت روے زمین کی حورون کی
بو آتی ہے اگرچہ اس ملک زمین کے آدمی جدت فہم و ذکا و جوہر شرافت سے آراستہ ہین لیکن روز
اول سے انکی سرشت کا خمیر شرارت سے ہوا ہے کہ کشمیری بے پیری ضرب المثل خاص و
عام ہے جو تاریخین انکا حال پہلے زمانہ مین خاندان سلاطین کی نسبت اور اپسمین
تہا کہ فساد و عناد کے شعلے اوٹھاتے تھے وہی زمانہ حال مین مشاہدہ مین آتا ہے اور
جسکو اس ملک مین سروکار ہوتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس گروہ مین شرارت و مروت
و خصومت کس قدر ہے مگر ہر قوم مین نیک بد ہوتے ہین بطریق ندرت انمین بھی کوئی اچھا
ہوتا ہے ایک شخص نے کشمیر کی تعریف مین یہ ہجو ملیح کی ہے **رباعی**

کسانیکہ آفاق گردیدہ اند   بسے سال و مہ در سفر بودہ اند
بہ تعریف کشمیر و کشمیریان   بہشتے پر از دوزخی دیدہ اند

کشمیری سر گھٹواتے ہین اور گول پگڑی پہنتے ہین۔ ازار پہننا عیب جانتے ہین
کرتہ دراز و فراخ سر سے پانو تک پہنتے ہین اور کمر باندہتے ہین +

اقبال نامہ مین لکھا ہے بکہ شہنشاہ اکبر کے عہد میں کشمیر کا حاکم مرزا حیدر تھا اوسکے زمانہ مین اسپ کلان کی سواری نئے اور بناسے عمارت دل نشین نئے اور اکثر وضع معقول نئے شہر میں رواج پایا اشجار میوہ دار کے پیوند لگانے کا رواج نہ کشمیر مین تہا نہ ہندوستان مین محمد قلی افشار داروغہ باغات کشمیر نے اکبر کے عہد میں اسکا رواج دیا اول کابل سے شاہ آلو کو منگا کر پیوند دیا تو یہان کی آب و ہوا کے موافق وہ ہوا۔ اس زمانہ سے اوسکا رواج پھیلا اور سال بسال کل بلاد ہندوستان مین اس پیوند سے میوون کی شادابی بڑھتی جاتی ہے لیکن اب تک آم کے درخت میں پیوند نہیں لگا۔

فرقہ نوربخشی

اس ملک کے آدمی سوداگر اور اہل حرفہ اکثر سُنی ہیں سپاہی شیعہ امامیہ ہیں ایک گروہ نوربخشی ہے جسکی نسبت مرزا حیدر نے کتاب رشیدی میں لکھا ہے کہ کشمیری تمام حنفی مذہب تھے فتح شاہ کے زمانہ مین ایک شخص شمس الدین طالش عراق سے آیا اور اوسنے اپنے تئیں میر محمد نوربخش سے منسوب کیا اور مذہب غیر معروف کو لایا۔ اس مذہب کا نام نوربخش رکھا اور طرح طرح کا کفر و زندقہ ظاہر کیا۔ اور ایک کتاب فقہ کی جسکا نام حوطہ تھا اسکا رواج دیا وہ اہل سنت و جماعت و شیعہ کے کسی مذہب کے موافق نہ تھی جو آدمی یہ مذہب رکھتے وہ سب اصحاب ثلاثہ و حضرت عائشہ کو جو شعار روافض کا ہے تبرا بھیجنا لازم جانتے ہیں۔ اور شیعہ کے عقیدہ کے برخلاف میر سید نوربخش کو صاحب الزمان و مہدی موعود جانتے ہیں اور شیعہ کے بالعکس وہ اکابر اولیاء کے معتقد نہیں ہیں اور سب کو سُنی مذہب سمجھتے ہین۔ کل عبادات و معاملات میں اس قبیل کے تصرفات کئے ہیں کہ تفرقہ عظیم ہوگیا ہے اور اپنے مذہب کو نوربخشی کہتے ہیں ان اوراق کے مسودہ نے (مرزا حیدر نے) بدخشان میں اوسکے مشایخین کی جماعت کو دیکھا ہے وہ درس علوم میں میرے ساتھ شریک تھے شریعت ظاہر سے آراستہ سنن نبوی سے پیراستہ تھے بالتمام اہل سنت جماعت کے موافق و متفق تھے چنانچہ امیر سید محمد نوربخش کے بیٹون مین سے ایک نے مجھے ایک رسالہ اسکا دکھایا۔ ایک بات اسمین خوب لکھی تھی کہ سلاطین و امرا و جہال گمان کرتے ہیں کہ سلطنت صوری طہارت و تقوی

کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور یہ محض غلط ہے اسواسطے کہ اعظم انبیا و رسل باوجود نبوت کے
سلطنت کرتے تھے اور اسمیں انہوں نے مساعی محمودہ کہیں مثل یوسف و سلیمان و داود
موسی و آنحضرت رسالت پناہ مقصود یہ ہے کہ کشمیر کے فرقہ مذہب نوربخشی کے برخلاف وہ تھے
اور بعض اہل سنت و جماعت کے موافق فقیر نے کتاب حوطہ جو اسوقت کشمیر میں مشہور تھی ہندوستان
کے علما پاس بھیجا انہوں نے اس کتاب کی پشت پر یہ فتوی لکھا +

فتوی علماے ہندوستان بر کتاب حوطہ نوربخشیہ

یہ ہے کہ اللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّاَرِنَا الْاَشْیَاءَ کَمَا ھِیَ اس کتاب کو
بہت تحقیق سے مطالعہ کیا گیا تو اوسکے مسائل سے معلوم ہوا کہ صاحب اس کتاب کا مذہب
باطل رکھتا تھا سنت مشہورہ سے اجتناب قبول کیا تھا وہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ
نہ تھا اور دعوی اِنَّ اللّٰہَ اَمَرَنِیْ اَنْ اَرْفَعَ الْاِخْتِلَافَ مِنْ بَیْنِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ
اَوَّلًا فِی الْفُرُوْعِ سُنَنِ الشَّرِیْعَۃِ اُحَمِّلُ بِہٖ کَمَا کَانَتْ فِیْ زَمَانِہٖ مِنْ غَیْرِ
زِیَادَۃٍ وَّنُقْصَانٍ وَّثَانِیًا فِی الْاُصُوْلِ مِنْ بَیْنِ الْاُمَمِ وَکَانَتِہٖ اَھْلِ الْعَالَمِ
بِالْیَقِیْنِ بے کاذب تھا اور زندقہ و سفسطہ کے مذہب مائل ۔ اس قسم کی کتاب کا مٹانا
اور عالم سے اسکا معدوم کرنا ان آدمیوں پر جو اسپر قادر ہوں موجبات و فرائض سے ہے
اور اس مذہب کا قلع و قمع ضروریات دین سے ہے اور اس دین کے عاملوں کا اور اس مذہب
معتقدوں کا اور اس کتاب کا قلع و قمع فرض ہے جو اس مذہب کے مقر ہوں اور مذہب باطل
سے نہ پھریں تو اونکے شر کا مسلمانوں کے سر سے دفع کرنا سیاست و قتل کے ساتھ واجب
اور اگر وہ تائب ہوں اور اس مذہب کو ترک کریں تو اونکو حکم دیں کہ مذہب حضرت الٰہی
کہ جنکی شان میں حضرت رسالت پناہ نے سراج الٰہی فرمایا ہے قبول کریں جب یہ نوشتہ
میرے پاس پہنچا تو مردم کشمیر مذہب میں ارتداد کی طرف میل رکھتے تھے بین طوعًا و کرہًا
حق میں اونکو لایا ۔ اور بہت آدمیوں کو قتل کیا ۔ ایک جماعت نے تصوف میں بنیاد لی اور اپنا
نام صوفی رکھا لیکن نہ وہ صوفی صافی ہیں نہ زندیقی چند ملحدی مذہب رکھتے ہیں چند آدمی

گمراہ کرتے ہین حرام وحلال کی مطلق خبر نہین رکھتے ہین شب بیداری وکم خوری کو تقوی و
طہارت جانتے ہین جو کچھہ ہاتھہ لگے وہ کھا جاتے ہین اور لے لیتے اور شرہ وحرص
بہت رکھتے ہین اور ہمیشہ خوابون کی تعبیر دیتے ہین اور اپنی کرامات کا اظہار اس طرح
کرتے ہین کہ اس سال مین یہ ہوگا اور وہ ہوگا مغیبات آئندہ وگذشتہ کے اخبار مین
مشغول رہتے ہین اور ایک دوسرے کو سجدہ کرتے ہین اور اس رسوائی سے چلے بیٹھے ہین
اہل علوم کے علم کو نہایت مذموم ومکروہ جانتے ہین اور بے شریعت راہ طریقت پر چلتے ہین
اور کہتے ہین کہ اہل طریقت کو شریعت سے کچھہ کام نہین غرض اس طرح کے ملاحدہ وزنادقہ
اور جگہہ دیکھنے مین نہین آتے عیاذاً باللہ معاذ اللہ حق سبحانہ تعالی کل اہل اسلام کو اس
نوع کی آفات وبلیات سے اپنی عصمت کی پناہ مین معصوم ومحفوظ رکھے بحق محمد وآلہ اسکے
پہلے کشمیر مین کا فرون کا فرقہ آفتاب پرست تھا جسکو شماسین کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے
ہستی نور ہے آفتاب ہماری عقیدت کی صفائی کے سبب ہے اور ہمارا وجود اوس کے
نورانیت کی وجہ سے ہے اگر ہم اپنے عقیدت کو مکدر کرین تو آفتاب کا وجود نہ رہے اور
اگر آفتاب اپنا فیض ہم سے اٹھا لے تو پھر ہستی نہ رہے ہم اوسکے ساتھہ موجود ہین اسکا
وجود ہمارے بغیر نہین ہے اور ہمارا وجود اس کے بغیر نہین ہے جسوقت وہ ہوتا ہے تو ہمارا
احوال اوسپر ظاہر ہوتا ہے ہمکو سوا نیک کام کے اور کار روا نہین ہے جب رات ہوتی ہے وہ
ہم کو نہین دیکھتا اور ہمارے حال سے واقف نہین ہوتا جو چاہین کرین اوسپر مواخذہ نہین ہوتا
فرقہ شماسین نے موجب القاب تنزل من السماء شمس الدین لقب رکھا ہے مردم کشمیر نے
اوسکو غلط کرکے مخفف کیا ہے اور شمس الدین کا شماس بنا یا ہے فقط صاحب گذشتہ کی
تحقیق یہ ہے کہ اس ملک کی کل رعایا حنفی مذہب ہے اور اوسکے اکثر سپاہی شیعہ ہین اور یہان کے علماء
اکثر نوربخشی ہین اور تبت کو چک کے بادشاہ گو کہ کشمیر کے ہمسایہ ہین سے کشمیر کے سپاہیون کی
محافظت وآمیزش سے تشیع مین ایسا غلو ہے کہ اگر کوئی سنی وہان شہر مین وارد ہو وہ جب تبرا
کہے تو شہر مین رہنے دیتے ہین ——— ایک فقیر ونکا طائفہ ہے اوسکو ریشی کہتے ہین

اگرچہ علم و معرفت نہین رکھتے لیکن بے ساختگی و ظاہر آرائی سے زندگی بسر کرتے ہین وہ کسی کو برا نہین کہتے۔ زبان خواہش و پائے طلب کو کوتاہ رکھتے ہین گوشت نہین کھاتے اور عورت نہین کرتے اور جنگلون مین میوہ دار درخت اس نیت سے لگاتے ہین کہ آدمی اون سے بہرہ ور ہون۔ اور خود اُسسے متمتع نہین ہوتے۔ قریب دو ہزار کے ایسے آدمی ہونگے۔ برہمنون کی ایک جماعت جو قدیم سے اس ملک مین رہتی تھی اور اب بھی رہتی ہے تمام کشمیریون مین اُنکے اور مسلمانون کے تکلم مین تمیز نہین ہوسکتی لیکن اونکی کتابین زبان سنسکرت مین ہین وہ اونکو پڑہتے ہین اور جو بت پرستی کی شرائط ہین اونکو ادا کرتے ہین۔ بُت خانے جو ظہور اسلام سے پہلے بنے ہوئے ہین بہت جا ہین اور اونکی عمارتین سنگین ہین بنیاد سے لیکر چھت تک تیس تیس چالیس چالیس من کے پتھر لگے ہوئے ہین شہر کے متصل ایک کوچہ ہے اوس کو کوہ ماران یا ہری پربت کہتے ہین سمت شرقی مین کوہ ڈل ہے جہان والد ماجد نے ایک قلعہ سنگ و آہک کا بنوایا تہا جو اب بن کر تیار ہوگیا ہے مین نے یہان ایک باغ لگایا جس کا نور افزا نام رکھا۔

شاہزادہ شجاع کھیلتے کھیلتے ایک دریچے سے سر کے بل گرا۔ اتفاق کی بات کہ بلاس و نمدہ کے فرش بچھے ہوئے دیوار کے نیچے رکھے ہوئے تھے اور فراش اُسکے متصل بیٹھا تھا شہزادہ کا سر بلاس پر لگا اور پانون فراش کی پیٹھ اور کندھے پر زمین سے لگے ہر رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت۔ چونکہ راج جوتشی نے پہلے لکھہ دیا تہا کہ شہزادہ پر تین چار مہینے سخت ہین وہ کسی مرتفع جا سے گرے مگر اوسکی حیات پر کوئی آسیب نہ پہونچے۔

جب محصول کی اوگاہی کا وقت آیا مہابت خان نے لشکر متعین کیا کہ کوہستان مین جاکر افغانون کی زراعت کو کھائین اور تاخت و تاراج و مار دھاڑ مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرین جب لشکر شاہی پائے کوتل مین آیا تو سر کوتل پر ہجوم کر کے اوس کو مستحکم کیا جلال خان جو مرد کار دیدہ و مصیبت کشیدہ تھا اوس نے صلاح وقت اس مین دیکھی کہ دو تین روز توقف کیا جاوے۔ افغان جو چند روز کا آذوقہ پیٹھہ پر لاد کے لائے ہین وہ ختم ہو جائیگا

شاہزادہ شجاع کا گرنا

لشکر کا افغانون کی زراعت خراب کرنا اور جلال خان کا ...

لاچار خود بخود ویران ہو جائینگے اس وقت سہولیت کے ساتھ ہمارے آدمی اس گریوہ دشوار
سے گذر جائینگے اور جب ہم اس کوتل سے گذر جائینگے تو افغان کچھ نہیں کر سکینگے
اور انکو خوب مالش دینگے۔ مگر عزت خان ایک شعلہ تھا رزم افروز اور برق تھی دشمن سوز
اسنے جلال خان کی صوابدید پر کچھ خیال نہ کیا۔ برہنہ چند سادات بارھہ کو لیکر چلا۔
افغانون نے جو کثرت سے تھے اوسے گھیر لیا اور اوس کو معہ رفقا کے ہلاک کیا۔ افغانون نے
پہاڑون کی چوٹیون پر سے پتھر اور تیر مار کے بادشاہی جوانون کو مارا اور اس لڑائی مین جلال خان
و مسعود اور بعض اور سردار مارے گئے۔ سپاہ شاہی کو یہ صدمہ پہونچا۔ مہابت خان نے
تازہ فوج روانہ کی۔ تھانونکو از سر نو مستحکم کیا اور افغانون کو خوب مارا دھاڑا۔

۲۷ شہریور روز جمعہ کو جہانگیر ویرناگ کے سرچشمہ دریائے بہت کی سیر کو سوار ہوا۔ پانچ کوس
کشتی مین گیا۔ موضع پان پور کے باہر اترا اس روز بادشاہ پاس کشتوار سے یہ ناخوش خبر
آئی کہ جب دلاور خان کشتوار کو فتح کرکے بادشاہ پاس آیا تو اوسنے نصر اللہ عرب کو اور چند
منصبدارون کو وہان کی محافظت کے لئے مقرر کیا تھا۔ اس عرب نے اپنی رائے مین دو
خطائین کین ایک یہ کہ وہان کے زمیندارون اور رعایا کو تنگ کیا اور نا ملائم سلوک کیا۔
دوم جو جماعت اوسکی کمک کے لئے مقرر تھی اوسنے اپنے اضافہ منصب کی طمع مین رخصت
طلب کی کہ بادشاہ پاس جاکر اپنا مقصد حاصل کریں۔ اوس نے اکثر آدمیون کو رخصت دیدی
اسلئے جمعیت اسکی کم ہو گئی۔ زمیندار اس سے جلے ہوئے شورش کی گھات مین بیٹھے تھے اونہون
نے اطراف سے ہجوم کرکے پل کو جسپر کہ عبور لشکر و کمک منحصر تھی جلا دیا اور فتنہ و فساد کی
آگ کو بھڑکایا۔ نصر اللہ نے دو تین روز متحصن ہوکر ہزار جانفشانی سے اپنی حفاظت کی مگر
آذوقہ پاس نہ تھا اور راہ بند تھی۔ اپنا مرنا ٹھان کر وہ مردانہ دشمنون سے لڑا اور جان دیدی
جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اوسنے جلال خان پسر دلاور خان کو سپاہ کے ساتھ روانہ کیا
اور راجہ سنگرام زمیندار جمون کو حکم دیا کہ وہ جمون کی راہ جائے۔ امید ہے کہ دشمنون کو جلد ا
کام کی سزا ملے۔

فتح قلعہ کانگڑہ

دوشنبہ ۵ محرم کو فتح کانگڑہ کا مژدہ بادشاہ نے سُنا جسکا حال بادشاہ یہ لکھتا ہے کہ کانگڑہ
ایک قدیمی قلعہ شمال رویہ لاہور کے کوہستان مین واقع ہے ابتداء استحکام و دشوار کشائی
و متانت و محکمی مین معروف و مشہور ہے۔ ولایت پنجاب کے زمینداروں کا اعتقاد ہے کہ یہ قلعہ کبھی
غیر قوم کے ہاتھ مین نہیں گیا اور کسی بیگانہ نے اسپر غلبہ نہیں پایا اَلعِلمُ عِندَ اللہِ اسی زمانہ
سے کہ ہندوستان مین صیت اسلام و آوازہ دین مستقیم محمدی بلند ہوا سلاطین والا شکوہ میں سے
کسی کو فتح کرنا نصیب نہوا سلطان فیروز شاہ اس قلعہ کی تسخیر مین مصروف ہوا اور مدتوں تک
محاصرہ رکھا مگر جب اوسکو معلوم ہوا کہ قلعہ کا استحکام اس حد پر ہے کہ جب تک اہل قلعہ کے پاس
قلعہ داری کا سامان اور آذوقہ ہے اوسکی تسخیر مین ظفر نہیں حاصل ہو سکتی۔ باوجود شوکت و استعداد
کام و ناکام فقط راجہ کی ملازمت کرنے سے خوش ہو گیا اور محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا۔

جب مین تخت سلطنت پر بیٹھا تو تمام غزاؤن مین کہ اپنے ذمہ لازم جانتا تھا ان میں
سے ایک یہ بھی تھی اول اپنے مرتضیٰ کو ایک بہادر فوج کے ساتھ اس
قلعہ کی تسخیر کے لئے روانہ کیا ابھی یہ مہم ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔ بعد ازان جو ہرمل
(جوہرمل) پسر راجہ باسو نے اس خدمت کا متعہد کیا اوسکو لشکر کا سردار بنا کے بھیجا مگر اوس نے
بدی و بغی و کافر نعمتی کی جس سے تفرقہ عظیم نے لشکر میں راہ پائی اور تسخیر قلعہ میں توقف ہوا
لیکن تھوڑی مدت مین وہ مر گیا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان دنون شاہزادہ خرم نے اس
خدمت کا تعہد کیا اور اپنے ملازم سندر رائے رایان کو بہت سامان دیکر بھیجا اور بہت سے
امرائے شاہی کو اوسکی کمک کے لئے اجازت ملی۔ سندر رائے زمینداروں میں ایک پر فوج بھیجکر
لڑائی شروع کی اور احتیاط کچھ نہیں کی بغیر اسکے کہ راہ برآمد کو استحکام دے اور سر کوبون پر قبضہ
کرے پہاڑوں کی تنگ نایون میں آ کر بے صرفہ جنگ کی جسکے سبب سے بعض نامی سرداروں کی جان
گئی۔ ۱۶ شوال ۱۰۲۹ سنہ کو لشکر دلی نے قلعہ کو گھیر لیا مورچلوں کو قسمت کیا۔ مداخل و مخارج
قلعہ کو نظر احتیاط سے ملاحظہ کیا۔ آذوقہ کی آمد و شد کی راہ کو مسدود کیا۔ رفتہ رفتہ اہل قلعہ
کو تنگ کیا جب ان پاس وہ غلہ جو غذا بن سکے نہ رہا تو اونہون نے اور خشک غلے نمک میں

جوش دیکھائے جس سے اونکی نوبت ہلاکت پر آئی اور کسی راہ سے امید نجات نہ رہی تو
ناگزیر امان مانگ کر قلعہ کو حوالہ کیا۔ دوشنبہ غرہ محرم ۱۰۳۱ھ میں یہ فتح ایسی حاصل ہوئی کہ
پہلے کسی بادشاہ کو نہیں ہوئی۔

۲۷ مہر الٰہی روز دوشنبہ کو بادشاہ ہندوستان کی طرف چلا۔ زعفران کے پھول
کھل رہے تھے۔ بادشاہ سواد شہر سے کوچ کر کے موضع پنپیر (پامپور) میں آیا۔ تمام ملک کشمیر
میں سوا اس گانون کے کہیں زعفران نہیں ہوتا۔ یہاں جہاں تک نظر جاتی تھی پھول
کھلے ہوئے تھے اوسکی نسیم دماغون کو معطر کرتی تھی۔ زعفران کا منہ زمین سے پیوستہ ہوتا
ہے اسکے پھول کی پانچ پتیان بنفشہ رنگ کی ہوتی ہیں اور گل چنبیہ کی برابر ہوتا ہے اسکے
درمیان میں تین شاخیں زعفران کی ہوتی ہیں یہ معمولی سالون میں [illegible]
خراسانی من پیدا ہوتا ہے نصف حصہ خالصہ یعنی بادشاہ کا حصہ ہوتا ہے اور نصف [illegible]
رعایا کا۔ ایک سیر دس روپیہ کو خرید و فروخت ہوتا ہے کبھی کبھی یہ نرخ کم و زیادہ ہوتا [illegible]
یہ دستور ہے کہ گل زعفران کو تول کر کاریگر اپنے گھر لیجاتے ہیں اور زعفران [illegible]
نکالتے ہیں اس کا وزن پھولوں کی تہائی وزن کی برابر ہوتا ہے۔ وہ اسکو بادشاہ کی
ملازمون کو دیتے ہیں اور اپنی اجرت میں اوتنے زعفران کے وزن کی برابر نمک [illegible] کشمیر میں
نمک نہیں ہوتا ہندوستان سے لیجاتے ہیں۔

بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ کشمیر سے انتہاء کوہستان تک ہر منزل میں بادشاہ اور [illegible]
اہل حرم کے لیے ایک عمارت عالیشان تیار کی جائے کہ سرما اور برف میں [illegible] گذر
ہو سکتا تھا معماران چالاک دست اور کارداران با وقوف مصالح کی [illegible]
تیاری میں سعی کی۔ یہ عمارات تھوڑے دنوں میں تیار ہو گئیں۔ بادشاہ نے ایک باغ [illegible]
اسمیں ایک تصویر خانہ بنوایا جسمیں سب اور شبیہ بادشاہ کے [illegible]
پھر خود شاہ کی اور اسکے مقابل شاہ عباس کی پھر اوسکے بعد مرزا کامران [illegible]
و شاہ مراد و سلطان دانیال اور دوسرے بہت امرا [illegible] کی شبیہ [illegible]

باہر اطراف میں منازل راہ کشمیر کی اس ترتیب سے کہ آمد و شد ہوئی اور اوسکی تاریخ مجالس شاہان سلیمان حشم بھی ہیر اپور سے کرم کالہ تک راہ دو زمینداروں جہدی نایک و حسین نایک کے قبضہ میں ہے یہ دو نو بھائی اگرچہ بظاہر مدارا رکھتے ہیں لیکن باطن میں نہایت عداوت +

پنجشنبہ ہفتم کو موضع ٹھٹہ میں بادشاہ آیا - اس منزل سے آگے ہوا اور زبان و لباس و حیوانات اور مخصوصات ولایت گرمسیر میں بڑا تفاوت معلوم ہوتا ہے یہاں کے آدمی فارسی اور ہندی دونوں زبانیں بولتے ہیں اصل زبان اونکی ہندی ہے - قرب و جوار کے سبب سے کشمیری زبان بھی سیکھ لی ہے غرض یہاں سے ہند میں داخلہ شروع ہوتا ہے - یہاں کی عورتیں پشمینہ کا لباس نہیں پہنتیں ہند کی عورتوں کی طرح لباس اور ناک میں نتھہ پہنتی ہیں - روز جمعہ ہشتم راجور میں محل نزول ہوا - پہلے زمانہ میں یہاں کے باشندے ہندو تھے - یہاں کے زمینداروں کو راجہ کہتے تھے سلطان فیروز نے اونکو مسلمان کیا مگر باوجود اسکے وہ اپنے تئیں راجہ ہی کہتے تھے اور ہندو پنے کی رسمیں انمیں جاری تھیں جیسے کہ ہندؤں کی عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھہ ستی ہو جاتی تھیں یہاں عورتیں اپنے مردہ خاوندوں کے ساتھہ قبر میں زندہ دفن ہوتی تہیں سوا اسکے بے بضاعت آدمی اپنی لڑکیوں کا دم گھوٹ کر مار ڈالتے تھے اور ہندؤں سے پیوند خویشی کرتے تھے لڑکی دیتے تھے اور لیتے تھے - لینا تو خوب تھا مگر دینا نعوذ باللہ - بادشاہ نے فرمان دیا کہ پہر یہ باتیں نہونے پائیں اور جو کوئی ان کاموں کا مرتکب ہو اسکی سیاست کی جائے -

سپہ سالار خان خانان اور تمام دولتخواہوں کی عرائض سے معلوم ہوا عنبر نے پھر سر اوٹھایا اور اس سبب سے کہ بادشاہ ولایت دوردست میں چلا گیا ہے وہ عہد و پیمان جو بادشاہ سے کئے تہے توڑ ڈالے اور بادشاہی ملک پر دست درازی کی - خانخانان نے خزانہ مانگا تہا اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ بیس لاکھہ روپیہ آگرہ سے متصدی بھیجدیں - اسکے سامنے یہ خبر بھی آئی کہ ٹھاتوں کو امرا چھوڑ کر داراب خان پاس جمع ہوئے ہیں اور رہے لشکر شاہی کے گرد صف بستہ پھرتے ہیں شمشیر خان احمد نگر میں متحصن ہوا

دو تین دفعہ دکنیون سے لڑا اور ہر بار دکنیون کو شکست دی - اور داراب خان دکنیون کی بنگاہ پر چھاپہ مارکر فتحیاب ہوا اور بنگاہ کو لوٹ کر اپنے لشکرگاہ مین آیا لشکر مین غلہ کی بڑی عسرت تھی اسلئے وہ گروہ دھنگڑہ سے پایان گھاٹ مین آئے کہ غلہ سہولیت سے حاصل ہو ناگزیر بالاپور مین لشکر آیا - یہان بھی دشمنون نے پیچھا نہ چھوڑا - راجہ نرسنگہ دیو نے غنیم پر حملہ کیا اور بہت آدمیونکو قتل کیا حبشی منصور کو زندہ گرفتار کرکے قتل کیا - بادشاہ کشمیر میں سیر و شکار مین مصروف تھا +

منصبداران ممالک جنوبی کی متواتر عرائض آئین کہ بادشاہ مرکز خلافت سے زیادہ دور ہو گیا ہے - دکن کے دنیادارون نے نقض عہد کیا اور فتنہ و فساد اوٹھایا اور اپنی حد سے پانون باہر رکھکر احمدنگر و برار کے مقامات پر متصرف ہوئے ہیں - چنانچہ مکرر عرائض آئین کہ اہل دکنیون کا مدارکار تاخت و تاراج و آگ لگانے اور زراعت کے ضایع کرنے پر ہے - اول مرتبہ بیت کہ حضور نے ممالک جنوبی کی تسخیر کے لیے سفر کیا تھا اور شاہزادہ خرم کو سرداری لشکر پر سرافراز کیا تھا جب یہان پور مین وہ آیا تو گریزت و حیلہ سازی سے کہ اونکی ذات فتنہ سر کو لازم ہے اوسکو شفیع بنا کے ولایت بادشاہی کو چھوڑ دیا تھا اور پیش کش میں نقد و جنس بادشاہ پاس بھیجا تھا اور تعہد کیا تھا کہ بعد اسکے سر رشتہ بندگی کو ہاتھ سے نہ دیں گے اور حد ادب سے پاؤن باہر نہ رکھینگے اسکا بیان پہلے ہو چکا ہے شاہ کے کہنے سے قلعہ شادی آباد منڈو میں بادشاہ نے قیام کیا اور اوسکی استشفاع سے اونکی تضرع و زاری پہ خیال کرکے اونکی بخشایش کی اب و نہون نے نقض عہد کرکے شہرہ بستی کی اور شیوہ اطاعت و بندگی سے انحراف کیا اسلئے بادشاہ نے پھر شاہجہان کو سپاہ کی سرکردگی پہ متعین کیا لیکن مہم کانگڑہ اسکے سپرد تھی اور اکثر کارآمدنی آدمی اس خدمت میں بھیجے گئے تھے اسلئے اس کام مین چند روز التوا ہوا اب ان دنون میں عرائض پے در پے آئین کہ غنیم قوی ہو گیا ہے ساٹھ ہزار سوار اوس پاس جمع ہیں زیادہ تر ملک بادشاہی پہ متصرف ہو گیا ہے اور ہر جگہ سے تھانہ کو اوٹھا کر مہکر مین جمع ہوئے ہیں تین مہینے سے مخالفون سے رزم و پیکار ہو رہا ہے

تین بڑی لڑائیاں ہوئیں۔ ہر دفعہ بادشاہی لشکر کو غلبہ ہا لیکن کسی راہ سے غلہ و آذوقہ لشکر
میں نہ پہنچ سکا اور لشکرگاہ کے گرد تاخت و تاراج دشمن مصروف رہا عسرت غلہ کی کوئی انتہا باقی
نہیں رہی۔ چارپائے مر گئے یا دبلے ہو گئے۔ ناگزیر بالاگھاٹ سے اُتر کر بالاپور میں توقف کیا
تو دشمن تعاقب میں اور دلیر ہو کر حوالی بالاپور میں آیا۔ قزاقی اور بدگی گری میں مشغول ہوا بادشاہی
چھ سات ہزار سوار تھے۔ جنگ عظیم ہوئی اور انکا بنگاہ تاراج ہوا بہت سے قتل و اسیر ہوئے لیکن جب
لشکر شاہی پھرا تو پھر دشمنوں نے اطراف سے لشکر شاہی پر ہجوم کیا اور لڑتے ہوئے لشکر شاہی
پر آ گئے۔ جانبین سے قریب ایک ہزار آدمیوں کے قتل ہو گئے۔ اس حملہ کے بعد بالاپور میں چار
مہینے توقف ہوا جب عسرت غلہ نہایت کو پہنچی تو صلاح توقف میں نہ دیکھی۔ برہان پور
میں لشکر شاہی آیا۔ لشکر کے پیچھے دشمن آئے۔ برہانپور کا انہوں نے محاصرہ کیا چھ مہینہ تک
برہانپور کو گھیرے رہے اور برار اور خاندیس کے اکثر حصہ پر وہ متصرف ہوئے اور محصول
کو تحصیل کیا۔ لشکر نے بہت محنت و تکلیف اوٹھائی تھی جو پاؤں میں جان نہ تھی لشکر شاہی
شہر سے باہر نکل کر دشمنوں کو تنبیہ نہیں کر سکتا۔ اور اس سبب سے دشمن کا غرور اور پندار بڑھتا جاتا
تھا اس حال میں بادشاہ آگرہ میں آ گیا اور کانگڑہ فتح ہو گیا۔ چہارم دی مہینے کو شاہجہان کو
دکن رخصت کیا۔ بادشاہ نے حکم دیدیا کہ ملک دکن کی تسخیر کے بعد وہ دو کروڑ دام ولایت مفتوحہ
سے اپنے انعام میں لے کر متصرف ہو۔ ۵۰ ہفتصدی دار۔ ایک ہزار احدی و ایک ہزار برق انداز
رومی اور ایک ہزار توپچی پیادے و توپخانے و ہاتھی سوار اٹھائیس ہزار سواروں کے جو اسکے
تھے اوسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے اور ایک کروڑ روپیہ مدد خرچ کے لئے مقرر ہوا۔ اس اثنا
میں بادشاہ نے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا۔ بادشاہ نے یہ سفر دار السلطنت لاہور سے دار الخلافہ
آگرہ تک دو ماہ دس روز میں ۹۴ کوچوں اور ۲ مقاموں میں ختم کیا۔ ہر روز شکار کھیلا۔

روز دوشنبہ ۲۷ ربیع الآخر ۱۰۳۱ھ مطابق ۱۱ مارچ ۱۶۲۲ء کو نوروز ہوا۔

ایک عجیب واقعہ ہے کہ پرگنہ جالندھر کے ایک موضع میں صبح کے وقت مشرق کی جانب میں
ایک غوغا عظیم و ہیبت ناک ایسا اٹھا کہ قریب تھا لوگوں کی جان نکل جائے اس شور و شغب میں

آسمان پر سے ایک روشنی زمین پر آئی خلقت کو یہ گمان ہوا کہ آسمان سے آگ برستی ہے بعد ایک
لحظہ کے یہ شورش موقوف ہوئی اور لوگوں کا ہول گیا۔ اس قطعہ زمین پر محمد سعید عامل پرگنہ گیا
اور وہاں دیکھا کہ بارہ گز زمین طول اور عرض میں اس قدر جل گئی تھی کہ سبزہ و گیاہ کا نشان
باقی نہیں رہا تھا مگر حرارت و تفسیدگی ہنوز باقی تھی۔ اوسنے اس زمین کو کھدوایا جسقدر اوسکو
زیادہ کھودتے تھے اوسی قدر حرارت اور تپش زیادہ ظاہر ہوتی تھی یہانتک کہ ایک پارچہ آہن تفتہ
نمودار ہوا۔ وہ اتنا گرم تھا کہ یہ معلوم ہوتا تھا کہ ابھی آگ کی بھٹی سے نکلا ہے کچھ دیر کے بعد وہ
ٹھنڈا ہوا وہ بادشاہ کی خدمت میں بھیجا گیا۔ بادشاہ نے اوسے تلوایا تو ۱۶۰ تولہ وزن میں ہوا استاد
داؤد کو حکم ہوا کہ اسکی شمشیر و خنجر و کارد بنا کر لائے۔ اوسنے عرض کیا کہ وہ بیتک (ہتوڑے) کے
نیچے نہیں ٹھیرتا۔ ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے تو بادشاہ نے اوسکو حکم دیا کہ اس میں اور قسم کا لوہا ملا کر
عمل کر۔ اوسنے تین حصے آہن برق اور ایک حصہ اور لوہا ملایا اور دو شمشیریں اور ایک کارد اور ایک
خنجر بنا کے لایا شمشیر یمانی کی طرح یہ شمشیر خم ہوتی تھی اور اصل شمشیروں کی برابر کاٹ کرتی تھی
شعلہ برق شاہی اوسکی تاریخ ہوئی۔ بعض آدمیوں کا گمان یہ ہے کہ داؤد نے کسی اور لوہے
کی یہ چیزیں بنا دیں +

خبر آئی کہ دکنیوں کی فوج نے دریاء نربدا سے عبور کیا اور ملک مالوہ میں داخل ہوئی اور
تاخت و تاراج کی خرابی پھیلائی۔ اونھوں نے سنا کہ شاہجہان کی سپاہ قریب آگئی ہے اور اوسنے خواجہ ابو الحسن
کو پانچ ہزار سوار دکن کے ساتھ اونکی تنبیہ کے لیے بطریق ہراول بھیجا ہے تو وہ بھاگ گئے۔ ابو الحسن
پاشنہ کوب اونکے تعاقب میں دریاء نربدا سے پار گیا اور بادشاہی آدمیوں کے ہاتھ غنیمت اور
قیدی زیادہ ہاتھ لگے جہانگیر نے شاہجہان کو چوبیس برس کی عمر جشن وزن سال گرہ میں
بہ تکلف شراب پلائی تھی جیسے کہ بابر بادشاہ نے رانا سانگا کی لڑائی میں شراب اور منہیات سے
توبہ کی تھی اسی طرح شاہجہان نے اکتیسویں سال کی عمر میں دکن کی فتح کے لئے خدا سے عہد کیا
کہ پھر وہ شراب سے لب آلودہ نہ ہوگا اور اوسنے شراب کے ظروف طلائی توڑ ڈالے اور اونکو مستحقوں
کو دیدیا اور آب چنبل میں جسکے کنارہ پر وہ اوترا ہوا تھا شراب کو ڈلوا دیا +

حبذا شاہے کہ در عہد شباب ۔ شد ز توبہ ہمچو پیران کامیاب

اگر سلاطین سلف کے حال دیکھئے تو تعجب ہوتا ہے کہ شاہجہان نے باوجود نشہ جوانی و ریاست کامرانی و دستگاہ عیش و خمار روز جزا کے اندیشہ سے سرمایہ نقد نشاط کو چھوڑ دیا

اب شاہجہان کا خیمہ شادی آباد کے قلعہ مانڈو مین آیا۔ خانخانان و داراب خان اور سپہ سالاران دکھن کی عرضداشت آئی کہ دکھن کی سپاہ ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے اور اوسکے سردار عمدہ ہیں اور وہ برہان پور کے حوالی میں بطریق محاصرہ پھر رہی ہے اس عرضداشت پر بعض مقربون نے عرض کیا کہ اکثر کمکی اور جمعیت بادشاہی اور مردم سرکاری سر انجام سفر کے لئے پیچھے رہ گئے ہیں حوالی قلعہ میں چند روز دریا کے اس طرف توقف کرنا چاہئے لیکن شاہجہان نے کچھ نہ سُنا اور سولہ ہزار سوار جو اس پاس حاضر تھے اُن کو لیکر آب نربدہ سے عبور کیا اور دریا کے کنارہ پر عبد اللہ خان جو عمدہ کمکی تھا دو ہزار سوارون کے ساتھ شاہجہان سے آن ملا شاہجہان نے فوج بندی کی ترتیب دی عبد اللہ خان کو اور دلاورون کے ساتھ ہراول بنایا اور راجہ بکرماجیت کو برنغار اور خواجہ ابو الحسن کو جرنغار قرار دیا۔ دریا کے کنارہ سے برہان پور تک چار روز کی راہ ہے اور دکھنیون کی ایک تاخت سے زیادہ نہیں ہے شب خون کے لئے احتیاط کی گئی جب لشکر شاہی برہان پور کے قریب آیا تو خانخانان و داراب خان اور متصدیان متعینان شاہجہان کی خدمت میں آئے اور اونھون نے عرض کیا کہ باوجود لشکر کے جانے کے دکنی پانچ چار کوس پر یہان سے پھیلے ہوئے ہیں اور شوخیان کرتے ہیں صلاح دولت یہ ہے کہ غنیم زیادہ قوی ہوگیا ہے اور اوسکی کومکی فوجین آگئی ہیں برسات میں دو مہینے باقی ہیں فی الحال فوج دکھن کو آگے سے ہٹا کر اور آب پورنا سے پار ہوکر اطراف کی فوجون کے جمع ہونے تک اور دو تین مہینے برسات کی شدت گذرنے تک آب پورنا پر کہ برہان پور سے چھ دو پندرہ کوس ہے چھاؤنی ڈال کر توقف کرنا چاہئے جب بارش کی تخفیف ہو تو مخالفون کے ملک سے

داخل ہوکر اونکی تنبیہ کرنی چاہیئے شاہجہان نے اسکا جواب دیا کہ تمھارے نزدیک جیسے نیک
صلاح تھی وہ تمنے عرض کی ہم حسب بات تمکو نیک جانینگے اُسپر عمل کرینگے۔ اس کے بعد بخشیون اور دیوانون
کو حکم دیا کہ ان منصبدارون کو جنکی جاگیرین دکھنیون کے قبضہ مین چلی گئی ہیں اور وہ متعین آدمی کہ
درست جاگیر رکھتے ہین از روئے سررشتہ دفتر بغیر اسکے کہ منصبدارون کی طلبیہ اسناد تیار ہون
اور اونکی طرف رجوع کی جائے انکو خزانہ سے جو ہمراہ ہے اور جہان زر سرکار ہو وہان واقف کار
سزاول مقرر کرکے ارباب طلب کو شش ماہہ تنخواہ دیدیں اور محصلون کو متعین کرین کہ اسپ و
بار بردار و یراق جسکے پاس نہ ہو وہ اس کو خریدکر کے موجود کرے خود بدولت عشاء کی نماز تک
سپاہ کی حال کی پرداخت مین متوجہ رہے تین روز مین چالیس لاکھ روپیہ سپاہ کو تقسیم کیا
اور تیس ہزار سوارون کو پانچ نامدار تجربہ کار کارزار دیدہ مین تقسیم کیا تین فوجین بسرکردگی
عبداللہ خان و داراب خان و خواجہ ابوالحسن امراے بادشاہی کو اور دو فوجین بسرداری راجہ
بکرماجیت و راجہ بھیم اپنے عمدہ نوکرون کے سپرد کیں۔ شاہزادہ کی سرکار مین چھ سات ہزار
سوار تھے اونکا اور اپنی تمام فوج کا اہتمام راجہ بکرماجیت کے حوالہ کیا اور پھر سب داراب خان
کا محکوم کیا جنگ دکھن مین تمام شورش و یورش چنداول پر عقب میں ہوتی ہی اسلئے
شاہجہان نے حکم دیا کہ ان پانچ فوج کے سردارون مین نوبت بہ نوبت ہر ایک ایکدن
چنداولی کیا کرے سردارون کو اسپ و فیل و جواہر و خلعت فاخرہ دیکر خوشدل کیا۔
اور دکھنیون کی تنبیہ و تادیب کے لئے رخصت کیا جب سپاہ گئی برہانپور سے چار پانچ کوس پہ
آب تپتی سے عبور کیا تو دوسرے دن کوچ مین یاقوت خان حبشی نے جو عنبر کا نامدار سپہ سالار
تھا وہ بھاری فوج جنگی لیکر ناگہان چنداول پر جھکا۔ اس دن چنداول مین خواجہ ابوالحسن کی
باری تھی۔ دکھنیون نے ایسی جرأت کی کہ لشکر شاہی مین تزلزل آگیا۔ باوجودیکہ دکھنیون کا
لشکر شاہی سے سہ چند تھا مگر خواجہ ابوالحسن نے ایسی استقامت سے رزم کی کہ پانچ سو دکھنی
مارے گئے اور بہت سے زخمی و اسیر ہوئے اور یاقوت خان بھاگ گیا۔ بادشاہی آدمیون
غنیمت بافراط ہاتھ آئی خواجہ ابوالحسن کے ہمراہیون میں لشکر شاہی نے ہمدردی بیگانون کا

اور شیر بہادر زخمی ہوئے۔ دکنیون کے تعاقب مین لشکر شاہی نے آب پورنا سے عبور کیا
جو برہانپور سے چودہ پندرہ کوس عرفی دور ہے۔ اور بلکاپور کے نزدیک نزول کیا۔ ابھی
لشکر کی بعض بہیر راہ مین تھی۔ اور داراب خان اور راجہ بکرماجیت ترتیب فوج کے لئے
اُترنے کے واسطے اطراف لشکر مین پھرتے تھے کہ دلاور خان و آتش خان نظام الملکی
چودہ پندرہ ہزار سوارون کے ساتھ لیے خبر آن پہونچے ایک طرف سے بان مارنے اور
دوسری طرف سے بہیر کے لوٹنے مین مصروف ہوئے اور اونھون نے آشوب و غلغلہ عظیم ڈالا
شاہی سپاہ نے تردد نمایان کیا۔ زد و خورد مین طرفین سے بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوگئے
اور دکنیون کو اپنے سامنے سے ہٹا دیا مگر پھر اونھون نے بہیر کے کمر گاہ پر دوبارہ حملہ کرکے
ایک جماعت کو مار ڈالا اور دست اندازی کی اور بھاگ گئے۔ پھر لشکر شاہی گھاٹ دیو کی بلندی
پر آیا اور ملک نظام الملک مین داخل ہوا۔ اور ملک کی تاخت و تاراج شروع کی۔ ملک عنبر کے
سردارون مثل یاقوت خان و دلاور خان حبشی و آتش خان و جادو راو و اودیرام بہادر و
سا ہوجی بھوسلہ وغیرہ نے اتفاق کرکے ایک دو فوج کو بادشاہی سر فوجون کے مقابل مین
سیلاب بلا کی طرح بھیجا اور ایک اور فوج نے اطراف لشکر کو گھیر کر بان مارنے شروع کئے راجہ
بکرماجیت نے استقامت ورزی کی سید صلابت خان سید علی و سید مظفر بارہ نے راجہ بکرماجیت کی مدد مین تہانہ داری
کی۔ یہ سب سادات بارہ مین سے تھے۔ دونو طرف سے بڑی مردانگی ظہور مین آئی اودیرام بہادر جو دکھنی مین بڑا
تھا مجمع کثیر کے ساتھ کشتہ ہوا اور بادشاہ کی طرف سے سید مظفر بارہ جمشید خان حبشی کام مین آئے
سید مظفر بارہ جسکا آخر کو خان جہان خطاب ہوا سادات بارہ مین سے علم شہرت بلند کیا اور اوس
کے روبروبیٹیون کے چار زخم کاری لگے اور وہ گھوڑے سے گرے اور اونھون نے عرصہ کارزار کو گلگون کیا
اور بہت سے آدمی قتل ہوئے اور زخمی ہوئے تو دکھنی بھاگ گئے۔ دکھنیون کا دستور ہے کہ
وہ فرار ہوکر پھر بازگشت کرکے دشمن سے لڑتے ہیں۔ یاقوت خان نے عین فرار مین بازگشت
کرکے دوسری طرف عقب فوج شاہی پر تاخت کی اور از سر نو فوج شاہی مین تزلزل پیدا کیا
تردد نمایان کے بعد پانچ عمدہ نوکر شاہی اور شاہزادہ کے آدمیون کی ایک جماعت کام آگئی

اور غنیم کی طرف سے فیروز خان حبشی کہ ملک عنبر کا نامی سردار تھا مع سات سو نفر کے کشتہ ہوا اور
خیمہ خرگاہ بہت سا غارت گیا۔ گو دکنیون کو ہزیمت ہوئی مگر روز جدال و قتال رہتی۔
یہان تک کہ اواخر اردی بہشت مین کھڑکی سے جسکو اورنگ آباد اب کہتے ہین چہہ کوس پر
لشکر شاہی آیا۔ ساری رات لشکر کے گرد دکنی شوخیان کرتے رہے۔ صبح کو ہر طرف سے
کئی ہزار سوارون نے نامدار سردارون کے ساتھ لشکر شاہی کی اطراف پر قزاقون کی طرح
حملہ کرنا شروع کیا اور دست برد کر کے فرار ہوئے اور پھر مقابل ہوئے۔ بادشاہی سردار
بھی ہر جانب مین انپر تاخت کرتے تھے اور انکے سر کو تن سے اور تن کو سر سے جدا
کرتے تھے۔ ملک عنبر سراسیمہ وار نظام الملک کو جو اسکا آقا و محبوس تھا اپنے ساتھ لیکر اور
کار آمد اسباب اثقال کو اٹھا کر قلعہ دولت آباد کے نیچے پناہ مین لے گیا اور لشکر کو مقابلہ کے
لئے مقرر کیا کہ وہ اطراف لشکر شاہی پر قزاقون کے طور پر شوخی کرتے رہین اور رسد اور
گھاس کو کہین نہ چہوڑین لشکر شاہی نے کھڑکی پر تاخت کر کے اوسکی عمارات عالم نشین
کو جو بیس برس مین بنی تہین ایسا جلایا کہ پھر بیس برس مین آیندہ اونکے بننے کی امید نہین۔
تین روز بعد دولت آباد کے محاصرہ پر فوج شاہی متوجہ ہوئی۔ اس فوج سرداران غنیم سے ایک
جنگ عظیم ہوئی اور اوس مین عبد اللہ خان نے سردارون سے مقابلہ کیا اور تردد نمایان کیا
اور بہت دکنیون کو تہ تیغ کیا۔ احمد نگر مین خنجر خان قلعہ دار تھا۔ باوجودیکہ ایام محاصرہ کو
امتداد ہوا۔ مگر اوسکی پامردی سے دکنیون کے ہاتھ یہ قلعہ نہ آیا۔ ان دنون مین ذخیرہ کے
ختم ہونے سے اور دکنیون کی زیادہ شوخیون سے قلعہ دار کا حال تنگ ہو گیا تھا اس لیے
مصلحت یہ قرار پائی کہ لشکر شاہی احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا اور جوہر حبشی داماد عنبر جو
احمد نگر کے محاصرہ مین مشغول ہے اوسکو وہان سے تنبیہ کر کے اور اس ضلع کے حوالی سے
دفع کر کے اور ذخیرہ سے خاطر جمع کر کے ناسک اور سنگمنیر کی طرف جاوے۔ یہ ملک سیر حاصل آباد ہے
جب فوجین احمد نگر کو روانہ ہوئین خنجر خان قلعہ دار نے خبر پائی تقویت بہم پہنچا کر استعداد تمام
قلعہ سے نکلکر جوہر حبشی پہ تاخت کی اور ڈہائی سو نفر کشتہ و زخمی کئے اور دکنیون کو

ہزیمت دیکر قلعہ سے پرے ہٹا دیا افواج بادشاہی نے مونگی پٹن کے نزدیک بانگنگا
کے کنارہ پر نصف راہ میں یہ خبر سُنی اِسوقت غنیم کی سپاہیں بھی فراہم ہو گئی تحقیق
کہ ان میں جوہر مع فوج کے آن ملا اور راہ کے ساہین کوچ کے وقت اور رات کو زیادہ
شورجیان کرنے لگا۔ بادشاہی سرداروں نے بھی اس جماعت کی تنبیہ کے لیے اتفاق
کر کے تین فوجیں بنائیں۔ چار پانچ ہزار سپاہ بنگاہ میں چھوڑی اور باقی فوج نے
دلاور خان اور آتش خان پر جنکے پاس پچیس ہزار سوار تھے صف آرا تاخت کی۔ دوسری طرف
سے عبداللہ خان اور راجہ بکرماجیت اور خواجہ ابوالحسن نے تاخت کی اور ایسی ہی
باقی اور طرفوں سے لشکر شاہی نے دکنیوں پر حملہ کیا۔ دکن کے سرداروں نے بھی مردانہ
استقلال کے ساتھ جنگ کی۔ ہر طرف سے ایک عجیب جدال و قتال اور غریب ستخیز نمودار ہوئی
ہر طرف سے سعی و تلاش کی داد دی اور جلادت رستمانہ بروے کار لائے۔ اور دکنیوں کو
ہٹا کر اونکی بنگاہ تک پہنچاتے تھے اور عنبر کی سپاہ ہزیمت پاکر پھر مستعد کارزار ہوتی
تھی اور مقابلہ میں آتی تھی۔ بہت سوار پیادے کشتہ و زخمی ہوئے۔ تمام دن آتش جنگ
مشتعل رہی۔ اس دار و گیر میں خواجہ ابوالحسن و راجہ بکرماجیت سے ترددات نمایاں
ظہور میں آئے اور غنیم کے دو ہزار آدمیوں سے زیادہ اونھوں نے مارے اور بادشاہی آدمی
بھی بہت مارے گئے اور زخمی ہوئے۔ بہت سی زد و خورد اور دستگیر ہونے کے بعد دکنیوں
کے ایک دو سردار فرار ہو گئے۔ شاہزادہ شاہجہان نے دو اور فوجیں خاندیس اور برار
کے پرگنوں کے ضبط کی واسطے بسرداری محمد تقی متعین کیں۔ انسے بہت سی لڑائیاں
دکنیوں سے ہوئیں مگر آخر کو ان سب کی تادیب کی گئی اور اون کو مغلوب کیا اور ملک کا
انتظام از سرنو ہوا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ عنبر اپنے لشکر کی پے در پے شکستوں سے شکستہ بال ہوا
اور جب اوسنے سنا کہ لشکر شاہی ناسک اور ترمبک کی جانب عزیمت رکھتا ہے
تو اوسنے وکلاے معتبر شاہجہان پاس بھیجے اور اپنے عجز و انکسار کا اظہار کیا اور
خجالت و ندامت زدہ ہو کر عذر کیا اور اس امر کا شکوہ کیا کہ اول دفعہ مہم دکن میں

جو حضرت تشریف لائے تھے تو عادل خان کو مشمول عواطف و مورد عنایات کیا تھا اور اس غلام کو بے اعتبار کیا تھا اور بندہ خاکسار کو قابل جبہ سائی شکر عنایات بندہ پروری اور الطاف شاہانہ کے نہ جانا تھا کہ اپنے جرائم کا شفیع بنا کر عفو و مرحمت کی طلب کرتا۔ اب میری یہ التماس ہے کہ اس غلام کے جرائم پر قلم عفو کھینچا جائے۔ تو مین تعہد کرتا ہون کہ من بعد اطاعت سے سر نہ پھیرونگا۔ اور جو پیشکش گذشتہ اور پیشکش حال اور آئندہ سال بسال حضور مین بھیجا رہونگا پچاس لاکھ روپیہ ابھی دیتا ہون اور یہ مقرر کرتا ہون کہ چودہ پندرہ لاکھ روپیہ کی محال سواے ملک مفتوحہ سابق متصل سرحد بادشاہی کے متصدیان سرکار کو حوالہ کرتا ہون اور بدرقہ ہمراہ کرکے قلعہ احمدآباد مین ذخیرہ بھیجتا ہون شاہزادہ نے ملک کی خرابی اور غلہ کی گرانی اور کاہ کی آفت پر نظر کرکے عنبر کی التماسات کو قبول کرلیا۔ فضل خان کو عرضداشت فتح و عرایض عنبر کے ساتھ جہانگیر پاس بھیجا جس سے بادشاہ بہت خوش ہوا بادشاہ نے جو اپنی علالت کا حال خود لکھا ہے اس کو مختصر کرکے مین لکھتا ہون۔

جہانگیر کی علالت

کشمیر مین دسہرہ کے جشن مین گرفتگی نفس (ضیق النفس) دکوتاہی دم کا اثر مجھے محسوس ہوا۔ بارش و رطوبت ہوا کی کثرت سے دل کے نزدیک جانب چپ مین مجرائے نفس مین گرانی اور گرفتگی ظاہر ہوئی۔ رفتہ رفتہ اوسکا امتداد اور اشتداد ہوا۔ اطبا نے گرم دوائیون سے ملایم تدبیرات کے ساتھ علاج کیا بظاہر کچھ تخفیف ہوئی جب اس گریوہ سے باہر آیا تو پھر مرض کی شدت ہوئی چندروز بکری کا دودہ اور پھر اونٹنی کا دودہ پیا کسی سے کچھ فائدہ نہ ہوا مختلف طبیبون کا علاج کیا مگر آرام نہ ہوا تدبیرات ظاہری سے دل برداشتہ ہو کر حکیم علی الاطلاق کو اپنے تئین سونپ دیا۔ شراب کا نشہ کم ہوتا تھا اسلئے روز ضابطہ و معتاد کے برخلاف زیادہ شراب پیتا تھا رفتہ رفتہ اوسکی افراط ہوئی جب ہوا گرم چلنے لگی تو ضرر اسکا محسوس ہوا۔ ناتوانی کی تکلیف روز بروز زیادہ ہوئی۔ نورجہان بیگم نے جسکا تجربہ ان اطبا سے بڑھا ہوا تھا اور مہربانی اور دلسوزی تجربہ و تدبیر

ے ساتھ بھی اوسنے پیالہ کو کم کیا اور جو تدبیرات کہ مناسب وقت اور ملائم حال تھیں وہ کیں
ر پہلے اس سے بھی اطبا علاج اسکی صوابدید و صلاح سے کرتے تھے لیکن اس وقت مین نے اوسکی
ہربانی پر مدار رکھا اور شراب کو بتدریج کم کیا اور نا مناسب چیزون اور ناموافق غذاؤں سے
ہیز کیا شروع سال میں چہرہ پر آثار صحت نمودار ہوئے جشن وزن مین بادشاہ کا وزن پہلے
ن من سے ایک دو سیر زیادہ ہوتا تھا لیکن علالت کے سبب سے ایسا لاغر ہو گیا تھا کہ ۳ من ۲ سیر
زن ہوا جب سے نورجہان عقد ازدواج میں آئی ہے شمسی و قمری وزنون کے تمام جشنون مین
لوازم کو جیسا کہ اس دولت کے لائق ہیں وہ ترتیب کرتی تھی اور اپنی سعادت و نیک بختی کا سرمایہ
نتی تھی لیکن اس جشن مین بیش از بیش تکلفات زیادہ کئے اور اس مجلس ورترتیب بزم میں ہنا
جہ کی۔ بادشاہ کا جشن صحت نورجہان نے بڑی دھوم دھام سے کیا +

جب بادشاہ کی بیماری کی خبر پرویز کو ہوئی تو فرمان طلب کا مقید نہ ہوا بلکہ لیے تابانہ
دشاہ کی ملازمت مین آیا تین دفعہ تخت کے صدقے پھرا۔ بادشاہ اوسکو منع کرتا اور قسمین دیتا
رہ زاری اور تضرع زیادہ کرتا تھا۔ بادشاہ نے اوسکا ہاتھ پکڑ کر گلے لگایا۔

والدہ نورجہان نے انتقال کیا۔ اس میں ساری خوبیان جو عورت میں ہونی چاہئیں موجود
ھین۔ بادشاہ اوسکو اپنی مادر حقیقی کی برابر جانتا تھا۔ ایسی عورتین خوش نصیب کم ہوتی ہیں جسکی بیٹی
رجہان۔ بیٹا آصف خان۔ خاوند اعتماد الدولہ۔ یہ تینون ایسی عمدہ صفات رکھتے تھے
کمتر ہوتی ہیں +

آگرہ کی ہوا حرارت کی شدت کے سبب سے بادشاہ کے مزاج کے موافق نہ تھی۔ ۱۲ روز دوشنبہ
ن ۱۷ جلوس مین کوہستان شمالی کی طرف بادشاہ نے کوچ کیا۔ اوسنے ارادہ کیا تھا کہ اگر کسی
جگہ کی آب و ہوا اعتدال کے قریب ہوے گی تو آب گنگ کے کنارہ پر ایک خوش سرزمین پر ایک
ہر آباد کرونگا کہ موسم تابستان مین محل اقامت ہو اور نہین کشمیر کی جانب جاؤنگا۔ ۱۰ ماہ صفر
۱۰۳۰ کو ہردوار مین مقام ہوا۔ اس وقت اس کوہ کی آب و ہوا بادشاہ کو پسند نہ آئی اور کوئی
رزمین قابل اقامت نظر نہ پڑی تو بادشاہ نے کوہ جمبو و کانگڑہ کی طرف نہضت کی۔ ۲۱ کو ضلع

پرویز کا آنا۔

آگرہ کا سفر اور اعتماد الدولہ کی وفات +

بہلون مین بادشاہ آیا - یہان لشکر کو چھوڑا - خاص ملازمون کو لیکر قلعہ مذکور کی سیر و تماشے کیلئے روانہ ہوا - اعتماد الدولہ بیمار تھا اوسکو یہین چھوڑا صادق خان میر بخشی کو اوسکی محافظت حال لئے اور لشکر کی محارست کیلئے متعین کیا - دوسرے روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ اعتماد الدولہ کا حال متغیر ہوا - اور اوسکے چہرہ احوال سے علامت یاس نظر آتی ہے - نورجہان کے اضطراب کے سبب اور اپنے التفات کی وجہ سے جو اوسکے ساتھ تھا - بادشاہ بیتاب ہوکر اپنے لشکر مین پھر الٹا چلا آیا - آخر دن کو بادشاہ اسے دیکھنے آیا سکرات کا وقت تھا کبھی بیہوش ہوتا تھا کبھی ہوش مین آتا تھا - بادشاہ دو گھنٹے اوسکے سرہانے ٹھیر کر چلا آیا تو اعتماد الدولہ کی جان نکل گئی - بادشاہ لکھتا ہے کہ اس واقعہ وحشت افزا سے مجھہ پر جو کچھہ گذرا اسے بیان نہیں کرسکتا وہ وزیر عاقل کامل تھا اور مصاحب بھی دانا مہربان -

از شمار دو چشم یک تن کم　　　　در حساب خرد ہزاران بیش

باوجودیکہ ایسی سلطنت کا بار اوسکے دوش اختیار پر تہا اور یہ ممکن و مقدر بشر نہیں ہے کہ دخل و تصرف مین سب کو اپنے سے راضی رکھہ سکے - کوئی شخص اپنی عرض مطالب و مہم سازی کے واسطے اعتماد الدولہ کے نزدیک نہیں جاتا تھا کہ اوسسے آزردہ ہوکر آئے - وہ اپنے صاحب کی دولتخواہی اور کفایت کی مراعات کرتا تھا - ارباب حاجت کو خورسند و امیدوار رکھتا تھا - سچ یہ ہے کہ یہ شیوہ اوسی کے ساتھہ مخصوص تھا - دوسرے روز مین اوسکے فرزندان اور خویشون کی پرسش کو گیا اکتالیس آدمی وسکے فرزندون اور قوم مین اور بارہ آدمی اوسکے ہمنشینون مین تھے اُن کو خلعت عنایت کیا اور ماتم کا لباس اوتروایا - اعتماد الدولہ کا متروکہ خزانہ و اسباب تجمل یہانتک کہ نوبت کا سجا نا نورجہان کو مرحمت کیا - پھر بادشاہ چار منزلیں طے کرکے بان گنگا کے کنارہ پر آیا - راجہ جیتا کی پیشکش پیش ہوئی - اوسکا ملک کانگڑہ سے ۲۵ کروہ ہے - کوہستان مین کوئی اس سے زیادہ عمدہ زمیندار نہین ہے - اس ملک مین زمینداروں کی گریزگاہ اوس کا ملک ہے - اس مین دشوارگذار گھاٹیان ہین اب تک وسے کسی بادشاہ کی اطاعت نہین کی تھی اور نہ پیشکش بھیجی تھی ۲۴ ماہ دی کو قلعہ کانگڑہ میں سیر کو گیا اور حکم دیا کہ قاضی و میر عدل اور علما و اسلام شہر کا بانگ ن

اور جو شعار اسلام اور شرائط دین محمدی ہوں ۔ قلعہ مذکور میں عمل میں آئیں ۔ پس قلعہ میں اذان
دی گئی خطبہ پڑھا گیا گائے وغیرہ ذبح ہوئی غرض وہ باتیں ہوئیں جو بناء قلعہ سے اب تک
نہ ہوئی تھیں اور ایک مسجد عالی بنانے کا حکم دیا ۔ قلعہ کانگڑہ ایک بلند پہاڑ پر واقع ہے اور
استحکام و متانت اس حد پر ہے کہ اگر ذوقہ اور لوازم قلعہ داری برجا ہیں تو کسی کا ہاتھ اوس کے
دامن تک نہیں پہنچ سکے ۔۔ اور کمند تدبیر اوسکی تسخیر سے کوتاہ ہے اگرچہ بعض جگہ سر کوب رکھتا ہے
اور وہاں توپ و تفنگ جا سکتی ہیں لیکن اس سے حصاریوں کو زیان نہیں پہنچا سکتیں جو نقل
مکان دوسری جگہ کر کے اونکے آسیب سے محفوظ رہ سکتے ہیں بادشاہ قلعہ کی سیر کر کے درگا کے
بتخانہ کی سیر کو گیا جو بہت مشہور ہے ہندوؤں کے سوا مسلمان بھی بہت دور دور سے آکر نذریں
چڑھاتے ہیں بتخانہ کے نزدیک ایک کوہ میں گوگرد کی کان معلوم ہوتی ہے اور اثر آتش و تابش
سے ہمیشہ آتشی شعلے نکلتے رہتے ہیں اوسکا نام جوالا مکھی رکھا ہے اور اوسکو ایک بت کی کرامت
قرار دیا ہے ۔ فی الواقع ہندوؤں نے اعتقاد درست و راست رکھکر عوام الناس کو دکھا دیا ہے
ہندو کہتے ہیں کہ زن مہادیو کی عمر ختم ہوئی تو مہادیو نے غایت محبت و تعلق کے سبب سے جو
اوسکے ساتھ تھا اوسکی لاش کو کندھے پر رکھ کر جہان میں پھرا اور لاش کو اپنے ساتھ پھرایا جب
ایک مدت بسیر گذر گئی تو لاش کی ترکیب اگندہ ہو کر گر پڑی ۔ ہر عضو ایک جگہ گر پڑا اور ہر عضو
کی شرافت اور کرامت کے موافق اس جگہ کی عزت و حرمت کی گئی چونکہ اور اعضا کی نسبت
سینہ شریف تر ہے وہ اس مقام میں گرا تھا اس جگہ کی نسبت اور جگہوں کے ہندو زیادہ تر
گرامی رکھتے ہیں ۔

انہیں دنوں میں خرم کی عرضداشت آئی کہ خسرو نے درد قولنج کے عارضہ میں ودیعت
حیات خدا کو سپرد کی معتمد خان مصنف جہانگیر نامہ تحریر کرتا ہے کہ خسرو دکن میں شاہجہان
کے ساتھ گیا تھا وہاں وہ مسموم ہوا ۔ بادشاہ نے کانگڑہ سے کشمیر جانے کا قصد کیا دوشنبہ
شہر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۱ کو نوروز ہوا آصف خان برادر حقیقی نور جہان کو منصب شش ہزاری
ذات و سوار کا مرحمت ہوا ۔

ششم ماہ مذکور کو بادشاہ راولپنڈی میں آیا۔ ان دنوں میں مکرر استماع ہوا کہ قندہار
کی تسخیر کے قصد سے دارائے ایران وخراسان چلا آتا ہے۔ اگرچہ یہ بات جہانگیر کو عہدنامہائے
سابق وحال کے سبب سے بعید معلوم ہوتی تھی کہ اوسکے نوکر سے جس پاس تین چار سو آدمی
ہوں ایسا بڑا بادشاہ خود لڑنے آئے مگر اوسنے حزم واحتیاط سے زین العابدین بخشی احدیوں
کے ہاتھ اس مضمون کا فرمان خرم پاس بھیجا کہ وہ معہ لشکر وتوپخانہ وہاتھیوں کے جس قدر
جلد ممکن ہو ہمارے پاس آئے اگر شاہ ایران کی بات سچ مچ ہو تو ہم بھی اوسکو ایسے لشکر کے ساتھ
بھیجیں کہ حساب وشمار سے باہر ہو اور خزانہ اوسکے ساتھ حد سے زیادہ ہو تاکہ عہد شکنی اور
حق ناشناسی کا نتیجہ شاہ ایران دیکھے۔ بادشاہ اول اردی بہشت میں کشمیر میں داخل ہوا
فرزند خانجہان کی عرضداشت آئی کہ عراق وخراسان کا لشکر شاہ عباس لیکر قندہار میں آیا
اور اوسکا محاصرہ کیا۔ بادشاہ کشمیر سے روانہ ہوکر لاہور میں آیا۔ سپاہ کا بڑا سامان کیا اور
چونکہ ملتان وقندہار کے درمیان میں آبادانی کمتر ہے جب تک آذوقہ کا سامان نہ ہو
لشکر گران نہیں بھیجا جا سکتا اسلئے اوسنے بنجاروں کا انتظام کیا کہ ایک لاکھ بیل وہ غلہ کے
سامان کے واسطے تیار کریں۔ حیدر بیگ وولی بیگ ایلچی شاہ ایران کا نامہ لائے اس نامہ
اور اوس نامہ کے جو جہانگیر نے جواب میں لکھا ہے چند فقرے نقل کرتے ہیں جنسے معاملہ
قندہار کا حال خوب کھل جائیگا۔ شاہ ایران لکھتا ہے کہ میں نے وہ تمام ممالک جو میرے
خاندان کے قبضہ سے اوروں کے تصرف میں آ گئے تھے سب لے لئے۔ قندہار آپ کے گماشتوں
کے تصرف میں تھا اوسکو میں نے اپنا جانا اور اوسکا متعرض نہیں ہوا اور اتحاد وبرادری کے
سبب سے مجھے امید تھی کہ آپ اپنے آباؤ اجداد کے طریقے کے موافق قندہار کو مجھے خود
ہی حوالہ کر دینگے۔ مگر آپنے تغافل کیا۔ مکرر نامہ وپیغام میں کنایتہً وصراحتاً طلب قندھار
ہوئی کہ آپکے نزدیک یہ محقر ملک قابل مضائقہ نہیں ہے آپ مقرر کریں کہ وہ میرے اولیائے
دولت کے تصرف میں آئے تاکہ دشمنوں وبدگویوں کا رفع طعن اور حاسدوں وعیب جویوں
کی قطع زبان درازی ہو۔ ایک جماعت نے اس امر کو تعویق میں ڈالا اس مقدمہ کی حقیقت

معاملات قندھار

دوست و دشمن میں مشہور ہوئی آپ کی جانب سے رد و قبول کا جواب پہنچا تو میرے دل میں آئی کہ
قندھار میں جا کر سیر و شکار کیجیے کہ شاید اس وسیلہ سے برادر کے گماشتے استقبال کرکے
میری خدمت میں آئیں میں اس ارادہ سے بغیر قلعہ گیری کا سامان لئے چلا جب فراہ میں آیا تو قندھار
کے حاکم و امراء کو پیغام دیا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان میں جدائی نہیں ہے اور ہم یہاں سیر
کے لئے آئے ہیں کوئی کام تم ایسا نہ کرنا کہ جس سے کلفت خاطر ہو انھوں نے حکم و پیغام
مصلحت انجام پر کان نہ لگایا۔ اور مراسم الفت و اتحاد جانبین کو منظور نہ کیا اور تمرد و عصیان
کو ظاہر کیا حوالی قلعہ میں پہنچکر عزت آثار خواجہ باقی کرکراق کو بلایا اور جو کچھ لوازمہ نصیحت
تھا اس سے کہا دس روز تک ہم نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ وہ حصار کے پاس نہ جائے۔ مگر جب
نصایح سودمند نہوئیں اور مخالفت پر اصرار ہوا تو اب آگے مصالح کی گنجایش نہ تھی لشکر
قزلباش باوجود عدم اسباب قلعہ گیری تسخیر قلعہ میں مصروف ہوا اور تھوڑے دنوں میں
برج و بارہ کو زمین کی برابر کرکے اہل قلعہ پر کار تنگ کیا اونھوں نے امان مانگی ہم نے برادری
کا خیال کرکے اہل قلعہ کی تقصیرات کو معاف کیا اور یہ نامہ بھیجا۔ جہانگیر نے اوسکے جواب میں
لکھا کہ اب تک آپ کا کوئی مرسلہ ایسا نہیں آیا کہ جسمیں قندھار کی خواہش کا اظہار ہو ہاں
زنبیل بیگ نے زبانی یہ کہا تھا تو اوسکے جواب میں ہم نے یہ فرمایا تھا کہ اس برادر کامگار سے
کسی چیز میں مضائقہ نہیں ہے انشاء اللہ تعالی بعد سر انجام مہم دکن کے جس طرح مناسب
ہوگا تم کو رخصت دیجائیگی۔ ابھی تم دورے سے آئے ہو لاہور میں آرام کرو پھر میں کشمیر کی
سیر کو گیا کہ اس اثناء میں خبر آئی کہ وہ برادر کامگار قندھار کی تسخیر کے لئے آئے ہیں مجھے
کبھی اسکا خیال بھی نہیں آتا تھا اور حیرت ہوتی تھی کہ کوردہ کے واسطے آپ خود قدم رنجہ
فرمائینگے اور ہماری دوستی و برادری و اتحاد سے چشم پوشی کرینگے باوجود مخبران راست
قول و درست گفتار خبر دیتے تھے مجھے یقین نہیں آتا تھا بعد ازاں یہ خبر محقق ہوئی تو
اوسی وقت میں نے عبد العزیز خان کو حکم دیا کہ اس برادر کامگار کی رضا سے تجاوز نہ کرنا
ابتک سر رشتہ برادری مستحکم ہے اس الفت و یکجہتی کی برابر ہم عالم کو کچھ نہیں سمجھتے اور کسی

عطیہ کو اوسکی برابر نہیں تولتے۔ لیکن برادری کے لائق و مناسب تھا کہ ایلچی کے آنے تک صبر فرماتے کہ شاید وہ آپکے مطلب مدعا مین کامیاب ہو کر آپکی خدمت مین آتا۔ ایلچی کے پہنچنے سے پہلے اس خدشہ کا مرتکب ہونا عہد و صداقت کے پیرایہ کی اور مروت و فتوت کے سرمایہ کی تقصیر کو اہل روزگار کس طرف رجوع کرینگے۔

غرض مہم قندھار مین تو التوا ہوا۔ مگر یہان اور گل کھلا۔

جہانگیر کا فرمان جو زین العابدین کے ہاتھ شاہجہان پاس گیا تھا اوس کے جواب مین اوسنے یہ عرضداشت بھیجی کہ میں نیاز مند مطابق حکم و مرضی کے کشمیر سے برہان پور مین بطریق ایلغار قریب ہزار کروہ کے طے کر کے آیا اور راہ کو تھوڑے زمانہ مین طے کیا۔ باوجود کمی جمعیت کے دکنیون کی بڑی بڑی فوجون سے مقابلہ کیا اور تھوڑی مدت مین مخالفون کی گوشمالی دیکر ملک سوا کروڑ دام کا جو ہاتھ سے نکل گیا تھا ضرب تیغ جہان ستان اور اقبال جہانگیری سے تصرف میں لایا اور پچاس لاکھ روپیہ نظام الملک سے سابق پیشکش کا وصول کیا اور دس لاکھ روپیہ اس ملک کے زمینداروں سے جرمانہ لیا۔ تھوڑے دنوں مین مخالفون کے خس و خاشاک کو جھاڑ کر پاک صاف کیا۔ الحال اس مرید خیرخواہ کو مہم قندھار کے لئے طلب کیا۔ آپ کی خاطر کی رضا کے لئے بلا توقف برھانپور سے حضور کا عازم ہوا۔ اس وجہ سے کہ لشکر کو ابھی دکھن کی پیاپے یورش سے آسودگی نہیں ہوئی ہے اور برسات کا موسم آگیا ہے اور لشکر کا عبور کرنا مالوہ کی گل سے ان ایام میں خالی کسالے سے نہیں ہے نواح مانڈو میں تا انقضاء شدت بارش میں توقف و نگا اور جب بہئیل آمد ہو گا تو کوچ بکوچ حاضر ہونگا۔ اور یہ بھی التماس کرتا ہون کہ یہ ایک عمدہ مہم پیش آئی ہے شاہ عباس سے جو شجاع و یکتا زمشہور ہے سروکار ہوگا بعض بلاد روم و توران اور اطراف میں جو کام اس سے ظہور میں آئے وہ حضور پر روشن ہین ایسے نہنگ دریا سے جرأت سے جبکے تمام قشون اور خان در رکاب اپنے ولی نعمت کی راہ مین فدا ہونے کو سرمایہ عبادت جانتے ہون اسے لڑنے کے لئے سامان لائق و سرانجام شائستہ و استقلال و اختیار مطلوب ہین امید وار ہون کہ صوبہ پنجاب کہ قندھار کی سرراہ واقع ہے

عرضی شاہجہان [illegible]

اور لشکر کے آذوقہ مایحتاج کے لیئے کہ مہم پر روانہ ہوگا۔ عقیدت کیش آدمیون کا اس صلع مین ہونا
ضرور ہے اسلیئے وہ نیاز مند کی جاگیر مین عنایت ہو۔ جب یہ عرضداشت آئی تو بادشاہ نے
حکم دیدیا کہ صوبہ پنجاب کی زیادہ تر محال شاہ و نبیعہ کی جاگیر مین مقرر ہون لیکن اس زمانہ مین
یہ فساد مچا کہ اس سے پہلے شاہجہان اپنی جاگیر کے لیئے پرگنہ دھول پور کی درخواست کی تھی
اور اپنی حسن خدمت اور اختیار اور عنایات شاہ کے سبب سے پہلے اس سے کہ بادشاہ کی پروانگی
کی خبر آئی دریا خان افغان کو اس محال کے انتظام کے لیئے بھیجدیا۔ عرضداشت پہنچنے سے
پہلے یہ پرگنہ نورجہان بیگم کی تجویز سے شہریار کی تیول مین مقرر ہوا تھا۔ (یہ بات یاد رکھو کہ
جہانگیر کے پانچ بیٹے تھے کہ سب سے بڑا بیٹا خسرو تھا اسکا حال پڑھ چکے ہو اسسے چھوٹا بیٹا پرویز
تھا اور ان دونو سے چھوٹا بیٹا خرم تھا جو دادا کا بھی لاڈلا تھا باپ کا بھی پیارا تھا اُسکے
چھوٹا بیٹا جہاندار تھا اور سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا۔ نورجہان کی ایک بیٹی شیر افگن خان
سے تھی اوسکا بیاہ شہریار سے ہوا تھا اور نورجہان کے حقیقی بھائی آصف خان نے
اپنی بیٹی کا نکاح خرم کو سب سے زیادہ ہوشیار سمجھکر کیا تھا) اور شہریار کی طرف اس دیار
مین شریف الملک گیا ہوا تھا اور ملک کو اپنے تصرف مین لایا جب دریا خان آیا تو محال کے
عمل دخل مین گفتگو سے آگے بڑھکر جدال اور قتال کی نوبت آئی اور شریف الملک کی
آنکھ مین تیر لگا اس خبر کے پہنچنے سے زیادہ کشش ہوگئی۔ اصل نزاع کا مادہ یہ تھا کہ سلطنت کے
عقد امور خلافت بادشاہ کے عہد مین نورجہان کے اختیار مین تھا
ریاست مین جو دون کا پاؤن جنگ سے ایسا پھسل جاتا ہے کہ پھر وہ سنبھل نہیں سکتا دوسرے کی
حیات کے تختہ کو قطع کرنے مین سعی کرنے لگتے ہیں یہ عورت تھی روز بروز شاہزادہ خرم کا
استقلال بڑھتا جاتا تھا۔ نورمحل کو یقین تھا کہ بادشاہ کے واقعہ ناگزیر کے بعد میرے
اساس دولت مین اختلال کلی ہوگا عورتون کو داماد کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے
اوسکو یہ فکر فاسد ہوا کہ شہریار کو پیش کرے اور اوسکی تربیت و استقلال مین کوشش کرے
اور تامقدور ایسی سعی کرے کہ آخر کار تاج شہریاری شہریار کے سر پر رکھا جائے اور

نورجہان کی جاگیر مین شاہجہان کا دخل دینا

میری دولت کامرانی کا دامن ہاتھہ سے نہ چھوٹ جاسے اس باب مین اوسنے اپنے ہواخواہان کی جماعت کو وعدے کرکے رفیق ومعاون کرلیا تھا۔ بیگم صاحبہ ہی کی آج کل سلطنت تھی سار او رہار اوسکی جنبش مین اور تمام انتظام اوسکی مٹھی مین تھا۔ اعتماد الدولہ نورجہان کا باپ بڑا عاقل اور دانشمند تھا وہ ایسے فساد کی باتون سے بیٹی کو روکتا رہتا تھا جب وہ مرگیا تو باپکا سارا اختیار اور منصب بیٹی کو بادشاہ نے دیدیا۔ اب کوئی قید نورجہان کے لئے نہین رہی وہ اپنے اختیار کو جسکی کچھہ انتہا باقی نہ تھی بادشاہ اور شاہجہان کے دلون مین فرق ڈالنے کے لئے ہر موقع مین کام مین لائی اوسنے مہم قندہار کے باب مین قسم کھاکر جہانگیر کے خاطر نشان کیا کہ اور فرزندون کے موجود ہونے کے باوجود شاہجہان کو دور کی راہ سے بلانا اور وہان سے بلانا جہان ہمیشہ ضرورتین پیش رہتی ہین اور اس خدمت قندہار پر مامور کرنا راے صواب کے خلاف ہے۔ اس مہم پر شہریار کو مقرر کرنا چاہئے وہ جانتی تھی کہ جہانگیر بے اختیار شہریار کو اس کار کے قابل نہین جانتا اسلئے اوسنے یہ تجویز کی کہ مرزا رستم صفوی کہ مدت تک قندہار مین کامران رہا ہے اور اس سرزمین سے واقف کار ہے وہ شہریار کا اتالیق اور صاحب اختیار اس مہم میں مقرر کیا جائے بیگم صاحب کا خزانہ ہی اور اعتماد الدولہ کا مال دستگاہ تہہ لگا تھا تو وہ خود قندہار کی تسخیر وسامان لورش کی خرچ کی متکفل ہوئی۔ شاہجہان کی جاگیر پنجاب و اقطاع سیرحاصل تبدیل ہوکر شہریار کی تنخواہ مین مقرر ہوئین۔ بادشاہ نے شاہجہان کے نام فرمان صادر کیا کہ جہانتک تم آئے وہین توقف کرو اور جو لشکر تمھارے ہمراہ ہین انکو جلدی روانہ کرو کہ وہ شہریار کی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے ہین دکھن کے متعینہ آدمیون کے لانے کے لئے سزاول مقرر ہوئے شہریار کو منصب دوازدہ ہزاری ہشت ہزار سوار سے سرافرازی ہوئی اور مرزا رستم صفوی اتالیقی وسپاہ داری پر مامور ہوا مرزا رستم بعض سامان کی تیاری کے لئے لاہور روانہ ہوا۔ بادشاہ بھی لاہور مین آگیا تھا کہ یہ فرمان اور احکام فساد افزا شاہجہان پاس پہونچے جنسے وہ نہایت مکدر اور آشفتہ خاطر ہوا۔ افضل خان اپنے دیوان کو یہ عرضداشت دیکر بھیجا کہ فرزند مرید کو کیا یارا ہے کہ اپنے قبلہ ومرشد کی خدمت مین دستور ادب کے خلاف اندرز لکھکر خسرۃ الدنیا والآخرۃ بنے لیکن

بادشاہ جہانیان اور کل عقلا و حکما پر ظاہر ہے کہ جب غرض و حسد کا پانوں درمیان مین آتا ہے تو مردان فلاطون کا پانون پھسل جاتا ہے عورتون کا ذکر کیا ہے کہ وہ حلیۂ عقل سے معرے اور رشک و غرض کے زیور سے آراستہ ہوتی ہین —

چراغ کذب را کا فروزش نزن — بجز اشک و روغنش نیست روغن

ازان روغن چراغی چون فروزد — بیک ساعت جہانے را بسوزد

خصوصاً مقدمات ملکی و مالی و کلی جزئی مین عورتون کی رائے پر عمل عقلا کے نزدیک شوم و شوم ہے خاصہ غلام کے حق مین جس نے مالک کن کا فتنے سے پھرا ہوا دو بارہ شمشیر سے تسخیر کیا اور اپنے تئین گوسفند قربانی تصور کر کے کسی کام مین حکم سرتابی نہ کی ہو اور پھر فدویت و اطاعت کے سوا کچھہ اور منظور نہین ہے ایسے خدمات اور جانفشانی کی پاداش مین جسکے سبب سے مجھے طرح طرح کی امیدین تہین سرگرانی فرمانا اور دشمنون کی شماتت کا سبب بنانا منافقون اور اہل عناد کے کہنے سے نیازمند کی جاگیرون کا بدلنا اور اس ناخلف کو دینا اور اپنے سود و نقصان مین فرق نہ کرنا اور غور و تامل کو کارفرما نہ ہونا ان سب باتون کو اپنے دنون کی گردش کے سوا کس بات پر حمل کر سکتا ہون —

اگرچہ شاہ ولی عہد کو کوئی غرض سوا اس مطلب کے اور نہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور نورمحل کی کم توجہی سے جو باپ کی خاطر پر غبار ملال بیٹھا ہے اوسکو سرچشمۂ اظہار عقیدت کے پانی سے دہوئے اور پردہ ادب درمیان سے نہ اٹھے اور نیز کی بدنامی اور فوج کشی نہ ہو لیکن بعض بر عکس کوتہ اندیش بیگم و شہریار کے متوسل ایسے تھے کہ وہ شہریار کے رتبۂ جاہ و اعتبار کو بڑہا کر ملال و نزاع کے غبار کو ارتفاع دیتے تھے —

آصف خان کا داماد شاہجہان تھا اس سبب سے اوسکو شاہجہان کا طرفدار گمان کرتے تھے اہل غرض نے بہن بھائیون یعنی نورجہان و آصف خان کے درمیان بھی مادۂ ملال خاطر پیدا کیا تھا۔ آصف خان نے اپنی عقل و دانائی کے سبب زبان پر مہر خاموشی لگائی تھی اور بیہودہ درائیون کی باتون پر کان نہ لگایا تھا جب ان باتون کا ذکر ہوتا تو کنارہ کشی کرتا

افضل خان نے بادشاہ پاس جاکر عرضداشت گذرانکر ہرچند سعی کی مگر اس سے کچھہ فائدہ نہوا اور بے
نیل مقصود واپس آیا شاہزادہ کے نام حکم ہوا کہ وہ دکھن کو الٹا جائے اوسکے جواب میں اوسنے
التماس کی کہ ایک دفعہ حضور میں پہنچکر اپنا عرض حال و بے تقصیری کی گزارش کرنی چاہتا ہون
پھر جو کچھہ حضور کا حکم ہوگا عمل میں لاؤنگا اس بات کو بادشاہ سے لوگون نے اسطرح لگایا کہ اس سے
شاہجہان کی بغاوت و عدم اطاعت اوسکے خاطرنشان ہو بعض ہنگامہ طلب مفسدون نے
مصلحت کار یہ ہین جانی کہ آصف خان اور مہابت خان مین باہم سوئے مزاجی ہے اور وہ
دشمن دانا و سپاہی فراخ حوصلہ و صاحب فہم ہے اسلئے مہابت خان کو طلب کیکے شاہزادہ پرویز کے
ہمراہ شاہجہان کے مقابلہ مین تعین کرنا چاہیئے بیگم کے فرمان مہابت خان کی طلب مین
بھیجے گئے مہابت خان کو نورجہان کے اسقدر اعتماد پر اوسکی عقل و دانائی سے تعجب پیدا ہوتا
تھا کہ کیونکر ایسا ہوا کہ باوجود جوہر شعور کے امور ملکی مین سررشتہ عاقبت اندیشی کو اوسنے
ہاتھہ سے دیا اور سواد ہند مین وہ انتشار فساد کا سبب ہوئی وہ چاہتی ہے کہ ایک عالم میں
شورش مچے بلکہ اوسکو یہ گمان بھی تھا کہ شاید یہ تمہید و ساختگی میرے ہی استیصال کے لئے ہو
اس مہم و راز عقل کے قبول کرنے مین وہ تامل کرتا تھا اوسنے جواب مین لکھا کہ اگر شاہجہان سے
سلطنت مین خلل عظیم کا احتمال ہے اوسکی دولت و آبرو کی بہبودگی کے لئے حضور کمر بستہ ہون
تو چاہیئے کہ آصف خان کو حضوری سے جدا کرین تاکہ مجھے آنے کی جرات ہو پس امر بھی قبول ہوا
اور آصف خان کو حکم ہوا کہ وہ آگرہ مین جاکر خزانہ مین جو چاندی سونا بغیر مسکوک ہوا وہ سب جمع اسکو
اشرفی کرکے حضور مین لائے اور مہابت خان کے لئے حکم ناطق بہم صادر ہوئے کہ بیٹے کو
کابل مین چھوڑکر حضور مین آئے سلطان پرویز کو بھی شاہجہان کے مقابلہ کے لئے طلب کیا
ان دنون مین بادشاہ کا مزاج آزار ضیق النفس کے غلبہ سے بحال نہ تھا مگر شاہجہان کو حکم
بھیجا کہ وہ دکن کو مراجعت کرے وہ بہ عذر اور التماس کرتا تہا کہ جب تک میں حضور کے قدم
مبارک میں آکر اس خدمت کو جو صاحب غرض بشیرت میری کی ہے نہ دور کرونگا معاودت نہیں
کرونگا بہ ہنگامہ جو داعی فساد تھا نورجہان اتفاق کرکے بادشاہ سے اسی بات کو شاہجہان کی سرکشی

دلجمعی کی دلیل بنا کے عرض کرتی - اور بادشاہ کے دل مین ملال پر ملال زیادہ کرتی -
مہابت خان کی وساطت سے اہل غرض نے عرض کیا کہ شاہجہان سے معتقد خان وکیل کی
معرفت محرم خواجہ سرا اور خلیل بیگ نے فدائی خان میر تزک و ذوالقدر خان خطوکتابت رکھتے ہیں
اگرچہ مہابت خان نے ان پانچون آدمیون کے قتل کے لیے صلاح بتلائی مگر فدائی خان اور ذوالقدر
خان نے کلام اللہ کی قسم کو اپنا شفیع بنایا جس سے اونکی جان بچی مگر مقید ہوئے اور باقی اور
بادشاہ کے حکم سے قتل ہوگئے اور بادشاہ کوچ بکوچ دار الخلافہ کو چلا - اور خانجہان اور امرا
جابجا سے حسب طلب کے حاضر ہوئے -

جہانگیر خود شاہجہان کی بغاوت کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ خبر آئی کہ خرم نے
نورجہان بیگم اور شہریار کی جاگیر کے بعض محال میں بے حکم کے دست تصرف دراز کیا
اسکا نوکر دریا افغان شریف الملک نوکر شہریار سے لڑا جو دہولپور اور اوسکی نواح کا
فوجدار تھا اور طرفین سے بہت آدمی قتل ہوئے قلعہ باندہ مین توقف سے اور اوسکی
نامعقول ملتمسات سے جسکا اظہار وہ عرضداشت مین جرات سے کرتا تھا یہ ظاہر ہوتا تھا
کہ عقل اوسکی برگشتہ ہوگئی ہے ان خبرون کے سننے سے متیقن ہوا کہ ہم نے جو عنایت
اور تربیت اوسکے حق مین کین اون کی گنجائش اوسکے حوصلہ مین نہ تھی اس کا دماغ
خلل پذیر ہوا اسلیے راجہ روز افزون اپنے قدیمی خدمتگار کو اوسکے پاس بھیجا اس جرات
وبیباکی کی بازپرس کی اور حکم دیا کہ اب آیندہ وہ احوال کو ضبط کرکے جادۂ معقول اور
شاہراہ ادب سے قدم باہر نہ رکھے دیوان اعلی سے جو تنخواہ مین محال جاگیر مقرر ہے اس پر
بس کرے اور ہرگز ملازمت شاہی مین آنے کا ارادہ نہ کرے - یورش قندہار کے لیے جو ملازم
بلائے گئے ہین اونکو جلد بھیجدے اگر خلاف حکم اسکے ظہور مین آئیگا تو وہ ندامت اٹھائیگا
خرم پر اور اوسکے فرزندون پر مین نہایت مرحمت وعنایت کرتا تھا اوسکا بیٹا جب
بیمار ہوا تو مین نے یہ قرار دیا تھا کہ اگر خدا تعالی اوسکو صحت بخشے تو مین بندوق سے
شکار نہین کھیلونگا اور کسی جانور کو اپنے ہاتھ سے آزردہ نہ کرونگا - باوجودیکہ مجھے شکار کی

بڑی ہوس تھی مگر پانچ سال تک مین شکار کے پاس بھی نہین گیا۔ اب خرم کی کردار نا ملائم سے
میری طبیعت آزردہ ہوئی پھر مین نے بندوق سے شکار کرنے پر توجہ کی +

۱۴۔ مہر کو مین نے جہلم سے عبور کیا تھا کہ افضل خان دیوان خرم اوسکی عرضداشت میرے
پاس لایا جسمین اپنی بے اعتدالیون پر معذرت کا لباس پہنایا تھا۔ اوسنے اوسکو اس لیے
بھیجا تھا کہ شاید اسکی چرب زبانی سے کام چل جائے اور ناہمواری کی اصلاح ہوجاے مین نے
اصلا اسپر توجہ نہ کی اور اوسکی طرف مُنہ بھی نہین کیا۔ افضل خان کو رخصت کیا اور فرمان
بھیجا کہ صوبہ گجرات و مالوہ و دکن و خاندیس خرم کو عنایت ہوا انمین جہان چاہیئے وہان اپنا
محل اقامت بنائے اور انتظام ملکی کرے اور حکم سے باہر جائیگا تو ندامت اُٹھائیگا +

افضل خان کا شاہجہان کی طرف سے آنا

جب میری ہمت مہم قندھار مین بالکل مصروف تھی تو خرم کے تغیر حال اور بے اعتدالیون
کی خبرین میری خاطر کو متوحش کرتی تھین مین نے موسوی خان کو کہ بندہ بے اخلاص
اور مزاج دان تھا تہدید و ترغیب کے پیغام دیکر خرم پاس بھیجا کہ نصایح ہوش افزا کرے
اور سعادت کی رہنموئی سے گران خواب غفلت و غرور سے بیدار کرے اسکے باطل ارادون
اور فاسد مقاصد کے وقوف حاصل کرکے جلد خدمت مین آئے تاکہ جو مقتضاء وقت ہو وہ
عمل میں آئے۔ اسی زمانہ مین اعتبار خان کی آگرہ سے عرضداشت آئی کہ خرم لشکر سمیت
مانڈو سے اس طرف روانہ ہوا ہے ظاہرا خزانہ کی طلب کی خبر سُنکر وہ بے اختیار ہے تا باتہ
ہوا کہ شاید اثناء راہ میں خزانہ پر پہنچکر دست اندازی کرے۔ اس سبب سے مین نے خزانہ کے
لانے مین صلاح دولت نہین جانی برج و بارہ کے استحکام اور قلعہ داری کے لوازم مین
مشغول ہوا ایسی ہی آصف خان کی عرضداشت آئی کہ خرم کے آنے مین بوئے خیر
نہین آتی صلاح دولت خزانہ کے لانے مین نہ دیکھی اوسکو حراست ایزدی مین سپرد کرکے خود ملازمت
پر متوجہ ہوتا ہوں۔ اب بادشاہ سلطان پور سے متواتر کوچ کرکے اس سیاہ بخت کی تنبیہ
تاکید پر متوجہ ہوا اور مین نے حکم دیدیا کہ آج سے خرم کو بے دولت کہا کرین۔ غرہ اسفندارمذ
کو اعتبار خان کی عرضداشت آئی کہ بہت سرعت سے بیدولت نواحی آگرہ مین آگیا ہے کہ

شاید استحکام قلعہ سے پہلے ابواب فتنہ وفساد کو مفتوح کرکے اپنا کام بنائے جب فتحپور میں گیا
تو در دولت کے دروازہ کو اپنے لئے بند پایا خجلت زدہ ادبار ہوکر توقف کیا۔ خانخانان
اور اوسکا بیٹا اور بہت سے امراء شاہی کہ صوبہ دکن اور گجرات مین تعینات تھے اوسکے ہمراہ اور
رفیق راہ بن کر باغی اور کافر نعمت بنے شاہجہان سے موسیخان فتح پور مین ملا اور
احکام بادشاہی کی تبلیغ کی۔ یہ مقرر ہوا کہ شاہجہان قاضی عبد العزیز اپنے ملازم کو موسیخان
کی رفاقت مین بادشاہ پاس بھیجے کہ مطالب اسکے عرض کرے اُسنے سند اپنے نوکر کو کہ سرحلقہ
ارباب ضلالت تھا اور اہل فساد کا سرگروہ تھا اگرہ مین بھیجا کہ ملازمان شاہی پاس جو وہان
خزائن و دفاین ہین اسپر متصرف ہو۔ دولتخان کے گھر مین آیا اور نو لاکھ روپیہ لے گیا اور جن ملازمان
شاہی پاس سامان کا گمان تھا اون کے پاس وہ گیا اور دست تطاول دراز کیا جو کچھ
ملا اوسکو لے لیا جبکہ خانخانان جیسے امیر نے کہ منصب عالی اتالیقی سے اختصاص رکھتا تھا
ستر سال کی عمر مین اپنا منہ بغی وکافر نعمتی سے سیاہ کیا ہو تو اور کسکا کیا گلہ ہے گویا
اسکی سرشت اوسکے بغی وکافر نعمتی پر مجبول تھی۔ اوسکے باپ نے آخر عمر مین میرے باپ کے ساتھ
یہی شیوہ ناپسندیدہ اختیار کیا تھا اوسنے اپنے باپ کی پیروی کی اور اس عمر مین اپنے تئین
مطعون اور مردود ازل و ابد کیا +

عاقبت گرگ زادہ گرگ شود — گرچہ با آدمی بزرگ شود

جب بادشاہ پاس موسوی خان مع عبد العزیز فرستادہ شاہجہان آیا چونکہ شاہجہان کی
ملتمسات معقولیت نہین رکھتی تھین عبد العزیز کو مین نے بات کرنے کی اجازت نہ دی اور مہابتخان
کی حوالات مین سپرد کیا جہانگیر یہ لکھتا ہے مگر خافی خان نے یہ لکھا ہے کہ شاہجہان نے عرض کیا کہ مجھ
بے تقصیر غلام کی آرزو یہ تھی کہ فتنہ جو واقعہ طلبون کی سعی سے اور بیگم کی کم توجہی سے جو غبار ملال
حضور کی خاطر پر بیٹھا ہے اوسکو اپنی عقیدت کے پانی سے دھوؤں۔ پردۂ ادب ازرم کو
درمیان سے نہ اُٹھاؤن حضرت میری جاگیرون کو بحال فرمائیں ورنہ ایک بار حضور مین پہنچ کر قدمبوسی
کرکے عرض حال کرون اور بے تقصیری اپنی دکھاؤن اوسکے سوا میرا مطلب کچھ اور نہین ہے

ان میں کوئی ملتمس نامعقول نہیں ہے۔ اب آگے بادشاہ لکھتا ہے کہ جب میں شہر ہند سے گذرا تو اطراف
و جوانب سے فوجیں اسقدر جمع ہونی شروع ہوئیں کہ دلی پہنچنے تک تمام ملک سپاہ سے پٹ گیا۔
جہانتک نظر جاتی تھی سپاہ ہی نظر آتی تھی جب میں نے سنا کہ سید ولت فتحپور سے نکلا ہے
تو میں دلی کو چلا۔ اس یورش میں سرانجام امور اور ترتیب افواج مہابت خان کی صوابدید
پر مفوض کیا اور ہراول سپاہ کی سرداری پر عبد اللہ خان مقرر ہوا چیدہ و گزیدہ جوانوں
اور کارزدیدہ سپاہیوں کو اوسنے ساتھ لیا میں نے اوسکو حکم دیا کہ اور افواج سے آگے ایک
کوس جائے اخبار رسانی اور راہوں کی نگہبانی کرے لیکن اسسے غافل تھا کہ وہ ایک
بے دولت کے ساتھ ہمداستان ہے اور غرض اصلی اس بد اصل کی یہ ہے کہ ہمارے لشکر کے اخبار اوسکو پہنچا
اس سے پہلے بھی وہ راست و دروغ خبروں کے طومار لکھکر لاتا تھا کہ میرے جاسوس یا
اس جگہہ بھیجے گئے ہیں بعضے میرے فدوی بندونکو متہم کرتا کہ اس بے دولت کے ساتھ اتفاق رکھتے
ہیں اور یہاں دربار کا اخبار اوسکو لکھتے ہیں اگر اوسکی فتنہ سازی اور دراندازی سے میں
از جا رفتہ ہوتا اور اضطراب سے تامل کرتا تو اس طرح کی شورش میں کہ تند باد فتنہ و طوفان
بلا آشوب و تلاطم میں تھا بہت بندہ ہائے فدوی اوسکی تہمت سے ضائع ہو گئے باوجودیکہ بعض
دولتخواہ خلا و ملا میں کنایہ و صریح اسکی بد اندیشی و ناراستی کی باتیں عرض کرتے
مگر وقت انکا مقتضی نہ تھا کہ اوسکے کام سے پردہ اٹھا دیا جاتا میں اپنی چشم و زبان کو
اس ادا سے کہ اوسکی خاطر کو وحشت ہو نگاہداشت کرتا اور بیشتر اوسپر عنایات
اور التفات میں افراط کرتا کہ شاید خجلت زدہ ہوکر اپنے کردار ناہنجار سے اور بیوفائی اور
فتنہ پردازی سے باز آئے مگر اس مردود ازل و ابد کی سرشت زشت خبث و نفاق پر مجبول
تھی جو نتیجہ اوس نے کیا وہ اپنی جگہہ پر بیان ہوگا ؛

شاہجہاں کی سلطنت کا اٹھارہوان سال ۳۰ جمادی الاول ۱۰۶۷ سے شروع ہوا

جشن نوروزی ہوا اسی روز بادشاہ پاس خبر آئی کہ شاہجہان حوالی متھرا میں آیا اور ستائیس
ہزار سوار اس پاس ہیں پھر خبر آئی کہ شاہجہان جمنا کے کنارہ کنارہ چلا آتا ہے لشکر شاہی

اسی سمت مین نہضت کی اور افواج کی ترتیب ہراول و جرنغار و برنغار و التمش و طرح لایق اور
مناسب آئین سے ہوئی۔ پھر خبر آئی کہ شاہجہان مع خانخانان راہ راست سے عنان تافتہ ہوکر
گولکنڈہ مین گیا کہ ہم کرہ جانب چپ مین واقع ہے اور سندر برہمن (راجہ بکرماجیت) اور داراب
خان پسر خانخانان اور بہت سے امراے شاہی لشکر شاہی کی برابر آئے۔ بظاہر تو داراب خان
لشکر کا سردار تھا لیکن سندر ہی مدار کار تھا۔ شاہجہان کا لشکر بلوچ پور مین آیا۔ اور لشکر شاہی
قبول پور مین۔ ہراول کا سردار باقر خان تھا اوسپر شاہجہان کے لشکر نے حملہ کیا۔ اور پچھلا
اسباب لوٹ لیا۔ باقر جا رہا۔ ابوالحسن اوسکی کمک کو گیا مگر اوسکے پہنچنے سے پہلے شاہجہان
کا لشکر بھاگ گیا۔ آصف خان و خواجہ ابوالحسن و عبداللہ کی سرداری مین پچیس ہزار سوار
جدا کئے گئے۔ اور شاہجہان کے لشکر سے لڑنے کے لئے بھیجے گئے۔ آصف خان کی سپاہ
مین آٹھ ہزار سوار و باقر خان کی سپاہ مین آٹھ ہزار اور عبداللہ خان کی سپاہ مین نو ہزار
سوار قلم بند ہوئے شاہجہان کی طرف سے راجہ بکرماجیت اس لشکر کے مقابلہ کے لئے متعین
ہوا۔ جہانگیر نے ترکش خاصہ عبداللہ خان پاس بھیجا کہ جس سے اوسکی دل گرمی ہو۔ جب
طرفین کی فوجین سرحد مالوہ مین مقابل ہوئیں اور صف کارزار آراستہ ہوئی ابھی صف دا
دار و گیر پابند نہ ہوئی تھی کہ عبداللہ خان مع اپنے دس ہزار سوارون کے شاہجہان کے
لشکر سے جا ملا۔ بکرماجیت ہراول تھا وہ داراب خان کو یہ مژدہ سنانے کو خود چلا اور
عبداللہ خان کو بچانے خود قائم رکھا کہ شست غیب سے تفنگ راجہ کے لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا اور اوسکا سر کٹا اور بادشاہ پاس بھیجا گیا اوسکے مرنے سے شاہجہان کے لشکر کا
سررشتہ انتظام ٹوٹا عبداللہ خان جیسے سردار کے ملجانے سے بادشاہ کا ہراول ویران ہوگیا
پھر بھی شاہجہان کے سردارون نے اول حملہ مین کار نمایان کیا کہ بادشاہی لشکر مین سے دست برد
و شیر حملہ اور اوسکے بیٹے شیر بچہ اور سادات بارہہ کی ایک جماعت کو مار رکھا۔ مگر بعد ازان صف خان
نے شاہجہان کے لشکر کو شکست دی کہ پیچھے ہٹا دیا پھر دونو لشکر اپنے اپنے مقامون مین جدا
ہوگئے۔ مہابت خان نے پہلے اس سے کہ شاہجہان کی مراجعت کی خبر آئی یہہ تدبیر

وتنزویہ کا جال بچھایا تھا کہ قاضی عبدالعزیز سے شاہجہان کو لکھ بھیجا یا تھا کہ مہابت خان
نے یہ مقرر کیا ہی کہ جسوقت یہ خبر آئیگی کہ دکھن مین شاہجہان آگیا تو بدستور اس کے جاگیر
بحال ہوگی۔ اس مضمون کا شقہ بمہر خاص فرمان دستور صادر ہوا ہے شاہجہان اصلا
فساد پر دل نہادہ نہ تھا۔ اور ان نوشتجات کے وارد ہونے سے پہلے دکھن کو جاتا تھا اگرچہ وہ
مدعیان دولت کے گفتہ و نوشتہ پر اعتماد نہیں رکھتا تھا اور باپ سے مقابلہ و مقاتلہ کو کفر جانتا
تھا مگر اثبات حجت کے لئے اوسنے مراجعت مین مسافت طی کرنے میں عجلت کی اور جواب میں حکم کی
اطاعت کا اظہار معروض کیا نورجہان اور ہنگامہ طلبون کی تکلیف سے بادشاہ آگرہ سے اجمیر کو روانہ
ہوا۔ اثناء راہ میں سلطان پرویز اُس کے پاس آیا اور یہ خبرین آئیں کہ شاہجہان نے انبیر کے
حوالی کو جو راجہ مانسنگھہ کا وطن مالوف تھا اور باشندون کو بیچکر لٹوایا۔ اور جگت سنگھہ پسر راجہ باسو
نے تعین کیا کہ اپنے وطن مین جاکر پنجاب کے کوہستان مین فتنہ و فساد برپا کرے۔ بادشاہ نے
صادق خان کو صوبہ پنجاب کی حکومت دیکر اوسکی تاکید و تنبیہ کے واسطے مقرر کیا۔ جہانگیر نے
سلطان پرویز کو بڑی تیاریوں کے ساتھ شاہجہان سے لڑنے کے لئے بھیجا اور مدتی الدولہ
القاہرہ مہابت خان کو اوسکے لشکر کا انتظام سپرد کیا۔ بڑے بڑے امرا اوسکے ساتھ گئے
چالیس ہزار سوار اور بڑا توپخانہ اور بیس لاکھہ روپیہ کا خزانہ اوسکے ہمراہ کیا۔
پھر کو صوبۂ گجرات کی عرضداشت بادشاہ پاس آئی اور فتح و فیروزی کی نوید لائی اس
اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ فتح رانا کی جلدو میں شاہجہان کو صوبہ گجرات
جہانگیر نے عنایت کیا تھا شاہجہان نے اپنی نیابت مین پہان سندر برہمن یعنے راجہ بکرماجیت
کو مقرر کیا تھا۔ وہ اس ملک کی حکومت وحراست کرتا تھا جب شاہجہان نے بکرماجیت کو اپنے
پاس بلا لیا تو اوسکے بھائی کنہر داس کو اوسکی جگہ مقرر کیا جب راجہ بکرماجیت قتل ہوا اور
شاہجہان مانڈو کی طرف روانہ ہوا۔ تو اوسنے ملک گجرات کو عبداللہ خان کے تیول مین
مقرر کیا اور کنہر داس اور صفی خان اس صوبہ کے دیوان کو اپنے پاس طلب کیا کہ وہ خزانہ دس
لاکھہ اشرفیون کا۔ اور تخت مرصع کہ پانچ لاکھہ روپیہ مین اور پرتلہ الماس کہ دو لاکھہ روپیہ میں بنا تھا

ساتھہ لایا۔ یہ تخت و پرتلہ شاہجہان نے باپکے لئے تیار کرائے تھے۔ صفی خان جعفر بیگ کا بہائی ہے جسکو اکبر نے آصف خان کا خطاب دیا تھا۔ اور برادر نورجہان کو جہانگیر نے صف خان کا خطاب دیا تہا۔ اوسکی ایک لڑکی صفی خان سے اور دوسری لڑکی شاہجہان سے بیاہی تھی یون ان دونون میں ہم زلفی کی نسبت تھی۔ شاہجہان کو اوس سے ہمراہی اور موافقت کی توقع تھی۔ عبد اللہ خان سے وفادار نام خواجہ سرا سے کو اس ملک کی حکومت کے لئے مقرر کیا وہ احمد آباد مین آنکر شہر گجرات پہ متصرف ہوا۔ صفی خان کا ارادہ جہانگیر کی دولت خواہی کا تہا۔ اوسنے جمعیت کے فراہم کرنے میں اور دلون کے صید کرنے مین ہمت صرف کی۔ کنہرداس سے پہلے چند روز بیشتر نکلا اور تال کانکریہ مین منزل کی۔ اور وہان سے محمود آباد گیا اور ظاہر یہ کیا کہ مین شاہجہان پاس جاتا ہون اور در پردہ ناہر خان و سید دلیر خان و بالو خان افغان اور بادشاہ کے جان نثار فدویون کے ساتھہ جو اپنے محال جاگیر مین تھے مراسلات و مراعات کر کے مقدمات دولتخواہی کو ترتیب دیا اور فرصت کے انتظار مین بیٹھا شاہجہان کا ملازم محمد صالح بہاؤ کا فوجدار تھا اور بہت جمعیت رکھتا تہا وہ مخواسے کا سے سمجہہ گیا کہ صفی خان کا ارادہ کچہہ اور ہے۔ وہ کنہرداس کو بھی یہ بات معلوم ہوئی مگر صفی خان ایک جماعت کو ولادہ ملیہ شرائط حزم و احتیاط کو مرعی رکھتا تھا۔ کوئی دست بازی نہیں کرسکتا تہا محمد صالح نے اس توہم سے کہ مبادا صفی خان ترک مدارا کر کے خزانہ پہ دست درازی کرے پیش بینی کر کے خزانہ کو لیکر پہلے چلدیا اور مانڈو میں شاہجہان پاس دس لاکھہ روپیہ اشرفی پہنچا دیا۔ کنہرداس بھی پرتلہ لیکر اوسکے پیچھے روانہ ہوا۔ مگر تخت کو گرانی کے سبب سے ساتھہ نہ لے جا سکا۔ صفی خان اپنی تدبیر اور امرا کی مدد سے شہر احمد آباد میں آیا اور وفادار نائب عبد اللہ خان کو گرفتار کر لیا اور تخت مرصع کو توڑ کر اوسکا سونا اور زر خزانہ جو سپاہ کا تھا سپاہ میں تقسیم کر دیا۔ اور جہانگیر کی طرف سے شہر کے نظم و نسق میں مشغول ہوا جب عبد اللہ خان کو خبر ہوئی تو اوسنے شاہجہان سے رخصت لی اور اپنی شجاعت کے گھمنڈ میں صفی خان کو اپنے آگے کچہہ نہ گنا اور کمک اور لشکر کے جمع کرنے کا محتاج نہ ہوا اور بطریق ایلغار دوڑ کر

بڑودہ میں آیا کہ احمد آباد سے چالیس کوس ہے یہ نہ جانا کہ غرور کا خمار ندامت اور شرمندگی
ہے کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد + صفی خان۔ ناصر خان کو اور اپنے ہمسایہ امرا کو
ہمراہ لیکر احمد آباد سے بڑودہ میں آیا۔ اور عبداللہ خان کو شکست دی۔ دو دفعہ ان دونوں
میں باہم کارزار ہوئی اور ہر بار عبداللہ خان نے ہزیمت پائی صفی خان نے اوسکا تعاقب
سلطان پور تک کیا اور دشمن نے لشکر کو نہایت ذلیل کر کے لوٹا عبداللہ خان بحالت تباہ
شاہجہان پاس برہان پور میں چلا گیا صفی خان نے ان فتوح کا حال بادشاہ کو اپنی عرضی
میں لکھا۔ بادشاہ نے صفی خان کو ہفت صدی سہ ہزاری اور سیف خان کا خطاب دیا اور
ناہر خان کو نصدی سے سہ ہزاری کر دیا۔ جب پرویز کا لشکر گریوہ چاندا سے گذرا اور مالوہ میں
آیا تو شاہجہان بیس ہزار سوار اور تین سو جنگی ہاتھیوں اور توپخانہ عظیم لیکر مانڈو سے رزم
کے عزم سے آیا۔ اور دکن کے برگیون (مرہٹون) کو جادو راے و اودا رام و آتش خان
کی سرداری میں اس سے پہلے روانہ کیا کہ بادشاہی لشکر پر قزاقی کریں۔ مہابت خان نے لشکر کو
شائستہ توزک سے مرتب کیا۔ شاہزادہ پرویز کو قول میں لیا۔ اور خود ہراول کی فوج
لیکر چلا سوار ہونے میں اور اوترنے میں شرائط حزم و احتیاط کو کام میں لایا برگی دور
اپنے تئیں نمودار کرتے اور آگے نہ آتے۔ ایک دن چنداول میں منصور خان فرنگی کی باری
تھی۔ اترنے کے وقت مہابت خان نے احتیاطاً اپنے لشکر کے لئے فوج کو بستہ کہہ رکھا
تھا تاکہ آدمی فراغ خاطر سے اپنے ڈیرے لگائیں منصور خان نے اثنا راہ میں شراب
خوب پی لی اور بدمست ہو گیا اور منزل پر پہنچا بحسب اتفاق ایک فوج اوسکو دور سے نمودار
ہوئی اور اوسکو شراب کے نشہ میں یہ سوجھی کہ تاخت کرنی چاہیئے بغیر اسکے کہ اپنے بھائیوں
اور آدمیوں کو خبر کرے سوار ہو کر لڑنے دوڑا اور مارا گیا۔ شاہجہان مانڈو سے گذرا
رستم خان کو کہ اسکا قدیم نمک پروردہ تھا اور سہ ہزاری کے پایہ سے پنجہزاری کے منصب پر
پہنچایا تھا۔ اور امرا کی ایک جماعت کے ساتھ اوسکو بادشاہ کی ہراول کی فوج کے سد راہ
ہونے کے لئے متعین کیا۔ رستم خان نے سلطان پرویز کی فوج پہنچنے سے پہلے مہابت خان

سلطان پرویز کے لشکر کا آنا +

منصور خان فرنگی کا مارا جانا +

سازش کر کے اوس سے مل گیا- باقی فوج اور سردار شاہجہان پاس آ گئے- شاہجہان نے
نربدا کو اکبرپور کے گھاٹ سے عبور کیا اور کشتیونکو جمع کر کے انمین کاہ وہیمہ بھر کر جلا دیا اور
ملاحون کے سرداروں کو پکڑ کر مقید کیا اور اونکو اپنے ساتھ لیا- بیرم بیگ بخشی کو سپاہ کے ساتھ
نربدا پر متعین کیا کہ وہ فوج شاہی کو اوترنے نہ دے- برسات کا موسم آ گیا تھا- اور خود برہانپور
کی طرف چلا- جب برہانپور کے نزدیک وہ آیا تو قلعہ آسیر کو تدبیر اور منصوبہ سلطانی سے تصرف
میں لایا- راجہ گوپال سنگہ کو قلعداری کے لئے مقرر کیا- انہی دنوں میں خانخانان نے
جو ایک نوشتہ مہابت خان کو مخفی بھیجا تھا اوس میں یہ بیت درج تھی کہ

صد کس بنظر نگاہ میدارندم　　ورنہ بپریدمی ز بے آرامی

یہ نوشتہ شاہجہان کے سامنے محمد تقی بخشی نے پیش کیا- اوسکے مطالعہ کے بعد اوسنے خانخانان کو
طلب کیا اور نوشتہ اوسکے ہاتھ میں دیا تو عرق خجالت میں اوسکا چہرہ ڈوب گیا- خجالت
کے سوا کوئی جواب اوس پاس نہ تھا- شاہجہان نے حکم دیا کہ وہ مع بیٹوں کے دولتخانہ میں نظربند ہو
اور موافق اوسکی فال کے کہ مزن فال بد کآورد حال بد- سو نفر اوسکے نگہبان مقرر ہوں- شاہجہان
نے بعض خدمۂ محل کو اسباب کی زیادتی کے ساتھ قلعہ آسیر میں چھوڑا اور برہانپور کی حوالی
میں دائرہ کیا- جب سلطان پرویز اور مہابت خان دریاء نربدا کے کنارہ پر آئے تو کسی
کشتی کو موجود نہ پایا- دریا طغیانی پر تھا اور سب گھاٹ بند تھے- مہابت خان نے بحر فکر و تدبیر
میں غوطہ لگایا اور از راہ منصوبہ بازی خانخانان کو باوجود اسکے بدنام اور نظربند ہونے کی
اطلاع کے ایسا خط لکھا کہ جسمین ساختگی کی بو نہ آئے- اور خانخانان کی نسبت کوئی بدظنی بھی
نہ پیدا ہو- اس میں یہ درج تھا کہ عالم پر ظاہر و ہویدا ہے شاہزادہ شاہجہان کا کوئی مطلب اور
سوا اطاعت پدر اور رفع فساد کے منظور نظر نہ تھا- مدعیان دولت برہم کار ہوئے- وہ اپنے
ہنگامہ بازار کی گرمی درہم اندازی میں جانتے ہیں- وہ اپنے سزائے اعمال کو پہنچینگے- میں
اگرچہ آنے میں مجبور تھا لیکن اصلاح حال ملک میں جو خلق اللہ کی امنیت کا سبب ہو اپنے
اوپر اور سب مسلمانوں پر واجب جانتا ہوں اگر شاہزادہ بلند اقبال کے خاطر نشان کر کے کسی معتقد

خانخانان کا نظربند ہونا +

+ مارچ سنہ ۱۶۲۴ع مطابق ۱۰۳۳ھ

خواہ وہ معاملہ فہم کو بھیجو کہ بعضے مذکورات باہم درمیان مین لاکر فساد و عناد کی آگ بجھا دی جاۓ
اور قتال و جدال کا پاؤن باہر کر دیا جا اور پدر و پسر کے درمیان سابق سے زیادہ آمیزش
ہوجاۓ اور نورجہان نادم ہوکر راضی ہو اور شاہ جوان بخت کے جاگیرات مع اضافہ کے
بحال ہون یہ بہتر ہوگا اور اسی معنی کے کلمات صلح آمیز قسم اور پیمان کلام ایزدمنان کی
کفالت کے ساتھہ بہت اسمین مذکور تھے وہ ایسی تدبیر و تزویر یہ کام مین لایا کہ یہ خط شاہجہان کے
ہاتھہ مین پڑا اور مطالعہ خاص مین آیا۔ شاہجہان اصلاح کار اور رفع فتنہ کا خواہان تھا جہانگیر
کے ادعاے کو اپنی خواہش کے موافق جانا اس کام کی وکالت کے لئے خانخانان سے بہتر
کسی اور آدمی کو نہ جانا اوسکی استمالت کر کے قسم کلام الٰہی کو کفیل بنا کے اوسکے دونو بیٹون کو
اپنے پاس بلا کے اوسکو مہابت خان پاس بھیجا اور یہ مقرر کیا کہ دریاء نربدا کے اس طرف
خانخانان پھر نہ آئے عہد و قرار کو استوار کرے جب خانخانان گذر اکبرپور کے نزدیک آیا اور
اور آدمیون کے درمیان صلح کی خبر پھیل گئی تو بیرم بیگ کے آدمیون کی جو معبرون کی حفاظت
پر مقرر تھے مصالحت کی خبر سننے سے خاطر جمع ہوئی اور اونہون نے گذرون کی بندوبست
مین سہل انگاری کی جب خانخانان آیا اور صلح کے رسل و رسائل آئے تو مہابت خان نے
آخر شب مین حکم دیا کہ دریا کے ایک طرف ایک جماعت بازار کے آدمیونکی اور سوارون کی
تا گاہ مشعل لیکر صداۓ تفنگ اور آواز دار و گیر کے ساتھہ دریا سے عبور کرین اور بیرم بیگ
کی فوج کو اس طرف جا کر قتل کرین اور دوسری جانب چار پانچہزار سوار دو تین جگہہ سے
جہان کم پانی تحقیق ہوگیا تھا پانی میں اتر کر پار آگئے اس عرصہ مین کہ بیرم بیگ کے
آدمی اپنی جگہہ سے ہلکر مقابل اور سدراہ ہونے کے لئے جمع ہون مہابت خان کی دو
تین فوجین دریا سے اتر آئیں اور خانخانان پاس گئین۔ بیرم بیگ کے ہاتھہ مین جب کچھہ اختیار
نہ رہا تو اوسنے برہانپور کی راہ اختیار کی۔ خانخانان نے قرآن کی قسم کھانے کو بھی سرپرد
کسکا کھانا جانکر نا خوردہ خیال کیا اور شربت کی طرح پی گیا۔ اور مہابت خان اور سلطان پرویز
کی سپاہ مل گیا۔ شاہجہان نے اب برہانپور مین توقف کرنا مصلحت نہ جانا پریشان ہوکر

گلکنڈہ کی راہ اڑیسہ بنگالہ مین جانے کا قصد کیا - مینہ کی شدت اور دریاؤنکی طغیانی کے
سبب کوچ بکوچ روانہ ہوا - اس پاس جو اوسکے اپنے نوکر اور بادشاہی نوکر تھے وہ
مہابت خان اور سلطان پرویز کے لشکر سے جا ملے سلطان پرویز دریا سے عبور کرکے
اور کارخانجات کو چھوڑکر بطریق استعجال برہانپور مین آیا اور چند منزل وررار کی سرحد
تک شاہجہان کا تعاقب کیا - اور پیر برہانپور مین مراجعت کی جہانگیر کو شاہجہان کی ہزیمت
کے سننے سے کچھہ اطمینان خاطر ہوا - دار الخلافہ کی گرمی سے اور اطراف دہلی کی ناموافقت ہوا
سے اوسکی خاطر کو نفرت تھی - اور آب و ہوائے کشمیر اوسکی طبیعت سے موافقت رکھتی تھی باوجود
تفرقہ خاطر وہ اوائل آذر ماہ الہی مین کشمیر کی طرف روانہ ہوا - اور اس زمانہ مین بنگالہ مین
آصف خان کا ہونا اس سبب سے خلاف مصلحت جانا کہ وہ شاہجہان کا ہوا خواہ تھا اوسکو
اپنے پاس بلالیا + متصدیان دکن کی بادشاہ پاس عرضداشت آئی کہ شاہجہان و
عبد اللہ خان و داراب خان بہ دو پای شکستہ بحال تباہ سرحد قطب الملک سے نکل کر
اڈیسہ و بنگالہ کی جانب گئے اس سفر مین شاہجہان اور اوس کے ہمراہیون کو ایسی خرابیان
پیش آئین کہ اوسکے بہت سے آدمیون نے فرصت پاکر سروپا برہنہ جان سے ہاتھہ دھوکر راہ
فرار اختیار کی - ان سب مین سے ایک دن مرزا محمد پسر افضل خان دیوان شاہجہان
مع اپنی والدہ و عیال کے کوچ کے وقت بھاگ گیا - شاہجہان نے سید جعفر اور معتمد ولی
کی جماعت کو بھیجا کہ اگر وہ زندہ ہاتھہ آئے تو فبہا ورنہ اوسکے سر کو کاٹ کر حضور مین لاؤ
نام بردون نے بہت جلد راہ مین اوسکو جا لیا - اس حادثہ سے اوسنے مطلع ہوکر والدہ اور عیال
اپنے جنگل مین لیجا کر پنہان کئے اور خود چند معدود آدمیون کے ساتھہ آیا اور مردانہ لڑائی
کے لئے کھڑا ہوا - ایک ندی اور جھیل درمیان مین تھا - سید جعفر نے چاہا کہ اوسکے پاس
جاکر فریب کی باتین بناکر اپنے ہمراہ لیجائے - ہر چند مقدمات بیم و امید کی ترتیب مین
سخن پردازی کی مگر اوسنے اوسپر اثر نہ کیا - اسکا جواب تیر جان ستان سے دیا اور نہایت
جنگ مردانہ کی اور جان دی اور سید جعفر بھی زخمی ہوا اور ان کاری زخمون مین بھی

جب تک اس مین رمق باقی رہی ہتھون کو بے رمق کیا - سید جعفر نے مرزا محمد کا سر کاٹ کے شاہجہان پاس بھیجدیا - جب شاہجہان حوالی دہلی سے شکست پاکر مانڈو مین آیا تھا تو اوسنے افضل خان کو عادل خان و عنبر پاس کمک مدد کے واسطے بھیجا تھا - اوسکے ہاتھ عادل خان کے لیے بازو بند اور عنبر کے لیئے اسپ و فیل و شمشیر مرصع بھیجی تھی - اول وہ عنبر پاس گیا اور جو چیزین شاہجہان نے اوسکے لیے بھیجی تھی پیش کین عنبر نے اون کو نہین قبول کیا اور کہا کہ ہم عادل خان کے تابع ہین وہی دکن کے عمدہ دنیا دارون مین سے ہے تم اول اس پاس جاؤ اور اپنے مطلب کا اظہار کرو اگر وہ تمھاری بات کو مان لے تو مین اوسکی متابعت کرونگا اور جو کچھہ میرے لیئے بھیجا گیا ہے وہ لیلونگا - اور اگر وہ نہ قبول کریگا تو نہین لونگا - عادل خان پاس افضل خان گیا وہ اُس سے بہت بُری طرح پیش آیا مدتون تک شہر سے باہر اوسکو رکھا - اور اوسکے حال پر متوجہ نہ ہوا - اور طرح طرح کی خواری کی اور جو کچھہ شاہجہان نے اوسکے اور عنبر کے لیئے بھجوایا تھا سبکو غائبانہ اُس سے طلب کرلیا - افضل خان یہین تھا کہ بیٹے کے مارے جانیکی اور خرابی خانہ کی خبر سُنی تو وہ سوگ مین بیٹھا -

شاہجہان دور دراز کا سفر طے کرکے بندر مچھلی پٹن مین آیا - جو قطب الملک سے متعلق تھا اور اوسکی حوالی مین پہنچنے سے پہلے اپنا آدمی قطب الملک کے پاس بھیجا - اور انواع و اقسام کی امداد اور ہمراہی طلب کی قطب الملک نے کچھہ نقد و جنس برسم اقامت بھیجا - اپنی سرحد کے میر کو لکھا کہ اپنی سرحد سے شاہجہان کا بدرقہ بنکر سلامت گذار دے اور تمام غلہ فروشون اور زمینداروں کو دلاسا دیکر مقرر کیا کہ شاہجہان کے لشکر مین غلہ اور تمام ضروریات پہنچائی جائین ۲۸ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۳ کو نوروز ہوا جشن بدستور ہوا بادشاہ نے ان دنون لیساولون و لیساقون کو حکم دیا کہ دولت خانہ سے نکلنے کے اور سواری کے وقت معیوب آدمیون کو جیسے کور و گوش و بینی بریدہ و کوڑی و مجذوم ہین روک دین کہ وہ نظر کے روبرو نہ آنے پائین - جب بادشاہ کو اثر لیسہ مین شاہجہان کے آنے کی خبر متواتر آئی تو شاہزادہ پرویز اور مہابت

شاہجہان کا مچھلی پٹن میں آنا

نوروز و جشن

اور امراکو تاکید کے ساتھ فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دکن کا نظم ونسق کرکے بہت جلد صوبہ
الہ آباد و بہار کو روانہ ہون۔ اگر بسبب اتفاق صوبہ دار بنگالہ اوسکی راہ نہ روک سکے
اور اوس سے مقاومت نہ کرسکے تو تم اس سے مقابلہ کرو اور حزم و احتیاط کے سبب سے
عمدۃ السلطنت شاہجہان کو دار الخلافہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ ان حدود مین حکم کے لیے
کان لگائے رہو اگر کسی خدمت کی حاجت پڑے اور اوسپر اشارہ کیا جائے تو فرمان کے
حکم کے مطابق کاربند ہو جس مانہ مین شاہجہان کے پاس سے عبد العزیز جہانگیر پاس آیا تھا
تو شاہ کے حکم سے وہ مہابتخان کی حوالات مین تھا بعد چند روز کے کام و ناکام مہابتخان
نے اوسکو اپنا ملازم کیا اور برہان پور سے برسم رسالت عادل خان پاس بھیجدیا دارائی خان
دکن نے دلی بندگی اور دولتخواہی اختیار کی عنبر حبشی نے اپنے معتمد علی شیر کو مہابت
پاس بھیجا اور نوکرون سے بھی زیادہ عرضداشت مین عجز و فروتنی ظاہر کی اور اقرار دیا کہ
دیوگانو مین آنکر مہابت خان سے ملاقات کرے اور اپنے بڑے بیٹے کو بندگان درگاہ کی
سلک مین منتظم کرے۔ قاضی عبد العزیز کا نوشتہ آیا کہ عادل خان خدمت و دولتخواہی پر
کمر بستہ ہوا اور اوسنے یہ مقرر کیا کہ ملا محمد لاری کو کہ وکیل مطلق العنان اور نفس ناطقہ
اسکا ہے اور محاورات و مراسلات مین اوسکو ملا بابا کہتے اور لکہتے ہین پانچہزار سوارون کے
ساتھ بھیجے گا کہ وہ ہمیشہ خدمت مین بسر کرے اونکو آیا ہوا ہی سمجھو مکرر فرمان صادر
ہوئے کہ شاہزادہ پرویز مع اپنے ہمراہی لشکر کے بنگالہ کو جائے۔ باوجود برسات کے
موسم کے اور شدت باران کے اور گل مالوہ کے برہان پور سے کوچ ہوا اور مہابت خان
نے شاہزادہ کو روانہ کیا اور خود اور ملا لاری نے شہر مین توقف کیا۔ لشکر خان وجادورا
اور اودے رام (جو شاہجہان سے جدا ہوکر مہابت خان سے آن ملے تھے) آدمیون کو
مقرر کیا کہ بالاگھاٹ مین جاکر ظفر نگر مین معسکر بنائین اور جان نثار خان کو بدستور سابق
سرکار بیر مین بھیجا اور اسد خان معموری کو ایلچپور مین روانہ کیا منوچہر پسر شاہ نواز خان کو
جالنا پور مین تعین کیا۔ رضوی خان کو تھالنیر روانہ کیا کہ صوبہ خاندیس کی حفاظت کرے

ہر جگہ ایک ملازم کار دان روانہ کیا گیا کہ ملک کا ضبط و نسق کرے +

ان دنوں میں بنگالہ سے بادشاہ پاس ابراہیم خان فتح جنگ کی عرضداشت آئی کہ اڈیسہ میں شاہجہان داخل ہوا - احمد خان برادر زادہ ابراہیم خان گڈھہ کے زمینداروں پر چڑھائی کرنے گیا تھا اس کو اس حادثہ کی پہلے سے کچھہ خبر نہ تھی وہ متحیر و متردد ہو کر ناگزیر اس مہم سے ہاتھ اوٹھا کے موضع بپلی میں کہ اس صوبہ کا حاکم نشین ہے آیا اور اپنی اشیا لیکر کٹک میں گیا جو بپلی سے بارہ کوس پر بنگالہ کی طرف ہے اپنے میں مقاومت کی استعداد نہ دیکھی تو وہ کٹک میں بھی نہ ٹھیرا اور یہاں سے بردوان میں گیا - اور جعفر بیگ برادر زادہ صالح پر صورت حال ظاہر کی صالح نے حصار بردوان کو استحکام دیا اور صلاح صواب کا دروازہ اپنے اوپر بند کیا - ابراہیم خان اس خبر وحشت اثر کے سننے سے حیرت زدہ ہوا - باوجودیکہ اوسکے کمکی بلاد میں متفرق تھے مگر اوسنے اکبر نگر میں پائے ثبات قائم کیا اور حصار کو استحکام دیا اور سپاہ کے فراہم کرنے میں اور لشکر و حشم کے دلاسا دینے اور اسباب رزم کے ترتیب دینے میں مشغول ہوا - اسوقت شاہجہان کا فرمان ابراہیم پاس آیا جسکا مضمون یہ تھا کہ بسبب تقدیر ربانی و سرنوشت آسمانی وہ حال جو اس دولت خدا داد کے لائق نہ تھا کتم عدم سے عالم ظہور میں جلوہ گر ہوا - روزگار کج رفتار کی گردش سے اور لیل و نہار کے اختلاف سے اس سمت پر اتفاق ہوا - اگرچہ نظر ہمت مردانہ میں اس ملک کی فسحت و وسعت ایک جولانگاہ بلکہ پر کاہ سے زیادہ نہیں ہے - مدعا اس رفیع تر اور مطلب اس عالی تر ہے لیکن اس میں پہ گذر ہوا ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہیے اگر تیرا عزم بادشاہ کی درگاہ میں جانے کا ہو تو تیرے دامن ناموس خانمان سے تعرض نہیں ہے بفراغ خاطر روانہ درگاہ ہو اور اگر توقف کو صلاح وقت جانے تو اس ملک میں جس جگہ کو پسند کرے اوسکو خفیہ کرے اور آسودہ و مرفہ الحال زندگی بسر کرے - ابراہیم خان نے عرض کیا کہ بندگان حضرت (جہانگیر) نے یہ ملک اس غلام کو سپرد کیا ہے یہ امانت سر اور جان کے ساتھ ہمراہ رہے گی —

شاہجہان کا لشکر بردوان پر آیا صالح نے حصار کو استحکام دیا اور جنگ و جدال پر مستعد ہوا

شاہجہان کی فتوحات بہار و بنگالہ میں +

عبداللہ خان نے اوسکو فرصت نہ دی اور سخت محاصرہ کیا جب کام دشوار ہوا اور کسی جانب سے کمک اور
نجات کی راہ نہ دیکھی تو وہ قلعہ سے نکلکر عبداللہ خان پاس آیا - خان نے اسکو شاہجہان پاس
بھیجدیا اور حصار کو لے لیا جب سر راہ کا سنگ اٹھہ گیا تو لشکر اکبر نگر پر آیا - ابراہیم خان نے چاہا کہ
قلعہ اکبر نگر کو استحکام دے اور شرائط حصن و قلعہ داری کو بجا لائے لیکن اکبر نگر کا حصار بڑا تہا اوسکے
پاس لشکر کی جمعیت اسقدر نہتی کہ سب طرف سے جیسی چاہے ویسی محافظت کرتا رہے - اوس کے
بیٹے کے مقبرہ میں ایک حصار محکم مختصر سا تھا اس میں وہ متحصن ہوا اس اثنا میں جو امرا کہ تھانوں میں
متعین تھے اس پاس آ گئے شاہجہان کا لشکر اکبر نگر کے باہر آیا اور اونے حصار مقبرہ کا محاصرہ
اندر اور باہر سے آتش قتال نے اشتعال پایا - اسوقت احمد بیگ حصار میں آگیا - اسکے آنیسے
دلون کو تقویت ہوئی - اکثر آدمیون کے اہل و عیال دریا سے اس طرف تھے عبداللہ خان نے
دریا خان کو دریا سے پار اسطرف روانہ کیا - وہان اوسنے لشکر آراستہ کیا - اس خبر وحشت اثر
کو ابراہیم خان نے سنکر احمد خان کو ساتھہ لیا اور اس طرف سراسیمہ گیا اور آدمیون کو قلعہ کی حراست
و حصانت کے لئے چھوڑ جنگی کشتیون کو جنکو ہند کی اصطلاح میں نوارہ کہتے ہیں اپنے سے پہلے
اس سمت میں روانہ کیں کہ دشمن کی فوج کو سر راہ روکیں اور دریا سے عبور نہ ہونے دیں - مگر اس
نوارہ کے پہنچنے سے پہلے دریا خان دریا سے پار اوتر گیا تہا - ابراہیم خان نے اس خبر کو سنکر
احمد بیگ خان کو دریا کے پار دریا کے سرے پر بہیجا جب وہ دریا پر پہنچا تو دریا کے کنارہ پر فریقین
میں لڑائی ہوئی اور احمد بیگ کے ہمراہی بہت قتل ہوئے - وہ وہان سے بہاگ کر ابراہیم خان
سے آن ملا اوسنے غنیم کے غلبہ و تسلط سے آگاہ کیا - ابراہیم خان نے اسی گہڑی چار دیوار
مقبرہ سے کار طلب آدمی طلب کئے اور وہ اوس سے فوراً آنکر ملے - دریا خان کو جب اس امر کی اطلاع
ہوئی تو وہ چند کوس پیچھے ہٹا - نوارہ ابراہیم خان کے اختیار میں تھا اسلئے دریائے گنگ
سے شاہجہان کا لشکر عبور نہیں کر سکتا تھا - اس اثنا میں راجہ بھیم نے ظاہر کیا کہ اگر فوج مجھے
عنایت ہو تو ادہر جاکر اپنے تعلقہ میں کشتیان بہم پہنچا کر لشکر کو پار اوترواؤں شاہجہان نے
عبداللہ خان کو پندرہ سو سوار دیکر راجہ کے ہمراہ کیا وہ راجہ کی رہنمونی سے ہوا کی طرح گنگا

اور ایک میدان جسکی ایک طرف دریا تھا اور دوسری جانب کے متصل جنگل کا انبوہ تھا عرصہ کارزار
آراستہ ہوا - ابراہیم خان دریا سے پار جاکر عرصہ نبرد پر متوجہ ہوا خود ایک ہزار سوار کے ساتھ
قول بنا اور نور اللہ سید زادہ جو اس صوبہ کے منصبداران تجویزی میں تھا آٹھ سو یا ہزار
سواروں کے ساتھ ہراول قرار پایا اور احمد بیگ خان کو سات سو یا ہزار سواروں کے ساتھ طرح
بنایا اور خود ایک ہزار سواروں کے ساتھ قول بنا - فریقین میں جنگ عظیم ہوئی - نور اللہ میں
تاب مقاومت نہ رہی تو اپنی جگہ کو چھوڑ کر احمد خان سے ملا - وہ مردانہ زخمی ہوا - ابراہیم خان
یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو کے بڑھا - اس دوڑنے میں فوج کا انتظام بگڑ گیا - اکثر اوسکے رفیق کمک
سے ہاتھ اٹھا کر بھاگ گئے - ابراہیم خان نے چند آدمیون کے ساتھ پائے ہمت و جرأت کو بڑھایا
ہر چند اوسکے جلو دار آدمیون نے چاہا کہ اوسکو لیکر اس مہلکہ سے نکالیں مگر وہ راضی نہ ہوا اور
کہا کہ میرا وقت اس کار کے لیے مقتضی نہیں ہے - اس سے زیادہ کیا دولت ہوگی کہ میں اپنے
بادشاہ کی خدمت میں جان نثاری کرون - ابھی یہ بات تمام نہ ہوئی تھی کہ دشمنون نے گھیر کر
جان ستان زخمون سے اسکا کام تمام کیا - سر اسکا کاٹ کر شاہجہان پاس بھیجا حصار
مقبرہ میں جو جماعت متحصن تھی جب اوسکو ابراہیم خان کی شہادت کی خبر ہوئی تو اونکے دل
ہار گئے - اوسی وقت رومی خان نے ایک نقب چالیس گز کا پورا اوڑائی شاہجہان کے
کار طلب آدمی حصار میں دوڑے گئے اور اس دوڑ میں ما بقال دیوان اور شریف خان بخشی
اور بندہ ہائے روشناس تیر و تفنگ سے جان نثار ہوئے اور حصار مفتوح ہوا جو آدمی قلعہ میں
تھے وہ ننگے سر و پاؤن باہر آئے کچھ دریا میں گر پڑے کچھ کشتی میں ہجوم کر کے بیٹھکر
ڈوبے - اور ایک گروہ اپنے اہل و عیال کے سلسلہ میں گرفتار تھا اوسنے آنکر ملازمت کی میرک
جلائر جو اس صوبہ میں سب سے بڑا تھا وہ گرفتار ہوا - ابراہیم خان کے فرزند اور اموال و
اسباب جو ڈھاکہ میں تھے دریا کی راہ سے شاہجہان کا لشکر وہان گیا - احمد بیگ خان
برادرزادہ ابراہیم خان لشکر سے پہلے ڈھاکہ میں پہنچ گیا تھا اوسکو سوا بندگی اور فرمان پذیری
کے کوئی چارہ نہ تھا اوسنے مقربان درگاہ کے وسیلہ ملازمت کی حکم سے وکلا سرکار نے

ابراہیم خان کا مال ضبط کیا - چالیس لاکھ روپئیے قریب نقد سوا اور اجناس اور اقمشہ و فیل وغیرہ
کے ضبط ہوا - میر جلا سریر سے پانچ لاکھ روپیہ وصول کیا - اور اس ملک میں پانسو ہاتھی اور
اور چار سو اسپ گوٹ ہاتھ آئے - نواڑہ اور توپخانہ اسقدر کہ بادشاہان ذی شوکت کے درخور ہاتھ
ہاتھ لگے عبداللہ خان کو تین لاکھ روپیہ راجہ بھیم کو دو لاکھ روپیہ اور داراب خان کو ایک لاکھ
روپیہ اور دریا خان و وزیر خان و شجاعت خان و محمد تقی و بیرم بیگ میں سے ہر ایک کو پچاس پچاس ہزار
روپیہ عنایت ہوا +

اب تک داراب خان اسیر خانہ زندان تھا اب اسکو قید سے نکال کر اور قسم دیکر بنگالہ
کی حکومت اسکو سپرد کی - اور اوسکی بیوی اور ایک لڑکی اور ایک پسر شاہنواز خان کو ہمراہ لیا
راجہ بھیم پسر رانا نے اس ہرج مرج میں شاہجہان کی خدمت سے جدائی نہیں اختیار کی تھی اوسکے
ساتھ ایک فوج ہمراہ منقلا اپنے سے پہلے پٹنہ کی طرف روانہ کی اور خود مع عبداللہ خان
کے پیچھے روانہ ہوا - شاہزادہ پرویز کی جاگیر میں پٹنہ تھا - اوسنے مخلص خان اپنے دیوان کو
یہان کی حکومت و حراست حوالہ کی تھی اور الہ یار خان پسر افتخار خان اور شیر خان کو یہان
فوجدار مقرر کیا تھا - راجہ بھیم کے آنے سے پہلے ان سب نے ہمت ہاری اور حصار پٹنہ کے استحکام
کی توفیق نہ ہوئی - الہ آباس کی طرف بھاگ گئے - یہ ملک مفت ہاتھ سے گنوایا - اور اپنی جان کو بچایا - راجہ
بھیم بے مزاحمت و منازعت شہر پٹنہ میں آیا اور صوبہ بہار پر متصرف ہوا - چند روز کے بعد
شاہجہان نے اس مرزبوم کے سارے متوطنوں پر سایہ عاطفت ڈالا اور اس صوبہ کے جاگیردار
اوسکی ملازمت میں دوڑے آئے اور پانچ چھ ہزار سوار نوکر ہو گئے - سید مبارک جو قلعہ
رہتاس کی حکومت رکھتا تھا قلعہ حوالہ کیا - اور راجہ جنیہ کے زمیندار نے قدمبوسی کی -
شاہجہان نے اپنے سفر کرنے سے پہلے عبداللہ خان کو ایک فوج کے ساتھ الہ باس روانہ کیا
اور دریا خان افغان کو ایک جماعت کے ساتھ مانک پور و اودہ کی طرف تعین کیا - چند روز بعد
بیرم بیگ کو صوبہ بہار کی حکومت و حراست تفویض کی اور خود جونپور کی طرف روانہ ہوا -
جہانگیر قلی خان جو جونپور کی حکومت رکھتا تھا وہ الہ باس میں رستم خان پاس چلا گیا عبداللہ

گرم و گیرا قصبہ جھوسنی مین آیا جو دریا گنگ کے اوس طرف الہ باس کے مقابل مین ہے لشکرگاہ
آراستہ کیا شاہجہان جونپور مین آیا ۔عبد اللہ خان بنگالہ سے نوارہ عظیم لایا تھا ۔توپ تفنگ کی
ضرب سے وہ دریا پار ہوا اور الہ باس کو لشکرگاہ بنایا ۔مرزا رستم قلعہ مین متحصن ہوا ۔جنگ و جدل کے
رایات کو بلند کیا ۔اندر اور باہر سے تیر و تفنگ کے سفیر پیام مرگ اور شور اجل کو دلیرون کے کان مین
پہنچاتا تھا فتنہ و آشوب عظیم اس سرزمین مین برپا ہوا ۔

سوانح دکن کا مجمل حال لکھا جاتا ہے ۔ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ عنبر حبشی نے علی شیر اپنے
وکیل کو مہابت خان پاس بھیجا تھا اور اس امید مین نہایت عجز و فروتنی ظاہر کی تھی ۔کہ صوبہ
دکن کی مہمات کا اہتمام اسکے سپرد کیا جائے ۔اسکی عادل خان سے دشمنی تھی ۔وہ چاہتا تھا
کہ بادشاہی آدمیون کی اعانت سے اپنا تسلط اور ترفع عادل خان پر ظاہر کرے ۔ایسے ہی
عادل خان اوسکی رفع شر کے واسطے چاہتا تھا کہ صوبہ دکن اسکے قبضۂ اقتدار مین حوالہ کیا جائے
آخر کو عادل خان کا افسون کارگر ہوا ۔مہابت خان عنبر کی جانب کو ترک کرکے عادل خان کی
کارروائی مین مشغول ہوا ۔عنبر برسر راہ تھا اسلئے ملا محمد لاری وکیل عادل خان اوسکی جانب سے خاطر
نگران رکھتا تھا ۔ــــــــــــ ۔مہابت خان نے ایک بادشاہی فوج بالاگھاٹ مین تعین
کی کہ وہ ملا محمد کے ہمراہ ہوکر برہانپور مین اُسے پہنچا دے ۔عنبر اس خبر کو سن کر متردد ہوا وہ نظام الملک
کو قصبہ کھرکی سے قندہار مین لے گیا جو ولایت گلکنڈہ کی سرحد پر واقع ہے اور فرزندون کو مع
احمال و اثقال کے قلعہ دولت آباد مین چھوڑا ۔اور کھرکی کو خالی کیا ۔اور مشہور یہ کیا کہ مین قطب الملک
کی سرحد پر اسلئے جاتا ہون کہ اپنا زر مقرر اُس سے بازیافت کرون ۔جب ملا محمد لاری برہانپور
مین مہابت خان سے ملا تو وہ اوسکو شاہزادہ پرویز پاس لے گیا ۔اور سربلند رائے کو شہر برہانپور
کی حکومت و حراست سپرد کی جادو رائے اودے رام کو اسکی کمک کے لئے مقرر کیا ۔اور لشکر اوس کے اور
برادر دو مین کو احتیاطاً ساتھ لیا ۔جب شاہزادہ سے ملا محمد ملا تو یہ قرار پایا کہ وہ پانچہزار سوارون کے
ساتھ برہانپور مین رہے اور سربلند رائے کے ساتھ احکام چلائے اور انتظام مہام کرے اور عین الدولہ
اسکا بیٹا ہزار سوار کے ساتھ شاہزادہ کی خدمت مین رہے +

سوانح دکن

خان زادہ خان کا پلنگ توش اوزبک پر فتح پانا

۱۱ خرداد کو جہانگیر خطہ کشمیر مین آیا - یہان آنکر اوسنے سُنا کہ پلنگ توش اوزبک سپہسالار
نذر محمد خان نے ارادہ کیا ہے کہ حوالی کابل اور غزنین پر تاخت کرے - خان زادہ خان پسر
مہابت خان نے مع اپنے کمکی امرا کے شہر سے باہر آکر اوس کی مدافعہ و مقابلہ مین ہمت
کی ہے اسواسطے بادشاہ نے غازی بیگ اپنے خدمتگار کو ڈاک چوکی مین روانہ کیا کہ
حقیقت حال پر اطلاع حاصل کرکے خبر مشخص لائے - غازی بیگ کی عرضداشت سے
معلوم ہوا کہ الوس ہزارجات نے جنکا یورت حدود غزنین مین واقع ہے اور قدیم سے
حاکم غزنین کے مال گزار تھے اونکے ضبط و انتظام کے لئے پلنگ توش نے مضافات
غزنین موضع صوار مین ایک قلعہ بنایا ہے اور اپنے ہمشیرہ زادہ کو ایک فوج کے ساتھہ وہان
متعین کیا ہے - اس سبب سے الوس ہزارہ نے خانزاد خان پاس آنکر استغاثہ کیا کہ ہم قدیم
حاکم کابل کی رعیت و مالگزار رہے ہین پلنگ توش چاہتا ہے کہ ہم کو تعدی سے فرمانبردار
بنائے اگر اوسکے شر کو ہم سے دور کرو تو بدستور سابق ہم رعیت اور فرمان پذیر ہین ورنہ
ناگزیر پلنگ توش کے ملتجی ہوکر اپنے تئین اوزبکون کی بیداد اور ظلم کے آسیب سے بچائینگے
خانزاد خان نے ایک فوج ہزارہ کی کمک کے لئے بھیجی خواہرزادہ پلنگ توش نے اونکا مقابلہ کیا
اور زد و خورد کے درمیان وہ اوزبکون کی ایک جماعت کے ساتھہ قتل ہوا اور سپاہ منصور نے
اوسکے قلعہ کو خاک کے برابر کیا اور ظفر و فیروزی کے ساتھہ معاودت کی - پلنگ توش اس خبر
سُننے سے اپنے کردار سے خجل ہوا نذر محمد خان برادر امام قلی خان والی توران سے
التماس کی کہ کابل کی سرحد پر تاخت کرکے اپنے انفعال کو دور کرنا چاہتا ہون - ابتدا
مین نذر محمد خان و اتالیق و عمدہاے لشکر نے اس جرأت و بیباکی کی تجویز نہین کی لیکن
جب پلنگ توش نے بہت مبالغہ کیا تو اوسکو اجازت ملی وہ دس ہزار سوار اوزبک و المانچی
لیکر ان حدود مین آیا - خانزاد خان نے اس خبر کو سُنکر تھانجات سے آدمیون کو طلب کیا
اور اسباب قتال و جدال کی ترتیب مین مشغول ہوا - عمدہ سپاہ کا لشکرگاہ موضع شیرگڑھ مین
آراستہ ہوا جو غزنین سے دس کوس پر ہے - سپاہ اوزبک نے غزنین سے تین کوس پر لشکرگاہ

تیار کیا شیرگڈہ سے تین کوس لشکر شاہی چلا تھا کہ اوسکا مقابلہ اور زنگیون کی سپاہ سے ہوا جنگ
مین امتداد و اشتداد ہوا آخر کو شاہی لشکر نے پلنگ توش کو قلعہ جما ڈنک کہ میدان جنگ
سے چھہ کوس تھا بھگایا۔ تین سو اوزبک مارے گئے اور ہزار گھوڑے اور بہت سے اسلحہ
کہ مخالفون نے گرانی کے سبب سے راہ مین پھینک دئے تھے لشکر بادشاہ کے ہاتھ آئے اور فتح عظیم
کہ اور فتوحات کی عنوان تھی حاصل ہوئی۔ پلنگ توش کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ پلنگ کے معنی برہنہ
کے ہین اور توش کے معنی سینہ کے ہین کہ لڑائی مین سینہ کو کھول کر گیا تھا اسلئے یہ نام اسکا
مشہور ہوگیا۔ اکثر اوقات وہ قندہار اور غزنین کے درمیان رہتا تھا اور کر خراسان مین
اوسنے سپاہیانہ دستبردین کین تہین شاہ عباس اسی مواخذہ مین اوسکو گرفتار کرنا چاہتا تھا
جب ملک عنبر قطب الملک کی سرحد پر آیا تو اوسنے مبلغ تقرری کو بازیافت کیا کہ ہر سال خرچ سپاہ کے
لئے اوسسے لیتا تہا اور دو سال سے اوسنے نہین دیا تہا۔ اور عہد و سوگند سے اس طرف سے
خاطر جمع کرکے ولایت بیدر مین آیا اور اس ملک کی حراست کے لیئے جو عادل خان کے آدمی مقرر تہے
اونکو زبون اور بے استعداد دیکھہ کر اونپر تاخت کی اور شہر بیدر کو تاراج کیا اور بہان سے جمعیت
و استعداد کے ساتھہ عادل خان کے سر پر چڑہا۔ عادل خان نے اپنے مردان کارگزیدہ اور
سرداران پسندیدہ ملا محمد لاری کے ساتھہ برہانپور بھیجے تھے اسپاس ایسی جمعیت حاضر نہ تھی
کہ وہ ملک عنبر کی دفع شرارت کے لیئے کفایت کرتی اسلئے صلاح وقت و پاس محارست دولت
اس مین دیکھی کہ وہ قلعہ بیجاپور مین متحصن ہوا اور برج و بارہ استحکام اور قلعہ داری کے لوازم
مین مشغول ہوا۔ آدمی بھیجکر محمد لاری کو طلب کیا اور برہانپور مین جو لشکر اوسکے ہمراہ تھا اوسکو
حکم دیا کہ وہ اوسکے ساتھہ جلد آئے اور صوبہ مذکور کے متصدیون کو تاکید و مبالغہ کے ساتھہ
لکھا کہ میرے اخلاص و دولتخواہی شاہی کی حقیقت ظاہر ہے اور مین اپنے تئین درگاہ
شاہی کے منسوبون مین سے جانتا ہون اوسوقت میرے ساتھہ عنبر ناحق شناس گستاخانہ پیش آیا ہے
مجھے امید ہے کہ کل دولتخواہ سپاہ کے ساتھہ جو اس صوبہ مین ہین میری کمک پر متوجہ ہونگے اور
اس فضول غلام کو دور کرکے اوسکے کردار ناہنجار کی سزا دینگے جب شاہزادہ پرویز اور

مہابت خان الہ باس گئے ہیں تو سر بلند راے کو برہانپور میں حکومت و حراست کے لئے مقرر
کر گئے تھے کہ مہمات کلی و جزوی محمد لاری کی صوابدید سے کرے اور دکن کے انتظام
مہام میں اسکی صلاح سے انحراف نہ کرے جب محمد لاری بہت بجد ہوا تو اوس نے
تین لاکھ ہون کہ قریب بارہ لاکھ روپیہ کے ہوتے ہیں لشکر کے مدد خرچ کے صیغہ میں
متصدیوں کو دئے عادل خان کے نوشتے در باب کمک مہابت خان پاس پہنچے
اوسنے بھی متصدیان دکن کو لکھا کہ بے تامل و توقف ملا محمد لاری کے ہمراہ عادل خان کی
کمک کے لئے وہ جائیں تا کہ سر بلند راے نے کچھ آدمیوں کے ساتھ برہانپور میں توقف کیا
اور لشکر خان و میرزا منوچہر و خنجر خان حاکم احمد نگر اور جان سپار خان حاکم بیر اور امراء و منصبدار
صوبہ دکن میں متعین تھے ملا محمد لاری کے ساتھ عادل خان کی کمک کے لئے اور عنبر کے
استیصال کے لئے چلے جب عنبر کو یہ بات معلوم ہوئی تو اوسنے بھی بندگان درگاہ کو
نوشتے بھیجے کہ میں غلامان درگاہ میں سے ہوں اور سگان درگاہ سے نسبت رکھتا ہوں
کوئی بے ادبی بھی مجھ سے ظہور میں نہیں آئی میں نے کونسی تقصیر و گناہ کیا ہے کہ میری
خرابی اور استیصال کے درپے ہوئے ہو اور عادل خان کی تکلیف سے اور ملا محمد کی تحریک
سے میرے سر پر چڑھے چلے آتے ہو میرا اور عادل خان کا اُس ملک پر جھگڑا ہے جو کہ زمانہ
سابق میں نظام الملک سے متعلق تھا اب وہ اسپر متصرف ہے اگر وہ بندوں میں سے ہے تو
میں بھی غلاموں میں ہوں - اب مجھے اور اوسے چھوڑ دو وہ جھگڑے اور میں اوسے سمجھ لونگا
مشیت حق جو ہوگا وہ ظہور میں آئے گا ان لوگوں نے اوسپر التفات نہ کیا کوچ بکوچ کرتے
ہوئے چلے گئے عنبر حسب الحاج تواہی کرتا اور سلوا دیتا ہی وہ زبون جانتے اور
اوسپر شرارت ظاہر کرتے جب فوجیں بیجاپور کے نزدیک آئیں تو عنبر حوالی بیجاپور سے
فرار ہوا اور تلافی اور منصوبہ بازی کی فکر میں مشغول ہوا لشکر بادشاہی اور ملا محمد غالب
ہو کر عنبر کے پیچھے پڑے اور امان اور فرصت نہ دیتے جس طرف عنبر جاتا وہ اس طرف
اسپر تاخت کرتے وہ عنبر سے پیشتر آکر متواتر بعض تقصیر کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے بھیجتا

حوالی احمد نگر کے میدان مین وہ پہنچا یہان اوسکو جنگ کے لئے میدان قابو ملا اوسنے صف کارزار
آراستہ کی طرفین کے رزم طلب فوجین آراستہ کرکے جنگی فیلان مست اور توپخانون کو مقابل لائے
اول عادل خان اور عنبر کے آدمیون مین جنگ ہوئی اور فوج حبشی نے بلاے سیاہ کی طرح
لشکر ملا محمد پر یورش کی اور حملے ایکے دوسرے پر ہوئے اس ضمن مین ملا محمد پر قضا کا گولہ لگا
وہ گھوڑے سے گیا گرا کہ لشکر نے ہزیمت پائی اور فوج بادشاہی کے سرداران بیجاپور کے
عنان بر عنان راہ فرار اختیار کی اس حال میں ایک فوج تازہ عنبر کی مدد کو اس قصد سے
آئی کہ فوج ہزیمت خوردہ کا تعاقب کرے۔ وہ اس انبوہ مغلوب سے دوچار ہوئی ایک طرف
فوج عنبر نے تاخت کی سوار و پیادے بے شمار زیر تیغ کئے اور سوار اسکے بادشاہی اور
عادل خان کے پانچ امیر اور عمدہ نوکر اسیر ہوئے اور خنجر خان حاکم احمد نگر زخمی ہوکر جان سلامت
لے گیا اور قلعہ مین پہونچ گیا۔ امراے مقید مین سے فولاد خان جو بیجاپور کے عمدہ نوکرون مین
تھا اور عنبر کے ساتھ عداوت و ہمچشمی رکھتا تھا وہ قتل ہوا۔ باقی امرا کے طوق و زنجیر پڑے
اور قلعہ دولت آباد کے اوپر بھیجے گئے۔ ایک روایت یہ ہے کہ ملک عنبر نے امراے اسیر کو بستہ
اپنے سامنے بلایا۔ امراے بادشاہی کو جدا کرکے مخاطب و معاتب ہوا کہ بغیر اسکے کہ تم مین سے
کسی نے تردد کیا ہو یا کوئی تم مین سے زخمی یا کشتہ ہوا ہو محض ملا محمد کے مارے جانے سے تم نے
راہ فرار اختیار کی۔ یہ کیا تام و ننگ کا پاس اور حق نمک آقا تھا کہ ظہور مین آیا۔ پھر حکم دیا کہ ہر ایک کو
سو کوڑے مارے جائیں ان مین سے جنکو کوڑے مارنے کا حکم ہوا تھا ایک لطیفہ گو شاعر بھی تھا یا نصدی
منصب رکھتا تھا جب اسپر کوڑے لگانے کی نوبت آئی تو اوسنے فریاد کی اور کہا کہ مین سنتا تھا
کہ ملک عنبر عدالت پیشہ او منصف ہے لیکن یہ غلط تھا۔ یہ کہاں شرط عدالت ہے کہ جو جماعت
دولت دو ہزاری و سہ ہزاری منصب رکھتی ہوا وسکا جرمانہ بھی سو کوڑہ ہوا اور مین پانصدی
ہون مجھپر بھی وہی جرمانہ ہو عنبر کو یہ بات خوش آئی اور کوڑہ مارنا موقوف ہوا۔ ملک عنبر نے
عادل خان کے ملک کو تاخت و تاراج کرکے قلعہ شولاپور کو کہ ابتداے نزاع ملکی کا سبب ہوا تھا
تاراج کرکے اوسکے لشکریون کو زیر تیغ کیا اور اس طرف بندوبست سے خاطر جمعی کرکے ملک

بادشاہی کی تاخت پر مصروف ہوا ملکہ پورا اور نواح برہانپور تک آبادی کے آثار چھوڑے۔ جب یہ خبر جہانگیر کو پہنچی تو اوسکو نہایت رنج ہوا اور کشمیر کے لالہ زار کی سیر کرکے وہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔

خانخانان کا نظربند ہونا۔

جب شاہزادہ پرویز بنگالہ روانہ ہوا تو خانخانان کی فتنہ سازی اور نیرنگ پردازی سے اندیشہ رہتا تھا۔ اور اوس کا بیٹا داراب خان شاہجہان کی خدمت مین تھا اسلئے اوس سے خاطر جمع نہ تھی اور اوسکی بیٹی بیوہ جانا بیگم جو شاہزادہ دانیال کی بیوی تھی صاحب ارادہ و باتدبیر مشہور تھی پرویز نے حکم دیا کہ خانخانان مع اپنے تابعین اور لواحقین فوجی اقتدار کے دولت خانہ کے نزدیک ایک خاص خیمہ مین نظربند رکھا جائے۔ ان کے درمیان میان فہیم غلام تھا جو خانخانان صاحب اراد و شجاعت اور رائے صائب و اختیار و کاروبار مین خاص و عالم مین زبان زد تھا اوس کی غیرت نے قید کی خفت کو گوارا نہ کیا۔ اور جنگ مین کمر بستہ ہوکر مع پسر و ہمراہیون کے کشتہ ہوا۔

شاہجہان [illegible]

اب شاہزادون کی لڑائی کی داستان ہے کہ جب سلطان پرویز اور مہابت خان الہ آباد کے قریب پہونچے تو عبداللہ خان نے الہ آباد کے محاصرہ سے ہاتھ اوٹھایا اور جھوسی مین مراجعت کی۔ دریا خان نے دریا کے کنارہ کو فوج سے استحکام دیا تھا اور کشتیون کو اپنی جانب کھینچ لیا تھا۔ اسلئے بادشاہی لشکر کے عبور مین توقف ہوا۔ اور شاہزادہ پرویز اور مہابت خان نے گنگا کے کنارہ پر عسکر آراستہ کیا۔ دریا خان نے گذرون (گھاٹون) کا ضبط کیا۔ زمینداران بیس کہ اس حدود مین اعتبار رکھتے تھے تیس کشتیان اطراف سے جمع کین اور اوپر کی طرف چند کوس لے گئے۔ اور وہان ایک گھاٹ پر لشکر شاہی کی رہبری کی۔ اس عرصہ مین دریا خان آگاہی پاکر مدافعہ و مقابلہ مین مشغول ہوا لشکر بادشاہی دریا سے گذر گیا۔ ناچار دریا خان نے توقف مین صلاح نہ دیکھی وہ جونپور کی طرف چلا گیا۔ عبداللہ خان و راجہ بھیم بھی شاہجہان کے پاس جونپور کی طرف گئے اور شاہجہان سے بنارس جانے کی درخواست کی۔ شاہجہان نے بیگمات حرم کو قلعہ رہتاس مین بھیجا اور خود بنارس کی طرف حرکت کی اور دریائے گنگ سے عبور کرکے

ٹونس ندی پر اقامت کی - پرویز و مہابت خان گنگ کے پار ہو کر ٹونس کے کنارہ پر مقیم ہونا
چاہتے تھے کہ بیرم بیگ مخاطب بخاندوران خان شاہجہان کے حکم سے گنگا پار آیا اور آقا محمد
سے لڑا اور شکست پائی - اور قتل ہوا اسکا سر شاہزادہ پرویز پاس آیا اور ایک نیزہ پر لٹکایا گیا -
رستم خان نے جو پہلے شاہجہان کا نوکر تھا اور بھاگ کر شاہزادہ پرویز سے ملا تھا اوسنے کہا کہ خوب ہوا
کہ حرامخور قتل ہوا جہانگیر قلی پسر اعظم خان حاضر تھا اوسنے کہا کہ اس کو حرامخور اور باغی نہیں کہنا چاہئے
اس سے زیادہ نمک حلال کوئی اور آدمی نہیں ہو سکتا کہ اپنے صاحب کی راہ میں جان دے اور
اس سے زیادہ کیا کوئی کر سکتا ہے اب بھی اسکا سر تمام سرون کی بلند تر ہے اس واقعہ کے بعد شاہجہان
نے اپنی سپاہ کے سردارون سے مشورہ کیا - اکثر دولتخواہون اور خصوصاً راجہ بھیم نے صلاح جنگ
صف مین دیکھی - مگر عبد اللہ خان اصلا اس بات پر راضی نہ ہوا اور عرض کیا کہ بادشاہی
لشکر کمیت مین ہمارے لشکر پر افزونی رکھتا ہے لشکر شاہی قریب چالیس ہزار سوار کے ہے اور
ہمارے لشکر مین قدیمی و جدید سپاہی سات (دس) ہزار سوار بھی نہیں ہین مناسب حال یہ ہے
اور صلاح اسمین ہے کہ لشکر جہانگیری کو اس سرزمین مین چھوڑ کر ہم اودہ اور لکھنؤ کی راہ سے نواحی
دہلی مین چلین اور جب تک وہ انبوہ اس طرف دوڑ کر ہمارے نزدیک آوے تو ہم دکن کی طرف
متوجہ ہون تاکہ یہ لشکر بادشاہی لیاری اور گرانی حرکت اسباب حشمت سے عاجز ہو کر آشتی
کرے اور اگر صلح کی صورت نہ ہوگی تو اسوقت بمقتضائے وقت عمل ہوگا - راجہ بھیم نے جنگ
اصرار کیا اور کہا کہ بغیر اسکے میرا ہمراہ ہونا منظور نہیں ہے - بادشاہ نے کچھ اپنی عزت اور
جلادت کے سبب اور کچھ راجہ کی خاطر سے باوجود عدم استعداد اور زبونی لشکر جنگ صف
قرار دیا - طرفین کے لشکر آراستہ عرصہ کارزار مین مبارزت کرنے لگے اول ارابہ توپخانہ حصار سے
لشکر کا گرم آیا - افواج بادشاہی کی یہ کثرت تھی کہ قوس کی طرح شاہجہانی لشکر کو تین طرف
سے گھیر لیا اور تیر و تفنگ کا مینہ اسپر برسایا - توپخانہ چھین لیا - راجہ بھیم نے مخالفون کی کثرت
پر ذرا خیال نہ کیا - راجپوتون کے گروہ کے ساتھ توسن ہمت کو کدایا اور فوج بادشاہی تک
پہنچا - شمشیر ابدار سے کارزار کی - راجہ جگا جوت فیل کو جو اوسکے سامنے آیا تیر و تفنگ کے زخم

کر دیا اور اس شیر بیشہ جرأت و جلادت نے جان نثار راجپوتوں کو ساتھ لیکر کارنامہ مردمی اور شجاعت
ظاہر کیا۔ یہ اوپر کا بیان تو توزک جہانگیری اور اقبال نامہ سے نقل ہوا ہے مگر خافی خان
اس جنگ کا حال اس طرح لکھتا ہے کہ جب پرویز سرحد بنگالہ میں پہنچا ہے۔ پرویز کے
حکموں سے مہابت خان نے زمینداروں اور حکام شاہی پاس نوشتجات بھیجے جو وعدہ و وعید و
تہدید آمیز اور ترک اطاعت و رفاقت شاہجہان پر مشتمل تھے۔ اور مہابت خان ایسی تمہیدات
اور تدبیرات کو کام میں لایا جس سے کہ شاہجہان کا سلسلہ نسق و بندوبست برہم ہوا زمیندار
جو صاحب نواڑہ اور جنگی کشتیوں کے مالک تھے اور اون میں سے بعض مجبور ہو کر شاہزادہ کے [illegible]
کے قبضہ اقتدار میں آگئے تھے اور اونکی ایک جماعت برضا و رغبت شاہجہان کی اطاعت کو
سرمایہ سعادت سمجھتے تھے اونمیں سے زیادہ تر مہابت خان اور احکام بادشاہی کی تہدیدات اور
تنبیہات سے بھاگ گئے اور ملاح کشتیوں پر سے دریا میں کود کر فرار ہوگئے اس ملک میں باشندوں
اور لشکر کی زیست کا اور رسد غلہ و تمام ماکولات و ملبوسات و تردد جنگ کے بہم پہنچنے کا مدار
نواڑہ اور کشتی پر ہے سو تمام عملہ کشتی سلطان پرویز سے جا ملا تو شاہجہان کا لشکر اس قدر تنگ ہوا
کہ بغیر اسکے کہ پاے جنگ و کارزار درمیان آئے جوق جوق سپاہ اور کاسبان بازار اٹھ کر چلے
گئے۔ شاہجہان نے جو تیس چالیس ہزار سپاہ جمع کی تھی اُس میں سے دس ہزار سوار باقی رہے
جنمیں سے زیادہ تر فرار کے فکر میں تھے اتفاق سے لشکر کا نزول ایسے جنگل میں ہوا کہ خاردار
اشجار سے پُر تھا۔ شاہجہان نے ناچار ہو کر فرمایا کہ لشکر کے گرد چار دیواری بنائی جائے۔ غلہ کے
پہنچنے کی راہ بالکل مسدود ہوئی۔ سلطان پرویز کی سپاہ سامنے آئی۔ اونے اطراف کا محاصرہ
کیا۔ چند روز کے محاصرہ میں روز بروز لشکر کا حال تباہ ہوتا جاتا تھا اور باقی سپاہ کارزار
میں دل نہیں لگاتی تھی بلکہ عمدہ سردار بھی جنگ پر راضی نہ تھے اور صلح و مدارا چاہتے
تھے۔ راجہ بھیم و شیر خان تھوڑی کمک لیکے شاہزادہ پرویز کی فوج کے مقابل آئے اور توپخانہ
آتشبار کے گرد پروانہ وار پھرے اور جنگ مردانہ اور تردد رستمانہ کیا جو شرح و بیان میں نہیں
آسکتا خصوصاً راجہ بھیم خود شمشیر زنان مع جان نثار ہمراہیوں کے صف فوج کو پھاڑ کر سلطان پرویز

قول پر جا پہنچا جو سامنے آیا اوسکو شمشیر و سنان سے نیچے گرایا سلطان پرویز کے مقابل جانے میں
کتنے ایک امیرون اور نامی مبارزون کو خانہ زین سے زمین پر سرنگون کیا قریب تھا کہ بادشاہ
کی چالیس ہزار سپاہ برہم ہو جائے - مہابت خان نے حکم دیا کہ فیل مست کو اوسکے مقابل لائیں
راجہ بھیم اور شیر خان تنے اور رجپوتون کی ایک جماعت نے اس بلا سے سپاہ پر حملہ کرکے شمشیر و برچھی
سے اوسکی خرطوم کو زخمی کرکے مار ڈالا ہر دفعہ کہ راجہ قلب گاہ لشکر پر حملہ رستمانہ کرتا تھا نعرے خلقیان
دونون لشکرون سے صدائے آفرین بلند ہوتی تھی - آخر کو مہابت خان مع چند نامدار بہادرون
کے راجہ کے مقابلہ میں آیا - باوجودیکہ راجہ کے کاری زخم لگے تھے اوسپر بھی وہ مہابت خان
کا ہم نبرد ہوا تردد بہادرانہ کرکے وہ گھوڑے سے گرا - اوسکے سر کاٹنے کے قصد سے
جو مخالف اوسکے نزدیک آیا جوہر غیرت کی مدد سے وہ اوٹھتا تھا اور اپنے حریف کا کام
تمام کرتا تھا - دم واپسیں تک شمشیر ہاتھ سے نہیں چھوڑی شیر خان نے بھی ایک راجپوتون
کی جماعت کے ساتھ شرط فدویت و جانبازی کی ادا کی پھر بازار کارزار ایسا گرم ہوا کہ دو تین
تیر شاہجہان کے جامہ میں اور تین چار تیر اسپ سواری خاصہ میں لگے - کل بارہ ہزار سوارون
میں عبد اللہ خان کے ہمراہی پانسو سوار اور بعض دولتخواہ جان نثار باقی رہے شاہجہان
نے مکرر چاہا کہ کلمہ شہادت و استغفار زبان پر لاکر دشمن کے لشکر کے قلب پر حملہ کرے مگر عبد اللہ
خان مانع ہوا شاہجہان نے جب قصد مکرر کیا تو نوبت یہ آئی کہ عبد اللہ خان بعض دولتخواہون
کے اتفاق سے گھوڑے کو پکڑ کر گستاخانہ ازروے دلسوزی فدویانہ سد راہ ہوا اور کہا کہ حضرت
کے جد آبائے مثل فردوس مکانی بابر بادشاہ پاس کئی دفعہ دس بیس سوار رہ گئے وہ معرکہ کارزار
سے نکل آیا اور خود کنارہ کشی کی اور پھر کامیاب ہوا - اگر حیات باقی ہے سلطنت آپ کی
خانہ زاد و ہمرکاب ہے - شاہجہان کو چند نفر کے ساتھ جریدہ اس تہلکہ سے نکال لایا تمام خزانہ
و فیل و کارخانے و توپخانے تاراج ہوئے اور سلطان پرویز کے آدمیون کے تصرف میں
آئے اونھیں دنون میں شاہزادہ محمد مراد بخش پیدا ہوا اس نونہال کو بعض خادمان محل کے
ساتھ قلعہ رہتاس میں پہنچایا اور فضل الہی کے سایہ میں سونپا محل خاص ہمراہ لیکر دکن کا قصد کیا

مہابت خان کے نوشتون سے جہانگیر سے حقیقت حال معروض ہوئی تو اوسنے شاہجہان کے حال پر
بہت افسوس کیا۔ یہ بھی معروض ہوا کہ شاہجہان صدمات بنگالہ کے بعد دکھن کو روانہ ہوا ہے
تو تعاقب کا حکم سزاول کے ہاتھ سلطان پرویز پاس بھیجا اور فرمان گیا کہ مہابت خان ملک
برہم خوردہ بنگالہ کے بندوبست کے واسطے یہاں سے اور پرویز بلا توقف دکن کی طرف مرحلہ پیما ہو
سربلند راے صوبہ دار برہانپور کے نام حکم صادر ہوا کہ سلطان پرویز کے پہنچنے تک اس صورت
مین کہ شاہجہان برہانپور کو محصور کرے محافظت شہر مین مشغول ہو اور جنگ کی جرات نہ کرے
اس حکم کی نسبت اقبال نامہ مین لکھا ہے کہ جب اسد خان بخشی دکن کی برہانپور سے عرضداشت
آئی کہ یاقوت حبشی دس ہزار سوارون کے ساتھ بلکاپور مین موجود ہے جو برہانپور سے دس کوس پر
ہے سربلند راے کا ارادہ شہر سے باہر جاکر اوس سے لڑنے کا ہے تو بادشاہ نے بتاکید تمام
حکم صادر کیا کہ جب تک کمک نہ پہنچے زنہار لڑنے کا ارادہ نہ کرے برج و بارہ کو مستحکم کرے
جب شاہجہان نے داراب خان کو بنگالہ سپرد کیا تھا تو اوسکے زن و فرزند کو اپنے ہمراہ لے لیا تھا
بعد اس حادثہ مذکور کے اوسکے قبائل کو نونہال محمد مرادبخش کے ساتھ رہتاس مین چھوڑا
اور داراب خان کو لکھا کہ ملک عنبر اور اور سرداران دکن کے نوشتے ہماری طلب مین
آئے ہین اور وہ ہمارے منتظر ہین جلد ہمارے پاس چلے آؤ کہ ہم تم ساتھ روانہ ہون۔ داراب خان
نے ناموافقت ایام اور کوتاہی عقل سے عذر ہاے ناسموع کرکے بات کو ٹالا اور لکھ بھیجا کہ زمینداروں
نے اتفاق کرکے مجھے گھیر رکھا ہے مین نہین آسکتا جب اسکے آنے سے مایوس ہوا تو دکن کو جس
راہ سے آیا تھا اسی راہ پر روانہ ہوا۔

سلطان پرویز صوبہ بنگالہ مہابت خان کو سپرد کرکے شاہجہان کے تعاقب مین گیا۔
داراب خان کی طلب مین نوشتے بھیجے اور اپنے پاس اوسکو بلایا۔ اور مہابت خان کو
اوسکے قتل کا اشارہ کیا جسنے اوس کو مار ڈالا عبداللہ خان نے داراب خان کی رفاقت
سے مایوس ہوکر بڑے بیٹے کو شاہجہان کے حکم بغیر بادیہ عدم کا رہ نورد کیا۔ اقبال نامہ مین
لکھا ہے کہ جب داراب خان مہابت خان پاس آیا تو جہانگیر نے لکھا کہ اوس کو زندہ رہنے مین

داراب خان کا مارا جانا

گیا مصلحت سوچی ہے تم کو چاہیئے کہ اسکا سر کاٹ کر ہمارے پاس بھیجدو۔ مہابت خان نے حکم کے بموجب تعمیل کی اُس کے سر کو تن سے جدا کر کے شہنشاہ پاس بھیجدیا۔

بادشاہ اواسط اسفندیارمذ کو ہی کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا۔ نوروز کا جشن ۱۴ جمادی الاخری سنہ ۱۰۳۰ھ کو ہوا جس سے فارغ ہو کر کشمیر کی سیر کے لئے چلا۔ راہ میں منزل منزل خانے و نشیمن بنے ہوئے تھے۔ جہانگیر نے یہ عمارتیں بنوائی تہیں اونکے سبب سے خیمہ و فرش کی ضرورت نہ تھی کہ بار برداری کی تکلیف ہوتی۔ قرشہا ملوکانہ موجود تھے ان میں اترتا ہوا اور سیر و شکار کرتا ہوا تالاب ویل میں کہ کشمیر کے بعض نشان مکانوں میں سے ہے بادشاہ پہنچا۔ ایک مرتفع جا پر ڈیرہ لگایا گیا جہاں تک نظر کام کرتی تہی دشت و کوہ و صحرا و بام و در خانہا سے شہر میں طرح طرح کے پہول اور سبزہ جلوہ گر تھا۔ بعد سیر و شکار کے آخر کو پنجاب کی طرف بادشاہ نے مراجعت کی جب منزل بہمبر پہنچا تو بہت آدمی برف و سرما کے ہنگام اور گزند رساں ہوا سے کوہ کے اوپر اور نیچے تلف ہوئے منزل بہمبر کی کوہ کے نیچے اوپر کی اختلاف ہوا کی عجب نقل کرتے ہیں کہ تیرماہ الہٰی میں زمین اور آسمان دونوں نار کی بہٹی ہوتے ہیں کوتل کے نیچے گرمی و شدت حدت ہوا تابستان کے موسم کے موافق ہوتی ہے کہ مسافر کو برہنہ سونا گرمی کا عذاب دکھاتا ہے اور کوہ کے اوپر جاڑے کے مارے بے لحاف نیند نہیں آتی

بادشاہ نے اس سفر میں یہ تجربہ بھی کیا کہ کتب طب میں خاص کر ذخیرہ خوارزم شاہی میں جو لکھا ہے کہ زعفران کے کھانے سے ہنسی آتی ہے اور اگر زیادہ تر کھلایا جائے تو ہنسی کے مارے مر جائے یہ بات بالکل غلط نکلی بہت زعفران آدمیوں کو کھلایا اونہوں نے تبسم بھی نہیں کیا (زعفران کا اثر بعض ایسے آدمیوں پر ہوتا ہے جو سریع الاحساس ہوتے ہیں)

اس سال کے ابتدا کے واقعات یہ ہیں کہ جب شاہجہان دکھن میں برار کی سرحد پر آیا تو ملک عنبر نے اوسکی خدمتگاری شروع کی اوسکی ہوا خواہی کے لئے ایک فوج لشکر دکنی یاقوت خان کے حوالی برہانپور میں تاخت و تاراج کے لئے بہیجی اور شاہجہان کو لکھا کہ جلد آؤ شاہجہان اس طرف چلا اور دیولگانوں میں خیمہ لگایا عبداللہ خان محمد تقی مخاطب بشاہ قلی خان

واقعات دکن و شاہجہان

ایک فوج کے ساتھہ تعین کیا کہ وہ یاقوت خان کے ساتھہ متفق ہو کر برہان پور کا محاصرہ
کریں اور قلعہ گیری کے لوازم مین مصروف ہون - اور اوسکے بعد وہ خود بھی اس طرف
متوجہ ہوا اور سواد شہر مین لال باغ مین اُترا - راؤ رتن اور اور بادشاہی ملازم
قلعہ مین تھے اور شہر و حصار کے استحکام کی شرائط اہتمام و لوازم کار آگہی کی تقدیم
کر کے معتصم ہوے - شاہجہان نے حکم دیا کہ ایک طرف عبد اللہ خان اور دوسری طرف
سے شاہ قلی خان قلعہ پر چسپان ہون جس طرف عبد اللہ خان تھا غنیم نے ہجوم کیا اور
سخت جنگ ہوئی اور شاہ قلی خان قلعہ کی دیوار توڑ کر حصار مین آیا - سربلندرا ے
کارکردہ آدمیونکو عبد اللہ خان کے مقابل مین چھوڑ کر خود شاہ قلی خان سے لڑنے آیا -
اکثر بندی نوکر کوچہ و بازار مین متفرق ہو گئے تھے شاہ قلی خان نے ارک کے
میدان مین دشمن کے مدافعہ و مقابلہ مین کوشش کی - اسکے ساتھہ جو آدمی تھے اُنمین
چند مارے گئے اور وہ ناگزیر ارک مین آیا اور قلعہ کا دروازہ بند کیا - سربلندراے نے
اسکا محاصرہ کر کے اوسپر کار تنگ کیا شاہ قلی خان نے مضطر ہو کر قول لیا اور اُس سے
ملاقات کی جب شاہجہان کو اسکی خبر ہوئی تو دوسری دفعہ فوج کو ترتیب دیکر یورش کا حکم
دیا ہرچند مبارز خان و جان سپار خان اور اور دلیر شرائط سعی و کوشش بجا لائے
مگر کچھہ اثر مرتب ہوا - بار سوم شاہجہان نے خود سوار ہو کر یورش کا حکم دیا - اطراف
بہادران رزم آرا اور دلیران قلعہ کشا نے قدم جرأت و جلادت آگے رکھا اور شجاعت
کے کارنامے ظاہر کئے اور اہل قلعہ مین بعض نامی آدمی مارے گئے جسوقت متحصنین پر
کام دشوار ہو رہا تھا کہ اتفاق سے سید جعفر کی گردن پر تیر تفنگ پیوست ہوا اور وہ
مضطرب ہو کر پھرا - اسکی باگ موڑنے سے تمام دکھنی سراسیمہ ہو کر بھاگ گئے - اور بہت سے
پیدلون کو اپنے ساتھہ لے گئے اور اسی حال مین یہ خبر آئی کہ مہابت خان و خانخانان سپہ سالار
اور شاہزادہ پرویز نے لشکر بادشاہی کے ساتھہ بنگالہ سے معاودت کی اور دریاے نربدا
پر آ گئے ہین تو شاہجہان نے بالاگھاٹ مین مراجعت کی اسوقت شاہجہان سے عبد اللہ خان

جدا ہوگیا اور موضع اندور مین جا بیٹھا نصرت خان جدا ہوکر نظام الملک پاس چلا گیا اور
اوس کا نوکر ہوگیا +

شاہجہان نے برہانپور کا محاصرہ چھوڑکر بالا گھاٹ کی طرف گیا اثناء راہ مین اس کے
مزاج پر قوی ضعیفے نے استیلا پایا اور تصدیعات روحانی پر عارضہ بدنی کا اضافہ ہوا توان
ایام نکبت مین اسکی خاطر مین آیا کہ پدر والا قدر سے عذر تقصیرات کرکے معافی مانگی اس
ارادہ حق پسند کے ساتھ عرضداشت مین جرائم ماضی وحال کا انفعال لکھکر ارسال کیا
حضرت شہنشاہ نے ایک فرمان اپنے خط مبارک سے قلمی فرمایا کہ جسکا مضمون یہ تھا کہ اگر
داراشکوہ اور اورنگ زیب کو ملازمت مین بھیجو اور رہتاس اور آسیر کے قلعون کو ہمارے
آدمیون کے تصرف مین دیدو تو تمہاری تقصیرات معاف ہوجائینگی ۔ اور ملک بالا گھاٹ
اسکو مرحمت ہوگا ۔ اس فرمان کے پہنچنے کے بعد شاہجہان باوجودیکہ شاہزادون کے ساتھ
کمال دل بستگی رکھتا تھا مگر والد ماجد کی رضاجوئی کو مقدم جانا اور ان جگر گوشون کو مع
پیشکش کے جسکی قیمت دس لاکھ روپیہ ہوگی بادشاہ پاس روانہ کیا سید مظفر خان اور
رضا بہادر کو جو قلعہ رہتاس کی حراست پر مقرر تھے لکھا کہ فرمان بادشاہی جس جس کے نام
آئے اوسکو قلعہ حوالہ کردو اور مراد بخش کے ہمراہ میرے پاس چلے آؤ اور حیات خان کو
لکھا کہ قلعہ آسیر بندہ ہائے شاہی کو حوالہ کرکے میرے پاس آؤ ۔ پھر خود ناسک
کی طرف کوچ کیا +

بادشاہ نے عبدالرحیم خانخانان کو اپنے پاس بلایا اور وہ آیا ۔ دیر تک ناصیہ خجالت کو
زمین پر سے نہ اوٹھایا ۔ بادشاہ نے اوسکی دلنوازی اور تسلی کے لئے فرمایا کہ اس مدت مین
جو کچھ ظہور مین آیا وہ آثار قضا و قدر سے تھا کہ ہمارے تمہارے اختیار سے باہر تھا ۔ اسقدر
خجالت و ملامت کو راہ نہ دو غرض اوسکو مناسب جا پر بٹھا دیا اور ازسرنو اوسکو خانخانان کا
خطاب دیا اور قنوج جاگیر مین عنایت ہوا +

بادشاہ نے نورجہان بیگم کے اغوا سے آصف خان اور فدائی خان کو شاہزادہ پرویز پاس

بھجوایا تھا کہ مہابت خان کو اس سے جدا کرکے بنگالہ روانہ کرے اور خانجہان کو گجرات سے طلب کیا تھا کہ وہ شاہزادہ کی وکالت کرے۔ اگرچہ شاہزادہ نے اول اس مین عذر کئے مگر آخر کار مہابت خان بنگالہ گیا اور اوسکی جگہ خانجہان مقرر ہوا۔ خانجہان پاس عبداللہ خان نے پیغام بھیجا کہ عصیان و نمک حرامی اور شاہجہان کی رفاقت سے نادم و پشیمان ہون عفو جرائم اور سلطان پرویز سے ملنے کے لئے التماس کرتا ہون ع گر قبول افتد زہے عز و شرف +
اس مصرع کے جواب مین یہ پڑھا گیا ؎

گر کافر و گبر و بت پرستی باز آ | باز آ ہر آنچہ ہستی باز آ
صد بار اگر توبہ شکستی باز آ | این درگہ ما درگہ نا امیدی نیست

اس کا قصور معاف ہو گیا۔

بادشاہ ۱۹ محرم ۱۰۳۵ھ کو کشمیر سے لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ سلخ ماہ مذکور کو لاہور مین داخل ہوا۔ مدت مدید سے بادشاہ کو کابل کی سیر کا خیال تھا سو وہ ۲۳ اسفندار ۱۰۳۵ھ کو کابل کی طرف روانہ ہوا۔ افتخار خان پسر احمد بیگ خان نے احداد کا سر صوبہ بنگش سے لاکر پیشکش مین پیش کیا۔ بادشاہ نے خوشی کے شادیانے بجوائے اور سر کو لاہور بھیجا کہ قلعہ کے دروازہ پر لٹکائیں۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جب ظفر خان پسر خواجہ ابوالحسن کابل مین پہنچا تو اوسنے سنا کہ پلنگ توش اوزبک شورش افزائی اور فتنہ انگیزی کے قصد سے نواحی غزنین مین آیا ہے۔ ظفر خان نے لشکر کو جمع کیا۔ اس اثنا مین احداد قابو پاکر پلنگ توش کے اشارہ سے تیراہ مین آیا۔ راہزنی اور دست اندازی کہ شیوۂ بد اس مفسد کا تھا اختیار کیا۔ پلنگ توش اپنے ارادہ باطل سے نادم ہوا اور اپنے خویشون مین سے ایک شخص کو ظفر خان پاس بھیجا کہ ملائمت اور چاپلوسی کرے۔ اولیاے دولت کی خاطر اس طرف سے فارغ ہوئی۔ احداد کے فساد کے دفع پر مائل ہوئی اور سپاہ شاہی سکے سر پر جا چڑھی جب اوسکو پلنگ توش کے بھر جانے کا اور لشکر شاہی کے آنے کا حال معلوم ہوا تو اپنے مین تاب مقاومت نہ دیکھی تو وہ اوا غزین جہان اس کا محکمہ تھا چلا گیا اور اوس کو

احداد کا سر

اپنی پناہ سمجھا اور ایک دیوار آگے کھینچی اور خوب استحکام کیا اور سامان اور ذخیرہ اور قلعہ داری کا اسباب جمع کیا لشکر شاہی نشیب و فراز طے کر کے اوسکی تسخیر کے لیے آیا ۔ جمادی الاول صبح سے پہر تک لڑکر اس محکمہ کو فتح کر لیا اور احداد مارا گیا جسکا سر کاٹ کر بادشاہ پاس بھیجا گیا ۔

۲۳ جمادی الثانی ۱۰۳۵ کو نوروز ہوا ۔ اور جلوس کا اکیسوان سال شروع ہوا اور دریا چناب پر جشن نوروزی ہوا اور شاہجہان کے محبت نامہ کا جواب لکھا گیا اور ایک گرز مرصع تمام الماس قیمتی لاکھ روپیہ کا اس پاس بھیجا گیا +

بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ مہابت خان سلطان پرویز سے جدا ہوکر بنگالہ کا صاحب صوبہ ہوا اور اس سیر حاصل زرخیز ملک میں وہ رہا ۔ جاگیرداروں کے تمام محالات اور بے تقصیروں اور صاحب تقصیروں کے ہاتھی اور بہت دولت تصرف میں لایا اور وہان کے رہنے والون پر زیادہ ظلم و تعدی کیا محالات خالصہ پر بھی متصرف ہوا اور بادشاہی دیوانون اور متصدیون کو نکال باہر کیا ۔ اور بادشاہ کو ایک دام درم نہ بھیجا ۔ جاگیرداروں اور امرا اسکے وکلا نے اوسکی ظلم و ستم کی فریاد بادشاہ سے کی ۔ مہابت خان نے نورجہان بیگم کی تہدید سے شاہجہان کو صدمہ پہنچایا تھا اور بے شمار خزانہ اور جواہر مع کل کارخانجات کے تصرف مین لایا اور پھر اس ضلع کے رہنے والون کو ستایا تھا ۔ جہانگیر مظلومون کی شکایت سننے میں گوش شنوا رکھتا تھا ۔ عدالت اور ستم رسیدون کی عذر رسی مین جد و جہد بہت کرتا تھا ۔ آصف خان نے مہابت خان کی سب تقصیرات و تعدی اور مردم آزاری بادشاہ کے خاطر نشان کین وہ مہابت خان سے مدت سے لاگ ڈانٹ رکھتا تھا اور اس سے جلا ہوا بیٹھا تھا ۔ بعد اس عرض کے بادشاہ نے عرب دست غیب کو جو بڑا ضابط و شجاع تھا بنگالہ بھیجا کہ وہ یہ تحقیق کرے کہ مہابت خان نے محال بادشاہی سے کیا تصرف میں لایا ہے اور زیر دستون پر کیا ظلم کیا ہے اور اوس کو مع خزانہ اور ہاتھیون کے ساتھ لے آئے ۔ آصف خان کی کارپردازی اور تحریک کے سبب سے یہ مطلب تھی جس کے دل مین یہ تھا کہ اپنے حریف کو خوار اور بے عزت کرے اور اوسکے ناموس اور جان و مال پر دست تعرض دراز کرے جب عرب دست غیب

مہابت خان پاس پہنچا تو اوسنے اوسکی خدمت مامورہ کی مقدمات سے اور مکالمہ سے جو ہوا غور کی اور بادشاہی ہاتہیون کو عرب دست غیب کے ساتھہ بھجدیا اور خود چند روز کی مہلت چاہی۔ آصف خان تو اس مطلب گران کو سہک دست جانتا تھا مگر مہابت خان بڑا سوتیلا تھا اوسنے سوا مقرری فوج کے پانچ ہزار راجپوت خونخوار یک رنگ و یک جہت نوکر رکھے اور اونکے اعیان کے فرزندون کو لے لیا کہ جسوقت جان بر آن بہم اور کار دیا ستخوان پہنچے اور سب طرف سے مایوس ہون تو اپنی عزت اور ناموس کے لئے بقدر امکان دست و بازی کرین اور اہل و عیال کے ساتھہ جان نثار ہون۔

وقت ضرورت چو نماند گریز   دست بگیرد سر شمشیر تیز

عرب دست غیب ہاتہیون کو لیکر مہابت خان سے پہلے بادشاہ پاس پہنچ گیا اور جو حقیقت دریافت کرنی تھی وہ عرض کی۔ ایک دو مہینے بعد مہابت خان بھی آراستہ لشکر کے ساتھہ آگیا۔ اس عرصہ مین آصف خان کے اغوا سے بنگالہ کے ستم رسیدون مین سے ہزارون دادخواہ اور جاگیردارون اور نامدار امرا کے وکلا گروہ گروہ بادشاہ کے حضور مین سواری اور معتاد آرام بادشاہی کے وقت مین اپنی داد و فریاد سے بادشاہ کو بے آرام کرنے لگے۔ باوجودیکہ مہابت خان جس روش سے آیا تہا اوسکی نسبت حرفہائے ناملائم مذکور ہوتے تھے۔ مگر آصف خان تنہا غافل و بے پروا تھا۔ جب بادشاہ کو مہابت خان کے آنے کی خبر ہوئی تو اوسکو حکم ہوا کہ جب تک بادشاہی مطالبون سے اپنے تئین فارغ نہ کریگا اور بمقتضاء عدالت اپنے مدعیون کو تسلی نہ دیگا کورنش و ملازمت سے محروم رہیگا۔ اگرچہ یہ ساری آگ نورجہان کی لگائی ہوئی تھی مگر وہ اس مقدمہ کی ہمواری اور اصلاح چاہتی تھی لیکن بادشاہ عدالت گستری اور ستم رسیدون کی فریادرسی کا بڑا مقید تھا۔ باوجودیکہ نورجہان سے عشق کا تعلق تھا اور امور ملکی و مالی کا کوئی مقدمہ بے اسکی صلاح کے فیصل نہ ہوتا تھا مگر جب ستم رسیدون کا استغاثہ ہوتا تھا تو نورجہان کو کسی کی طرفداری کا یارا نہ ہوتا تھا۔ اور بکرر

بادشاہ نے فرمایا تہا کہ سلطنت کا سارا مدار تجھہ پر ہے لیکن مظلومون کے مقدمہ مین غور کرنے کے اندر مین تیری کچھہ نہ سنونگا +

اسی زمانہ مین مہابت خان نے اپنی لڑکی کا نکاح خواجہ برخوردار بزرگ زادہ نقشبندی سے کردیا تہا یہ نکاح اس عہد کے ضابطہ کے خلاف بے عرض و اذن بادشاہ ہوا تھا آصف خان نے اس باب مین اسکے غرور کو بادشاہ سے عرض کیا اس تقصیر مین برخوردار کو پکڑکر بادشاہ کے روبرو لائے اور اوسکے دونو ہاتھہ پیٹھہ پر باندھ ذلت وخواری کے ساتھہ پابرہنہ زندان مین بھیجا اور فدائی خان کو حکم دیا کہ جو اسپ اور فیل اور تمام اسباب جہیز کا جو اوسکو دیا گیا ہے تحقیق کرکے ضبط کر لے اور محصلان شاہی متعین ہوئے کہ مطالبات مطلوب در جاگیرداران معذور کے ادائے حق کے بعد دفتر دیوانی مین رجوع کرین اور محاسبہ تصرف و مطالبات چندین سالہ سرکار سے فارغ کرین ۔ آصف خان اگرچہ ایسے قوی مدعی کی خفت وخواری چاہتا تھا جو شجاعت و تدبیر و تہور مین مشہور تہا مگر وہ اس کام کو ایسا خفیف جانتا تھا اور دشمن عظیم کو حقیر سمجھہ کر تلافی کرنی چاہتا تھا کہ اس ارادہ کے موافق احتیاط و بندوبست جیسا کہ چاہئے نہین کرتا تھا اور مطلوب کے جو مصالح ضرور تھی اونکے جمع کرنے مین اور تدبیر کرنے مین کوشش نہین کرتا تھا ۔ اس غرور کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھہ کام نہ بنا اور سوا اسکے کہ ملک مین فساد عظیم مچا اور اوس کو خود ایسی خفت و ذلت ہوئی کہ تواریخ مین داخل ہوکر غرائب لیل و نہار سے سمجھی جاتی ہے

حاصل کلام یہ ہے کہ مہابت خان ان سکارہ کے بعد جو مکافات عمل کے اثر سے انسان کے سامنے پیش آتے ہین مغلوب و مغموم ہوکر دن رات بسر کرتا تھا ۔ دریا بہت ہی آسانی سے لشکر کے عبور کرنے کے لئے پل بنا تھا ۔ بادشاہ کے کوچ سے ایک روز پہلے موافق دستور کے امرا و لشکر نے عبور کرنا شروع کیا ۔ کل ارکان دولت اور امرا فدوان قدیم اور نامی منصبدار یہاں تک کہ آصف خان و فدائی خان و خواجہ ابو الحسن کہ مدار علیہ سلطنت تہے دریا سے پار چلے گئے ۔ اور بادشاہ کی خدمت مین سوائے نور محل اور صادق خان

اور میر منصور بدخشی و شجاع خان و مقرب خان اور چند اور معدود عہدہ دارون اور خواجہ سرایان
اور خاصون مثل خدمت پرست خان و جواہر خان و عرب دست غیب و فصیح خان کے
کوئی نہ رہا۔ آصف خان کی دانائی پر یہ پتھر پڑے کہ اوسنے زہریلا سانپ تو ہاتھہ میں
پکڑا اور زہر کا کچھہ فکر نہ کیا ماربازی کو سرسری بازیچہ جانا۔ ولی نعمت کو تنہا چھوڑا۔ آپ سے
گذر کر عالم آب مین محبوبون کے ساتھہ عشرت مین مشغول ہوا۔ مہابت خان تو ایسے قابو کے
لئے چشم براہ اور گوش بر آواز بیٹھا تھا۔ جب میر اور وزیر کی بے خبری اور تدبیر کی خطا سے
مطلع ہوا تو اوسنے لشکر کو خفیہ آخر شب مین اشارہ کیا کہ بے صدا اور ندائے شہرت مسلح اور
آمادہ جمع ہون وہ سات آٹھہ ہزار سوار جو اوسکے اپنے تھے سوار ہوا۔ قریب دو ہزار
سوارون کے پل پر تعین کئے اور اونکو حکم دیا کہ اوس طرف سے جو سوار و پیادہ آئے اوسے
آنے نہ دین اور اس طرف سے جو جائے اوسے روکے نہین۔ اور خود چار یا پانچ ہزار
سوار لیکر بادشاہ کے خیمہ کی طرف روانہ ہوا۔ اور نشان اور اسباب تجمل کو اس فوج کے
ہمراہ کیا کہ پل پر تعین تھے اور بادشاہ کے عبور کی شہرت دی۔ اور جماعہ دارون کو تاکید کی
کہ اگر اوس طرف سے یورش ہو تو پل کو آگ لگا دین اور کسی کو نہ آنے دین۔ آپ خود دولتخانہ
کے قریب آیا اور حکم دیا کہ اطراف خیمہ کو سپاہ گھیر لے اور خود اپنے خاصون کی جماعت لیکر
بارگاہ مین داخل ہوا۔ خواص و خواجہ سرایان باری دار خبردار ہوئے اور سراسیمہ وار
بادشاہ کی خوابگاہ کی طرف گئے اور بادشاہ شب کے خمار سے اول روز مین آرام مین تہا
پانوٴن دباکر اوٹھایا اور نیرنگی روزگار اور اس نابکار کے آنے سے آگاہ کیا۔ خوابگاہ
کے نزدیک تک جانے مین کئی ایک عہدہ دار پردہ دارون نے مہابت کی ممانعت مین آواز بلند
کی تھی اوسنے اونکو گرا دیا تھا اسلئے اورون کا پائے استقامت بھی لغزش مین آگیا تھا اور
اطراف مین متفرق ہوگئے تھے۔ بادشاہ خواب آلودہ خمار زدہ شمشیر ہاتھہ مین لیکر اوٹھا اور
دیکھا کہ مہابت خان ایک جماعت کے ساتھہ آگیا ہے۔ مہابت خان اپنے ولی نعمت سے
چہار چشم ہوا۔ بادشاہ نے چلا کر اوس سے کہا کہ اے مہابت نمک حرام یہ آنا کس طرح کا ہے

اس غدار کے دل مین مہابت بادشاہی نے اثر کیا مگر مکاری سے آداب ملازمت کو شروع کیا
اور دستور مقرری کے موافق ثناخوانی اور کورنش کی۔ مدعیون کے شکوہ کے عذر مین
اور قدمبوسی کی آرزو کے شوق مین زبان کھولی۔ اور ہمراہ کے آدمیون کو دور تخت کے
روبرو کھڑا کیا اور عجز کے ساتھ نزدیک پہونچکر قدمبوس ہوا تین دفعہ بادشاہ کے گرد پھرا
اور زبان نیاز سے پردۂ راز کو اوٹھایا اور دست بستہ کھڑا ہوا اور یہ التماس کیا کہ مجھے
یقین تھا کہ آصف خان کی آسیب عداوت و دشمنی سے مجھے خلاصی و رہائی ممکن نہین اور
نہایت خواری اور رسوائی سے کشتہ ہونگا۔ از روئے اضطرار دلیری و جرأت کر کے
حضور کی پناہ مین آیا ہون۔ اگر مین مستوجب قتل و سیاست ہون تو مجھے اپنے سامنے
سیاست فرمائیے مگر بے دین دشمنون کو حوالہ نہ کیجیے۔ جہانگیر نے مکرر قبضہ شمشیر پہ ہاتھ لیجا کے
چاہا جلادت و تہور کو کام مین لائے اور اس نمک حرام بے ادب کو اپنی سزا کو پہنچائے مین منصور
بدخشی نے ترکی زبان مین منع کیا اور عرض کیا کہ بادشاہان باوقار کی حوصلہ و بردباری
و تحمل کے امتحان کا وقت ہے اوسکی تسلی کرنی چاہیے۔ بادشاہ نے قبضہ سے ہاتھ اوٹھالیا
اور بہ تقاضاء وقت مہابت خان کی دلبری کی۔ اندر اور باہر راجپوت بھر گئے اور
ہر ساعت زیادہ ہوتے گئے۔ خواص اور عہدہ دار جس خدمات پر مامور تھے اوس سے ہاتھ
کھینچے جاتے تھے اور مہابت خان زبانی چاپلوسی کا اظہار کر کے اپنی رسوخیت بڑھاتا
تھا۔ اوسنے عرض کیا کہ سواری اور شکار کا وقت ہے طشت اور آفتابہ منہ دھونے کے
لئے لائیں اور پوشاک خاص حاضر کرین۔ بادشاہ نے منہ دہونے کے بعد قصد کیا کہ خود آپ
سے لباس بدلنے کے لئے نورمحل کے پاس جائے۔ اور تدبیر کار مین مشورہ کرے۔ تو
مہابت خان مانع ہوا۔ التماس کیا کہ حضور یاہیں لباس بدلیں اور جلدی سوار ہون اور
غلام کو ہمرکاب سے چلیں تاکہ واقعہ طلب آدمیون کو کچھہ اور گمان نہ ہو۔ ناچار اسکی جماعت سے
بادشاہ نے لباس ورجاہر پہنا اور سوار ہوا۔ نورمحل نیرنگی روزگار سے خبردار ہوئی اوس کے
چہرہ کا رنگ اڑگیا حواس باختہ ہوکے اور افسوس کر کے دست حیرت سر اور زانو پر مارتی تھی

اب اسکو سوا اسکے کچھہ اور نہ سوجھی کہ تغیر وضع اور تبدیل رخت وسواری کرکے خواجہ خان
خواجہ سرا کے ساتھہ پل سے پار چلی گئی۔ پل پر مہابت خان کا یہ حکم تہا کہ جو اس طرف
سے جاے اسے روکو نہیں لیں کسی نے اوسکو نہ روکا اور وہ اپنے بہائی کے گھر جا پہنچی
اور اوسنے آصف خان اور امرا کو جنکے ہوش وعقل برباد ہوگئے تہے تشنیع ولعنت ملامت
کرنی شروع کی اور اپنے برادر بے خبر کو زیادہ سرزنش کی اور کہا افسوس ہے تمہاری
عقل اور نمک کہانے پر کہ اپنے ولی نعمت کو تنہا دشمن کو حوالہ کرکے چلے آئے وہ تدارک اور
تدبیر کار کے فکر میں ہوئی۔ مہابت خان بادشاہ کا ہاتھہ پکڑکر تسلی دیتا ہوا خیمہ سے باہر
سوار ہونے کے لئے لایا اسپ فیل سواری خاصہ کو ہرچند عہدہ داروں نے چاہا کہ پہنچائیں
لیکن مہابت خان کے آدمیون کے ممانعت کے سبب نہ پہنچا سکے مہابت خان نے
اپنا گھوڑا حاضر کیا۔ بادشاہ غیرت کے مارے اوسپر سوار نہ ہوا۔ اسپ سرکار طلب کیا اور اوسپر
سوار ہوا چاروں طرف سے رجپوتوں نے مجرا کرکے گھیر لیا۔ چند قدم نہ گیا تھا کہ مہابت خان اپنا
فیل لایا اور منت سماجت کرکے بادشاہ کو اوسپر سوار کیا تاکہ بادشاہ بالکل بے اختیار ہو جائے
اور بادشاہ کے دونو طرف دو مسلح راجپوت بٹھائے۔ اسوقت داروغہ فیلخانہ نجیب خان
بادہ فیل سرکاری کو لایا اور سرپٹ کر بادشاہ کے نزدیک اس تلاش میں آیا کہ بادشاہ کو اوسپر
سوار کرائے مگر مہابت خان کے اشارہ سے وہ مع بیٹے کے راجپوتون کے ہاتھہ سے
مارا گیا۔ مقرب خان داروغہ خواصان بہت سعی کرکے حوضہ پر سوار ہوکر مگس رانی کے
لئے بیٹھا۔ اس کشمکش میں اوسکی پیشانی پر ایک زخم لگا جس سے خون جاری تھا۔
خدمت پرست خان خدمتگار کہ شیشہ وپیالہ شراب ہمراہ رکھتا تھا اپنے پہلوؤن پر راجپوتون
کے برچھہ کے صدمہ اوٹھاکر حوضہ کے کنارہ سے لٹک گیا پھر حوضہ کے اندر کسی طرح
جا بیٹھا۔ مہابت خان سواری کے ہاتھی کو اپنے خیمہ کی طرف لے گیا اور ادب کے ساتھہ بادشاہ
کو اسپر سے اوتارا اور اپنے بیٹوں کو نذر ونثار کے ساتھہ حاضر کیا اور بادشاہ کے گرد صدقہ
پھرایا۔ اب اوسکو نورجہان کا خیال آیا تو اوسکو اطلاع ہوئی کہ وہ اپنے بھائی پاس چلی گئی

تو دست افسوس ملے اور اپنے اور ہمراہیوں کی غفلت پر لعنت ملامت کی اور بیگم کی محارست پر
جو سہو ہوا اوسے ندامت ہوئی اور اوسکی خاطر متردد ہوئی۔ اب اوسکو شہریار کا فکر ہوا وہ جانتا
تھا کہ بادشاہ کی خدمت سے اسے جدا رکھنا ایک خطائے عظیم ہے اسلیئے وہ بمقتضائے مصلحت
و سراسیمگی کہ وہ نہیں جانتا تہا کہ میں کیا کرتا ہون اور مآل کار کیا ہوگا۔ بادشاہ کو شہریار کے
خیمہ میں لے گیا خیمہ بادشاہی لٹ گیا تہا۔ اس خیمہ مین بادشاہ کو اوتار کر بادشاہ کی تسلی
و دلبری میں کوشش کرتا تھا اور دست بستہ کھڑا رہتا تہا۔ ادمی خیمے کو گھیرے رہتے
تھے۔ اس وقت شجاع خان امیر اکبری کا نبیرہ جھجو کسی طرح بادشاہ کے پاس پہنچ گیا
مہابت خان کے اشارہ سے وہ قتل کیا گیا۔ باوجود کاردانی اور کامیابی کے مہابت
خان کے ہوش اڑے ہوئے تھے اور حوصلہ باختون کی طرح ہردم و ہر لحظہ تازہ فکر و
خیال کا ہمدم رہتا تہا۔ لیکن بادشاہ کا دل اور حوصلہ تدبیر ایسا بجا تہا کہ جو کچھہ وہ کہتا
تہا اور حکم دیتا تھا راسے صواب سے خالی نہ ہوتا تھا۔ اپنے فکر صایب سے مہابت خان کے
کردار اور اطوار کے اور تقاضاء روزگار کے موافق اپنے تئیں دکھلاتا تھا۔ اس قتل پر
اونے فرمایا خوب کیا کہ مجھہ کو اس شخص بدکیش کے ہاتھہ چھڑا کر اپنے اختیار میں رکھا او
اس بدخواہ دولت کا ہاتھہ کوتاہ کیا۔ مہابت خان ہردم اظہار عقیدت و فدویت کا دم
بھرتا تہا اور معذرت کرتا تہا اور تخت پر بادشاہ کو بدستور مقرری بٹھاتا۔ شراب معتاد
حاضر کرتا۔ اور خود بندہ ہائے عقیدت کیش کی طرح خدمت کرتا۔ جب نورمحل اپنے بھائی
اور امیرون کے پاس پہنچی اور اونکی سرزنش کے بعد مصلحت یہ قرار پائی کہ کل صبح کو
کو نورجہان کو ہاتھی پر سوار کر کے اور سب اتفاق کر کے شمشیر انتقام کو نیام سے نکالیں اور
مہابت خان کے ہاتھہ سے ولی نعمت کو خلاص کریں۔ اگر نورمحل اس مصلحت کو اس
سبب سے جیسا کہ چاہیئے پسند نہیں کرتی تھی کہ دشمن کے اختیار میں بادشاہ ہے۔ لیکن
اس خیال سے کہ کوئی فکر صائب اسسے بہتر سوجہتا نہ تھا اور اوسکو اپنے عدم جرأت پر
مطعون ہونے کا خوف تہا۔ چار ناچار یہی امر قرار پایا اور راضی ہو گئی۔ اس مصلحت کی خبر

بیان ... نورجہان کا ... [illegible]

جب جہانگیر کو ہوش ہوئی تو مہابت خان کی رہنمائی سے بتاکید تمام نورجہان و آصف خان اور
امیرون کی تسلی کی اور اس تدبیر کے منع کرنے کے لئے پیغام بھیجا اور مقرب خان -
صادق خان بخشی امیر مقصود بدخشی کو بھیجا کہ وہ اونکے ارادہ کے منع کرنے مین مبالغہ کرین
اور کہا کہ جب مین اس جگہ ہون تم کو مقابلہ مین جنگ کرنی اور میرے مُنہ پر تیر و بندوق سے
چلانا مرا سے صواب نہین ہے دریا سے پار ہو کر لڑنا محض خطا ہے مین یہان سب طرح
آرام سے ہون میری طرف سے کچھہ وسوسہ نہ کرو اور میر مقصود کے ہاتھہ اپنی انگوٹھی بھیجی -
مہابت خان نے صادق خان کی زبانی آصف خان کو پیغام بھیجا کہ اپنے تئیں افلاطون
وقت جانتا تہا اب تیرے اختیار سلطنت کی شومی سے تیرے ولی نعمت کا حال یہ ہوا - اب
صلاح دولت اور بہبود کار تیری یہ ہے کہ کچھہ مدت تک مجھہ ناکارہ کو کار وزارت اور بادشاہ
کی خدمتگاری کرنے دے اور خود پنجاب مین اپنی جاگیر مین چلا جا —— نورجہان
اور آصف خان کو یہ گمان ہوا کہ یہ باتین مہابت خان کی گھڑی ہوئی ہین اوس کی
تکلیف سے بادشاہ نے کہلا بھجوائی ہین اور کچھہ بھید ہی ہے - اونہون نے اس پیغام کو نہ مانا
فدائی خان جو بڑا بہادر تھا یکہ تاز بہادرون کی جمعیت کے ساتھہ دریا کے کنارہ پر آیا -
راجپوتون نے پل کو آگ لگادی اور کارزار پر مستعد ہوئے - دلاورون نے نہ دریا کے پانی کا
خیال کیا اور نہ روبرو کے تیر باران کا خوف کیا - گھوڑون کو پانی مین ڈال دیا - اور
فدویانہ بہادری کرکے دولتخانہ کے مقابل آئے - ایک جماعت ڈوب گئی اور بعض
دریا کی تھپیڑ سے کنارہ پر ادھوئے پہنچے - وہ فوج سے نہ مل سکے غرض کل فوج میں
سے ستر آدمی پیش قدمی کرکے مہابت خان کی سپاہ کے روبرو ہوئے کچھہ انمین سے
مارے گئے اور کچھہ زخمی ہوئے - فدائی خان نے جانا کہ کچھہ کام نہیں چلے گا وہ ادھر گیا اور
ادھر آیا - اسکا جانا آنا ایسا تہا کہ جیسے کہ دیوار پر سے گیند کھینچ کر آتی جاتی ہے - پہر اس
سال کے اواخر جمادی الآخر مین آصف خان نے سب امیرون کو ساتھہ لیا اور نورجہان کو
ہاتھی پر سوار کیا جس نے دو ترکش اور دو کمان و بندوق فتیلہ روشن کرکے ساتھہ اپنے پاس

رکھے اور سب ہمراہیونکو دلاسا دیا اور جنگ پر رغبت دلائی - ایک راہ پایاب غازی بیگ
شرف نوارہ نے دریافت کی تہی اوسی راہ سے دریا مین داخل ہوئے - صاحبان نثار
کارزار کے لیے مستعد ہوکر اور نقد جان کو کف اخلاص پر لیکر اور سر و جان کا دھیان چہوڑ کر بیگم
کے ہمرکاب آب مین آئے - عبور ہونے کے وقت اس سبب سے کہ راہ قلب تہی اور بعد و تین غار و آب
عمیق اسمین تہے لشکر مین عجیب ہرج مرج ہوا اور فوج کا سلسلہ انتظام شکستہ ہوا - سر سے پانی
گذرنے کے صدمات کی تکلیفات اوٹہانے کے بعد کوئی فوج کہین نکل گئی اور کوئی سردار کہین
نکل گیا - بیگم کی عماری سے آصف خان و خواجہ ابو الحسن و ارادت خان جدا ہوئے -
دریا کے کنارہ ہی پر پہنچے تہے کہ مہابت خان کی فوج اور راجپوت جنگی ہاتھی اونکے مقابل
آنکر سد راہ ہوئے اور دریا مین آنکر تیر باران اور توپ و تفنگ کے گولے گولیان مارنی
شروع کین - ابہی آصف خان و خواجہ ابو الحسن اور بیگم دریا ہی مین تہے - تیر باران گولہ
بندوق کے صدمونکے متصل پہنچے تہے جلوے سپاہ اولٹا پہرا - بعض نے دلاوری کر کے
بیش آہنگی کی اور دریا سے پار اوتر گئے تو یراق اور رخت کے تر ہونے کے سبب اپنے
تئین جمع نکر سکے شمشیرین علم کر کے مہابت خان کی فوج سے مردانہ لڑے کوئی کام اونکو
نہ پہنچی تیر و سنان کی ضرب سے زیادہ تر زخمی و کشتہ ہوئے باقی متفرق ہوکر جان سلامت لیگئے
راجپوتون کی فوج نور جہان کی سواری کے مقابل آئی اور شمشیر و برچھی کے زخمون سے
جوانون کے پر خون سر و بدن کے رنگ سے آب کو گلگون کیا اور جواہر خان ناظر محل و ندیم خوجہ
بیگم کا اور اور مردم روشناس نور جہان کے ہاتھی کے پاس کشتہ و غرق بحر فنا مین ہوئے - ہاتھی اور
اونٹ و گھوڑے اور بہت آدمی آپس کے صدمات سے دریا مین گر گئے تہے اور سفر آخرت اختیار
کر گئے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جاتے تہے - اس رستخیز مین بیگم کی عماری مین شہریار کی دختر
شیر خوار مع دایہ کے بیٹھی ہوئی تھی اوسکے بازو مین تیر لگا وہ پہڑک گئی اور خون سے عماری
رنگین ہوئی نور جہان نے اوسکے بازو سے تیر نکالا اور اوسکو تسلی دی (کوئی لکھتا ہے کہ
لڑکی کے نہین اوسکی دایہ کے تیر لگا تھا) اور زخم باندہا - نور جہان کے ہاتھی کی سونڈ مین اور

[illegible]

مہابت خان کے تلوار کے دو زخم اور برچھی کے کئی زخم لگے۔ پیاپے زخمون سے ہاتھی اس
طرف دریا کے پار گیا اور فیلبان اپنے زخمون کے سبب سے اور فیل کے اضطرار کی وجہ سے
اوس کو اپنے بس مین نہین کر سکا۔ اور وہ گہرے پانی مین جا پڑا اور کئی غوطہ کھائے
مگر اپنی شناوری کے زور سے دریا سے وہ اس طرف نکل آیا اور اس تہلکہ سے نجات ہوئی
بیگم دولت خانہ مین بادشاہ کے پاس چلی آئی۔ خواجہ ابوالحسن کا گھوڑا تیر باران سے دریا
مین بیتابی کرتا تہا۔ دو تین زخم اوسکے لگ چکے تھے وہ گہرے پانی مین جا پڑا۔ باگ بے
اختیار ہاتھہ سے جاتا رہا۔ زین سے سرنگون ہوا مگر اوسنے قاش زین کو پکڑ لیا تہا۔ نورجہان
کے ایک کشمیری ملاح کی مدد سے گرداب بلا سے ساحل نجات پر وہ آیا۔ آصف خان خواجہ
ابوالحسن سے دو تیر پرتاب پر فدائی خان تمامہ پامردی کرکے دریا سے پار آیا۔ اور ابوطالب
پسر آصف خان واللہیار دتیر خواجہ اور بہت سے جانباز فدائی خان سے بائین جانب
مین اُترے۔ فدائی خان نے ایک جماعت بادشاہی ولا در ملازمون اور اپنے نوکرون
کے لی اور دشمنون کے مقابل ہوا۔ اور کچہہ آدمیون کو تلوار و تیر و سنان سے زخمی کیا اور
راجپوتونکو اپنے سامنے سے ہٹا دیا۔ اور خیمہ شاہی تک پہنچا۔ مہابت خان کی فوج
مقابلہ و مقاتلہ کے لئے پیش آئی۔ اور صدائے دار و گیر بلند ہوئی۔ فدائی خان کے تیر خیمہ
مین بادشاہ کے نشیمن کے سامنے جانے لگے۔ مخلص خان بادشاہ کی سپر بنا۔ اسوقت مہابت
خان نے بادشاہ سے کہا کہ اس پاجی کی جرأت و بے ادبی کو حضور ملاحظہ فرمائیں کہ اپنے
ولی نعمت کے روبرو تیر مارتا ہے اور مآل اندیشی کا ملاحظہ اصلا نہین کرتا۔ بادشاہ نے
فدائی خان پاس مکرر پیغام بھیجے کہ جنگ مین سعی نہ کرے مگر اوسنے انکو نہ سنا اور مستانہ وار
کوشش کی۔ فدائی خان کا داماد محمد عطاء ہد اور سید مظفر اور وزیر بیگ جان نثار ہوئے
اور چند اور آدمی زخمی ہوئے اور خود فدائی خان کو اور اوسکے گھوڑے کو تین چار
زخم تیر کے لگے۔ اسنے بہت ہاتھہ پاؤن پیٹے کہ اپنی جماعت کے ساتھہ اندر جائے
اور کچہہ کام بنائے مگر مہابت خان کی فوج کے ہجوم نے جسکو مدد پیہم پہنچی تہی اور اوس کی

کمک کے لئے کوئی ایک شخص بھی نہیں آیا - اور منع جنگ کا حکم پے در پے آتا تہا - ناچار کار زار سے پانؤن نکال کر لشکر سے باہر آیا اور پھر زور بازو اور شناوری سے دریائے عبور کیا - اور رہتاس پنجاب میں اپنے تئیں پہنچایا وہان اسکے فرزند تھے اور عیال و ناموس کو ان زمینداروں کو حوالہ کیا جنسے کہ پرانی دوستی تھی اور خود جریدہ دہلی کو چلا آصف خان جانتا تھا کہ ع اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست + مہابت خان اس سے انتقام لے گا اٹک کو چلا گیا جہان اوسکی جاگیر تھی - تیمر خواجہ والہ یار اور بہت سے بادشاہی ملازم اپنی آبرو کا پاس کرکے متفرق ہوگئے اور اپنی اپنی راہ پر چلے گئے - خواجہ ابو الحسن و ارادت خان اور معتمد خان مؤلف اقبال نامہ اور ایک اور جماعت نے امان اور آبرو کا عہد و پیمان مہابت خان سے لیا اور اوس سے ملاقات کی - مہابت خان نے اون کو کچھہ اور نقصان تو نہیں پہنچایا - مگر ملاقات کے وقت ان سب کو دیوس و نامرد اور زن سے کمتر کہا - ایسی باتون کے سننے سے مرجانا بہتر تھا - آصف خان ڈھائی سو اقربا اور نوکرون کے ساتھہ قلعہ اٹک میں آیا - مہابت خان نے اول راجپوتون کی فوج محاصرہ کے لئے بطریق ایلغار روانہ کی اور پھر خود حضور کا بند و بست یہہ کیا کہ بادشاہ کی خواہش کے موافق نورجہان کو اوسکی شہباء الم کا رفیق و ہمدم کیا نصف جمعیت کو بادشاہ کی خدمت میں چھوڑا اور باقی فوج لیکر آصف خان پاس پہنچا - تھوڑے سے تردد سے وہ جماعت جسکے اعتماد پر آصف خان وہان گیا تھا - مہابت خان کی رفیق ہوگئی اوسنے آصف خان کو اور اوسکے بیٹے ابو طالب اور میر میران کے بیٹے خلیل اللہ کو مقید کیا اور اونکی بڑی بے حرمتی کی اور اپنے ساتھہ لیکر بادشاہ پاس آیا - محمد تقی بخشی شاہجہان کو جسے یہ برہانپور سے پکڑ کر اپنے ساتھہ لایا تھا اور خواجہ عبد الصمد و ملا محمد کو راجپوتون کے حوالہ کرکے قتل کرایا - یہ دونو فاضل صالح آصف خان کے مصاحب و صلاح کار تھے مہابت خان نہایت سختی و شقاوت قلبی کرتا تھا - بادشاہ اس کے ساتھہ کمال عالی حوصلگی اور بردباری سے پیش آتا تھا - اور ان ایام ملالت افزا میں عاقبت بینی کرتا تھا -

+ بادشاہ اور مہابت خان کی ملاقات

آخر کو اس رفق و مدارا کے سبب سے کار بخیر ہوا ۔ ع مرغ زیرک چون بدام افتد تحمل بایدش

چو در طاس رخشندہ افتاد مور رہا شدہ را چارہ باید نہ زور

بادشاہ جو کلمہ کلام زبان سے نکالتا وہ مہابت خان کے مزاج کے موافق ہوتا۔ اور نورجہان بھی یہ تقاضاء وقت و صلاح دولت اوسکی رہنمائی کرتی تھی اور کہتی تھی کہ جہانتک ہو سکے میرے بھائی کے شکوہ مین زبان کو آشنا کرے اور کہے کہ جو کچھہ ہوا اُسکو مین انکے یعنی بھائیون کی ناتوان بینی کے سبب سے جانتا ہون۔ اونکے سبب سے میرے تیرے درمیان جو باتین عمل مین نہ آنی چاہیئے تھین وہ آئین انہین میرا تیرا قصور نہین ہے۔ مہابت خان بھی بادشاہ کے ساتھہ نیک سلوک کرتا تھا۔ فدویت و عبودیت کا اظہار کرتا تھا۔ خدمت گاری کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا اور سرپار اکو تخت پر بدستور مقرری بٹھاتا اور خود گستاخ کاروان دستوروں کے دستور کے موافق سر دیوان کھڑا ہوتا اور مطالب و وقائع اطراف بلاد کو عرض کرتا اور بادشاہ جو اپنی زبان سے جواب دیتا اوسکے موافق حکم لکھتا اور بادشاہ کے احکام امنیت دور و نزدیک کے اطراف حکام نشین میں روانہ کرتا۔ بادشاہ مہربانی سے اوس کو بیٹھنے کا حکم دیتا وہ عمداً کبھی حکم کی اطاعت کرتا اور کبھی پاس ادب کو کارفرما ہوتا۔ بادشاہ کے حوضہ کے آگے پیچھے جو دو رجپوت بیٹھے تو گندہ دہانی اور عرق انگوزہ کی بو سے بادشاہ کا مزاج مکدر ہوتا۔ انکی تبدیل و تخفیف کے لئے بادشاہ نے فرمایا۔ مہابت خان نے دو رجپوتون کی جگہہ ایک رجپوت کا پیچھے بٹھلانا منظور کیا۔ بادشاہ کوچ بکوچ اس طرح کابل گیا کبھی کبھی شکار اور بزرگون کے مزار کے لئے تشریف لے جاتا۔ مہابت خان سایہ کی مانند ظل اللہ سے جدا نہ ہوتا۔ ان ہی دنون میں ایلچی توران نامہ اور تحفے نذر محمد خان والی توران کے لیکر آیا۔ ان تحفون کی قیمت پچاس ہزار روپیہ کی تھی۔ ان دنون مین نورجہان کی تمہید سے مہابت خان کے استقلال مین عجیب اختلال آیا۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ ادسی تاریخ مین۔ نورجہان کی تجویز سے ایک رسالہ احدیون کا بنایا گیا اور اس مین منتخب بہادر بھرتی

کیے گئے تھے ان میں سے ایک جماعت شکارگاہ کی حفاظت کے لئے تعینات ہوئی تھی کہ اوسکو
افغانون کی دست اندازی سے باز رکھے - ایک دن بعض جیوتون نے جو مہابت خان کے بھروسے
کے سبب سے کسی کو اپنے آگے کچھہ نہ گنتے تھے شکار کی چراگاہ میں اپنے گھوڑون اور بار برداری
کے چوپایون کو چھوڑ دیا احدی قراول مانع ہوئے - رجپوتون نے مانا نہیں گفتگو کی نوبت
زد و کشت پر پہونچی - ایک دو احدی کشتہ و زخمی ہوئے - سب احدیون اور قراولون نے
اتفاق کر کے دیوان سے استغاثہ کیا مہابت خان نے کہا کہ جس کو پہچان کر نشان دو اوسکو
سزا دی جائیگی مستغیثون کو اس جواب سے متصدیون کی طرفداری معلوم ہوئی وہ مطمئن خاطر
نہ ہوئے سب نے ملکر شورش مچائی - نورجہان کی طرف سے اس جماعت کو اشارہ ہوا - ان سب
نے اتفاق کر کے رجپوتون پر حملہ کیا - ایک شور و غوغائے عظیم برپا ہوا اور جنگ ہوئی - اگرچہ
سپاہی نزاد راجپوت اپنے مقابلہ میں دوسرے کو نہیں سمجھتے تھے - اور اپنے غرور میں ایسے
مست تھے کہ وہ کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے سواے شمشیر اور برچھے کے کوئی اور حربہ نہ رکھتے
تھے احدیون میں کماندار قدر انداز اور قراول حکم انداز بندوقچی تھے اور بیرا جیوتون سے
جلے ہوئے بیٹھے تھے اور بہانہ ڈھونڈھتے تھے - اس جنگ میں راجپوت مغلوب ہو گئے -
ازدحام عام بھی فرقہ اسلام کا معاون ہوا - مہابت خان کی خبر پہونچنے تک ایک ہزار کے قریب راجپوت
جنمین اکثر مشہور اور مہابت خان کے روشناس نوکر تھے کشتہ و زخمی ہوئے - اور ایک جماعت
کثیر اونکے معاونون کی اپنے اعمال کی جزا و سزا کو پہنچی - چار پانچ سو راجپوت احدیون
و قراولون کے ہاتھ سے بچکر اطراف غار و کنار مغاک میں بھاگ کر روپوش ہوئے تھے
وہ افاغنہ ہزارہ کے ہاتھ پڑے اونھون نے دست بدست گوسفند کی طرح بغل میں پکڑ کر
اپنے دستور کے موافق کوتل ہندوکش سے گذار کر بیچ ڈالا - اور رگ پا سے معیوب کر کے
چوپائی کیا - اس واقعہ سے جب مہابت خان خبردار ہوا تو حواس باختہ سراسیمہ وار
ہوا - چاہتا تھا کہ میدان میں جائے اور راجپوتون کی مدد کر کے تلافی کرے
کہ اس عرصہ میں بادشاہی آدمی جوق جوق و فوج فوج احدیون و قراولون کی کمک کو

احدیون اور راجپوتون کی لڑائی +

آگئے اور ہنگامہ جو افغان شمار سے زیادہ فراہم ہوکر ملازمان شاہی کے رفیق ہوئے مہابت خان کے آدمیون نے یہ دیکھکر کہ وقت ہاتھ سے گیا اور بازی مات ہوئی۔ مہابت خان کے گھوڑے کو آگے جاکر پکڑ لیا اور خیر خواہی کا اظہار کرکے مانع ہوئے جنکو خود اپنے مارے جانے کا خوف تھا۔ اوس نے روزگار کی نیرنگ بازی کو اور کارزار کے بازار کی گرمی کو اور طرح کا دیکھا۔ موحش خبرون کے سننے سے اسکا رنگ فق ہوگیا۔ ازدحام کے مقابلہ مین آنا مناسب نہ جانا تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا الٹا بادشاہی دولت خانہ کی پناہ مین آیا۔ اور کوتوال خان و خلیل اللہ خان و جمال محمد خواص کو نورجہان کے آدمیون کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا کہ وہ اس لگی آگ کو بجھائیں۔ دوسرے روز سزاولون نے یہ ظاہر کیا کہ بادہ فساد قاسم خان برادر خواجہ ابوالحسن اور اوسکا خویش بدیع الزمان ہیں لڑائی کے وقت اونھون نے اپنے آدمیون کو کمک کے لئے بھیجا ہے۔ دونو کو نہایت ذلت کے ساتھ پابرہنہ گھر سے بلاکر مقید کیا اور اونکے گھر کا سارا اسباب ضبط کیا۔ مگر اب مہابت خان کے تسلط مین خلل پڑا۔ ہرچند اوس نے چاہا کہ احدیون کا تدارک کرے مگر اب وہ کچھ نہ کرسکا ایک دو مہینے میں اونکا رسالہ موقوف کرادیا +

ان دنون میں واقعات دکھن میں یہ معروض ہوا کہ ۱۰۳۱ ساردی بہشت کو ملک عنبر حبشی اسی برس کی عمر مین اجل طبعی سے مرگیا۔ ملک عنبر فنون سپاہ گری و سرداری و ضوابط تدبیر میں عدیل و نظیر نہیں رکھتا تھا۔ اس ملک کے اوباشون کا انتظام جیسا کہ چاہئے تھا اوس نے کیا تھا۔ وہ طریق قزاقی میں جسکو دکھن کی اصطلاح مین برگی گری کہتے ہیں خوب مہارت رکھتا تھا۔ آخر عمر تک عزت و نیکنامی کے ساتھ جیا۔ تاریخ مین کہیں دیکھنے مین نہیں آیا کہ کوئی حبشی غلام اس عالی مرتبہ پر پہنچا ہو۔ اوائل شہریور میں کابل سے بادشاہ نے ہندوستان کی طرف کوچ کیا۔ اوسکو معلوم ہوا کہ شاہجہان نے اجمیر مین آنکر ٹھٹہ کی راہ لی

نورجہان کی چند تدبیرین بادشاہ کے خلاص کرنے کے باب مین لکھی جاتی ہین اول راجپوتون اور احدیون کے درمیان جنگ کا کرانا الیسی خانہ جنگی کمتر سنی گئی ہے جس سے

مہابت خان کا غرور ڈھے گیا - دوم مزاج گوئی بدمستی جو وہ بادشاہ سے مہابت خان کو
سنواتی کہ جسسے مہابت خان کے دل سے کینہ دھویا جاتا تھا - بادشاہ اکثر کہا کرتا تھا کہ نورجہان
کے ساتھ میری محبت ظاہری نے میرے ملک اور جمعیت کو درہم برہم کیا میرے فرزندوں
اور لشکر سے ان بن کرادی لیکن مجھے اپنے دل پر اختیار ہے کہ اب مین ان دو نو بہن بہائیون
کا منہ دیکھنا نہین چاہتا - اور بعض اوقات مہابت خان سے بادشاہ فرماتا کہ نورجہان تیرے
استیصال کے درپے ہے تو اوس سے باخبر رہ - ان کلمات اور تقریبے جو ہر روز مہابت خان
سنتا تہا اوسکے دل کو تسلی خاطر ہوتی تھی - اور دولت خانہ کے گرد راجپوتون کے احاطہ
کرنے مین احتیاط کم ہوتی تھی سیوم نورجہان نے شہریار اور اپنے تعلقہ جاگیر کے سرراہ کے
عمال اور خواجہ سراؤن کو جنکو وہ کاردان اور رازدان جانتی تھی پیغام بھیجا اور نامے
لکھا - اور بعض کو خلوت مین طلب کرکے زبانی خاطر نشان کرکے کہا کہ بقدر مقدور سپاہ
جلادت پیشہ کارزار دیدہ انتخابی تجربہ کار بیش قرار سند بندی نوکر رکھ کر لشکر مین متفرق
بھیجتے رہو کہ وہ آپس مین دور بدور اطراف مین پراگندہ آئیں دو تین ہزار سوار جرار کار آزما
بہادر خاطر جمعی کے ساتھ عمال جاگیر کے عمال نے سرراہ نوکر رکھ لیے اور اسلئے کہ اوسکی
شہرت نہ ہو متفرق بھیجے اور ایسے دور و نزدیک کے فاصلون پر وہ ٹہیرے کہ اونکا نام
و نشان کوئی نہیں جانتا تھا - وہ کثیف لباس پہنے بیکار جماعت کی طرح نوکری کی تلاش
مین آتے ہوئے معلوم ہوتے تھے چہارم اس جماعت کے فراہم ہونے تک بادشاہ نے بیگم کے
اشارہ سے بغیر اسکے کہ وہ مقدمہ کی اصل تمہید سے اطلاع پائے مہابت خان کی رسوخیت
و فدویت کی تعریف اور اوسکی نمک حرامی اور بدخواہی اور اوسکے تہدیدات بیان کرتا -
خلوت مین مہابت خان سے کہتا کہ اس ہنگامہ مین بعض واقعہ طلبون نے اپنے نا معلوم
(ملازمون) کو برطرف کردیا ہے - اگر امرا کی سپاہ کی موجودات لی جاے تو اس مین کچھ
برائی نہیں ہے - مہابت خان نے اوسکو قبول کیا - جا بجا نقیب اور سزاولون کو بقید
تاریخ و روز تعین کیا کہ امرا اپنی سپاہ کی موجودات دین - ایک نقیب اس خبر پہنچانے کے لیے

نورجہان کے متصدیون پاس بھی گیا اور نورجہان سے یہ کہا بیگم نے بظاہر خفگی ظاہر کی اور
پیغام دیا کہ مجھکو سپاہ اور موجودات سے کیا کام اور کیا نسبت ۔ بادشاہ جو ہمکو دیتا ہے وہ ازراہ
نشاط کے انعام کے لیے اور ہماری زیب وزینت وآرائش اور محل نشینون کے واسطے ہے ۔
باوجود اسکے میری چادر سہ گزی اور مردون کی دستار نیم گزی سے کمتر نہ ہوگی ۔ اور اسی طرح
کے کلمات غیرت افزا کہ جنسے بوئے ناخشگی ہیں آتی تھی کہلا بھجوائے ۔ مہابت خان نے اس خبر
کو سنکر لغو باتین بکین اور موجودات کے لینے مین اور زیادہ تقید کی اور نورجہان کے کل توابعین اور
منصبداران پر سزاول تعین کئے اور بیگم کی سپاہ کی موجودات کا دن مقرر کیا گیا ۔ اور قرارداد
کے موافق دست راست پر سپاہ قدیم لباس فاخرہ پہنے زرین پوش خوش یراق مع نذر کے
جو موجودات کے وقت ہوتی ہے تحف وجنس اعلیٰ لیکر کھڑے ہوئے اور جانب چپ
مین نئے نوکر کہ جنمین پہلا سپاہ پیادہ لباس پہنے اور یراق شکستہ غیر معلوم گمنام امرا کے
نام سے کھڑے ہوئے ۔ رات کے وقت جہانگیر نے مہابت خان سے اخلاص کی باتین کہکر
فرمایا کہ کل نورجہان کی سپاہ کی موجودات ہے تم اپنے تئین اسکے تلفچیون سے دور رہنا
لازم وضرور جانکر پوری احتیاط کرنا ۔ اس رسوز فہم نے بھی اپنی خیریت اسمین جانی
اور روز دون کے وہ عنان کشان سواری کے ہمراہ ہوا ۔ جو ہین بادشاہ کا ہاتھی نورجہان
کی دونون فوجون کے آدمیون کے درمیان آیا اور نقیبون نے طرف یمین کی سپاہ کے مجرا کے
لیے موجودات سپاہ بیگم کے نام سے آواز بلند کی اور بادشاہ اور مہابت خان اور اوسکی ہمراہی
متوجہ ہوئے ۔ اور سپاہ کے زرق برق کے لباس نے حاسدون کی آنکھہ کو خیرہ کیا کہ یکبارگی
بائین طرف کی سپاہ شمشیر وسنان کھینچ لیے اپنی جگہہ سے لپک کر نہایت چستی وچالاکی سے آئی
اور طرفۃ العین مین راجپوت اور فیلبان کو جو مہابت خان کے منصوبے کیے ہوئے تھے کام
تمام کیا اور بادشاہ کو اونکے شر سے مامون کیا ۔ اور اسی گرمی اور جلدی مین ایک فیلبان
جو اس سپاہ مسلح کے ہمراہ تھا اوسکے لیے چشم براہ تھا ۔ بادشاہ کے ہاتھی پر جا بیٹھا ۔ مہابت خان
اور اوسکے آدمی اس فتنہ سے خبردار ہوکر بائین طرف متوجہ ہوئے کہ تلافی مین کوشش کرین

که داہنی طرف کی سپاه قدیم فیل کے اطراف مین آئی اور جدید جان بازون کے ساتھ متفق ہوئی
اور بادشاہی ہاتھی کو حلقہ وار گھیر لیا اور سعی فتح اعدا مین بازو کھولا - مہابت خان نے ماجرے کا
اور تبدیل وضع روزگار سے واقف ہو کر جانا کہ کار او راختیار ہاتھ سے گیا اور تلافی کے
درپے ہو کر جان دینا شرط عقل نہیں ہے اس ضمن مین اور امرا بھی بادشاہ کی رکاب مین حاضر
ہوئے اور جان فشانی پر کمربستہ ہوئے ایسی حالت مین مہابت خان اپنے لشکر کی طرف
کنارہ کشی کر کے ایسا باہر گیا کہ اوسکے سایہ کو بھی خبر نہ ہوئی اور راجپوت اور آدمی مہابت خان
کے ہمراہی متفرق ہو کر بھاگ گئے اور بغیر قتال وجدال کے بادشاہ نے ایسی قوی دشمن کے
پنجہ سے نجات پائی - جہانگیر نے مریم زمانی سے لشکر کے تعین اور تعاقب کرنے کے لئے مصلحت
پوچھی تو نورجہان نے کہا کہ بادشاہ سلامت زنہار یہ فکر نہ فرمائیے - مہابت خان کو چھوڑ دیجیے
کہ جہان اسکا جی چاہے چلا جاوے - بلکہ اوسنے مہابت خان پاس بادشاہ کی زبانی بلند خان خواص
کے ہاتھ لطف واخلاص کا پیغام بھیجا کہ تم نے بہت عاقلانہ اور بجا کام کیا کہ بیگم کے آدمیون
کے شر سے کنارہ کشی کی بہتر ہے کہ اب تم آب بہت سے عبور کرو - مہابت خان آب رہتاس سے
گذر کر اترا - اور بادشاہ نے اس گل زمین میں جہان وہ پہلے گرفتار ہوا تھا اب اپنی رہائی
کے شادیانے بجوائے - اور آخر روز مین مہابت خان پاس افضل خان کو بھیجکر پیغام
دیا کہ آصف خان اور اوسکے بیٹے ابوطالب اور دانیال کے بیٹون کو جو اوسکے پاس ہین
بھیجدو ہم تمھاری تقصیر معاف کردینگے اور تم خود شاہجہان کے تعاقب مین جاؤ جو اس وقت
ٹھٹھہ مین ہے - مہابت خان نے دانیال کے دونو بیٹوں کو افضل خان کے حوالہ کیا اور
آصف خان کے باب مین یہ عذر کیا کہ مین بیگم کی طرف سے مطمئن خاطر نہیں ہون لاہور سے گذر جانے تک
آصف خان اور اوسکے بیٹے کے حوالہ کرنے سے معذور رکھیں - بادشاہ اس کے اس جواب
سے بیدماغ ہوا مگر تقاضائے وقت کو ہاتھ سے نہ دیا مکرر افضل خان کو بھیجا اور اپنی اور
بیگم کی طرف سے کلام الہی کی قسم کھائی - مہابت خان تین چار منزل تک تو آمد و رفت اور پیام
مین دفع الوقت کرتا رہا اور آخر کو آصف خان کو اپنے پاس طلب کر کے ایسی شدید قسمین دلائیں

اور اسپ و خلعت و فیل تواضع کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا اور ابو طالب کو اور چند روز نگاہ رکھا کہ اس وسوسہ سے خاطر جمعی ہوجائے کہ فوج اوسکے تعاقب مین تو نہین مقرر ہوئی بعد ازان اوس کو بھی باعزاز مرخص کیا۔

اوائل ماہ آبان مین بادشاہ لاہور کے نزدیک آیا۔ اب شاہجہان کا حال سنو کہ جب اوسنے مہابت خان کی گستاخی کی خبر سُنی تو اوسکا مزاج شورش مین آیا۔ باوجود قلت جمعیت اور عدم سامان کے اوسنے وجیہہ مصمم کیا کہ پدر والا قدر کی خدمت مین پہنچکر مہابت خان کو کردار ناہنجار کی سزا دے وہ ۲۲۔ رمضان کو ۱۰۳۵؁ کو ہزار سوار لیکر مقام ناسک پر تر بنگ سے چلا اس گمان سے کہ اس مسافت مین شاید اس پاس جمعیت بہم ہوجائے جب وہ اجمیر مین آیا تو راجہ کشن سنگھ پسر راجہ بھیم کہ پانسو سوار اس پاس تھے اجل طبعی سے مرگیا اور اوس کی جمعیت متفرق ہوگئی کل پانسو سوار نہایت پریشان و تنگ دست ہمراہ رہے اور اوسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی بیگم کا دل بھی اس سے صاف نہین ہے اور بادشاہ کی کم توجہی باقی ہے اوسلئے مادہ فساد دور نہین ہوا اسواسطے باپ کی خدمت مین جانا مصلحت نہ جانا۔ اور یہ رائے ٹھیری کہ ولایت ٹھٹہ مین چند روز گوشہ گزینی مین بسر کیجے اجمیر سے ناگور مین اور ناگور سے حدود جودھ پور مین اور وہان سے جیسلمیر مین اوسنے کوچ کیا۔ شہنشاہ ہمایون بھی اپنے ایام مصیبت مین اسی راہ سے گیا تھا۔ ایام شاہزادگی مین شاہ عباس بادشاہ ایران سے شاہجہان کی محبت اور خط و کتابت تھی اور اس ہرج مرج میں بھی اوسنے شاہجہان کا حال پوچھا تھا۔ اسلئے اس کے دل مین آئی کہ ایران جاکر بادشاہ سے ملنا چاہئے ممکن ہے کہ اوسکی مہربانی اور اشفاق و معاونت سے جو شورش و فساد کا غبار مرتفع ہوا ہے وہ فرو ہوجائے۔

جب شاہجہان ٹھٹہ مین آیا تو شریف الملک اس ملک کے لشکریں سے سوار و پیادہ جمع کرکے گستاخانہ پیش آیا۔ باوجودیکہ شاہجہان پاس تین چار سو سوار وفادار تھے اس کے صدمہ کی تاب شریف الملک نہ لاسکا حصار شہر میں وہ آیا۔ اوسنے پہلے سے یہان کے قلعہ کی مرمت کرکے بہت توپ و تفنگ برج و بارہ پر لگا رکھی تھیں آدمیون سے متعلقین کو

شاہجہان کا ٹھٹہ جانا اور وہان سے لوٹنا

شاہجہان کا دکن جانا +

دروازہ حصار پر لایا او رمتحصن ہوا اور مدافعہ و مقابلہ کے لئے تیار ہوا شاہجہان نے تاکید سے منع کیا کہ بندہ ہائے جان نثار قلعہ پر تاخت نہ کرین اور اپنے تئین توپ تفنگ سے ضائع نہ کریں باوجود اسکے جوانان کارطلب کی جماعت اپنے تئیں ضبط نہ کرسکی اور شہر کے حصار پر یورش کی ۔ برج و بارہ کے استحکام اور توپ خانہ کی کثرت نے کچھہ کام نہ ہونے دیا ۔ وہ پھر آئے ۔ کچھہ دنوں کے بعد پھر شیر دل بہادروں نے قلعہ پر حملہ کیا ۔ قلعہ کے گرد بالکل مسطح میدان تھا اصلا پستی و بلندی اور دیوار و درخت کہ حائل ہون نہ تھے سر پہ سپریں لگاکے دوڑ گئے مگر وہان ایک خندق عمیق و عریض پانی سے بھری ہوئی حصار کے گرد تھی آگے جانا محال تہا ادہر پیچھے آنا محال تر توکل کا حصار باندہ کے بیٹھے ۔ ہرچند شاہجہان آدمی بھیجکر انکو بلاتا مگر اثر نہ ہوتا جو گیا وہ عدم کی راہ پر دوسرے کے پہلو میں بیٹھہ گیا اور پھر نہ پھرا ۔ شاہجہان اس وقت بیمار تہا غرض ایسے سببوں سے کہ اسنے عراق جانیکا ارادہ فسخ کیا ۔ شاہزادہ پرویز کی بیماری کی بہی متواتر خبر آتی تہی اسکا ضعف نہایت قوی ہو گیا تہا ۔ ٹھٹھہ کی فتح میں شاہجہان نے اپنا وقت ضائع کرنا مناسب نہ جانا ۔ گجرات اور بہار کی راہ سے دکن جانیکا ارادہ کیا ۔ وہ ایسا بیمار و ضعیف تہا کہ پالکی مین سوار ہوتا تہا ۔ اب اوسکو معلوم ہوا کہ پرویز کا انتقال ہوا تو اور بھی جلدی جلدی اوسنے سفر کیا ۔ یہ وہی راہ ہے جس پر محمود غزنوی سومنات کے بتخانہ کی فتح کے لئے گیا تہا ۔ شاہجہان ملک گجرات سے راج پیپلہ کی حوالی سے گذر کر ناسک ترنبک مین آیا جہان اسکا بنگاہ تہا اس ملک میں کوئی عمارت نہ تھی اسلئے وہ جنیر میں چلا گیا ۔ ٹھٹھہ جانے میں اجمیر کی راہ سے ۵۱۴ کروہ کی مسافت چار مہینے میں ، کوچوں اور پچاس مقاموں میں طے کی ۔ مراجعت میں احمد آباد کی راہ سے ۴۶۰ کروہ کی مسافت ۸۴ کوچ اور ۲۰ مقام میں طے کی ۔

شاہزادہ پرویز کی وفات +

غرہ شہریور کو جب بادشاہ کابل سے ہندوستان کی طرف چلا ہے دکن کی تحریر سے معلوم ہوا کہ شاہزادہ پرویز درد قولنج میں مبتلا ہوا ۔ شراب بہت پیتا تہا ۔ اپنے چچا شاہزادہ مراد اور دانیال کی طرح وہ بھی ۶ صفر ۱۰۳۵ کو ۳۸ سال کی عمر میں مر گیا ۔ وفات شاہزادہ پرویز اوس کی تاریخ ہے ۔ آگرہ میں وہ اپنے باغ میں دفن ہوا +

مہابت خان ٹھٹہ کی راہ سے پھر آیا۔ اور ہندوستان کی طرف چلا اور یہ بھی سنا کہ بائیس لاکھ روپیہ نقد اوسکے وکلانے بنگالہ سے بھیجا ہے اور خزانہ حوالی دہلی میں داخل ہوا ہے سنا۔ او بادشاہ کی طرف سے صفدر خان کو ایک ہزار احدی کے ساتھ تعین کیا۔ کہ بہت جلد جاکر اوس روپیہ کو چھین لے۔ جب شاہ آباد کی حوالی میں خزانہ کے پاس وہ آیا تو خزانہ کے محافظ خزانہ کو سرائے میں لیکر متحصن ہوئے۔ جہانتک ممکن تھا مدافعہ و مقابلہ کیا لیکن بادشاہی آدمیوں نے سرائے میں آگ لگادی اور اوسکے اندر جاکر خزانہ پر متصرف ہوئے۔ خزانہ کے محافظ بھاگ گئے صفدر اپنی فوج کے ساتھ مہابت خان کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا۔ خانخانان کو ہفت ہزاری ذات و سوار کا منصب ملا۔ اور وہ مہابت خان کے تعاقب کے لئے متعین ہوا اور صوبہ اجمیر اس کی تیول میں مقرر ہوا۔

بادشاہ سے صوبہ دکن کے متصدیوں کی عرضداشت معروض ہوئی کہ یاقوت خان حبشی کہ دکن میں ملک عنبر کے بعد سرداری میں اسکا نمبر تھا اور عنبر کے عہد میں بھی سپہ سالار لشکر اور انتظام افواج کا عہدہ اوسکو تھا وہ بندگی اور دولتخواہی اختیار کرتا ہے اور پانچسو سواروں کے ساتھ جالناپور میں آیا ہے اور سربلند رائے کو لکھا ہے کہ میں نے فتح خان پسر ملک عنبر اور نظام الملک کے سرداروں کی دولتخواہی کا اقرار لے لیا ہے اور اون میں سے میں نے پیش قدمی کی ہے نامبردہ بعد ایک دوسرے پر سبقت کرکے پے در پے آئینگے۔ جب شاہجہان سربلند رائے کی تحریر سے حقیقت کار پر مطلع ہوا تو اوسنے یاقوت خان کو خط لکھا جسمیں نہایت استمالت اور دولتخواہی تحریر کی تھی اور اوسکو سرگرم عزیمت کیا اور سربلند رائے کو بھی ایک مکتوب قلمی کیا کہ لوازم ضیافت و مراسم مہمانداری بجا لائے۔

پھر دکن کے متصدیوں کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ نظام الملک نے فتح خان پسر عنبر کو اور بہت سے دولت تربیت یافتوں کو ملک بادشاہی بھیجکر فساد برپا کیا ہے۔ عمدۃ الملک خانجہان نے لشکر خان کو جو بندہائے کہن سال میں تھا اور کاروان تھا برہانپور کی حراست اور محافظت سپرد کی اور خود لشکر کے ساتھ بالا گھاٹ پر متوجہ ہوا اور کھڑکی تک جو نظام الملک کا محل اقامت تھا

منازعت کی اور نظام الملک نے قلعہ دولت آباد سے سر نہ نکالا اور وہیں رہا اور حمید خان نام غلام حبشی کو اپنا پیشوا بنایا مدار اور اعتبار ملک و مال کا اوسکے قبضہ اقتدار میں سپرد کیا حمید خان نے ایک عورت پر عاشق ہو کر نکاح کیا تہا اسکا استرضا اس تبہ پر کرتا تھا کہ لوگ اوس کو دیوس کہتے تھے اس عورت نے نظام الملک سے وہ رشتہ الفت مستحکم کیا تہا کہ باہر شوہر اور اندر خود صاحب اختیار ہو گئے تھے۔ اسکا حال آگے بیان ہوگا۔ اس عورت نے اپنے شوہر کو خانجہان کا رفیق بنایا اور تحفے اور نامہ پیام محبت التیام بھیجکر بنائے دوستی و یکدر خوانگی کو قائم کیا۔ اور اپنے افسانہ اور افسون سے بازار رزم و فوج کشی کو بزم یکجہتی میں تبدیل کیا۔ چار پانچ لاکھ ہن اور دو تین لاکھ روپئے کے جواہر خان جہان کو دیکر وہ ملک خرید لیا جو نظام الملک کے ہاتھ سے گیا تہا اور اکبر و جہانگیر نے ہزاروں جانیں کھو کر اور کروڑوں روپئے خرچ کر کے لیا تھا اس نمک حرام افغان نے فساد ایام پر نظر کر کے طمع سے بیجھ لاکھ و محال کے محصول کے عوض میں دو بادشاہوں اور دو تین نامدار شہزادوں اور امرائے ذوی الاقتدار کی چند سال کی محنت اور کروڑوں روپئے کے خرچ کو جو اس دیار کی تسخیر میں صرف ہوئے مفت رائگان ہاتہ سے دیدیا۔ اور امرائے شاہی کے نام جو تھانوں میں مقرر تھے نوشتے بھیجدیئے کہ اپنے محال کو نظام الملک کے وکلاء کو سپرد کردیں۔ ان سب نے اُسکے حکم کی اطاعت کی مگر سپہدار خان حاکم احمد نگر نے خانجہان کے نوشتہ اور حکم کو نہ مانا اور جواب دیا کہ بادشاہ کے حکم بغیر قلعہ کی کنجیاں میرے سر کے ساتھ وابستہ ہیں کہ تمام متعلقہ بال محال قلعہ احمد نگر متصدیان نظام الملک کے ہاتھ آگیا۔

حمید خان حبشی کی منکوحہ کا حقیقت حال یہ ہے کہ وہ اس ملک کی غریب زادیوں میں سے تھی۔ ابتدا میں کہ نظام الملک شراب پر مفتون اور عورتوں پر شیفتہ تھا تو اوسکو حرم سرا میں دخل ہوئی اور وہ نظام الملک کے لئے شراب ایسی مخفی لی جاتی تھی کہ باہر کے آدمیوں کو خبر نہ ہوتی تہی اور یہ سرکارہ عمدہ آدمیوں کی عورتوں کو جو حسن صورت اور خوشی سیرت میں شہرت رکھتی تہیں نظام الملک کی تسخیر دل کے لئے گمراہ کر کے اس بزم عشرت کا ہمدم بناتی عنبر کے مرنے کے بعد وہی امور ملکی کے انجام میں مشغول ہوئی۔ ملک و سپاہ کا اختیار اوسکے ہاتہ میں ایسا آگیا کہ جب وہ سوار ہوتی تو اور عمدہ

خانجہان کا احمد نگر کا ملک نظام الملک کو دیدینا +

حمید خان کی عورت کا حال +

نوکر اوسکی سواری کے ساتھہ پیادہ چلتے اور اپنے اور بادشاہی مطالب عرض کرتے - عادل شاہیون اور نظام الملکیون مین ہمیشہ عداوت و فوج کشی رہتی تھی - اور ان میان بیوی کے اقتدار کے زمانہ مین خبر آئی کہ عادل شاہ آراستہ لشکر و جنگی فیلون اور توپخانون کو لیکر مقابلہ کو آتا ہے - نظام الملک نے جنگ کے ارادہ سے باہر آنا چاہا تو اس عورت نے اوسے کہا کہ اس جنگ کا اختیار مجھے دیدیجے اور فوج کا سردار بنا دیجے اگر مین خصم پر غالب ہوئی تو مدتون تک خلق کی زبانون پر یہ بات رہے گی کہ نظام الملک کی ایک عورت نے بادشاہ بیجاپور کو مقابلہ کرکے ہزیمت دیدی ہے اور خدا نخواستہ قضیہ برعکس ہوا تو لوگ کہینگے کہ بادشاہ نے ایک عورت کو مغلوب کیا - پہر اوسکا تدارک ہو سکتا ہے نظام الملک کو یہ بات پسند آئی اور اپنی محبوبہ ناز نین کو لشکر کی سرداری پر مامور کیا وہ لشکر کو ترتیب دیکر اور جنگی ہاتھیون اور توپخانہ کو لیکر چلی خود نقاب مرصع چہرہ پر ڈالا اور ایک ہاتھی پر سوار ہوئی سپاہیون کے خوش زبانی سے کی امیدین دلائیں اور وعدہ و وعید و تہدید کرکے اونکو سرگرم کارزار کیا اور بہت سے کڑے مرصع و طلا و نقرہ کے موافق دستور دکن کے ساتھہ لئے وہ سپاہ کے دل خوش کرنے کے لئے دئے جاتے ہین میدان کارزار مین صفون کو آراستہ کیا - لڑنا شروع کیا سپاہی جو شجاعت کا کام کرتے اونکو وہ کڑے مرصع طلا و نقرہ کے دیتی اور اوسکا مرتبہ بڑہاتی اور مٹھائی سے بہرے ہوئے ٹوکرے ساتھہ رکھتی اور فوج کو پہنچاتی - غرض عادل شاہ کی فوج کو اسی مردانگت زن نے ہٹا دیا - پہلے سے زیادہ نظام الملک کی معزز محبوبہ ہو گئی +

الحاصل خانجہان نے ایک عورت کی چال بازی سے مات کہائی اور ایسا بڑا ملک تہوڑے سے روپیون کو بیچ ڈالا جو ہندوستان کے بادشاہون کے ایک روز کے خرچ کے لئے وفا نہ کرتا - اور اپنے ولی نعمت اور عالم کے نزدیک اپنے تئین مطعون کیا +

خانزاد خان کی جگہ مکرم خان ولد معظم خان حاکم بنگالہ مقرر ہوا تھا - وہ یہان آکر کامیاب مراد ہوا عجیب اتفاق ایک فرمان شاہی اوسکے نام گیا وہ اوسکے استقبال کے لئے کشتی مین سوار ہوا اوسکی کشتی ایک نالہ مین ڈوب گئی وہ اور اوسکے ساتھی بحر فنا مین غرق ہوگئے

ان ہی دنون مین خانخانان ولد بیرم خان بہتر برس کی عمر مین اجل طبعی سے مر گیا جب وہ دہلی
مین آیا تو اسکا ضعف قوی ہوا یہان توقف کیا۔ اواسط ۱۰۳۶ھ سنہ مین ودیعت حیات کو سپرد
کیا اور اس مقبرہ مین کہ اسنے اپنی منکوحہ کے لئے بنایا تھا مدفون ہوا وہ امرائے اعظام مین سے
تھا جو جو کام اوسنے کئے وہ تاریخ مین بیان ہوئے۔ سوا اسکے خانخانان قابلیت و استعداد
مین یکتائے روزگار تھا۔ زبان عربی و ترکی و فارسی و ہندی جانتا تھا عقلی و نقلی علوم
اور سنسکرت کے علوم مین بہرہ وافی رکھتا تھا۔ ہندی فارسی مین شعر خوب کہتا تھا ایک
رباعی اسکی لکھی جاتی ہے رباعی۔

زنہار رحیم از پئے دل نروی — بیہودہ بہ آرزوئے دل در گروی
گفتم سخنے و باز ہم میگویم — خواہش کاری ہمیشہ کاہش دروی

جب مہابت خان ٹھٹھہ کی راہ سے پھرا اور وہ فوج اوسکے تعاقب مقرر ہوئی جو اسکا
خزانہ چھیننے گئی تھی اوسکو حکم تھا کہ اوسکو گرفتار کرے یا قلمرو سے باہر نکال دے کچھ دنون وہ
رانا کے کوہستانون مین تباہ حال بسر کرتا رہا۔ اب اوسکے لئے کوئی راہ باقی نہ تھی کہ وہ جہانگیر کا
ناصیہ فرسا ہوتا ناچار اپنی نجات شاہجہان کے توسل مین جانی عرائض اپنے وکلاء زبان ان
کے ہاتھ بھیجیں جنمین ندامت و خجالت اپنے گناہون کے عذر مین ظاہر کی شاہجہان نے بمقتضائے
وقت اسکی تقصیرات سے درگذر کی اور فرمان مرحمت عنوان اپنے پنجہ کے ساتھ اسکی استمالت
اور تسلی کے لئے بھیجا۔ وہ دو ہزار سوار لیکر شاہجہان سے جنیر مین ملا۔ ابھی اسکے اقبال مین فروغ
دولت باقی تھی کہ شاہجہان کی ایک درست ادا سے اوسکی چند برس سالہ شکست درست ہو گئی +

[illegible] ۔ اسفندار مذکو بادشاہ کشمیر کی سیر کو روانہ ہوا یہ سفر اضطراری تھا اختیاری نہ تھا۔ بادشاہ
کے مزاج کو ہوائے گرم نہایت ناسازگار تھی ہر سال وہ موسم بہار کے شروع مین کشمیر کی صعوبت
اٹھا کر جاتا اور وہان کی آب و ہوا سے تر و تازہ و توانا ہو کر ہندوستان مین آتا۔
روز یکشنبہ سیوم رجب ۱۰۳۶ھ کو فور(?) روانہ ہوا۔ دریائے چناب کے کنارہ پر جشن ہوا۔ بادشاہ سیر
[illegible] اور شکار کرتا ہوا [illegible] کشمیر مین آیا۔ مکرم خان کی جگہ فدائی خان نے صوبہ بنگالہ کی

حکومت پر سرفرازی پائی اور یہ مقرر ہوا کہ ہر سال دو پانچ لاکھ روپئے نورجہان بیگم کے خزانہ عامرہ
مین داخل کیا کرے۔

اس عرصہ مین کہ بادشاہ کشمیر کی سیر کر رہا تھا آناً فاناً مین دمہ کے مرض نے جو مدت سے اوسکے
دم کے ساتھ تھا زور کیا اور برے آثار ظاہر ہوئے۔ گھوڑے ہاتھی پر سوار ہونے کی طاقت نہ رہی
پالکی مین سوار ہوتا کچھہ دنون بعد اس مرض مین تخفیف ہوئی تو بھوک جاتی رہی اور افیون سے
بھی نفرت ہوگئی جو چالیس برس سے رفیق منہ سے لگی ہوئی تھی۔ فقط شراب انگوری کے
دو چار پیالون پر زیست کا مدار تھا۔ ایسے وقت مین شہزادہ شہریار داء الثعلب کے مرض مین مبتلا
ہوا۔ داڑھی مونچھ کے بال اوڑ گئے لنڈ منڈ ہوگیا۔ بدخواہون کی مصلحت کے تقاضی سے
باوجود نورجہان کی ممانعت کے اوسنے لاہور مین علاج کے واسطے جانے کے لئے بادشاہ کی
منت سماجت کی۔ بادشاہ کے حکم سے وہ لاہور روانہ ہوا۔ نورجہان نے مصلحت کار کے
لئے احتیاطاً داور بخش پسر خسرو کو اوسکے حوالہ کر رکھا تھا کہ مقید رکھے۔ اب جو وہ جانے لگا
تو اوسکے لیجانے کو اپنے لئے ایک بار سنگین سمجھا اوسنے کہا کہ اب وہ کسی اور شخص کو حوالہ کیا جائے
سو وہ ارادت خان کے سپرد ہوا۔ اب بادشاہ نے کشمیر کے سرد ملک کو چھوڑ کر لاہور کے گرم ملک کی
طرف راہ لی بارہ مولہ مین آیا شکار کے لئے بادشاہ سوار نہیں ہوسکتا تھا۔ اس طرح شکار کھیلنے
بیٹھا کہ زمیندار ہرنون کو گھیر گھار کر چتہ کوہ پر دولتخانہ کے سامنے لاتے بادشاہ اونپر بندوق
مارتا وہ لوٹتے پوٹتے پہاڑ سے نیچے گرتے اور اپنا تماشا دکھاتے۔ اس ملک کا ایک
اجل رسیدہ پیادہ ہرن کو ہنکا کر لایا۔ ہرن ایک پرچہ سنگ پہاڑ پر ہو بیٹھا کہ اچھی طرح دکھائی
نہیں دیتا تھا اس پیادہ نے چاہا کہ آگے جا کر اوسکے ہنکانے کو قدم کا آگے رکھنا
تھا کہ وہ پھسلا آگے درخت تھا اوسکو پکڑا تو وہ بھی اکھڑا اور خود شکار کی طرح پہاڑ سے قلابازیان
کھاتا ہوا نیچے آیا سارا بدن چور چور ہوگیا بادشاہ یہ دیکھہ گھبرایا اور حکم ہوا کہ پیادہ کی مان
روتی پیٹتی آئی روپیہ سے اوسکی تسلی کی۔ مگر اسکا اپنا دل ایسا بیقرار ہوا کہ پھر اوسکو قرار نہ ہوا
اس پیادہ ہی نے اپنی صورت مین حضرت عزرائیل کی تجلی دکھادی۔ اب بادشاہ لاہور کو چلا

آگے بڑھا - پہاڑ کے اتار چڑھاؤ نے بھی مرض کو اور زیادہ کیا شراب سے بھی نفرت ہوگئی
راجور کی راہ میں ایک پیالہ پیا تھا وہ حلق سے نہ اترا قے ہوگیا - دولتخانہ تک پہنچتے
پہنچتے نزع کی حالت طاری ہوئی - پہر دن چڑھے ۲۸ شہر صفر ۱۰۳۷ مطابق ۲۸ اکتوبر
۱۶۲۷ کو سفر آخرت پیش آیا - ساٹھ برس کی عمر تھی - ۲۲ برس سلطنت کی - یا ۲۱ سال
۸ ماہ ۴ روز تاریخ وفات + خرد گفتا جہانگیر از جہان رفت + جہانگیر کے مرنے سے
نورجہان کے سہاگ کی چوڑی ٹھنڈی ہوئی - سارے سہاگ اوسکے خاوند کے ساتھ خاک میں
مل گئے - سارا بناؤ سنگار رنگین کپڑے پہننے چھوڑ دیئے رات دن رونا پیٹنا اختیار کیا -
تادم واپسین اس سوگ کو اپنے ساتھ رکھا مگر اس حال میں بھی اپنے داماد شہریار کے شہریار
بنانے کا خیال نہ چھوڑا ہرچند اوسنے اپنے بھائی آصف خان کو تجہیز و تکفین اور امور ملکی
کی مصلحت کے لیے بلایا - مگر اس کو اپنے گھر میں سلطنت لینی تھی وہ اپنے داماد کو چھوڑ کر
بہن کے داماد کے لیے کیوں تدبیر کرتا - اوسنے مصلحت عذر کرکے دفع الوقت کیا اور
اعظم خان اور ایک جماعت امرا کو جو اوسکے ہمراز اور دمساز تھے ہمداستان بنا کے داور بخش
پسر خسرو کو قید سے نکال کر اوسکو فرمانروائے سلطنت بنایا جو محض خواب و خیال تھا داور بخش
جانتا تھا کہ یہ سلطنت بے اعتبار دو تین ہفتے سے زیادہ نہیں ہے وہ میرا خون بہائیگی یہ تخت میرا
تختہ بنے گا وہ اس امر پہ اختیار راضی نہ ہوا اضطرار اور انکار بہت کیا مگر فائدہ نہ ہوا
عہد و سوگند سے اوسکی تسلی کی گئی اور بہ تقضائے مصلحت جیسے کہ مریض کی جان کے عوض
لیے گوسفند کو صدقہ کے لیے لاتے ہیں تخت پر بٹھایا چتر سر پہ رکھا شرط نثار اور مبارکباد بجا لا
منزل بھمبر میں اوسکے نام کا خطبہ پڑھوایا - نورجہان بیگم جار ناچار روتی پیٹتی اپنے رفیق آخرت
کی نعش کو لیکر لاہور میں لائی اور اپنے باغ میں مدفون کیا +

آصف خان نے بنارسی داس ایک ہندو کو جو تیز روی میں مشہور تھا بلا کر کہا کہ یہ ہمارے
ہاتھ کی انگوٹھی لو اور ابھی شاہجہان پاس پہنچ کر اوڑ جاؤ اور زبانی پیغام دو کہ جہانگیر کا انتقال
ہوا عرضداشت کا لکھنا مقتضاء وقت نہ تھا یا اوسکو ایسی جلدی تھی کہ عرضداشت لکھتے میں

وقت ضائع نہ کیا نہ یائی باتین اوسکو سمجھا دین کہ اول بہت جلد مہابت خان پاس جانا اور
اوسکے ساتھ شاہجہان کی ملازمت مین آنا اور جلد روانہ ہونے مین مبالغہ کرنا -

نورجہان بیگم شہریار کی سلطنت کے لئے بہت بیقرار تھی اسکی دوسری بہن کا شوہر صادق خان
تھا اور نورجہان کے ساتھ ہمراہ تھا آصف خان نے دونو بہنون کے گھر پر چوکی بٹھا کر امرا اور
نامہ و قاصد کی آمد و رفت بند کردی سب امرا جانتے تھے کہ آصف خان نے دولت شاہجہانی
کی استقامت و استدامت کی یہ تمہید کی ہے کہ داور بخش کو بادشاہ بنایا سب اوسکی اطاعت کرتے تھے

نورجہان بیگم اس اندیشہ و تدبیر مین تھی کہ شہریار کو سر پر آرائے سلطنت کرے شہریار نے
لاہور مین باپ کے مرنے کی خبر سنی تو اپنی بیوی کی تحریک اور فتنہ پردازی سے اپنے تئین بادشاہ
بنایا - اور خزانون اور تمام بادشاہی کارخانجات پر دست دراز کیا جس شخص نے جو مانگا وہ
اوسکو دیدیا اور لشکر اور جمعیت جمع کرنے مین مصروف ہوا اور ایک ہفتہ مین خزانہ کے نوے لاکھ
روپیون مین ستر لاکھ روپئے قدیم و جدید منصبداروں کو دیدیے کہ اونکے ہاتھ کو دل مین لائے
اور مستقل بادشاہ ہوجاوے - بایسنغر خان پسر دانیال جہانگیر کی وفات کے بعد لاہور مین شہریار پاس
بھاگ آیا تھا وہ اوسکا سپہ سالار مقرر ہوا - اور لشکر کو دریائے راوی کے پار لے گیا - اس طرف سے
آصف خان نے ایک ہاتھی پر داور بخش کو کہ دبدبہ و تجمل بادشاہی کے ساتھ بٹھایا -
دوسرے ہاتھی پر آپ سوار ہوا - لاہور سے تین کوس پر دونو لشکرون کا آمنا سامنا ہوا اول ہی حملہ
مین شہریار کی سپاہ کا انتظام شکستہ ہوا اور ساری فوج فرار ہوئی بعض قلعہ لاہور مین داخل
ہوئے اور ایک جماعت داور بخش کی سپاہ سے آن ملی شہریار دو تین ہزار سوارون کے ساتھ لاہور
سے باہر نکلی تقدیر کا منتظر تھا کہ + تا خود فلک از پردہ چہ آرد بیرون + کہ ناگاہ ایک ترکی
غلام نے جنگگاہ سے دوڑکر اس شکست کی دلکوب خبر سنائی تو شہریار قلعہ کے اندر آیا اور خود
اپنے پاؤن کو جال مین کھینچا یا - دوسرے دن امرا نے حصار شہر کے متصل لشکر گاہ بنایا - اکثر
شہریار کے نوکر قول لیکر آصف خان سے آن ملے اور رات کو قلعہ کے اندر اعظم خان گیا اور
بادشاہ دولتخانہ مین ٹھیرا اور صبح کو اور امرائے عظام قلعہ مین گئے اور داور بخش کو سر پر آرا کیا -

داور بخش اور شہریار کی لڑائی اور شہریار کا اندھا کیا جانا +

شہریار بادشاہ کی حرم سرا سے میں جریدہ گیا - فیروز خان خواجہ سرا نے اوسکو پکڑ کر اللہ وردی خان
کو سپرد کیا - اور وہ اوسکو داور بخش کے روبرو لایا - اور مراسم کورنش و تسلیم اوس سے ادا کرائیں اوسکو
محبوس کیا - اور دو تین روز بعد اندھا کیا - تو اوسنے یہ رباعی بدیہہ فرمائی - رباعی

زنرگس گلاب ارچہ نتوان کشید — کشیدند از نرگس من گلاب
اگر از تو پرسند تاریخ من — بگو کور شد دیدۂ آفتاب

آصف خان نے عرضداشت میں نوید فتح شاہجہان پاس ارسال کی اور التماس کیا
کہ حضور بہت جلد یہاں تشریف فرما ہو کر آشوب اختلال سے خلاص کریں - اب بنارسی اور
شاہجہان کے سفر کا بیان مجمل ہوتا ہے - بنارسی منزل جلکر ہٹی سے وسط کشمیر میں بیس روز
کے عرصہ میں ۱۹ - ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو جنیر میں پہنچا جو سرحد نظام الملک کی انتہا پر ہے - وہ
اول مہابت خان کے پاس جو شاہجہان کو قدمبوسی کے لئے آیا ہوا تھا گیا - اور صورت حال
کو عرض کیا - وہ برق و باد کی طرح حرمسرا سے میں پہنچا اور خبر بھیجی - شاہجہان محل سے باہر آیا
اور بنارسی زمین بوس ہوا حقیقت حال عرض کی اور آصف خان کی مہر بادشاہ کو دی
- اس حادثہ دلخراش کے واقع ہونے سے شاہجہان کو رنج و غم ہوا - مراسم تعزیت کا وقت
یہ نہ تھا - مہابت خان کے کہنے سے پنجشنبہ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۳۷ھ کو نجومیوں کی مہورت
کے موافق گجرات کی راہ سے دار الخلافہ کی طرف کوچ کیا - اور آصف خان کو بنارسی کے بھیجنے کا
اور اپنے چلنے کا فرمان امان اللہ کے ہاتھ ڈاک چوکی میں بھیجا - خان جہان خان صوبہ دار
برہانپور میں تھا جسکی تفصیلات کا بیان اوپر ہوا - اوسپر شاہجہان کو اطلاع تھی مگر وہ تب بھی
اوسنے جان نثار خان کو اوس پاس فرمان لطف آمیز دیکر بھیجا - وہ نمک حرامی کے توہم میں گرفتار تھا
اور دریا خان روہیلہ اور آقا افضل دیوان کے (کہ دیوان شہریار کا بھائی تھا اور نورجہان اور
شہریار کے حال پر مطلع نہ تھا) کے بہکانے سے خان نے فرمان کے جواب میں عرضداشت
نہ بھیجی اور جان نثار خان کو آزردہ کیا اور فقط فرمان کی نافرمانی پر اکتفا نہیں کی بلکہ برہانپور پر
اپنے بھتیجوں کو سکندر دوتانی کے ہمراہ چھوڑ کر خود اپنی جمعیت اور بادشاہی ملازموں مشتمل

جلوس شاہجہان ۱۰۳۷ +

راجہ جگت سنگھ وغیرہ کو جو اوسکی رفاقت میں مجبوری سے تھے ہمراہ لیکر مانڈو میں آیا اور مالوہ
کے اکثر قصبات و محالات کو تاخت و تاراج کیا اور اس مخالفت و بغاوت کا نقارہ بجا کر
برہان پور میں مراجعت کی +

شاہجہان جب بابا پیارے کے معبر گذرا شیر خان عرف ناہر خان کی عرضی آئی جس میں اطاعت
اور فدویت کا اظہار اور سیف خان کے ارادہ فاسد کا اظہار تھا سیف خان اسوقت احمد آباد میں
صوبہ دار تھا اور جہانگیر کے عہد میں شاہجہان کے ساتھ بہت گستاخیاں کیں تھیں اس گمان سے
اوسکو ہراس خوف بہت تھا شیر خان کی عرضداشت آنے سے اوسکی تصدیق ہوگئی اس لیئے
شیر خان کو گجرات کے صاحب صوبہ ہونے کا حکم ہوا اور فرمان گیا کہ شہر احمد آباد پر متصرف ہوکر معتمد خان
کے حوالہ کرے اور سیف خان کو نظر بند کر کے ہمارے پاس بھیجے اوسوقت سیف خان سخت
بیمار تھا ملکہ ممتاز محل کی بڑی بہن سیف خان کی بیوی تھی اور ملکہ کو اپنی بہن سے نہایت محبت
تھی اور سیف خان کی ناہمواری اور بیماری سے دونو بہنون کی خاطر جمع نہ تھی وہ سیف خان کی
شفیع ہوئیں بیگم کی التماس کے موافق خدمت پرست خان کو حکم ہوا کہ وہ شیر خان کو پیغام پہنچادے
کہ سیف خان کے نظر بند کرنے میں کوئی ضرر جانی اوسکو نہ پہنچائے - بادشاہ نے دریائے نربدا
سے عبور کر کے قصبہ سیونور میں وزن قمری کا جشن کیا - دلیر خان بارہہ نے آنکر شہریار کے مکحول
و مقید ہونے کی اور دانیال کے بیٹون کے محبوس ہونے کی خبر سنائی سیف خان قریب المرگ
ہوگیا تھا شاہجہان نے اوسکی تقصیر معاف کیں تو پھر اوسکی جان میں جان آئی - بیماری
سے صحت بدل گئی جب بادشاہ احمد آباد سے محمود آباد میں آیا تو شیر خان مع عیسی خان شرف اندوز
ملازمت ہوا شیر خان کو منصب پنج ہزاری و صوبہ داری احمد آباد سے سر بلندی ہوئی - اور عیسی خان
چار ہزاری منصب اور دو ہزار سوار کی پایہ پر پہنچا اور ٹھٹھہ کی حکومت سے معزز ہوا یمین الدولہ
آصف خان پاس خدمت پرست خان فرمان لایا کہ جو کچھ کیا وہ مستحسن ہوا اگر امن کے لئے
اور دفع آشوب کے واسطے داور بخش اور شہریار اور دانیال کے بیٹون کو جو مادہ فساد ہیں شہر
عدم کو روانہ کرے تو ہوا خواہان ملک و سلطنت کے لئے قرین مصلحت ہوگا -

سر وارث ملک تا بر تن است　　تن ملک را فتنہ بر آہن است

اِس فرمان کے پہنچنے کے بعد آصف خان نے حکم کے مطابق ۲۲ جمادی الاولٰی کو داور بخش اور اوسکے بھائی گشتاسپ و شہریار اور دانیال کے بیٹوں طہمورث و ہوشنگ کو صحرائے عدم میں آوارہ کیا۔ بایسنغر خان پسر دانیال بچ کر چلا گیا۔ اور شاہجہان کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھوایا جب شاہجہان سرحد رانا میں آیا تو رانا کرن جو ایام شاہزادگی میں جاں فشانی کی شرطوں کو بجالایا تھا۔ زمین بوس و مورد الطاف ہوا۔ اجمیر میں شاہجہان پیادہ پا حضرت خواجہ معین الدین چشتی کے مزار پر آیا۔ اور بہت روپیہ مستحقوں کو خیرات میں دیا اور حکم دیا کہ ایک مسجد سنگین یہاں بنائی جائے اور اوسکے جلد بننے کی تاکید کی مہابت خان کی درخواست کے موافق اجمیر کے صوبہ داری اوسکو مرحمت ہوئی۔ جا بجا زراعت کی حفاظت کے لئے اور رعایا و زیر دستوں کی حفظ مال اور ناموس کے واسطے اور زبردستوں کی تنبیہ کے لئے خدا ترس اور حق شناس آدمی مقرر کئے اواخر جمادی الاخری سنہ مذکور میں دار الخلافہ آگرہ میں شاہجہان آیا۔ اور ایک عالم اوسکے دیکھنے سے خرم و شاد ہوا۔ دوشنبہ بست و ہفتم جمادی الاخری کو سریر سلطنت پر جلوس فرمایا اور خطبہ و سکہ کو اپنے نام سے زیب و زینت دی

جہانگیر کی سلطنت میں سفارت انگلستان

سر طامس رو ممبر پارلیمنٹ جو انگلستان سے ہندوستان میں سفیر شاہ انگلستان آیا وہ سنہ ۱۵۸۰ء میں پیدا ہوا تھا۔ اوکسفورڈ یونیورسٹی میں اوسنے تعلیم پائی تھی۔ وکالت کی لیاقت پیدا کی تھی۔ وہ انگلستان کے اون مدبران ملکی میں سے تھا جو انگلستان کی آب و ہوا اور اس زمانہ کی معاشرت نے پیدا کئے تھے۔ وہ فاضل و زیرک اور ناموس دوست مہذب دلیر تھا۔

جب جیمس اول بادشاہ انگلستان نے اوسکو نائٹ کا خطاب دیا۔ وہ دلسیٹ انڈلیس کی سفر میں ہنری پرنس ویلز کی ہمراہی کے لئے انتخاب کیا گیا۔ وہ سنہ ۱۶۱۰ء میں امیزون کے کنارہ پر آیا سنہ ۱۶۱۴ء میں وہ کامنس ہوس میں مباحثہ کے لئے کھڑا ہوا۔ وہ سال آئندہ میں جہانگیر کے دربار

کے لئے سفیر مقرر ہوا کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے مقاصد کی توسیع کرائے اسوقت یہ کمپنی
حالت طفلی میں تھی۔ بعد اسکے وہ انگریزی سفیر ٹرکی کا مقرر ہوا اور کئی برس تک قسطنطنیہ میں رہا
پھر وینا کا سفیر ہوا ۱۶۴۴ء میں چہتر برس کی عمر میں مر گیا۔ اوسنے جو اپنا اور جہانگیر کا حال
لکھا ہے اوسکو ہم نقل کرتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ جب سورت میں ۱۶۱۵ء میں آیا تو بندر میں
انگریزی جہاز جھنڈیوں و بیرقوں سے آراستہ ہوئے۔ اسی توپیں میری سلامی میں چھوٹی گئیں
کپتان اور سوداگروں اور اسی مسلح آدمیوں سے مرا لوڈی گارڈ اوقات او ر مرتب ہوا۔ بادشاہی
افسروں نے میرا استقبال کیا۔ ایک کھلے ہوئے خیمہ میں مجھے اوتارا۔ مگر پھر یہ بد اخلاقی
کی کہ میرے نوکروں کی تلاشی لینے لگے میرے بکسوں کو توڑا ہر چند میں نے کہا کہ ان
بکسوں میں جہانگیر کے واسطے تحائف لایا ہوں مگر اونہوں نے اوسکے کہنے کو ذرا نہ سنا
شہر سورت میں ایک مکان رہنے کے لئے مجھے دیا۔ ایک مہینہ تک یہاں اس انتظار میں
مجھے رہنا پڑا کہ گاڑیاں اور چوکی پہرہ کے آدمی ہمراہی کے لئے ملیں کہ میں برہان پور تک ان
تحائف کو لے جاؤں طامس رو کا سفرنامہ ۲۴ ستمبر سے ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۵ء آگے اسی سفرنامہ
کی تاریخ کا حوالہ دیا گیا ہے +

جہانگیر آگرہ میں نہ تھا۔ وہ اجمیر کے جنوب میں گیا ہوا تھا۔ اوسنے اجمیر کو اپنا صدر مقام
بنایا تھا۔ سورت سے مشرق کو برہانپور تک اور برہانپور سے شمال کو اجمیر تک سڑک جاتی تھی
میں پندرہ روز میں سورت سے برہانپور گیا۔ ملک ویران پڑا تھا۔ قصبات و دہات میں مٹی کے
کچے جھونپڑے تھے۔ انمیں کوئی مکان اترنے کے قابل نہ تھا۔ پہاڑی چوروں کے ہاتھ
سے ایک منزل میں تیس سواروں اور بیس بندوقچیوں نے مجھے بچایا۔ برہانپور میں کوتوال سولہ
سوار جھنڈیاں لئے میرے استقبال کو آیا۔ اور مجھ کو ایک مکان میں لے گیا جو باہر سے نگین شاندار
بنا ہوا تھا۔ مگر اوسکے اندر سے تنور کی مانند تھے اسلئے میں نے خیمہ میں رہنا قبول کیا نومبر ۱۶۱۵ء تک
مغلوں کی فوج جو دکن میں رہتی تھی اوسکا صدر مقام برہانپور تھا یہاں میں نے
پرویز سے ملاقات کی۔ پرویز باپ کی طرح یہاں بادشاہی کرتا تھا اوسکی حویلی کے

سواروں کا دستہ کھڑا رہتا تھا جب وہ باہر نکلتا تو وہ سلامی اوتارتا ۔ میں اسکے دربار میں داخل ہوا
وہ تخت گاہ پر بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اسکے سر پر شامیانہ تنا ہوا تھا تخت گاہ سے نیچے چبوترہ تھا
جسپر سرخ کٹہرہ لگا ہوا تھا جسمیں امرا کھڑے رہتے تھے ۔ میں نے پرویز کے آگے زمیں بوس
ہونے سے انکار کیا اور کہا کہ میں ایک بادشاہ کا سفیر ہوں نوکر نہیں ہوں ۔ میں چبوترہ کی
تین سیڑھیوں پر چڑھا ۔ امرا پرویز کے گرد غلاموں کی طرح دست بستہ کھڑے تھے ۔ میں نے پرویز
کے آگے سر جھکایا پرویز نے بھی جواب میں سر جھکایا

میں نے بیان کیا کہ میں شاہ انگلینڈ کا سفیر ہوں ۔ پرویز نے کچھ سوال مجھ سے پوچھے میں
آگے سیڑھیوں پر چڑھ کر جواب دینا چاہتا تھا کہ شہزادہ کے ایک آدمی نے مجھے رد کر دیا
اور مجھ سے کہا کہ آگے شاہ ۔ سلطان ترک قدم رکھ سکتا ہے ۔ یہ مغلوں کو گھمنڈ و غرور تھا مگر
پرویز نیک مزاج تھا ۔ اوسنے میری درخواست منظور کی کہ یہاں پور میں انگریز اپنی تجارت کی
کوٹھی قایم کر سکتے ہیں گاڑیوں اور پیرہ چوکی کے سامان تیار کرنے کا حکم دیدیا کہ وہ مجھ کو آگرہ
تک پہنچا دیں ۔ اوسنے میری نذر کو مہربانی سے قبول کیا ۔ اس میں ایک کیس شراب کی
بوتلوں کا تھا اوسے دیکھ کر وہ لپکا اور مجھ سے کہا کہ میں تم سے خلوت میں ملکر باتیں کرونگا
وہ اس کام کے لئے تخت گاہ سے اوٹھ گیا ۔ مگر پھر مجھ کو اوسنے بلایا نہیں میں بے فائدہ
انتظار کرتا رہا ۔ اور آخر کو اوسنے بن ملے مجھے رخصت کر دیا پرویز نے شراب اسقدر پی لی
تھی کہ وہ کسی سے ملنا نہیں چاہتا تھا ۔ ۱۴ ۔ نومبر سے ۲۴ تک ۱۶۱۵ء

ایک مہینہ کے عرصہ میں اجمیر پہنچ گیا ۔ راہ میں مانڈو میں گذر ہوا جو مالوہ کا قلعہ عظیم تھا ۔ یہاں سے
چتوڑ گیا جو راجپوتانہ کا قدیمی دارالسلطنت تھا ۔ اور اب ایک ویران قلعہ تھا ۔ سارے رستے
مجھے بخار آتا رہا میں ۲۳ ۔ دسمبر ۱۶۱۵ء کو اجمیر میں داخل ہوا ۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء کو میری اول
ملاقات جہانگیر سے ہوئی ۔ ۲۴ ۔ نوامبر ۱۶۱۵ء سے ۱۰ ۔ جنوری ۱۶۱۶ء تک

سر ٹامس رو کا دربار میں جانا ہندوستان کی تاریخ میں ایک واقعہ عظیم ہے وہ اس قوم کا سفیر اول تھا جسکے
ہندوستان میں بعد از ان شان و شکوہ سے سلطنت کی ۔ اور سلطنت کر رہی ہے اور جس نے دیکھا

[illegible]

دربار کے محل کی پشت پر ایک تخت گاہ ہی اور تخت پر جہانگیر بیٹھا ہے۔ اوسنے سجدہ کرنیسے اوس
سے انکار کیا۔ بادشاہی آدمیون نے بھی اوسپر کچھہ اصرار نہیں کیا۔ وہ اول کٹہرہ تک گیا جو
تمام آدمیون کو امرا سے جدا کرتا تھا۔ وہان اول کورنش ادا کی پھر وہ سرخ کٹہرہ تک جاکر امرا
مین داخل ہوا اور دوسری دفعہ کورنش کی۔ وہ چبوترہ پر تین سیڑھیان چڑہا اور تیسری دفعہ
کورنش بجا لایا۔ اب وہ امرا اور شہزادون کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس نے اس
دربار کو بھی تھیٹر سے تشبیہ دی ہے کہ بادشاہ گیلیری کے اوپر بیٹھا ہے اور بڑے آدمی سٹیج
کے اوپر ایکٹر ہیں اور گنوار اسکا تماشا دیکھہ رہے ہیں +

جہانگیر نے اس انگریزی سفیر پر بہت التفات کیا۔ اور اوسنے شاہ انگلستان کو کہا کہ وہ میرا
شاہی برادر ہے اوسنے شاہ جیمس کے خط کو حیرت کی نگاہ سے دیکھا۔ فارسی ترجمہ اوسکے ساتھہ تھا
وہ لکھتا ہے کہ مین نے جو تحائف پیش کئے وہ بادشاہ نے بڑی خوش اخلاقی سے قبول کئے۔ یہ
تحفے باجے۔ چاقو۔ کارچوبی سگراف وتلوار اور انگریزی کوچ یعنی گاڑی تھی۔ میرے ہمراہیون
مین سے ایک باجا بجانیوالے سے بادشاہ نے باجا بجوایا۔ انگریزی کوچ دربار سے باہر رہی۔
بادشاہ نے اوسکے دیکھنے کے واسطے اپنے آدمیون کو بھیجا۔ اوسکو میری صحت کا فکر تھا۔ اوسنے
مجھہ سے کہا کہ مین آپ کے علاج کے واسطے اپنے کسی طبیب کو بھیجون۔ اوسنے مجھہ کو صلاح
دی کہ جب تک قوت نہ آئے گھر مین رہو جن باتون کو بادشاہ جاننا چاہتا تھا وہ اوس نے
بے تکلف مجھہ سے پوچھین پھر مجھہ کو رخصت کیا مین اپنی اس ملاقات سے بہت منبسط ہوا مجھہ سے
لوگون نے کہا کہ کبھی کسی سفیر کی ایسی تواضع نہیں ہوئی جیسی تمھاری ہوئی ہے۔ ۱۰ جنوری ۱۶۱۶ء
جب دربار ہو چکا تو جہانگیر بجز شاہ عظیم الشان نہ رہا بلکہ ایک محقق مغل بن گیا۔ وہ
باہر آیا۔ اوس نے انگریزی کوچ کا ملاحظہ کیا۔ اوس کے اندر خود بیٹھا اور اوسکے نوکرون نے کوچ کو
چلایا۔ اوسنے سرطامس رو کے انگریزی نوکر کو حکم دیا کہ وہ انگریزی وضع سے اپنے تئیں لباس
اور تلوار سے آراستہ کرے۔ اوسنے تن کر اپنی تلوار سونتی اور پھرائی۔ بادشاہ نے ترنگی
پادریون سے شکایت کی کہ یہ تحائف نہایت خفیف ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ شاہ انگلستان نے

اوسکو جواہر بھیجے ہوتے ۲۵ جنوری ۱۶۱۸ء کا خط بنام ایسٹ انڈیا کمپنی

بہت مہینوں تک میں اس خیال میں پڑا رہا کہ عہدنامہ کی تیاریان ہو رہی ہیں۔
خرم نے میری خوب مدارات اور آؤبھگت کی اور اوسنے وعدہ کیا کہ میں تمھارے ہر شکوون
کا علاج کرونگا۔ جہانگیر نے بھی میری خاطرداری کی اور فرمانون کو جاری کردیا کہ خشکی میں
تمام راہداری کے محصول معاف کردیے جائیں۔ مگر یہ فرمان خالی احکام ہی تھے۔ اگر کوئی
اونکے عدول کرتا تو سزا نہ پاتا۔ میں چاہتا تھا کہ ایک عہدنامہ ایسا حاصل کرون جسپر بادشاہ کے
دستخط ہون۔ میں نہیں جانتا تھا کہ اگر ایسا عہدنامہ ہوگا تو امرا اور اہلکاران شاہی کو
خاص شرائط کا پابند کریگا اور اوس کے عوض مین انگریز سوا چند تحائف کے کچھ اور نہ دینگے
اور اپنی موعود تجارت کو بڑہائینگے نہ کوئی وزیر نہ کوئی حاکم اس عہدنامہ کو اس سبب چاہتا تھا
کہ وہ اونکی حکومت کا مانع ہوتا تھا۔ سفرنامہ رو۔

ان عہد و پیمان مین سفیر انگلستان کو ایک اور وقت پیش آئی جس سے وہ دق ہوا
کہ دربار میں جو کام ہوتا اوسکو اور بادشاہ کے ہر کام کو واقعہ نویس لکھتے اور اوس کو دفتر شاہی
بناتے جس شخص کا دل چاہتا ایک روپیہ خرچ کرکے نہایت مخفی اور نازک و خانگی معاملات
پر آگاہ ہوسکتا تھا جب بادشاہ مرجاتا تو انھیں دفترون سے اوس کے سلطنت کی تاریخ مفید
نہ زمانہ بن جاتی +

نوروز کا جشن مارچ کے مہینے میں ہوا۔ یہ جشن اسلامی نہیں ہے بلکہ اسلام سے بہت مدتوں
پہلے وہ ایران میں ہوتا تھا۔ دربار میں جہانگیر بہت شان و شوکت سے آیا۔ اسکا تخت سیپ کا
بنا ہوا تھا۔ وہ مسند تکیہ پر آن کر بیٹھا جنمیں موتی اور بیش قیمت جواہر ٹکے ہوئے تھے اوسکے
سر پر ایک شامیانہ زربفت کا لگا ہوا تھا اوسمیں موتیونکی جھالر لٹکتی تھی اور اس میں سونے
کے سیب و ناشپاتی اور انار آویزان تھے۔ دربار کے دیوان خاص کے آگے ایک صحن تھا جسکا
طول ۵۶ قدم اور عرض ۴۳ قدم تہا۔ اسمین ایرانی قالین بچھے ہوئے تھے اور اس کے اوپر
شامیانہ ریشمی مخمل اور کمخواب کا لگا ہوا تھا اور وہ [illegible]

جشن نوروز

سونے چاندی کے خول چڑھے ہوئے تھے اور اس مربع کے درمیان چھوٹے چھوٹے مکان تھے
ان میں سے ایک چاندی کا مکان تھا اور بہت سی عجیب عجیب چیزیں تھیں اس شامیانہ کے
گرد امرا کے شامیانے کھڑے تھے اور ان میں بادشاہ کی پیش کش کے لئے نادر چیزیں رکھی
ہوئی تھیں - ۱۱ - مارچ ۱۶۱۶ء -

میں نے دوسرے روز شامیانہ میں دولت کی نمائش دیکھی - اسباب کا بڑا انبار تھا مگر
اس میں عظمت و جلال نہ تھا ساری چیزیں قرینے لگی ہوئی تھیں وہ یہ معلوم ہوتا تھا ایک
کپ بورڈ پر پلیٹ اور کارچوبی سلیپروں کی نمائش ہے - ایک کونے میں وہ تصویریں لگی ہوئی
تھیں جنکو میں انگلستان سے لایا تھا - یہ تصویریں جیمس اول - کوئین این - لیڈی ایلزبتھ - طامس سمتھ
اول گورنر السیٹ انڈیا کمپنی کی تہیں - ۱۲ - مارچ ۱۶۱۶ء +

مغل کے دربار سے میرا دل بھر گیا - نئی نئی چیزوں کے دیکھنے سے تھک گیا - اہلکاروں نے
چلتی گاڑی میں روڑا اٹکایا سر کیھٹر میں جانے سے میں روکا گیا جسکی شکایت میں نے جہانگیر
سے کی جسکے بعد مجھہ کو کسی نے منع نہیں کیا شاید میں رو کے جانے سے مستثنیٰ کیا گیا -
رانا اودی پور کا بیٹا اوس دربار میں آیا تہا - بادشاہ کے روبرو تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا
جہانگیر نے اوسکو اپنی تخت گاہ میں بلایا - اور اوس کے سر کو بغل میں لیا - ان سوبات سے
میں ناخوش ہوتا تہا - ہاتھیونکی موجودات ہوئی ناچنا گانا ہوا - ۱۲ مارچ سے ۲۳ مارچ ۱۶۱۶ء +

اب میں نے جہانگیر سے عہد نامہ کی درخواست کی - اس درخواست سے مجھے بڑا ارکین
سلطنت نے یہ ارادہ کرلیا کہ انگریزی سفیر سے عہد نامہ نہ ہونے دیں - اونکو اندیشہ تہا کہ شاید
جہانگیر عہد نامہ لکھنے پر راضی ہو جائے - ایک دن یہ تماشا ہوا کہ میں جسقدر بادشاہ کے سامنے پیش
کر رہا تھا آصف خان و شاہزادہ خرم ترجمان کو خاموش کرنا چاہتے تھے مگر میں نے ترجمان
کو قابو میں رکھا اور آصف خان کو آنکھیں جھپکانے اور فضول اشاروں کے کرنے میں
بے سود تکلیف اٹھانی پڑی - اتنے میں بادشاہ غصہ میں بھر آیا اور اصرار سے پوچھا کہ کس نے
انگریزوں کو تکلیف پہنچائی ہے جب میں نے آصف خان و خرم کا نام لیا تو بادشاہ نے بیٹے کا نام

سفر رو کا جانا +

عہد نامہ کی مخالفت +

سنکر خیال کیا کہ مین گویا بادشاہ کے بیٹے پر الزام لگاتا ہون۔ اسنے یہ کہا کہ پسرمن پسرمن
اسکا شفاعتی لرنے لگا اور سب حیران رہ گئے۔ بادشاہ نے شاہزادہ کو خوب ملامت کی جسنے بہت
معذرت کی۔ معاملہ ختم ہوا تو بادشاہ خود ملائم ہو گیا اور مجھے اپنی برابر کھڑا کیا +

دوسری طرح اس واقعہ کو یون بیان کرتے ہین کہ جہانگیر نے کہا جو فرمان مین نے جاری کرے
ہین وہ کافی ہین۔ مین نے عہدنامہ کے لئے جہانگیر سے اصرار کیا تو اوسنے کہا کہ انگریز کیا مجھے
جواہر نذر کرینگے۔ مین نے کہا کہ جواہر ہندوستان سے جہان جہانگیر بادشاہ ہے آتے ہین انگلینڈ
ہی سے کے جواہر لئے اوسکے پاس کیسے لا سکتے ہین + جہانگیر چپ ہو رہا مگر اوسکو میری
بات کا یقین نہین ہوا۔ ایک امیر نے پرتگیزون کا ذکر چھیڑ کر کہا کہ انگریز سوار تلوار اور چاقون
اور کپڑے کے نذر کے لئے کچھ نہین لاتے ہین اور پرتگیز لعل زمرد الماس لاتے ہین۔ ہم ناچ
انگریزی سفیر نے جہانگیر کو اور آصف خان و خرم کو زچ کیا۔ خرم کو یہ خوف لگا ہوا تھا کہ
باپ اسکا کہین مخالف نہ ہو جائے۔ آخر کو مجھ سے یہ کہا گیا کہ وہ عہدنامہ کا مسودہ تیار کرے
یہ میری دلی تمنا تھی۔ مین نے عہدنامہ کا مسودہ جسقدر جلد ممکن تھا تیار کیا۔ اس عہدنامہ
کی تحریر مین مین نے سفیرانہ ذہانت کو خرچ کیا۔ یہ لکھا کہ گریٹ برٹن کے بادشاہ اور ہندوستان کے
بادشاہ مین ہمیشہ مصالحت رہیگی انگریزون کو اختیار ہے کہ جہان چاہین تجارت کرین جو بادشاہ
کے لئے وہ تحائف لائین وہ راہ مین بغیر کھولے اور دیکھے بادشاہ پاس لے جائین بادشاہ کے
استعمال کے بہانہ سے انگریزون کا اسباب روکا نہ جائے۔ راہداری کا محصول سب جگہ معاف
ہو۔ فقط بندرگاہ مین جہاز کا اسباب جہاز سے اترے اسپر ساڑھے تین روپیہ سیکڑہ محصول
لیا جائے۔ اور جو انگریز مرجائے اوسکا اسباب بادشاہ نہ لے۔ اوسکے عوض مین بادشاہ جو چیز
کو جانےگا اوسکو معقول قیمت پر انگریز سرانجام کر دینگے۔ وہ اوسکے سارے دشمنون کے
دفع کرنے مین مدد و معاون ہونگے۔ مین جانتا تھا کہ اس عہدنامہ مین کوئی بات مستثنے نہین کی
جائیگی اور اوسپر مہر شاہی فوراً لگ جائیگی۔ مین اس عہدنامہ مین یہ نہ سمجھا کہ اسکی شرائط ایسی ہین
جو سارے ہندوستان مین ہر حاکم اور افسر کے حق مین مضر ہین۔ شخصون کی خاطر جہانگیر اس

مہر کردیتا مگر خرم اور آصف خان نے بڑی بازی اور اوسکو دستخط نہ کرنے دیئے ۱۸ مارچ سنہ ۱۶۱۶ع تک

اسوقت بڑا رکین سلطنت میں باہم نااتفاقی ہو رہی تھی نہ انہیں اصول
قائم تھے نہ انہیں مخفی خیالات تھے خرم اس بات میں کوشش کر رہا تھا کہ میں اپنے بھائی پرویز
سے بہتر ہوجاؤں۔ جہانگیر کو سمجھایا گیا کہ وہ پرویز کو دکن میں سپہ سالاری سے بلالے اور اوسکی
جگہ خرم کو بھیجدے۔ جون سنہ ۱۶۱۶ع میں پرمسون تک ساعت روانہ ہونے کے لیئے پوچھی گئی
نوامبر تک اسباب سفر ۔ پہلے جمع ہوتا رہا۔ جون سے نوامبر تک و۔

اس درمیان میں میں نے کچھہ کام نہیں کیا۔ اکثر میں دربار اور غسل خانہ میں گیا جہانگیر فرقت
خوش کرنے کو تیار تہا۔ اسکو ان تصویروں کے دیکھنے کا شوق تھا جو میں لایا تہا اوس نے
اپنے مصوروں کی اونکی نقل اتروائی تھی اور اپنے کاریگروں کی بڑی شیخی بگھارتا تھا۔
وہ یہ چاہتا تہا کہ انگلستان کا گھوڑا یہان آئے وہ کہتا تہا کہ اگر جہاز میں چھہ گھوڑے سوار کیے
جائیں تو اون میں سے ایک گھوڑا زندہ یہان پہنچے گا اگر سمندر میں وہ دبلا ہوجائیگا تو خشکی پر
اوترکر پھر موٹا ہوسکتا ہے۔ اسنے مجھسے پوچھا۔ دن بہر میں کتنی دفعہ اور کتنی شراب پیتے ہو
اور ہندوستان میں کیسی شراب نوشی کرتے ہو کسطرح پیتے ہو اور انگلستان میں کیسی۔ وہان شراب
کیونکر بنائی جاتی ہے تو اوسکو بناسکتا ہے سفرنامہ رو۔ مغل دربار کے اخبار ایسے
ہی ہوتے ہیں جیسے کہ مشرقی ملکوں میں ہوتے ہیں۔ نورمحل کی ایک عورت کی بابت
دو خواجہ سراؤں میں جھگڑا ہوا۔ ایک خواجہ سرا نے دوسرے خواجہ سرا کو مار ڈالا اور مقتول
کے قصاص میں قاتل خواجہ سرا ہاتھی کے پاؤن تلے روندا گیا عورت زندہ بغلوں تک زمین
میں گاڑی گئی اور تین روز تک دہوپ میں سکھائی گئی۔ وہ چوبیس گھنٹے میں مرگئی۔ اوس کے
پاس ایک کروڑ ساٹھہ لاکھہ روپیہ کا نقد جواہر نکلا سفرنامہ رو۔ جہانگیر کے سامنے سو چور پکڑے
آئے۔ تیرہ چوروں کے گلے کاٹے گئے۔ وہ ایک ہی جگہ پڑے رہے اور اونکا خون بہا کیا
باقی کے گروہ بنائے گئے وہ ذبح کیئے گئے اور اجمیر کی مختلف گلی بازاروں میں پھینکے گئے
سفرنامہ رو۔ ایک واقعہ ایسا پیش آیا جسنے مجھہ کو انتظام اضلاع میں غور کرنے کا موقع ملا۔

[illegible]

تیرہ چوروں کا مارا جانا +

بہار کا صوبہ دار جمال الدین حسین اجمیر میں درگاہ شاہی میں ملازمت کے لیے آیا۔ اوسنے مجھہ سے اخلاص پیدا کیا غالباً اوسکو یہ شوق تہا کہ جس شخص کی رسائی بادشاہ تک ہو اوسکو اپنے اوپر مہربان کرے میرے سامنے اوسنے نیک نیتی سے حضرت عیسیٰ کی اور اوسکی شریعت کی تعریف کی۔ اوسکی گفتگو بڑی مسرت ناک اور پر نتایج ہوتی تھی۔ اوس نے رعایا کی غلامی اور ملک کے بے قانون ہونے اور مغلوں کی سلطنت کی افزونی کے باب میں باتیں کیں۔ اوسنے سلطنت کے محصول کی آمدنی کا ذکر کیا کہ وہ کسطرح حاصل کی جاتی ہے۔ نذروں وکھیٹوں کے لینے سے اور ضبط کرنے سے اور قرق کرنے سے آمدنی بڑہائی جاتی ہے وہ خود گیارہ لاکہہ روپیہ سالانہ بادشاہ کو دیتا تھا۔ باقی آمدنی کو اپنے پاس رکہتا تھا۔ وہ جو چاہتا تھا سو لیتا تھا۔ اوسکا منصب پنج ہزاری سوار تہا۔ دو سو روپیہ سالانہ ہر گہوڑے کا خرچ اوسکو ملتا تہا۔ وہ صرف پندرہ سو گہوڑے رکھتا تھا۔ باقی مردوں کی تنخواہ تھی ہزار روپیہ روزانہ اوسکو بادشاہ وظیفہ بھی دیتا تھا۔ اوسنے کہا کہ سب ایسے ہی امرا میر وظیفہ پاتے ہیں اور اور بعض کو مجھہ سے دگنا وظیفہ ملتا ہے۔ سفرنامہ رو۔

۲ ستمبر جہانگیر کی سالگرہ کا دن تہا۔ بادشاہ چہہ دفعہ سونے کی ترازو میں تلا۔ ایک پلڑے میں وہ آلتی پالتی مارکے درزی کی طرح بیٹھا تھا۔ اور سونے سے چاندی سے ریشم سے کپڑے سے اناج سے گھی سے تولا گیا۔ یہ سب چیزیں غریبوں میں تقسیم کی گئیں۔ دوپہر کو بادشاہ کے روبرو ہاتھیوں کی بڑی نمایش ہوئی۔ بڑے ہاتھیوں کو لاٹ ہاتھی کہتے تہے ہر لاٹ ہاتھی کے ساتھہ چار ہتنیاں اور زنجیریں۔ گہنے اور ساز سونے چاندی کے ہوتے تھے اوسکے ساتھہ عصا بردار ہوتے تھے اور اوس کے ساتھہ آٹھہ دس ہاتھی اور ہوتے تھے جنکے اوپر زریں وریشمیں جھولیں پڑی ہوئی ہوتیں۔ ان ہاتھیوں کی بارہ قطاریں بادشاہ کے روبرو سے گذریں اور اونہوں نے سلام کیا میں نے ایسا تماشا کبھی نہیں دیکھا۔ ۲ ستمبر رو۔

سال گرہ کے دن شام کو بادشاہ نے اپنے امرا کے ساتھہ شراب پی۔ قانون کے موافق

غسل خانہ میں شراب نوشی +

کوئی شخص جسکے مُنہ سے شراب کی بو آتی ہو غسل خانہ میں داخل ہونے کا مجاز نہ تھا۔ اگر کوئی اس قانون کا پابند نہ ہوتا اور بادشاہ کو اوسکی خبر ہوتی تو وہ اوسکو اپنے سامنے کوڑے پٹوا تا جشنون میں وہ اپنے امرا کو شراب پینے کا حکم دیتا اور ہر ایک آدمی حکم کی تعمیل کرتا رات کے دس بجے جہانگیر نے سررو کو آدمی بھیجکر بلایا۔ وہ اس وقت اپنے بچھونے میں پڑا سوتا تھا۔ فوراً وہ بادشاہ پاس پہنچا۔ جہانگیر ایک چھوٹے سے تخت پر آلتی پالتی مارے بیٹھا تھا تخت جواہر سے مرصع تھا امرا بھی تکلف کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ سونے کے ظروف پاس رکھے ہوئے تھے شراب کی صراحی و خم لگے ہوئے تھے جب شراب پی ملا آصف خان و خرم اور تین بیٹے جہانگیر نے جو پیچھے آدمی کھڑے ہوئے تھے اونپر روپیون کی تشتیان بکھیریں۔ اوسنے اپنے گرد چاندی سونے کے بادام امیرون کے چننے کے لئے نچھاور کئے۔ آخر کو جہانگیر ایسا نشہ میں مست ہوا کہ سو گیا۔ روشنی گل کی گئی۔ امرا غسل خانہ سے اپنے اپنے گھر گئے۔ سفرنامہ رو +

سفیر اور معشوقہ کی تصویر +

اسپر ایک اور اضافہ کیا جاتا ہے + جہانگیر پاس سفیر آیا اپنی معشوقہ کی تصویر بھی ساتھ لے گیا جو مرگئی تھی۔ جہانگیر اور اوسکے امرا شراب پی رہے تھے کہ وہ پہنچا۔ جب سفیر نے تصویر دکھائی تو جہانگیر نے کہا کہ یہ مجھے دیدو۔ اول سفیر نے دینے میں عذر کیا پھر وہ تصویر اوسکو دیدی۔ اور ایک عجیب تماشا ہوا کہ بادشاہ اور سفیر اپنی فیاضی دکھاتے تھے۔ بادشاہ نے متعجب ہو کر پوچھا کہ ایسی حسین عورت کبھی زندہ بھی تھی سفیر نے کہا کہ یہہ تصویر اوس کے حسن کی پوری داد نہیں دیتی وہ تصویر سے کہیں زیادہ حسین تھی۔ بادشاہ نے کہا کہ یہ تصویر تم نے مفت مجھے دیدی ہیں اوسکو اپنی حرم سرا میں عورتون میں لے جاؤنگا اور اوسکی نقلیں تروا ؤنگا۔ ان نقلون کو تمھارے روبرو لاؤنگا تم اپنی اصل تصویر پہچان کر لے لینا سفیر نے کہا کہ میں نے تصویر مفت دی ہے میں اوسکو اولٹا نہ لونگا۔ جہانگیر نے کہا کہ وہ تصویر آپ کی معشوقہ کی تھی جیسے آپ اسے محبت کرتے تھے اوسکی یادگار سے (تصویر) اسے بھی محبت رکھئے۔ یہ مشرقی مغربی فیاضی کا افسانہ بڑا دلاویز ہے +

یہ ایک واقعہ بھی مغلون کے زمانہ کی تصویر کھینچتا ہے کہ گجرات کا صوبہ دار معزول ہو کر معرض عتاب مین آیا تہا اوسنے احکام کی اطاعت نہیں کی تہی - وہ جھروکہ کے نیچے اپنی معافی قصور کے لئے آیا - وہ ننگے پاؤن تھا - اوس کے ٹخنون مین بیڑی پڑی ہوئی تہی - اوس کی سر کی دستار آنکھون پر پڑی ہوئی تھی کہ وہ جہانگیر سے پہلے کسی کو نہ دیکھے - وہ آداب بجالایا چند سوالات اوس سے کئے گئے اور اوسکی تقصیر معاف ہوئی - اوسکی بیڑی اوتاری گئی اوس کو خلعت رسم کے موافق دیا گیا نئی دستار و کمر بند عنایت ہوا - ۹ سے ۱۰ اکتوبر تک -

درگاہ شاہی میں میں ہمیشہ محلات شاہی کی فضیحت سنا کرتا تہا - پرویز دکن سے بلا کر بنگالہ بھیجا گیا جہانگیر کو دکن سے خانخانان کے بلانے مین تامل تھا - وہ بڑا ذی اقتدار تھا - اوسکے بلانے مین یہ اندیشہ تہا کہ کہین وہ بغاوت نہ کرے - جہانگیر نے اوسکو معافی کا خلعت بھیجنے کا ارادہ کیا - اور خانخانان کے کسی رشتہ دار سے جو اوسکے حرم سرا مین رہتی تھی اپنا ارادہ ظاہر کیا - اوسنے جواب دیا کہ خانخانان اس خلعت کو کبھی نہ پہنے گا - وہ اوس کو جانے گا کہ یہ زہر آلود ہے - اوسنے کہا کہ حضور نے دو دفعہ اوسکو زہر دیا - اوسنے کھانے کے بجائے اپنی چھاتی میں رکھ لیا - ہر دفعہ اوسکو تحقیق ہوا کہ وہ زہر تھا - جہانگیر نے اوس سے انکار نہیں کیا - اس خلعت کو خود گھنٹہ بھر پہنا تا کہ ثابت ہو کہ وہ زہر آلود نہین ہے عورت نے کہا کہ اب بھی دونو کا خانخانان اعتبار نہیں کریگا غرض جہانگیر نے خود دکن جانے کا ارادہ کیا اور مانڈو تک گیا - ۱۰ اکتوبر سفرنامہ رو -

ایک اور سازش کا بھانڈا پھوٹا - خسرو ایک اجپوت راجہ انی رائے کی حراست مین مقید تھا - نورمحل اور آصف خان نے اوسکے مارنے کا ارادہ کیا کیونکہ اس کے سبب سے انکو شاہجہان کی تخت نشینی کے لئے تردد اور اندیشہ رہتا تہا - ایک رات کو جب جہانگیر شراب سے مست تھا تو اونہون نے جہانگیر سے التماس کیا کہ خسرو کی حراست کے واسطے انی رائے سے آصف خان بدرجہا بہتر ہے - اسی رات کو آصف خان نے انی رائے کو بادشاہ کے نام سے بلا کر کہا کہ خسرو کو میرے حوالہ کر دو - انی رائے نے انکار کیا - وہ خسرو سے بڑی محبت رکھتا تھا -

ایک صاحب صوبہ کا معزول ہونا +

پرویز کا محلات شاہی کی چغلی +

خسرو کے برخلاف سازش +

وہ جہانگیر کے سوا کسی اور کو خسرو کو حوالہ کرنا پسند نہیں کرتا تھا +

دوسرے روز انی راے نے جہانگیر سے جو کچھ ہوا تھا بیان کیا اور یہ اور اضافہ کیا کہ میں مر جاؤں گا مگر خسرو کو دشمنوں کے حوالہ نہیں کرونگا جہانگیر نے اوسکی وفاداری کی تعریف کو آسمان پر چڑھا دیا۔ اوسنے انی راے سے کہا کہ تم نے خوب کیا آیندہ تم کو یہی کرنا چاہیے جواب کیا ہے سات روز بعد نورمحل نے اس باب میں جہانگیر سے کہا اوسنے انی راے کو حکم دیدیا کہ وہ خسرو کو آصف خان کے سپرد کردے۔ غالبًا انی راے کو خسرو کی طرفداری سے یہ خوف ہوا کہ بادشاہ کہیں اسے مشتبہ نہ ہو جائے جو اسنے حوالہ کیا۔

+ [illegible]

درگاہ شاہی میں ہر شخص کو یہ یقین تھا کہ اب خسرو اسلئے مارا جائیگا کہ خرم بے کھٹکے جانشین ہو۔ خسرو کی بہن نے اور حرم سرا کی بیگموں کے ساتھ رونا پیٹنا اور دہائی دینا شروع کیا۔ سب نے کھانا پینا چھوڑا اور دھمکایا کہ اگر خسرو مارا جائیگا تو ہم سب جائیں گے جہانگیر نے ہر چند کہا کہ میں خسرو کو کوئی آزار پہنچانا نہیں چاہتا مگر کسی کو یقین نہیں تھا۔ اوسنے نورمحل کو بھیجا کہ اونکو جاکر سمجھائے تو بیگموں نے اوسکو دھمکایا اور کہا کہ ہم تیری صورت دیکھنی نہیں چاہتے سفرنامہ رو +

حرم سرا میں رونا پیٹنا خسرو کے لیے +

ایسٹ انڈیا کمپنی اپنی تجارت کو اس ملک میں دور تک پہیلانا چاہتی تہی اسلئے یہاں کے واقعات کو میں لکھتا تہا کہ وہ یہاں کے حالات سے آگاہ ہو جائے۔ ایک وقت آنیوالا ہے کہ جسمیں سارے ہندوستان میں کھلبلی پڑیگی اگر خسرو کامیاب ہوا تو انگریزون کو فائدہ ہوگا اور سلطنت عیسائیوں کے واسطے ایک امن ہوگا وہ عیسائیوں سے محبت رکھتا ہے اون کی عزت کرتا ہے اگر خرم فتحیاب ہوا تو انگریزوں کا نقصان ہوگا۔ وہ عیسائیوں سے نفرت رکھتا ہے وہ بڑا متکبر۔ جھوٹا۔ ظالم۔ ریاکار ہے۔ رو اپنے اس فیصلہ میں کہانتک صحیح تھا وہ آیندہ دیکھا جائے گا سفرنامہ رو +

سر ٹامس رو کا انگلش کمپنی کو متنبہ کرنا +

اجمیر میں ایک ایرانی سفیر محمد رضا بیگ آیا۔ بعض نے یہ گمان کیا کہ اس کے آنے کی غرض یہ ہے کہ وہ جہانگیر اور سلطان دکن کے درمیان صلح کرادے اور رو نے یہ خیال کیا کہ وہ

شاہ ایران کے سفیر کا دربار میں آنا +

اسلئے آیا تہا کہ ترکون سے لڑنے کے لئے کمک طلب کرے۔ اسکی جلو مین پچاس سوار زرین لباس کمان و ترکش منقش کسے مسلح تہے۔ اسکے ساتہہ چالیس بندوقچی اور دوسو پیادے سپاہی بہی تہے دوپہر کو محمد رضا بیگ دربار مین بلایا گیا۔ اوسنے جہانگیر کی بیحد خوشامد کی تین دفعہ سجدہ زمین بوس کیا۔ اس سجدہ مین وہ زمین کے اندر سر کو گھسانا چاہتا تہا۔ جب وہ اپنے تحائف پیش کر چکا تو حاضرین دربار اونکو دیکھہ کر ششدر ہوا اور اپنے دل مین لیا گیا۔ اس نذر مین ۲۷ عربی و عراقی گھوڑے تو بڑے بے تجر۔ سات اونٹ مخمل سے لدے ہوئے۔ دو جوڑے فرنگستانی لٹکنون کے اور ایک پر تکلف الماری چالیس تفنگ۔ پانچ گھنٹے۔ ایک اونٹ زرین قمیصین ایرانی سے لدا ہوا۔ آٹھہ ریشمی قالین۔ دو لعل۔ ۲۱ اونٹ انگورون سے لدے ہوئے اور چودہ اونٹ گلاب سے لدے ہوئے۔ سات خنجر مرصع بجواہر۔ پانچ مرصع تلوارین۔ اور سات حلبی آئینے تہے۔ سفرنامہ رو +

چندروز بعد بادشاہ کے غلام کا ایک تماشا دیکھنے مین آیا۔ جہانگیر نے ایرانی سفیر کی دعوت کی۔ حاضرین کو شراب پینے کا حکم دیا۔ ایسے موقعون پر بخشی کام کیا کرتا ہے۔ ہر ایک آدمی نے اوسکے ہاتہہ سے پیالہ لیکر پیا۔ واقعہ نویس شاہی نے ہر ایک آدمی کا نام دستور کے موافق کتاب مین داخل کیا۔ جہانگیر ایسا شراب مین مست ہوا کہ اوسکو یہ یاد نہین رہا کہ مین نے شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ دوسرے دن کسی نے اس شراب کے جلسہ کا ذکر اسکے کیا۔ اوس نے پوچھا کہ حکم کس نے دیا تھا تو اوسے کہا گیا کہ بخشی نے ہمیشہ جب بادشاہ اپنے حکم کو بہول جاتا تو ایسے موقع پر بخشی کا نام لیا جانا مناسب گنا جاتا تہا۔ جہانگیر بہت غصہ ہوا۔ اوس نے کتاب منگائی اور اپنے مجرمون کو سزا دینی شروع کی بعض پر سخت جرمانہ کیا۔ بعض کو درگاہ شاہی مین کوڑے پٹوائے۔ کوڑے ایسے سخت لگائے گئے کہ بعض آدمی مر گئے۔ بعض کے لات گھونسے مارنے کا حکم دیا۔ ایک یہین مر گیا۔ بعض مجروح ہو گئے۔ سفیر اس سزا سے بری رہا۔ کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ ان مظلومون کے حق مین کوئی کلمہ خیر لکہتا۔ ۲۶ اکتوبر۔ سفرنامہ رو ——— سب چیزین سفر مین جاتے

خرم کا رخصت ہونا +

کے لیئے تیار ہوگئین - دربار مین خرم باپ سے رخصت ہوا - موتی اور الماس لگے ہوئے لباس پہنے ہوئے تہا - لشکر گاہ چار میل پر تہا - وہ اس کوچ مین بیٹھہ کر گیا جو انگریزی کوچ کی نقل یہان بنائی گئی تہی - اسکے امرا پیدل اوسکے ہمراہ گئے - سارے رستے لوگون پر وہ چونیان پہینکتا ہوا گیا - دوسرے روز صبح کو جہانگیر نے لشکر گاہ مین جانے کا ارادہ کیا - محل مین بہت سویرے طامس سوکر اوسنے دیکہا کہ بادشاہ جہروکہ مین بیٹھا ہوا ہے - دو خواجہ سرا اسپر مورچہل جہل رہے ہین وہ لوگون کو چیزین لے دے رہا ہے جو چیز دیتا ہے وہ ڈوری مین لٹکا دیتا ہے جو چیز لیتا ہے اوسکو ایک بڑھیا جو بت کی طرح آراستہ تھی رسی میں او پر کہینچ لیتی ہے - بادشاہ کی دو ملکہ بھی جہروکہ مین چلمن کے پیچھے بیٹھی ہوئی تھین - اونھون نے چلمن مین سے مجھہ کو جہانک کے دیکہا مین نے اونکی اونگلیان دیکھین - پھر اونکے چہرے پھر ساری صورت - وہ متوسط درجے کی سفید رنگ تھین - اونکے سیاہ بالون مین تیل پڑا ہوا تہا - الماسون سے وہ چمک رہی تھیں وہ مجہہ کو دیکہہ کر بہت خوش ہوئین بادشاہ جہروکون سے چلا گیا وہ اس کے پیچھے پیچھے چلی گئیں - ۲ - نومبر سفر نامہ رو -

جہانگیر کا جھروکے میں بیٹھنا +

دربار مین جہانگیر کی ملازمت کے لئے امرا جمع ہو رہے تہے مین اکیلا جا کر فرش پر ہو بیٹھا - جہانگیر آیا - اور ڈیڑہ گہنٹہ کے قریب تخت پر بیٹھا اس عرصہ مین اہل حرم پچاس ہاتھیون پر سوار ہوئین - یہ ہاتھی خوب آراستہ تھے - تین ہاتھیون پر مربع عماریان لگی ہوئی تہین - اونپر سونے کے پردے پڑے ہوئے تھے - اور اُن پر چہتریں چاندی کی لگی ہوئی تھین - رو

دربار میں امرا کا جمع ہونا +

آخر کو بادشاہ تخت پر سے اوٹھا اور تخت گاہ کے زینے سے اُترا ایسا شور غل مچا کہ کان بہرے ہوگئے تہے اور توپون کی آواز بھی اس مین نہین سنائی دیتی تہین - زینے کے نیچے ایک آدمی بڑی مچھلی لایا دوسرا آدمی ایک طباق مین کوئی سفید چیز لایا جس مین بادشاہ نے انگلی رکھی اور پہر اوسکو مچھلی سے لگایا اور پہر اوسکو اپنی پیشانی سے رگڑا - یہ ایک نیک شگون سفر کے لئے تہا - سفر نامہ رو +

جہانگیر کا شگون +

جہانگیر اپنی بہادرانہ پوشاک پہنے ہوا تھا ۔ کمخواب کا کوٹ بے آستین کے زیب تن تھا
اوسپر ایک کرتہ ململ کا تھا ۔ اوسکی جوتیون مین موتی ٹکے ہوئے تھے ۔ اوسکی دستار مین پر
لگے ہوئے تھے اور اوسکے ایک طرف لعل اخروٹ کی برابر لگا تھا ۔ دوسری طرف ایک بڑا ہیرا چمک رہا
تھا ۔ بیچ میں مخروطی زمرد لگا ہوا تھا ۔ اسکا ٹیکا موتیون کی لڑیون اور یاقوتون اور
ہیرون سے گتھا ہوا تھا ۔ گلے کے ہار میں تین دوہری لڑیان موتیون کی تھین ۔ اوسکے
بازوبندون مین ہیرے لگے ہوئے تھے ۔ ہر انگلی مین دو انگوٹھیان پہنے ہوئے تھا
اوسکی تلوار اور سپر کو ایک شخص لئے ہوئے تھا ۔ دونون مین ہیرے اور یاقوت جڑے ہوئے تھے
دوسرا آدمی اوسکی کمان اور ترکش لئے ہوا تھا جسمین تیس تیر تھے ۔ رد

اس طرح بادشاہ آراستہ پیراستہ ہوکر کوچ مین بیٹھا جسمین چار گھوڑے جتے ہوئے تھے جنکے
ساز سونے و مخمل کے تھے ۔ کوچ ایسی بنائی گئی تھی جیسی کہ انگریزی کوچ آئی تھی مگر کمخواب سے
منڈھی ہوئی تھی ۔ اسکا کوچبان انگریز تھا وہ خوب زرق برق پوشاک پہنے ہوئے تھا ۔ بادشاہ
کے دونو طرف دو خواجہ سرا تھے جو سونے کے عصا لئے ہوئے تھے ۔ اور اونمین لعل جڑے
ہوئے تھے ۔ گھوڑے کے سفید بالون کے مورچھل سے مگس رانی ہوتی تھی ۔ بادشاہ
کے آگے نقارے اور تریان اور روم کے باجے بجتے تھے ۔ اور چھتر اور بہت سے امارات
شاہی عجیب و غریب ۔ نو گھوڑے جلو مین تھے جو لعل و موتیون و زمردون سے آراستہ تھے
تین پالکیان تھین ۔ ایک سونے کے پترون سے منڈھی ہوئی تھی جسمین موتی لگے ہوئے تھے
موتیون کے جھالر ایک فٹ نیچے لٹک رہی تھی ۔ اور دو پالکیون کے پردے کمخواب کے
تھے ۔ اسکے بعد وہ کوچ تھی جو انگلستان سے آئی تھی اوسکی پوشش وتاری گئی تھی اور اوسکی
جگہ اور زرین پوشش چڑھائی گئی تھی ۔ جہانگیر نے نورمحل کو وہ دیدی تھی اور نورمحل اوس مین
سوار تھی ۔ جہانگیر کے دو چھوٹے بیٹے ہندستان کی بنی ہوئی کوچون مین سوار تھے ۔ بعد اسکے
بادشاہی بیس ہاتھی تھے جو سونے چاندی سے لیسے ہوئے تھے ۔ ہر ہاتھی پر ہمیشہ پھریرے اطلس زر
دریائی کے پھراتے تھے ۔ امرا پیدل چلتے تھے ۔ اور عورتین ہاتھیون پر سوار خدم پیدل

پوشاک بادشاہ اور اسکے ہمراہیان +

جلوس بادشاہ کی سواری +

چھپی اسطرح جاتی تھیں جیسے زمین پتھروں میں طوسٹے - یہ اول دن کا سفر محل سے لشکرگاہ تک تھا - سارے رستہ مین چھ سو ہاتھیون کا جلوس جنپر مخمل و کمخواب کی جھولین تھین - ہر ہاتھی مین ایک تو یا ایک توپچی ہر ایک انباری مین بیٹھا ہوا - اور اوسکے ہر کونے میں ایک جھنڈا تھا - سر پر چھتر کا وہ خالی بیٹھنے کے لئے ہوتا - جہانگیر کے کوچ سے ایک فرسنگ پر سوائے پیادونکے کوئی سوار نہیں آسکتا تھا - سفرنامہ رو -

جب ازسی چلی ہے تو یہ واقعہ قابل لکھنے کے واقع ہوا - جہانگیر اس دروازہ پر کھڑا تھا جہان خسرو مقید تھا - خسرو سے لیے بادشاہ کے آگے آکر کورنش کی - اس کے ہاتھ میں ایک تلوار اور سپر تھی اوسکی ڈاڑھی چھاتی تک بڑھی ہوئی تھی - یہ ایک نشانی بادشاہ کی نامہربانی کی تھی جہانگیر نے حکم دیا کہ کسی خالی ہاتھی پر سوار ہو کر ساتھ چلے - اور ایک ہزار پیادے دئے کہ وہ آدمی سوئے انکو بکھیر دے - آصف خان اور خسرو کے اور دشمن مجبورًا پیدل چلتے تھے محل کے دروازہ میں پیدل چلا پھر گھوڑے پر چڑہ کر خیمہ گاہ پر آیا - بادشاہی خیمہ وخرگاہ عجیب شان و شوکت رکھتے تھے نصف میل کے گرد قناتیں گھیر کئے ہوئے تھیں - یہ قناتیں قلعہ کی فصیل کی طرح بنائی گئی تھیں کہ اس میں برج وبارہ بنے ہوئے تھے - وہ چوبون کے درمیان کھڑی تھیں جنکے سرون پر پیتل کی برجیان لگی ہوئی تھیں - قناتیں باہر کی طرف نہایت چمکدار سرخ تھیں اور اندر کی طرف تصویریں پرکالون پر بنی ہوئی تھیں داخل ہونے کا دروازہ بہت خوبصورت بنا ہوا تھا - یہ اول درجہ میں گیا - مرکز پر بادشاہ کا تخت صدف کا سب سے اونچے خیمے میں رکھا ہوا تھا - نیچے پا انداز بچھونا بچھا ہوا تھا اوپر کمخواب کا شامیانہ لگا ہوا تھا

جہانگیر کوچ میں بیٹھا ہوا دروازہ میں داخل ہوا - دروازہ پر امراء صف باندھے کھڑے تھے جہانگیر اونکے درمیان چلا - اوسنے طاس پر ایک نظر ڈالی - سفیر انگلستان نے کورنش کی - جہانگیر نے چھاتی پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا - وہ اپنے خیمہ کے زینہ پر چڑہا اور پانی منگا اور ہاتھ دھوئے اور چلا گیا - سفرنامہ رو -

بادشاہی خیمہ وخرگاہ بادشاہی محل کی نقل ہوتی ہے اوسمین مربع صحن تھے

جنمین ایک سے دوسرے مین رستہ جاتا تھا۔ اول دربار کا صحن تھا۔ دوسرے میں غسل خانہ اور
خیمے تھے۔ تیسرے میں حرم سرا تہا جسکو محل کہتے تھے۔ اس حرم سرا کے ایک کونہ میں دو منزلے
خیمے میں۔ اکبر اور جہانگیر سویا کرتے تھے اور دوسری منزل میں جہروکہ ہوتا تھا جسمین بیٹھکر کہلا میدان
دیکھ سکتے تھے۔ بادشاہ کی خدمت گاری تاتاری عورتین کرتی تہیں۔ عورتون اور خواجہ سراؤن
اور بعض اوقات شاہزادون کے سوا غسل خانہ سے پرے کسی کو جانے کی اجازت نہ تھی۔ رو +

امرا نے اپنے خیمون میں گئے۔ مین نے اونکے گرد دیکھنا شروع کیا۔ عجیب ایک شان و
شکوہ و حشمت و عظمت کا تماشا تھا۔ یہ معلوم ہوتا تھا کہ جنگل میں ایک شہر پیدا ہو گیا۔ بیس میل میں
اوسکا احاطہ تھا جسمیں بہت سے رنگ چمکتے تھے۔ شاہی خرگاہ سرخ تھا۔ اور امرا کے خیمے سفید سبز
اور مرکب رنگون کے تھے۔ سب قناتون سے گھرے ہوئے تھے۔ اور گھر کی طرح مرتب تھے
انمین دار السلطنت کی طرح بڑے بڑے کوچہ و بازار و دکانیں تھیں۔ وہان کسی طرح کی بے ترتیبی
نہ تھی۔ ہر روز خیمہ گاہ چند میل دکن کی جانب آگے جاتا تھا۔ خیمون کا سامان دوہرا تھا
ایک لگتا تہا دوسرا اکھڑتا تہا۔ سارے خیمہ و خرگاہ چار گھنٹے میں لگجاتے تھے۔ اجمیر آدمیون نے لشکر گاہ سے چلنے مین تاخیر کی
بادشاہ نے اونکے گھر جلوا دئے اور اونکو مجبور کیا کہ وہ میدان مین جائیں ۲ نومبر سے ۹ دسمبر تک سفرنامہ رو +

اس زمانہ مین رو نے خرم سے دو دفعہ ملاقات کی۔ اول دفعہ ملاقات میں خرم
پریشان خاطر تھا۔ رو نے خیال کیا کہ اسوقت اوسکا دل نور محل پاس یا اوسکی کسی اور
بیگم پاس ہے۔ دوسری ملاقات مین اوسنے کمخواب کا جبہ مجھکو دیا۔ مجھکو مجبوراً پہننا پڑا
جسمے مجھے اپنی ذلت معلوم ہوئی۔ وہ کہتا ہے کہ اگر میں کسی تھیٹر میں تاتاری تیمور کی نقل
اوتارتا ہوتا تو بہتر ہوتا +

لشکر گاہ میں تجربہ سے معلوم ہوا کہ زندگی خوشی سے نہیں گذر سکتی۔ ایک دفعہ سو چور کھیتون
میں قتل کئے گئے۔ ایک اور مقام پر مجھکو اونٹ ملے جنمین قندھار کے تین سو مقتول باغیون
کے سر لدے ہوئے تھے۔ مغل بادشاہ جیسا کہ عوام میں شہر میں تھا۔ ایسا لشکر گاہ میں نہیں تھا
کوئی شخص بادشاہ کے مقام سے ایک گولی کے فاصلہ پر نہیں آ سکتا تھا۔ جہانگیر ہر روز جہروکہ میں

بیٹھا تھا۔ کسی شخص کو اجازت نہ تھی کہ کوئی اسے بات کرے۔ دربار نہیں ہوتا تھا سارا وقت
شکار میں جاتا تھا غسل خانہ میں شام کو وہ خاص امرا جاتے تھے جنکو اجازت ہوتی تھی یہان
بادشاہ اتنی شراب پیتا تھا کہ کچھہ کام نہیں کرسکتا تھا۔ ایکدن جہانگیر کی ملاقات کو میں گیا تو
مین نے دیکھا کہ بادشاہ ایک جوگی سے باتیں کر رہا ہے یہ جوگی چیتھڑے پہنے ہوئے تھا
جہانگیر جوگی سے بغل گیر ہوا۔ اور اپنے سامنے بیٹھنے کی اجازت دی اور سو روپئے دیے
اور اوس کو باپ کہا۔ ۱۸ سے ۲۳ دسمبر تک +

بہت جلد لشکر کے انتظام اور ترتیب بگڑ گئی لشکر کا سفر راجپوتانہ میں ہوتا تھا جو آدہا
فتح ہوا تھا۔ سارا ملک چورون اور راہزنون سے بھرا پڑا تھا بعض اوقات جنگلون اور پہاڑون
میں رستہ چلنا پڑتا تھا سیکڑون اونٹ جنگل میں بے آب و دانہ رہ جاتے تھے۔ ہزارہا
گاڑیان چھکڑے جنگلوں میں کھوئے جاتے تھے۔ بہت سی حرم کی عورتین
بے سامان پیچھے چھوڑ دی جاتی تہیں۔ جہانگیر ایک چھوٹے ہاتھی پر سوار
ہوکر پہاڑون میں چلا جہان اور دوسرا جانور چڑھ نہیں سکتا۔ ایک قصبہ کے آدمی مفرور ہوکر
پہاڑون میں چلے گئے تھے تو جہانگیر نے اس قصبہ کو جلا دیا۔ اسکے انتظام میں رہنیون نے
ایک جماعت گم گشتہ راہ کا سارا اسباب لوٹ لیا اور اوسکو مار ڈالا۔ ایک درجگہ قلعہ کوہ پر متعسکر
بنایا گیا۔ وہان پانی نہیں ملا۔ علی العموم جہانگیر اور امرا کو ہر طرح کا سامان میسر ہوتا مگر
غربا اور سپاہیون کو اکثر باحتیاج سامان بھی میسر نہیں ہوتا۔ ۲۳ سے ۲۶ دسمبر
پہلے اس سے کہ جہانگیر نے یہ سفر شروع کیا ہو۔ نور محل اور آصف خان نے
اوسکو یہ یقین دلایا تھا کہ جب بادشاہ دکن کے پاس پہنچے گا تو سلطان دکن اسکی اطاعت
قبول کرلیگا مگر یہان سلطان نے اس قسم کا کام نہیں کیا۔ دکن میں مغل سے مقابلہ
کرنے کے لئے شیعون اور سنیوں میں آپسمیں اتفاق ہوگیا۔ انھون نے سرحد پر ایک سپاہ
بھیجی وہ جنگ کرنے کو تیار ہوئی۔ اسے نور محل ڈر گئی اور جہانگیر کی منت کرنے لگی
کہ حضور اس سفر کو سیر و شکار کی عزیمت بنائیے۔ اور آگرہ کو واسطے تشریف لے جائیے

جہانگیر نے اوسکو منظور نہین کیا اسطرح اوڑنے جانیمین اوسکی عزت کو بٹا لگتا تھا اوسنے خرم پاس لشکر کمک کے لئے
بھیجا آخرکو فروری ۱۶۱۶ ؁ کو بادشاہ اجمیر سے چلکر چار مہینے کے بعد شہر اجین کے قریب خیمہ زن ہوا جنوری و فروری ۱۶۱۶ ؁
اس زمانہ مین میری سرگذشتین کچھہ دلچسپ ہین مین نے محمد رضا بیگ سفیر ایران سے ملاقات کی ایرانی سفیر نے ارکان
و اہلکاران سلطنت مغلیہ کو برا بھلا کہکر مجھکو اپنا ہمدرد اور دلسوز بنایا تھوڑے دنون بعد ایرانی سفیر نہایت رنجیدہ
ایران کو گیا جن کامون کے لئے وہ آیا تھا اونمین ناکام رہا اوسنے جہانگیر کی پیشکش مین پینتیس ۳۵ گھوڑے دئے جسکے عوض مین
اوسکو تین ہزار روپئے ملے جہانگیر نے انصاف کرنیکا ارادہ کیا اوسنے حکم دیکر دو فہرستین بنوائین ایک فہرست مین ایران
کے تحفے لکھے گئے اور اونکی قیمت کم لگائی گئی اور دوسری فہرست مین مغل کے تحائف لکھی گئی جنکی قیمت زیادہ لکھی گئی
مغل کی فہرست مین بڑی ذلیل چیزین لکھی گئین جیسے نگترے انناس کیلے اوسپر بھی ایران کی چیزین زیادہ
تھی اسکے عوض سفیر کو نقد روپیہ دیا گیا محمد رضا بیگ بیماری کا بہانہ بنا گیا آصف خان سے رخصت بھی نہین کیا

یکم جنوری سے ۳۰ اپریل تک

مین ایک درخت کے تلے بیٹھا تھا کہ شاہزادہ ہاتھی پر بیٹھا ہوا میرے پاس سے گذرا مجھہ سے بعض سوال خوش اخلاقی
سے پوچھے اور چلا گیا مجھکو اسسے بڑا تعجب ہوا کہ اوسنے کبھی انگلش کا نام نہ سنا تھا نہ اوسکے سفیر کا
اس عرصہ مین ارکان سلطنت سے میرا جھگڑا ہوگیا جہانگیر نے اقرار وثیقہ کیا تھا کہ انگلستان سے جو تحائف آئینگے
اونکو نہ کوئی روکے نہ کوئی اوسکو کھولے مگر خرم نے اونکو روک لیا جہانگیر نے صندوق منگا کے خرم نے اونکو
بھیجدیا جہانگیر نے خود اونکو کھولا جو چیز اوسکو پسند آئی وہ لی بہت سی چیزین اوسی کے لئے آئی تہین وہ اوسکو
نہین آئی تھین رو غسلخانہ مین جہانگیر سے فریاد کرنے گیا جہانگیر نے کہا کہ سب کچھہ تمھارے لئے بھلا کیا تم نہ
شاہ انگلینڈ کے ساتھہ دست کرونگا مگر مین نے کوئی بات اوسکی درست نہ پائی جہانگیر نے بہت شراب
پی لی وہ کہنے لگا کہ مین عیسائیون مسلمانون اور یہود یونکا محافظ ہون پھر وہ رونے لگا اور بہت جلد تو نیند آ گیا
آگیا غسلخانہ مین اچھی بات تک جلسہ رہا ۔ ہسٹر حاشیہ اوڑہا دیا گیا ہے کہ وہ لیبھد کی مدا سے خلاف اخر سیوا
اوسکو میرے پاس معذرت کے لئے بھیجا یہ نیک بادشاہ یہود عیسائیوں و مسلمانو کی شریعت کے باب مین مباحثہ
کرنے لگا اور شراب کے نشہ مین لیا مہربان ہوا کہ اوسنے میری طرف مخاطب ہو کر کہا کہ مین بادشاہ ہون یہود و نصاریٰ
و مسلمان اپنے تئین بیمار کیا اور مین کبھی کسی کے مذہب مین مداخلت نہین کرتا وہ مجھہ سے محبت کرتے ہین

مین اونکی حفاظت کرتا ہون۔ اوس نے مسٹر ٹری سے کہا کہ پادری صاحب خوش آمدی۔ یہہ گہر تمہارا ہے تم اوسکی قدر کرو۔ ۱۱-مارچ ۱۶۱۷ء۔

مارچ مین لشکر شاہی مانڈو قلعہ مین آیا۔ یہان ایک در سازش کا گل کھلا۔ نور محل کی ایک بیٹی پہلے خاوند سے تھی۔ وہ اس لڑکی کے لئے بڑے اونچے خیال رکھتی تھین۔ اب اوسنے اپنے بھتیجی ممتاز محل کا خیال چھوڑ دیا تھا۔ وہ خرم سے بیاہی تھی خرم نے خانخانان سے صلح کر لی اور اوسکے پوتے سے نکاح کر لیا جس سے نور محل نہایت رنجیدہ ہوئی۔ اوسنے خرم کے زوال کے لئے جہانگیر اور خسرو مین ملاپ کرا دیا اور خسرو سے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ رو

خرم صاحب اقبال تھا وہ دکن مین فتحیاب ہوا۔ یہ فتحیابی اوسکو سازشون سے زیادہ بہ نسبت لڑائی کے حاصل ہوئی تھی سلاطین بیجاپور اور گولکنڈہ کو جو شیعہ تھے ملک عنبر جو حبشی تھا جسے حسد و عداوت پیدا ہوئی اونھون نے بالطبع اوسکے معاملات سے ہاتھ اوٹھا یا خرم نے ملک عنبر کو شکست دی اور احمد نگر کو فتح کر لیا خرم فتح سے خوش و خرم مانڈو گیا جہانگیر نے نہایت گرمجوشی سے اوسکو مبارکباد دی اوسکو شاہ کا خطاب ہوا شاہ خرم یا شاہجہان وہ مشہور ہوا۔ نور محل کی تدبیر و تزویر کچھہ نہ چلی خسرو نے اوسکی بیٹی سے نکاح کرنے سے انکار کیا سفرنامہ رو

اب میری بیقدری ہونے لگی مین عہد نامہ حاصل نہ کر سکا۔ لوگ مجھہ سے نفرت کرنے لگے مین نے جو صوبون کے حکام کی شکایتیں کیں سے میرے دشمن وہ ہو گئے۔ مین اسنے واقف تھا اوسکے اسباب کی توجیہہ یہ ہے صوبہ دارون اور حاکمون کو یہ خوف پیدا ہوا کہ شاہ جہانگیر اونکے ظلمون کی تحقیق کر کے مواخذہ کرے وہ سلطنت کے محصول مقرر کرتے تھے۔ وہ ہندوؤں پر ظلم کرتے تھے وہ آدمی کو جب تک اولٹا لٹکائے رکھتے تھے کہ وہ جرمانہ یا ڈنڈ ادا کرے اسلئے اونھون نے مجھہ کو جاسوس جانا۔ رو کا سفرنامہ

یہ تعجب کی بات ہے کہ اس زمانہ مین مغل انگریزون سے چونک پڑتے تھے اہل ایشیا کا انگریزون کی خلقت و جبلت مین نفرت داخل ہے یہ حقارت ذلت اونکی طبیعت سے ایک جزو غیر منفک ہے۔ بعض ملاح ہندو بھی سورت کے قریب خشکی مین اترے بعض باشندے

ملاحون نے کہدیا کہ ہم قلعہ لینے آئے ہیں یہ اونکی دہمکی بیہودہ تھی مگر مغل اونسے ڈر گئے۔ درگاہ شاہی
مین اسکی اطلاع ہوئی اور قلعہ مستحکم کیا گیا۔ افواہ اوڑگئی کہ انگریزون نے گوا لے لیا اور ایک بڑا بیڑا
انگلستان سے آتا ہے جہانگیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ طامس رو مخفی جانا چاہتا ہے۔ مگر رفتہ رفتہ یہ وحشت اثر
خبر کم ہوگئی پھر وہی پہلی سی باتین ہونے لگین +

دفعتہ انگریزون پر مہربانی اسلئے ہونے لگی کہ مکّے سے ملک حج سے واپس آتی تھی کہ اوس کے
جہاز کو انگریزی قزاقون نے گرفتار کر لیا۔ اوسکو ایسٹ انڈیا کمپنی کے بیڑے نے چھٹا دیا۔
امرا و شاہی نے طامس رو کا شکریہ ادا کیا اور اوسکو تعجب ہوا کہ شاہ انگلینڈ نے اپنی رعایا کو بحری
قزاقی کی اجازت دیدی ہے۔ ۱۵۔ اکتوبر ۱۶۱۷ء رو۔

اسی زمانہ مین آصف خان کو طامس رو نے ایک بڑا موتی رشوت مین دیا جسنے سحر کا سا اثر
پیدا کیا کہ آصف خان انگریزن کا دوست ہوگیا اور انگریزون کا روپیہ جو لوگون پر قرض آتا تھا
وہ سب وصول ہوگیا۔ کچھ دنون بعد آصف خان کی یہ سرگرمی سرد ہوگئی۔ مگر پھر بھی مغل اور انگریزون
مین خاصی دوستی رہی۔ ایسی باتین یہان ہوتی رہین کہ رو کا دورہ ختم ہوا ۱۶۱۸ء مین وہ ایران
کو گیا۔ اب آگے تاریخ جہانگیری مین اسکا نام اوڑ گیا۔ وہ یہ بھی لکھ گیا کہ بادشاہی کے ہاتھ
مین سارے اختیارات ملکی ہین اسلئے کوئی دوسرا شخص کام کی پروا نہیں کرتا ہر جگہ لڑائی کی
سی لوٹ مار رہتی ہے۔

ایک اور انگریز کپتان ہاکنس جہانگیر کا درباری تھا۔ وہ ترکی زبان جانتا تھا جہانگیر سے
جو اپنی آبائی زبان ترکی بولنی جانتا تھا بے تکلف باتین اس زبان مین ہوتی تھین وہ ۱۶۰۸ء
مین سورت مین ہیکٹر جہاز مین آیا۔ جیمس اول شاہ انگلستان کا خط جہانگیر کے نام لایا تھا
مغل ہیکٹر کی توپون سے ڈرتے تھے اسلئے اسکی خاطر بہت کرتے تھے گجرات کا صوبہ دار مقرب خان
سورت مین آیا اور اوسنے ہاکنس کی بہت سی چیزین خرید لین۔ پرتگیزون نے ہاکنس سے ہر طرح
کی مخالفت کی۔ اونہون نے مقرب خان کو رشوت دی اور جیمس اول کی تفضیح کی کہ وہ مچھیرون کا
بادشاہ ہے اور گریٹ برٹن کی حقارت کی کہ وہ ایک ذلیل جزیرہ ہے اونہون نے انگریزی

آصف خان کا رشوت لینا اور روکا ایران جانا +

کشتیان پکڑ لین مگر ا ونکو ہیکٹر پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی آخر کار ہاکنس نے اپنا جہاز لاد کر
اُلٹا انگلینڈ کو بھیجدیا جب جہاز ہیکٹر چلا گیا تو مقرب خان نے اس اسباب کی قیمت دینے
سے انکار کیا جو خرید ا تھا مگر آخر کو ہاکنس کو آگرہ پہنچانے کے لیئے بہرہ چوکی مل گیا۔
جہانگیر ہاکنس کی بڑی خاطر کرتا تہا۔ اوسکی ہر ایک خواست کو منظور کر لیا سورت مین انگریزون
کو تجارت کی کوٹھی بنانے کی اجازت دیدی۔ اور اونسے وعدہ کیا کہ کوئی اونپر زور ظلم نہیں
کریگا اور محصول نہین لے گا۔ بادشاہ نے ہاکنس کو چار سو سوارون کا سردار کردیا اپنے محل میں
سے ایک گوری عورت کو صطباغ دلا کر ہاکنس سے کہا کہ اوسنے نکاح کرلو۔ مگر اوسنے انکار کیا
اور ایک آرمینی عورت سے شادی کرلی اور آگرہ مین رہنے لگا اور انگریزی کمپنی کی مقصد برآری
کے درپے ہوا۔ دو برس تک وہ یہان رہا اور ہر روز بادشاہ کا حاضر باش رہا۔ غسل خانہ
مین جہانگیر کے ساتھ شراب پیتا تھا۔ وہ فرنگستان اور راوس کے بادشاہون کے باب مین
ہزارون سوالون کے جواب بتاتا تھا +

ہاکنس نے مقرب خان کی شکایتین کین کہ وہ روپیہ زبردستی لوگون سے چھینتا ہے اور
ستم کرتا ہے۔ اوسنے ایک ہندو لڑکی کو یہ بہانہ بنا کے کہ بادشاہ پاس اوس کو بھیجون گا
اپنے پاس رکھا ہے مقرب خان آگرہ مین طلب ہوا اور مقرب خان سے روپیہ اگلوایا گیا۔ اس کا
سارا اسباب قرق ہوا مگر مقرب خان نے بے تکلف رشوتین دین اور اپنے سابق کے
عہدہ پر بحال ہوا اور اوسنے اقرار کیا کہ مین گوا سے لعل لاؤنگا۔ اگر انگریزون کو تجارت
کرنا منع ہوجائے اور امیرون نے بھی انگریزون کے برخلاف دہائی مچائی۔ ایک امیر نے کہا
کہ اگر ہندوستان مین انگریزون کے قدم جم جائینگے تو وہ ہندوستان کے مالک ہوجائینگے
جہانگیر متنبہ ہوا اور اوسنے ہندوستان مین انگریزون کی تجارت کی ممانعت کا فرمان جاری
کیا سنہ ۱۶۱۱ء مین ہاکنس مع اپنی میم کے آگرہ سے چلا گیا اوسکی دو برس کی محنت خاک مین مل گئی
ہاکنس نے جہانگیر کی عجیب حکایات لکھ لکھ کر انگلستان بھیجیں کہ جہانگیر کی سالانہ
آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ کی ہے اسّی ہزار روپیہ روزانہ وہ اپنا اور اپنی عورتون کا خرچ

رکھتا ہے بیس کروڑ روپیہ اوسکے خزانون - آگرہ - دہلی - لاہور - اجمیر کے جمیع خزانون مین
جمع رہتا ہے - ہزارون ہاتھی گھوڑے - اونٹ خچر چیتے - باز شکرے کبوتر اور خوش الحان
پرندا اوس پاس ہیں ہزارون شہر بھیڑیئے شکاری کتے شیدبڑے ہیں - ایک گھنٹے مین پچیس[25] ہزار
سپاہ جمع کر سکتا ہے - ایک ہفتہ مین اوسکے امرا تین لاکھ سوار جمع کر سکتے ہیں - اسکے دربار
اور شہر مین پچیس ہزار افسر ہیں وہ اپنے تمام امیرون کی دولت کا وارث ہے جو شخص اوسکے
روبرو آتا ہے اوسے نذر لیتا ہے - نوروز اور سالگرہ کے جشنون مین امرا میں سے ہر ایک کو
یہ شوق ہوتا ہے کہ اوسکی پیشکش اورون کی پیشکشون پر فوقیت رکھے صوبون کے صوبہ دار بادشاہ
کی مہربانی خریدنے کے لئے غریبون کو روپیہ لینے کے لئے دباتے ہیں امرا اکثر دربار شاہی مین بلائے
جاتے ہین اور وہان وہ خود روپئے کے لئے دبائے جاتے ہین - بادشاہ سب کا خداوند ہے
اوس کی مرضی قانون ہے اپنی قلمرو مین ملک کی ساری زمین کا مالک مطلق وہ ہے - وہ اپنی
خوشی سے جو چاہے دیدے اور جو چاہے لے لے +

ہاکنس کو سر طامس رو کی برابر لائق فائق نہین تھا مگر اوسکی تحریر کو اوسکے ہم قوم ایشیائی مورخون
سے زیادہ معتبر جانتے ہین جہانگیر کے مذہب و حضائل کے باب مین جو اوسنے تحریر کیا ہے اوسکا
ترجمہ لکھا جاتا ہے - بادشاہ صبح کو سورج نکلتے ہی قبلہ رخ اپنے خلوت خانہ مین ایک پتھر کے
تخت پر بیٹھتا ہے جس پر ایرانی مرگ چھالا اوسکے نیچے بچھی ہوئی ہوتی ہے - اوسکے پاس آٹھ لڑی کی
تسبیح ہے - ہر ایک لڑی مین چار سو دانے ہیں - یہ دانے موتیون ہیرون لعلون زمردون اور اور
جواہرون کے ہین - اونکے امام پتھر کے ہیں جن پر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر کھدی ہوئی ہے
وہ اس تسبیح پر تین ہزار بتیس لفظ پڑھتا ہے - پھر وہ اپنا درشن آدمیون کو دکھلاتا ہے ہر صبح کو ہزارہا
آدمی اوسکو سلام کرنے آتے ہین - اسکے بعد وہ دو گھنٹے سوتا ہے پھر کھانا کھاتا ہے اور عورتون مین
رہتا ہے - پھر دوپہر کو وہ باہر آتا ہے اور تین بجے تک بیٹھتا ہے اور ہر روز آدمیون اور
جانورون کے تماشے دیکھتا ہے جو مختلف قسم کے ہوتے ہیں - پھر تین بجے گھر مین تمام امرا سواے
اونکے جو بیمار ہوتے ہیں حاضر ہوتے ہین - اور بادشاہ دربار عام کرتا ہے اور تخت پر بیٹھتا ہے اور

امرا اپنے مراتب کے موافق اوسکے سامنے کھڑے ہوتے ہین۔ امراے عظیم سرخ کٹہرے مین داخل ہوتے ہین اور باقی آدمی اسکے باہر کھڑے رہتے ہین۔ سرخ کٹہرا تین سیڑہیون کے اوپر لگا ہوا ہے۔ ان سیڑہیون سے نیچے امرا کھڑے رہتے ہین۔ ان آدمیون کے کھڑے رہنے کا انتظام اور اونکی ترتیب بعض افسر کرتے ہین۔ سہ پہر روز کچھ گھنٹون بادشاہ مقدمات کو سنتا ہے پھر وہ اپنے عبادت خانہ مین جاتا ہے۔ جب عبادت سے فارغ ہوتا ہے۔ اوسکے بعد خاصہ طعام تناول کرتا ہے۔ اور شراب پیتا ہے۔ پھر وہ خلوت خانہ مین جاتا ہے۔ وہان امرا جاتے ہین اور وہ شخص جاتا ہے جسکو وہ بلاتا ہے۔ یہان وہ شراب کے پانچ پیالے پیتا ہے یہ وہ معتاد ہے جسکی اجازت طبیبون نے اوسکو دے رکھی ہے۔ پھر وہ سو جاتا ہے اور سب آدمی اپنے گھر چلے جاتے ہین۔ جب دو گھنٹے سو چکتا ہے تو اوسکو جگاتے ہین۔ اور کھانا نوکر اپنے ہاتھ سے کھلاتے ہین وہ خود اپنے ہاتھ سے نہین کھا سکتا۔ اسمین رات کا ایک بج جاتا ہے۔ پھر باقی رات کو وہ سو جاتا ہے۔ اس عرصہ مین بہت سے نکمے کام کرتا ہے مگر وہ ہوشیار ہو یا بدمست یہ سب کام لکھے جاتے ہین۔ بہت سے وقایع نویس ہوتے ہین جو سب باتین لکھتے ہین یہانتک جو عورتون کے ساتھ باتین ہوتی ہین وہ بھی لکھتے ہین جب بادشاہ مرجاتا ہے تو انہیں نوشتون سے اوسکی تاریخ بقید زمانہ تحریر ہوتی ہے۔

جب کوئی غریب آدمی داد چاہتا ہے تو وہ پہلے اس زنجیر کے پاس آتا ہے اور ہلاتا ہے جو دو مینارون کے درمیان لٹکی ہوئی ہے۔ اور اسمین بہت سے سونے کے گھنٹے لٹکتے ہین۔ اسکے قریب ہی بادشاہ رہتا ہے۔ زنجیر کے ہلنے سے گھنٹون کی آواز بادشاہ سنتا ہے اور آدمی بھیجتا ہے کہ جا کر دریافت کرو کہ معاملہ کیا ہے اور پھر اوسکا انصاف کرتا ہے۔ ہاکنس نے یہ بھی لکھا ہے کہ ابتداے سلطنت مین سارا ملک چورون اور رہزنون سے بھرا ہوا تھا کہ کوئی شخص بے حفاظت سپاہیون کے لئے بغیر گھر سے باہر نہین نکل سکتا تھا تقریباً سارے آدمی باغی ہو رہے تھے۔ بعد ہاکنس کے سر طامس رو کا زمانہ آتا ہے +

وہ اپنے ۱۰ جنوری سنہ ۱۶۱۶ کے روزنامچے مین لکھتا ہے کہ مین آج کے چار بجے دربار مین گیا

اسوقت بادشاہ ہمیشہ دربار مین بیٹھا کرتا ہے کہ اجنبی آدمیون کو دیکھے۔ لوگون کی فریاد سن کر حکم دے تحائف لے۔ اورون کو دیکھے اپنے تئین دکھلائے۔ یہان اسکے دربار کا حال لکھنا مناسب ہے۔ بادشاہ کی خلوت سرا مین کوئی سواء خواجہ سراؤن کے نہیں جاسکتا تھا اور یہان تاتاری عورتین ہتھیار لگا کے بادشاہ کی حفاظت کرتی تھین اور یہی عورتین مجرمون کو سزا دیتی تھین۔ بادشاہ ہر روز جھروکہ مین بیٹھ کر اپنی رعایا کو درشن دیتا تھا اور اپنے دروازہ کے آگے میدان کو دیکھتا تھا۔ دوپہر کو وہ ہاتھیون کی اور وحشی جانورون کی کشتیون کو دیکھتا تھا اور کٹہرہ کے اندر امرا اس سے نیچے کھڑے رہتے تھے پھر بادشاہ اپنی حرم سرا مین سونے جاتا تھا۔ بعد دوپہر کے وہ دربار مین آتا تھا پھر رات کا کھانا کھا کے آٹھ بجے رات کے وہ غسل خانہ مین آتا تھا جسکے بیچ مین ایک تخت سنگ مرمر کا بچھا ہوا تھا جس پہ وہ بیٹھتا تھا بعض وقات تخت سے نیچے کسی کرسی پہ بیٹھتا جہین سواء اول درجہ کے امیرون کے یا ان آدمیون کے جنکو اجازت ہوتی کوئی نہیں آسکتا تھا۔ یہان خوش اخلاقی سے وہ بڑی باتین کرتا تھا۔ ان آخر دو مقامون کے سواء مہات معاملات و مقدمات کا فیصلہ کہین اور نہ ہوتا تھا۔ وہ سب لکھا جاتا تھا دو شلنگ (ایک روپیہ) خرچ کرکے جسکا جی چاہے یہ نوشتے دیکھ لے عوام الناس کو ان معاملات کی ایسی خبر ہوتی تھی جیسے خواص کو جو کونسل مین شریک ہوتے تھے پھر روز بادشاہ کے رزولیوشن (تجویزین و فیصلے) اخبارون کی طرح مشتہر ہو جاتے تھے۔ اور اوباش بدمعاشون کو اونپر بدگوئی کا موقع ملتا تھا ہمیشہ یہ کام بادشاہ روز کرتا اس مین ذرا تغیر نہین ہوتا سواء اسکے کہ بیماری بدمستی اسکی مانع ہو۔ یہ بات معلوم رہے کہ اگر بادشاہ ایک دن اپنی صورت نہ دکھاتا اور اوسکی کوئی معقول وجہ نہ بیان کی جاتی تو رعایا سرکش ہو جاتی۔ دو دن بعد تو یہ عذر بھی مسموع نہیں ہوتا جبتک کہ آدمی اور دروازہ کے اندر داخل ہو کر بادشاہ کی صورت نہ دیکھ لیتے اور اورون کا اطمینان خاطر نہ کرتے منگل کو جھروکہ مین وہ عدالت کے لئے بیٹھتا ہے اور غریب سے غریب اور رذیل سے رذیل آدمی فریاد کرسکتا ہے اور مدعی و مدعا علیہ کے اظہارون کی تحقیق کرتا ہے

اور اوسکے ہاتھی جو آدمیون کو پانؤن تلے مسلتے ہین انہین دیکھتا ہے غرض جیسی ساری رعیت بادشاہ کی غلام ہے ایسی ہی بادشاہ ان دستورون کا غلام ہے سیکریٹری عدالت کا حال لکھتے ہین کہ مقدمات کی تحقیق اور فیصلے جلد ہو جاتے بڑے مجرمون کو پھانسی ملتی تہی سر اوڑائے جاتے تھے۔ زندہ کھالین کھچوائی جاتی تہین۔ ہاتھیون کے پیرون تلے کچلوائے جاتے تھے کتون سے پھڑوائے جاتے تھے۔ سانپون سے کٹوائے جاتے تھے اور حکمتون سے مروائے جاتے تھے۔ اس طرح جان ستانی بر سر بازار ہوتی تھی

ہربرٹ اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے کہ جہانگیر نے اکبر کی کسی بیوی کو جو نہایت اوسکو عزیز تھی اور انارکلی کے نام سے مشہور تھی بے عزت کیا۔ باپ نے اس قصور کے معاف کرنے کے لیے وعدہ کیا۔ بیٹے نے باپ کے وعدہ پر اعتبار کر کے اطاعت اختیار کی غسل خانہ میں باپ کے روبرو آیا وہ اسکو حرم سرا میں لے گیا اور اپنے وعدہ کو بھول گیا اور طیش مین آنکر بیٹے کے اپنے کوڑے مارے کہ وہ گر پڑا۔ اور اوسنے جہانگیر کو گدھا احمق کہا کہ اوسنے میرے وعدہ پر یقین کر لیا مری بہا بھی اس بیان کی شہادت دیتا ہے۔ اس کا بیان آگے آئیگا ہربرٹ نے ۱۶۲۶ میں ہندوستان مین سفر کیا۔ وہ اشراف خاندانی انگریز تہا اوسنے بھی جہانگیر کے عہد کی تاریخ لکھی ہے +

ہاکنس جہانگیر کے زمانہ کی بہت کہانیان کہتا ہے کہ بڑے بڑے بہادر آدمی نہتے شیر و چیتے سے لڑنے پر مجبور کئے جاتے تہے۔ بہت آدمی مارے جاتے تھے۔ زخمی آدمی اسلئے مار ڈالے جاتے تھے کہ وہ بادشاہ پر تبرا بھیجنے کے لئے زندہ نہ رہین +

برنیر جہانگیر کے دربار کی تذلیل کرتا ہے کہ ایک فرانسیسی ڈاکٹر برنارڈ نامی پر جہانگیر بہت التفات کرتا تہا۔ وہ محل کی کسی رقاصہ لڑکی پر عاشق ہو گیا اوسکی مان نے ڈاکٹر کے پیغامون کو مانا نہین تو وہ جہانگیر کے دربار مین آیا اور اس لڑکی کو بادشاہ سے مانگا بادشاہ نے ہنسکر اس درخواست کو مان لیا۔ اور ڈاکٹر سے کہا کہ اس لڑکی کو کندھے پر اٹھا کے لے جا۔ اس فرانسیس کو اس لے جانے مین شرم نہ آئی

اوس نے حکم کی تعمیل کی -

سر طامس رو کہتا ہے کہ خسرو عیسائیوں کا بڑا حامی تھا اور اوس نے ایک بیوی کے سوا
کوئی دوسری بیوی نہیں کی - خسرو تو غیر مسلمانوں کا اور جہانگیر مسلمانوں کا سرگروہ تھا
جہانگیر بظاہر اکبر سے زیادہ عیسائی مذہب پر مائل تھا اوس نے باپ کی طرح پرتگیزوں کو حکم دیدیا کہ
وہ گرجے و سکولوں کو اپنے قائم کرلیں اور جہان چاہیں وہان وعظ کریں اور جو چاہیں اونکو
عیسائی کریں - پادریوں کی باتیں جہانگیر نے یہانتک سنیں کہ اونکو یقین ہو گیا کہ وہ عیسائی ہو گیا
جس حد پر باپ نہ گذرا تھا اوس سے وہ بہت آگے گذر گیا - اوس کے دو بھتیجے دانیال کے بیٹے عیسائی
ہو گئے تھے اور آگرہ میں اونکا اصطباغ ہوا - اور اونکی سواری اسطرح گرجا میں گئی کہ وہ ہاتھی پر بیٹھے اور
تمام عیسائی جو ساتھ سواروں کے قریب تھے اوسکے ساتھ ہوئے - ہاکنس کا کپتان بنا اور سینٹ جارج
کا علم اوسکے ہاتھ میں تھا وہ انگلستان کے اعزاز کے لیے سب سے آگے چلا +

اس فعل میں ہر شخص جانتا تھا کہ کوئی بھید ہے - مگر یہ سمجھنا آسان ہے کہ جہانگیر اس سبب سے
عیسائی مذہب پر التفات کرتا تھا کہ عیسائی مذہب شراب و سور و روزون کے رکھنے پر مجبور کرتا تھا - سور کے گوشت کھانے
کی اور شراب پینے کی اجازت دیتا تھا علی الاعلان اصطباغ پانا ایک معما ہے - برخلاف توقع یون حل ہو گیا کہ شاہزادوں نے
پادریوں سے کہا کہ ہمارے لئے پرتگیزی عورتیں نکاح کے لئے تلاش کیجئے - وہ عیسائیوں کی طرح اونکو بیاہنی اور اونکے
ساتھ عیسائیوں کی طرح رہنا چاہتے تھے پادری اس درخواست سے ہیبت زدہ ہوئے اونہون نے شاہزادون کو
منع کیا شاہزادوں نے صلیب پادریوں کو حوالہ کی اور پھر مسلمان ہو گئے - پھر معلوم ہوا کہ جہانگیر نے
اونسے یہ درخواست کرائی تھی وہ پرتگیز عورتوں کو اپنی حرم بنانا چاہتا تھا - سر طامس رو کا خط بنام
آرچ بشپ کنٹربری مورخہ ۳۰ اکتوبر ۱۶۱۶ء پادری ٹیری بیان کرتا ہے کہ جہانگیر کے عہد میں
آگرہ میں تمام فرنگی اوسکے محل تک رسائی رکھتے تھے - فرنگی کا اطلاق ان سب قوموں کے آدمیوں پر ہوتا
تھا جو یورپ (فرنگستان) میں رہتے تھے - جہانگیر ساری رات فرنگیوں کے ساتھ شراب پیتا تھا مسلمان
روزہ رکھنے سے مجبور تھے فرنگیوں کے ساتھ مے نوشی کرتا - اگر مسلمان اس صحبت میں ہوتے تھے تو
اونکو شراب بزبردستی پلائی جاتی تھی +

چتور کے قریب سر طامس رو سے طامس کوریٹ ملا جو سفر کرنے پر عاشق تھا - وہ ۱۶۱۵ء میں
آگرہ میں آیا تھا - اوسنے جو اپنے گھر (انگلینڈ) کو مختلف آدمیون کو خطوط لکھے ہیں - وہ جہانگیر کا
حال عجیب طرح سے لکھتا ہے کہ جہانگیر کی عمر ۵۳ سال کی تھی اوسکا رنگ نہ سفید تھا نہ کالا گندمی
تھا - اوسکے ملک کی آمدنی چالیس ملین کروڑ ہے اور ہر کروڑ ہ شلنگ کا یعنے (۴ کروڑ روپیہ)
کی کہتے ہیں اسکا ختنہ نہیں ہوا - بادشاہ حضرت عیسیٰ کا ذکر بڑی عظمت کے ساتھ کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ وہ بڑے نبی تھے - وہ دن میں تین دفعہ اپنے امرا سے ملتا ہے سورج نکلنے کے وقت
جسمیں وہ ہاتھ اوٹھا کر دعا مانگتا ہے - دوپہر کو اور شام کو ہفتہ میں دو دفعہ ہاتھیون کی
لڑائی دیکھتا ہے - طامس کوریٹ اس بات کو اپنا فخر سمجھا کہ اجمیر میں وہ ہاتھی پر بیٹھا
جسکی اوسنے تصویر بھی بنائی +

ہندوستان کی سفارت میں جو انگلستان سے آدمی آئے اونمیں مسٹر ٹیری چپلین (پادری) تھا
وہ لکھتا ہے کہ مسلمانوں میں سوا رکمینوں کے کوئی ایسا نہیں ہے کہ ہمارے شفیع عیسیٰ مسیح کا نام
ادب اور تعظیم سے نہ لیتا ہو - اوسکو وہ نیک معصوم جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اوسکی برابر
بڑے معجزے نہ پہلے کسی پیغمبر نے کئے نہ بعد اوسکے - اوسکو روح اللہ کہتے ہیں مگر اون کو
ابن اللہ ہونے کی وجہ نہیں معلوم اسلئے اوسپر ایمان نہیں لاتے - باوجود اس کے اکثر مسلمان
عیسائیون کو نجس جانتے ہیں نہ وہ ہمارے ساتھ کھاتے ہیں نہ اون برتنوں میں کھاتے ہیں
جنمیں ہم کھائیں - سر طامس رو نے ۱۲ اگست سے ۱۹ تک کے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ جمال الدین حسین
نے جو میری دعوت کی تو صبح کو خشک ہوئی تھی اسمیں وہ میرے ساتھ کھانے میں شریک تھا
لیکن جب رات کو کھانے کی دعوت ہوئی تو میں جدا بٹھایا گیا - چند روز کے بعد جمیل الدین حسین کی
میں نے دعوت کی اوسکو کھانا کھلایا جو مسلمان کے ہاتھ کا پکا ہوا تھا - وہ سب [illegible]
کھانے کو ہاتھ نہیں لگایا جو انگریزی طرح کا پکا ہوا تھا - اوسنے یہ کہا کہ میں چار [illegible]
کھانے کی میرے گھر بھیجدو میں اونکو اپنے گھر میں پوشیدہ کھاؤنگا +

چونکہ جہانگیر کے عہد سلطنت میں انگریز اور اہل فرنگ بہت [illegible] یہاں جمع ہو

اور اون مین سے بعض نے یہان کی حالات ملکی اور معاشرت کے لکھکر اپنے اہل وطن کو بھیجے اور
اہل وطن نے ایک مدت کے بعد اونکو جمع کرکے چھاپکر مشتہر کیا۔ گو اونکے بیانات مین
اختلافات ہین اور ایک ہی فرنگی کی تصنیف کے مختلف نسخے مطبوع ہوئے ہین۔ مگر انگریزی
مورخ انہین نوشتون پر سلطنت جہانگیری کی تاریخ کی بنیاد رکھتے ہین اور اونکے برخلاف
جو باتین کہ مسلمان مورخون نے بیان مین لکھی ہین اونکو غیر معتبر جانتے ہین۔ اگرچہ ہم نہین مانتے
ہین سلسلہ تاریخ مین سفرنامہ بھی وقعت رکھتا ہے مگر اسمین اغلاط کے احتمالات زیادہ ہوتے
ہین۔ جو سیاح کسی ملک مین جاتا ہے تو وہ فقط ظاہری حالات کو دیکھ سکتا ہے اوسکو بہت
کم موقعے ایسے ملتے ہین کہ اندرونی حالات خواہ پولیٹکل ہون یا سوشیل ان تک اوسکی
رسائی ہو اسکو اتنی مہلت و فرصت نہین ملتی کہ وہ اتنے جزئیات و مفردات پر علم حاصل
کرے جس سے استقراء درست کرسکے اور نتیجہ صحیح نکال سکے خصوصاً جب کہ اسکا مذہب
اور زبان غیر ہو۔ مذہب اوسکو ایک آنکھ کا آدمی بناتا ہے اور زبان اوسکو کسی بات کو
پورا سمجھنے نہین دیتی جب ایسی حالت ہین ایک اجنبی مسافر کا سفرنامہ بہ نسبت ان تاریخون
کے جو کسی ملک کی وہین کے باشندون اور بادشاہون کے معاصرین نے لکھے ہون وقعت
نہین رکھتا۔ ان سفرنامون کے اعتبار کی وجہ یہی بیان کی جاتی ہے کہ جو مورخ بادشاہ کے
زمانہ مین یا اوسکی اولاد کے عہد مین تاریخ لکھتا ہے اوسکو مجبوری اس مین خوشامد کے مارے جھوٹی
باتین لکھنی پڑتی ہین مسافر کو بعد مکانی خوشامد اور جھوٹ سے بچاتا ہے۔ لیکن جیسا
کہ یہ بعد مکانی کام کرتا ہے ویسا ہی بعد زمانی بھی کام کرتا ہے اگر کسی بادشاہ کا حال ایک
زمانہ کے بعد لکھیں تو اوسکو خوشامد کے مارے جھوٹی باتین لکھنے کی حاجت نہین پڑتی۔ غرض
کسی ملک کی اصلی تاریخون کے مقابلے مین جو بادشاہ کے عہد مین یا اوسکے بعد لکھے جائین
ان مسافرون کے سیاحت نامے چندان وقعت نہین رکھتے۔ جب تک کسی مسافر کے بیان
کی تصدیق یہ تاریخین نکرین وہ قابل اعتبار نہین ہوتا +
انگریزون اور خاص کر سرطامس رونے جو اپنے اعزاز و احترام کی باتین لکھی ہین اونکو نہ

مجھہ سے کہا کہ کسی اوسفیر کا آپ کی برابر احترام بادشاہ نے نہین کیا - ان مین سے کسی ایک بات کا نشان
بھی مسلمانون کی تاریخ مین نہین لگتا - سر طامس رو کی سفارت کا ذکر کسی تاریخ مین نہین جہانگیر
کو تو بعض انگریزی مورخ یہ کہہ دیتے ہین کہ اسنے اپنی مستانہ نوشی اور کاہلی کے سبب سے اس انگریزی
سفارت عظیم کا حال نہیں لکھا - مگر اور مورخون کو کیا ہوا تھا جو اونھون نے اسکا نام تک نہین لیا
اسّے مسلمانون کا مغرور ہونا ثابت کرتے ہین - اصل حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ مین انگلستان کی سفارت
سفارت ہی نہیں سمجھی گئی کہ کوئی مورخ یا بادشاہ جو اپنی سلطنت کے جزو کل حالات اور ایران
و توران وغیرہ کی سفارت کو مفصل بیان کرتا ہے اسکو لکھتا سفیر بادشاہ کے لیے بیش قیمت تحائف
نہین لایا تہا سوا اسکے وہ تجارت کے باب مین عہدنامہ چاہتا تہا - ان دونو باتون نے سفارت
انگلینڈ کی وقعت نہ پیدا ہونے دی ہان اگر جہانگیر کو یہ معلوم ہوتا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ یہ قوم
کل ہندوستان پر مسلط ہو گی تو وہ اس سفارت کے نتائج کو سوچ کر اسکے بیان کو اپنے سلسلۂ سلطنت
کا ایک واقعہ عظیم سمجھتا اور اوسکو بیان کرکے اس سفیر کو اپنی یادگار روزگار بناتا - سر طامس رو
نے اپنے اعزاز و احترام کی حکایات کو مبالغہ سے لکھا ہے - وہ ایک اجنبی مسافر نئے رنگ
ڈھنگ کا تھا - بادشاہ اور امرا اپنی خوش خلاقی کے سبب سے یا فقط اوس سے ہی باتون کے
معلوم کرنے کے لیے اور اوسکا تماشا دیکھنے کے لئے خاطر کرتے ہونگے - اسپر مجھے ایک
حکایت یاد آئی - دہلی کے ریذیڈنٹ سیٹن صاحب تھے اور مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب ایک عالم
ماہر تھے - صاحب ممدوح مولوی صاحب سے کبھی کبھی ملاقات کو آیا کرتے تھے ایک دفعہ ملاقات
مین شاہ صاحب نے صاحب ممدوح سے کہا کہ انگلستان کے آدمی مہمان نواز بڑے ہوتے ہین
صاحب نے فرمایا کہ مولوی صاحب آپ نے یہ کیونکر جانا - اونھون نے جواب دیا کہ کمبل پوش اپنے
سفرنامہ مین جابجا لکھتا ہے کہ میری دعوت وہان کے بڑے بڑے امیرون نے اور اور
آدمیون نے کی - یہ سنکر صاحب ممدوح نے قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ مولوی صاحب ان دعوتون کا سبب
مہمان نوازی نہ تھی بلکہ کمبل پوش ہاتھ سے کھانا کھاتا تھا یہ انگریزون کے لئے ایک تماشا تھا کہ آدمی
بندر کی طرح کھاتا ہے - اس تماشے کی خاطر اوسکی دعوتین ہوتی تھین - فرنگیون کی خاطر داری

کے ایسے ہی ہندوستان مین بھی اسباب ہونگے۔ انگریزون نے جو جہانگیر کے خصائل اور عہد سلطنت کی بدنظمیون کا طومار باندھا ہے وہ قومی اور مذہبی تعصب پر مبنی ہے اور زیادہ تر وہ لاعلمی ہے مثلاً سرطامس رو ان سڑکون پر گذرا جو راجپوتانہ اور دکن مین واقع ہیں ان میں سے ایک ملک ابھی فتح ہوا تھا اور دوسرے ملک مین لڑائی ہو رہی تھی۔ ایسی حالت مین اگر ایک دو جگہ چوری یا قزاقی ہوئی تو کیا اسپر سارے ملک کی بدنظمی پر قیاس ہوسکتا ہے۔ کیا اسسے وہ سڑکین جنپر جہانگیر نے دور دور پھلدار درخت لگائے تھے اور مسافر سونا اچھالتے چلے جاتے تھے وہ ہٹ جائینگے غرض مین نے جو انگریزون و فرنگیون کے بیانات اوپر نقل کیے ہین انمین سے زیادہ تر مسلمانون کے نزدیک پایۂ اعتبار سے ساقط اور پیرایۂ صدق سے معرا ہیں انمیں سے کسی بات کی شہادت اونکی اپنی تاریخ نہیں دیتی +

جہانگیر کی عادات و خصائل و اخلاق اور بعض اور حالات

تاریخ شہادت دیتی ہے کہ جہانگیر کی ولادت مین کرامت اولیا کا دخل تھا۔ راجہ بہارمل کی بیٹی اکبر کی رانی انبیر والی لاولد تھی وہ اسکے گھر کے چراغ روشن کرنے کے لیے اجمیر مین حضرت معین الدین چشتی کے مزار پر دوڑا گیا اور وہان اپنے گوہر مقصود کو پایا۔ رانی کے ہان شیخ سلیم کے گھر مین جہانگیر پیدا ہوا۔ اوسکی دودھ پلانے والی دایہ شیخ کی بہو مقرر ہوئی غرض اس دایہ کی صحبت نے اور او حالات نے جو اوسکے گرد لڑکپن میں تھے جہانگیر کو خود بینی اور توہمات میں مبتلا کیا دنیا سے بے خبر رکھا۔ اسکے بعد باپ نے بھی اوسکی تعلیم کی تکمیل کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا۔ اسکی تعلیم خام رہی۔ اسکی ساری تزک میں کہیں کسی مصنف و تصنیف کا ذکر نہیں سوا طبقات بابری کے اسنے نہیں لکھا کہ مین کسی کتاب سے مستفید ہوا ہون خط بھی اسکا کچا تھا +

جہانگیر جب جوان ہوا تو اوسنے باپ سے ناہنجاریان اختیار کین جنکا مفصل بیان کیا گیا ہے ہر چند بہت صلاح کارون نے اوسکو صلاح دی کہ وہ باپ سے معرکہ جنگ گرم کرے مگر وہ

کئی جگہ اپنی توزک مین بیان کرتا ہے کہ مین نے اس صلاح کو نہیں مانا اور اپنی عقل پر کام کیا اور کہتا رہا کہ خدا ئے مجازی سے ہنگامہ رزم کو برپا کرنا کفر سمجھتا ہون۔ گو باپ کی زندگی مین اسکو ایسا آزار پہنچایا کہ اس کا دل اس سے بیزار ہوا مگر جب وہ مرگیا تو اوسکے جنازہ کو کندھا دیا۔ آگرہ سے پانچ میل پر بڑا عالیشان مقبرہ لاکھون روپیہ خرچ کرکے بنوایا۔ ایک دفعہ پیادہ پا باپ کی قبر کی زیارت کو گیا اور حسرت مین رہا کہ بشبہ تہم نہ جاسکا جب وہ خسرو کی مہم مین مصروف رہا تو اوسکی غیبت مین معمارون نے اس مقبرہ کو اپنی رائے کے موافق بنا دیا جب وہ آیا اور اوس نے اس مقبرہ کو دیکھا تو ساری وہ عمارتین جو ناموزون تھین ڈھلوائین اور اپنی مرضی کے موافق اونکو بنوایا بیس برس مین یہ عمارت پوری بنکر تیار ہوئی جو اب تک اپنی شان و عظمت دکھا رہی ہے +

اکبر ایسا شہنشاہ گذرا ہے کہ اوس کی ذات ستودہ صفات کے ساتھ کسی بادشاہ کا مقابلہ نہیں ہوسکتا اگر ہوسکتا ہے تو اول اوسکے پوتے شاہجہان کا اور اوس کے بعد بیٹے جہانگیر کا۔ اکبر اصل تھا۔ جہانگیر اوسکی نقل تھا اس مین بہت سی خوبیان باپ کی پائی جاتی تہین ۔ وہ اپنے قدیمی نوکرون پر مہربانی کرنے مین اور اونکے بڑے بڑے قصورون کے معاف کرنے مین دوسرا اکبر تھا۔ راجہ مانسنگھ اور مرزا عزیز کوکہ کی کیسی تقصیرات کو معاف کرکے اون پر لطف و کرم کیا۔ اس کوکہ نے اوسکو بڑی تکلیف پہنچائی تھی۔ اپنے بیٹے خسرو پر جو باپ کی جان ستانی پر مستعد رہتا تھا کیا شفقت پدری کی ہے کہ کمتر کوئی باپ ایسی بیٹے پر کرتا ہے۔ دشمنون کے ساتھ جنگ و پیکار مین اپنے باپ کی تدابیر کی تقلید کی۔ اوسنے اپنی توزک مین باپ کی خصائل و عادات و تدابیر و انتظامات ملکی پر رائین لکھی ہین وہ اسکی فراست و کیاست کو ظاہر کرتی ہین۔ اور بتلاتی ہین کہ وہ باپ کے قواعد و قوانین و آئین کی کیسی قدر کرتا تھا اور دل و جان سے اونکی پیروی مین کوشش کرتا تھا۔

انسان کی سرشت ایسی ہے کہ وہ برے بھلے کام ملے جلے کرتا ہے نہ کوئی نیک آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے کردار اوسکے نیک ہون نہ کوئی بد آدمی ایسا ہوتا ہے کہ سارے افعال اوسکے بد ہون

خیر محض اور شر محض دونو معدوم ہیں اب اگر کسی آدمی کی خصلت کا شخص کرنا منظور ہو کہ وہ نیک ہے یا بد تو اسکا طریقہ یہ ہے اوسکے سارے نیک و بد کاموں کو جمع کرکے دونو کو میزان عدل مین عقل سے تولین جس طرف پلڑا بھاری ہو اس جانب میں نیک و بد ہونے کا حکم لگا دیو نہ یہ کہ اوسکے برے کاموں کا انتخاب کرکے اوسکے برے ہونیکا فیصلہ کردیا اور پھر اوس کے نیک کاموں کو بھی اتفاقی اور مکاری کا بتا دیا۔ اسلئے میں جہانگیر کے ظلم و عدل کے کامون کو لکھتا ہوں جسسے وہ آدمی جو تعصب سے خالی ہیں اوس کے عادل ہونے کا فیصلہ خواہ مخواہ کرینگے۔

جہانگیر پر ظلم کا الزام یہ لگایا جاتا ہے کہ وہ مجرمون و باغیون و بے وفا نوکرون کی ایسی بری طرح جان لیتا تھا اور سزا دیتا جس سے اوسکا وحشیانہ ظلم ثابت ہوتا ہے سولی دار پر کھینچتا۔ ذبح کراتا۔ زندہ کھال کھچواتا۔ زندہ جلاتا۔ ہاتھیون کے پاؤن تلے مسلواتا۔ جلال خورون اور سگ بانون کے ساتھ کھلواتا۔ ایک عورت کو اس جرم میں کہ کسی مرد کو بوسہ دیا تھا بغلون تک زندہ زمین میں گڑوایا تین دن تک اوسکا سر دھوپ مین سکھوایا جس سے وہ چیختے چیختے مر گئی۔ ایک امیرزادہ کو اس قصور میں کہ اوسنے سخت کلامی کی تھی آدھے چہرہ کی کھال ادھڑوائی بعض باغیون کے سرغنون کو گدھے اور بیل کی کھال مین پہنا کے تشہیر کرائی۔ ایک دفعہ بادشاہ شکار کی شست لگائے بیٹھا تھا کہ پیچھے سے تین آدمی اتفاق سے آگئے جس سے کہ شکار ہاتھ سے نکل گیا اوسنے غصہ مین آکر ایک آدمی کو مروا دیا دو کی ناک کٹوا دی جہانگیر شہنشاہ تھا اگر اوسنے خسرو کی تین چار سو ہمراہیون کو بوضع عبرتناک مروا دیا اور سرغنون کی جان بری طرح نکالی تو کیا گناہ کیا ایسے موقعون پر ایسا قتل کرانا بادشاہ اور گورنمنٹ پر واجبات سے ہوتا ہے اس سیاست بغیر تو بادشاہ کی سلطنت کا جمنا اور اوسکی جان کا بچنا دشوار ہوتا ہے۔ ہر زمانہ مین جان ستانی کے مختلف طریقے مروج تھے سب کا مآل یہ تھا کہ سزا اسطرح دی جائے کہ جس سے آیندہ آدمیون کو عبرت ہو کہ پھر وہ جرم نہ کرین جیسے اس زمانہ میں پھانسی دینے اور گولی مارنے سے اور لاشون کو ٹکٹے مین ڈالنے سے عبرت ہوتی ہے اس طرح مختلف ملکون اور مختلف زمانون مین جان ستانی سے عبرت

ہوتی تھی جو آدمیوں کی کھوپریوں کے مینار بنائے جائیں اور اس طرح مارے جائیں جس طرح اوپر بیان
کیا - اسمیں نہ ظلم ہے نہ ستم ہے نہ وحشیانہ پن ہے - اس زمانہ اور اوس زمانہ کے جان
ستانی کے طریقوں میں ایسا ہی اختلاف ہے جیسے کہ آدمی کے اوڑہنے لپٹنے اور پہننے میں
یہ فقط تعصب کی بات ہے کہ ایک کو اچھا اور دوسرے کو برا کہیں جیسے مسلمان مردے کو جلانے
کو بے رحمی اور سنگدلی سمجھتے ہیں اور ہندو زمین میں مردہ کے گاڑنے کو - جہانگیر شہنشاہ اعظم تھا
جتنی باتیں عیوب و مجرموں کی جانیں اوسکے زمانہ میں کم ثابت ہوئی ہیں کمتر کوئی عیسائی اور مسلمان
بادشاہ ہوا ہوگا کہ جس عہد میں یہ ہوا ہوگا سب سے بڑا الزام جہانگیر کا اوپر یہ لگایا جاتا تھا کہ اوس نے
شیر افگن خاں کو کبھی ہاتھی سے کبھی شیر سے لڑا کر اوسکی جان لینی چاہی جب یوں نہ مرا تو آخر
اوس کو قتل اسلیے کرا دیا کہ اوسکی بیوی مہر النسا سے خود نکاح کرے - اس سے زیادہ جھوٹا الزام اوسپر کوئی
نہیں لگ سکتا - پاجی سے پاجی مسلمان بادشاہ کو کوئی ایسا نہیں ہوا کہ اوسنے کسی مسلمان
کی جان اسلیے لی ہو کہ اوسکی بیوی سے اپنا عقد نکاح باندھے اس قصہ کے لیے کوئی تاریخی شہادت
مستند و معتبر نہیں ہے - نہ توزک میں اسکا ذکر ہے اور نہ کسی اور اسکی معاصر تاریخ میں وہ مذکور ہے
اکثر مسلمان مورخ شیعہ مذہب تھے اور بعض سنت جماعت والوں میں بعض حضرت ایسے ہوئے ہیں کہ وہ عداوت مذہبی
سبب سے سرزد ہوتی ہے بادشاہ کی نیکنامی کے صفحہ پر کوئی انگلی لگاتی برائی ایسی لگا دیتے ہیں یہ نیکنام سنگینیوں سے بلا وجہ ہو جاتا
علاوہ کوئی ایسے مورخوں نے یہ رفو کیا ہے یہ مضمون جہانگیر کی نسبت مقرر کر لکھا ہے سو اوسکے یہ امر یوں بھی عقل
کے خلاف معلوم ہوتا ہے کہ شیر افگن خاں کا سارا کنبہ اوسکے قتل ہوتے ہی بادشاہ پاس بھیجا
گیا - نور جہاں چار برس تک سلطان رقیہ بیگم بادشاہ بیگم جہانگیر پاس ہی اگر جہانگیر نے شیر افگن خاں
کو نور جہاں سے نکاح کرنے کے لیے قتل کرایا - تو اوسکے قتل ہوتے ہی اپنا مدعا کیوں نہ حاصل کیا
جب جہانگیر نے نور جہاں سے نکاح کیا ہے تو اوسکی چونتیس برس کی عمر تھی اس سے ظاہر ہے
کہ حسن صورت سے زیادہ حسن سیرت عشق کا سبب ہوا ہوگا - اس بادشاہ میں سب سے زیادہ خوبی یہ تھی کہ جیسے وہ
اپنے ذاتی حقوق و منافع اور عیش و عشرت کی حفاظت چاہتا تھا اسی طرح وہ رعایا کے سکھ چین آرام
آسودگی کا خواہاں تھا اوسکی زنجیر عدل نے اوسکی عدالت کا آوازہ سارے ملک میں پھیلا دیا اوسکے

اس مقولہ نے کہ بادشاہ پر فرض ہے کہ وہ جنگل کے درندون اور چرندون اور ہوا کے پرندون تک حفاظت
کرے اور اپنے تخت کے نیچے ان جانورون کی بھی حق رسی کرے اوسکی عدالت کو کافی طور پر ثابت
کر دیا ہے اوسکی دلی تمنا اور آرزو یہی تھی کہ مین رعایا پر عدالت کے ساتھہ حکومت کرون - نور جہان
جسپر وہ دل و جان سے عاشق زار تھا اس سے اوسنے کہہ دیا تھا کہ مین تم کو کاروبار سلطنت کا اختیار
دیتا ہون مگر تم کبھی میری عدالت مین مداخلت نہ کرنا مین اوسکو نہ سنونگا - اوسنے تخت پر بیٹھتے
ہی دوازدہ احکام و قوانین جاری کئے جنسے زیادہ سے زیادہ آدمی زیادہ سے زیادہ خوش و خرم رہ
سکتے ہین یہی اصل مطلب قوانین کا ہوتا ہے بعض مخالف کہتے ہین کہ یہ قوانین فقط کاغذی
عمل تھا اونکی عمل درآمد نہین ہوئی اگر یہ بات اونکی تسلیم بھی کر لی جاوے تو بھی فقط اس کاغذی عمل
سے جہانگیر کی پرلے درجہ کی نیک نیتی ثابت ہوتی ہے قانون مین مقنن کی نیت دیکھی جاتی ہے
عمل ہونا یا نہ ہونا دوسری بات ہے - قانون کا اچھا بنانا اوسکی نیک نیتی کو بتلاتا ہے - ایک حکم خیر و
خوبی کا اوسنے جاری کیا جو نہ اوسکے باپنے نہ سلاطین ماضیہ نے جاری کیا تھا معلوم نہین کہ انگریزی
مورخ کیون اسکو اکثر فروگذاشت کرتے ہین اور اوسکی داد نہین دیتے وہ حکم یہ تھا کہ آیندہ خواجہ سرا
نہ بنائے جاوین نہ بیچے جاوین اس حکم کے بعد جو مجرم اس جرم کے پکڑے آئے انکو حبس دوام کا حکم دیا -
اوسنے یہ بھی حکم دیا کہ جن ہندو عورتون کے لڑکے بالے ہون وہ ستی نہ ہونے پائیں - رعایا کے
دل خوش کرنے کے کام بہت کیا کرتا تھا - ایک دفعہ تھوڑے دنون مین زمین کے خراج کی معافی
چاہنے والے بہت سے آدمی کھڑے ہوئے تو امراء سلطنت نے عرض کیا کہ اگر حضور کی فیاضی و سخاوت
زیادہ وسعت پائیگی تو چند سالون مین سرکاری آمدنی صفر ہو جائیگی تو جہانگیر نے انکو جواب دیا
کہ یہ سائل ایک لشکر ہے جو میری دعا مانگتا ہے جسکے مانع امراے سلطنت ہوتے ہین اونپر
واجب ہے کہ اس لشکر کو زیادہ کرین جب شاہزادہ خسرو بھاگا ہے اور اوسنے راہ مین لوگون کو
لوٹا ہے تو جو شخص لٹا تھا اوسکو جہانگیر نے اوسکے مال کا پورا منافعہ دیدیا خسرو کے ہاتھ کا
رقعہ بادشاہ کے نام ایک شخص کی سفارش مین تھا جسکے گھوڑے اوسنے لے لئے تھے جہانگیر
نے گھوڑون کو پوری قیمت دیدی +

اجمیر مین تین برس کچھ مہینے جہانگیر رہا تھا۔ اوسنے اپنی رعایا کی بہبود و فلاح و آسایش و آرام کے لئے ہفتہ کے ہر روز کے واسطے ایک خاص کام مقرر کیا تھا۔ پنجشنبہ کو سارے جشن و جلسے ہوتے سوا عیش و عشرت و مسرت کے کامون کے کوئی اور کام نہ ہوتا تھا۔ باغون مین گل گشت ہوتی فوارون کی سیر دیکھی جاتی۔ امرا کا اضافہ جاہ و منصب ہوتا۔ اس دن کا نام مبارک شنبہ بادشاہ نے رکھا تھا جمعہ کے روز بادشاہ کے روبرو ہزار سچے و پکے مسلمان بلائے جاتے اور اونکو سب قسم کے کھانے اونکے حسب حال تقسیم کئے جاتے کہ وہ خوب پیٹ بھر کر کھائین اور اونکو وہی کھلانے کا حکم دیا جاتا جسقدر وہ زیادہ کھا سکین (وہی بچاوڑہ طعام مشہور ہے اور اوس کے سبب سے آدمی سودایا ہو جاتا ہے) اور خدا کی عبادت اچھی طرح کرین۔ یکشنبہ کو جھروکے کے نیچے بہت سے اپاہج لنگڑے لولے اندھے بوڑھے اکٹھے کئے جاتے اور اونکو خیرات مین بہت روپیہ دیا جاتا۔ یہ اتفاق کی بات ہے کہ اندھون کو زیادہ خیرات مل جاتی۔ دوشنبہ کو نوجوان امرا کے ایک گروہ کو تیر اندازی کا اور دوسرے گروہ کو چوگان بازی کا حکم ہوتا۔ اور نادعلی کے حافظون کو بہت کچھ نذر کیا جاتا۔ سہ شنبہ کو چیتے و ہرنون کا اور کتے و لومڑیون کا و خرگوشون کا شکار کھیلا جاتا۔ جو خرگوش اور لومڑیان شکار سے بچ جاتین وہ جنگل مین چھوڑ دی جاتین ہاتھیون اور اور جانورون کی بھی کشتیان ہوتین اور مجرم قتل کئے جاتے۔ چہارشنبہ کو بادشاہ منحوس اس سبب سے سمجھتا تھا کہ اوسی دن اوسکے باپ کا اور اجمیر مین شاہجہان کی ایک لڑکی کا انتقال ہوا تھا جسکو وہ اپنی جان کی برابر عزیز رکھتا تھا۔ اوس دن کا نام کم شنبہ رکھا تھا۔ اوس دن بادشاہ جن آدمیون سے خفا ہوتا وہ قید خانہ مین بھیجے جاتے تھے یا اون کو کوڑے لگوائے جاتے تھے کسیدن بادشاہ اپنی خوشی کے کامون سے باز نہین رہتا تھا اور دوپہر سے آدھی رات تک رعایا کے استغاثے سنا کرتا تھا +

جہانگیر نے اپنے شراب پینے کا حال مفصل اپنی توزک مین تحریر کیا ہے جس کو مین نے تاریخ مین نقل کیا ہے کہ کبھی شراب مین فلونیا (افیون و بھنگ) ملائی۔ کبھی شراب مین نہی افیون بڑہائی اوسکے بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ مے نوشی مین اپنے سارے بزرگون پر

ہفتہ کے دنون کا مقرر کرنا +

شراب نوشی +

سبقت لے گیا حضرت بابر اوسکا پردادا بھی خوب بادہ نوشی کرتا تھا مگر اوسکے ساتھہ اوس کو
اپنا بڑا گناہ وہ جانتا تھا اور اس سے نادم اور غمزدہ ہوتا تھا۔ مگر جہانگیر ہمیشہ شراب
پینا بادشاہی کا ایک حق جانتا تھا۔ وہ شب جمعہ کو شراب نہیں پیتا تھا۔ اس شعر

ہر گناہے کہ کنی در شب آدینہ مکن	تا از صدر نشینان جہنم باشی

کا مصداق نہوتا تھا۔ حضرت ہمایون نے افیون کھائی اس حد پہنچائی کہ اپنے کاموں میں ہمایونی
سے افیونی بنایا۔ حضرت شہنشاہ اکبر نے شراب اور افیون کے مزے لئے مگر حکیمانہ اونکی کسی منصرت
کو اپنے پاس نہ آنے دیا اور منفعت کو اوٹھایا۔ وہ حکیمانہ اونکے ضرر و نفع سے واقف تھا
اوسکے بھائی عبد الحکیم اور دو بیٹوں مرزا مراد اور دانیال نے اپنی جانیں شراب کی نذر کین
اور جہانگیر نے اپنی توزک میں لکھا ہے کہ سلطان پرویز اور اوسکے اور چار عزیزوں کو شراب
نے ہلاک کیا۔ ان بادشاہوں کے عہد میں شریعت اسلام کے احکام جو شراب کے پینے و بنانے
و بیچنے کے باب میں تھے چھپ سے ہو گئے اور اون میں وہ زور نہیں رہا جو پہلے تھا۔ انکا اثر
علاوہ دیگر ملکوں کے ہم کی وجہ سے امرا غربا میں بھی یہ وبا پھیل گئی +

جہانگیر کو جیسا کہ شراب کا ذوق تھا ایسا شکار کا شوق تھا۔ اوسنے اپنی توزک میں
لکھا ہے کہ میرے روبرو ۲۸۵۳۲ شکار ہوئے جنمیں سے میں نے اپنے ہاتھہ سے
۱۷۱۶۷ شکار کئے۔ جب شاہجہان کا بیٹا شجاع سخت بیمار ہوا تو اوسکی صحت کے لئے
اوسنے توبہ کی کہ میں کسی جانور کو اپنے ہاتھہ سے نہیں مارونگا اور اس توبہ کا پانچ برس
تک پابند رہا مگر جب شاہجہان سے اوسکی رنجش ہوئی تو اوسنے اس توبہ کو توڑ ڈالا۔ یہہ توبہ
شکنی طفلانہ حرکت تھی +

مصوری کے باب میں جہانگیر کا مقولہ یہ تھا کہ جیسے اشیا کے بیان کانون کے ذریعہ سے
دلکو مسرت حاصل ہوتی ہے ایسی ہی اونکی تصویر سے آنکھون کے طفیل سے دلکو خوشی ہوتی
چاہیئے۔ کوئی جاندار اور بے جان نادر چیز اوسکے سامنے نہ آتی تھی کہ وہ اوسکی تصویر
نہ کھچواتا ہو۔ راجہ نیر اس پاس ایسا بیمار ہوکر آیا کہ اوسکی صورت عجیب ہو گئی تھی اسکی

تصویریں کھنچوائی۔ خان عالم کو اپنا سفیر بنا کے جب ایران بھیجا ہے تو اوسکے ساتھ بشنداس مصور بھی کو کر دیا تھا کہ وہ شاہ عباس شاہ ایران اور اوسکے دربار کی تصویر کھنچ کر لائے تصویر خانہ بنوایا تھا جسکا حال تاریخ میں لکھا گیا۔ خان عالم ایران سے صاحب قران کے کسی معرکہ جنگ کی تصویر لایا اور اوسکو بادشاہ کو نذر کیا تو اوسکو ہزار روپے انعام دیے جہانگیر نامہ کے اول جس مصور نے اوسکی مجلس جلوس کی تصویر لگائی تھی اوسکو انعام سے مالامال کر دیا۔ بادشاہ نے اپنی تصویریں کھچوا کر اپنے دوستوں پاس بھجوائیں۔ وہ توزک میں لکھتا ہے میں نے ہنر چابک سنگ تراشوں کو حکم دیا کہ رانا اور کرن اوسکے بیٹے کی مجسم پیکر سنگ مرمر کی تراشیں جنمیں انکا قد اور ترکیب اعضا بالکل موجود ہو جب وہ تمام ہو کر میرے سامنے آئیں تو میں نے حکم دیا کہ آگرہ میں باغ پائیں میں جھروکہ درشن میں نصب کی جائیں۔ یہ بھی ایک نئی بات ہے کہ کوئی مسلمان اسطرح راجاؤں کے بت بنوا کے باغ میں لگوائے۔

جہانگیر کو شاعری کا مذاق تھا۔ طالب آملی اوسکے دربار کا ملک الشعرا تھا۔ طبع موزوں رکھتا تھا اور کبھی کبھی شعر کہتا تھا۔ یہ اوسکی پہلی غزل ہے۔

من چہ گویم کہ تیر غمزت بر جگر رسید — تا چشم نارسیدہ دگر بر جگر رسید

مستانہ می خرامی و دست تو حمائلے — اسپند میکنم کہ مبادا نظر رسد

در وصل دست مستم و در ہجر بیقرار — داد از چنین کہ ہر دم بسر رسید

مدہوش گشتہ ام کہ بپرسیم رہ وصال — فریاد ازان زبان کہ ازین خبر رسید

وقت نیاز و عجز جہانگیر ہر سحر — امید آنکہ شعلۂ نور اثر رسد

ایک دفعہ بادشاہ کے سامنے یہ شعر پڑھا گیا۔

مگذر مسیح از سر ما کشتگان عشق — یک زندہ کردن تو بصد خون برابر است

وہ لکھتا ہے کہ میری طبع موزون ہے کبھی باختیار کبھی بے اختیار کوئی مصرع۔ رباعی بیت کہہ دیتا ہوں۔ ادیبکی بیت سنکر یہ بیت میری زبان پر آئی کہ۔

از من متاب رخ کہ نیم بے تو یکنفس — یکدل شکستن تو بصد خون برابر است

اسیر احمد مہرکن نے یہ شعر کہا کہ

ای محتسب گریہ پیرمغان بترس ۔ یک خم شکستن تو بصد خون برابرست

خانخانان کے شعر پر جو اشعار کہے گئے وہ تاریخ مین مندرج ہین +

بادشاہ کی خیرات کا حساب کیا جاے تو لاکھون روپیون سے گذر جاتی ہے اسکا یہ ضابطہ تہا کہ آدہی رات کے بعد درویش اور ارباب حاجت اوسکے روبرو لائے جاتے تہے تیسرے سال جلوس مین اوسنے اپنے ہاتہہ سے انکو پچیس ۲۵ ہزار روپیہ اور ایک لاکھ پچانوے ہزار بیگہ زمین اور چودہ موضع درولبست وچہہ قلبہ زراعت اور گیارہ خروار شالی خیرات کیے اور سنہ ۱۶ جلوس مین وہ لکھتا ہے کہ ۵۰ ہزار بیگہ زمین ۳۲۵ ۳ خروار اور چار دیہہ و دو قلبہ و یک قطعہ باغ و ۲۳۴۷ عدد روپیہ و یک مہر و ۲۰۰ درب ۸۸۰ چرن و ۱۲۱۵ تولے طلا و نقرہ اور دس ہزار دام خزانہ وزن سے فقرا و درا اور ارباب استحقاق مین میں نے اپنے ہاتھہ سے تقسیم کیئے +

اسنے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین خواہ محال خالصہ ہو یا جاگیر غلور خانے (خیرات خانے) بنائے جائین اور اونمین فقرا کے واسطے گنجائش محال کے موافق طعام درویشانہ پکایا جائے تاکہ مجاور و مسافر کو فیض ہو اوسکے حکم کی تعمیل کی تفصیل یہ ہے - ۱۷- ذی قعدہ سنہ ۱۰۲۷ کو حکم دیا کہ ممالک محروسہ کے بڑے شہرون مین مثل جہانگیر نگر و الہ آباد و لاہور و آگرہ و دہلی وغیرہ مین فقرا کے لیے غلور خانے مرتب ہون تیس محل کے لئے یہ حکم پہلے لکھا گیا تہا جنمین سے چہہ محل مین وہ پہلے سے جاری تھے - اور اب اور چہہ محل کے لیے لکہا گیا شاہ وگدا مین کو کچہہ مناسبت نہین لیکن جہانگیر ہمیشہ فقیرون پر مہربانی و عنایت کرتا تھا ایک سفر مین وسے لیا ولوں ورتواچیون کو حکم دیا کہ سرراہ اور نزدیک براہ جو مواضع واقع ہین ان کے بیوہ اور بیچارہ آدمیون کو جمع کرکے میرے سامنے لائین کہ مین اپنے ہاتھ سے خیرات کرون کہ مشغولی کا باعث بھی ہو اور نامراد اپنی مراد بھی پائین اس سے بہتر کوئی شغل نہین ہے ہر سال اپنے تلادانون میں جنمین سیم وزر منعون ہوتا تھا وہ مستحقون

سکو تقسیم کر دیتا تھا۔ جہانگیر ایک بے تعصب مسلمان تھا۔ اس زمانہ کے سلاطین یورپ کی طرح اپنے مذہب کے تعصب کی بلا میں گرفتار نہ تھا۔ اوس کو اپنے مذہب کا پاس و لحاظ تھا۔ سال اول ہی کے جلوس میں جو اسکا مباحثہ پنڈتون سے ہوا اسسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بت پرستی کو گناہ جانتا تھا اور توحید پر ایمان رکھتا تھا۔ سکہ مین کلمہ شہادت کا نقش چھاپا۔ اوسنے علما و دانایان ہمت کو حکم دیا کہ مفردات اسماء الٰہی جنکا یاد کرنا آسان ہو جمع کرین تاکہ اوسکا ورد وہ کیا کرے۔ ان علما نے پانچ سو بائیس نام بہ ترتیب حروف ابجد اوسکو لکھ دیئے جنکا ورد وہ رکھتا تھا اور شب جمعہ کو علما و صلحا و درویشون و گوشہ نشینون سے صحبت رکھتا تھا۔ اوسکو حرمت شرع کا لحاظ ایسا تھا کہ اوسنے میر عدل و قاضی کو جنپر امور شرعیہ کا مدار ہے سجدۂ زمین بوس سے جو سجدہ کی صورت ہے معاف کر دیا حفظ شریعت کے لئے جب اوسنے سُنا کہ ایک سنیاسی کی صحبت مین بعض مسلمان امیرزادون نے کفر و زندقہ اختیار کیا ہے تو اون مین سے بعض کو محبوس و مقید کیا اور بعض کے سو سو دُرّے لگوائے تاکہ جاہلون کو عبرت ہو۔ اوسنے مذہب ہی کے لحاظ سے شراب خانون کو اوٹھوا دیا۔ اور بازارون مین بنگ و بوزہ کی فروخت کو بند کرا دیا۔ توزک مین لکھا ہے کہ ۸ جلوس مین جب مین اجمیر مین رانا شنکر کے دیوہرہ مین گیا جو ایک لاکھ روپیہ مین تیار ہوا تھا اور وہان سنگ سیاہ کی ایک مورت مین نے دیکھی جسکا دھڑ آدمی کا سا اور گردن سے اوپر سر سوٴر کا سا تھا۔ اور ہنود کا عقیدہ ناقص یہ تھا کہ کسی مصلحت کے سبب سے کسی وقت مین حکیم علیم کی راے نے یہ اقتضا کیا کہ اس صورت مین جلوہ ظہور ہوا اس سبب سے اس مورت کو عزیز رکھتے تھے اور پرستش کرتے تھے مین نے اوسکو تڑوا کر تالاب مین ڈلوا دیا بعد اس عمارت کے ملاحظہ کے مین نے ایک سفید گنبد دیکھا کہ ہر طرف سے آدمی وہان آتے تھے جب مین نے اوس کی حقیقت پوچھی تو لوگون نے کہا کہ یہان ایک جوگی رہتا ہے اوسکی زیارت کو لوگ جاتے ہین وہ ایک آٹے کی مٹھی اونکو دیتا ہے اور وہ اوسکو منہ مین ڈالکر اس جانور کی آواز نکالتے ہین جسنے ان احمقون کو کسی وقت آزار پہنچایا ہو تو اس عمل سے گناہ زائل ہو جاتا ہے

میں نے حکم دیکر اوس محل کو خراب کیا اور جوگی کو وہاں سے نکالا - اور اس گنبد میں جو
بت کی صورت تھی اوسکو تڑوا ڈلوایا میں نے تاریخ میں توزک سے نقل کیا ہے
کہ جب جہانگیر کانگڑہ میں گیا ہے تو وہاں قاضی و میر عدل مقرر کیئے اور جو شعار اسلام
اور شرائط دین محمدی کی ہیں اونکی تعمیل کرائی قلعہ میں ایک عالی مسجد بنوائی اور گائے
ذبح کرائی غرض اسلام کی وہ باتیں کرائیں جو پہلے یہاں کبھی نہیں ہوئی تھیں -
توزک میں بہت سی باتیں اوسکی زاہدانہ اور عابدانہ بیان ہوئی ہیں -

۲۷ ربیع الاول ۱۰۲۷ھ آفتاب برج حمل میں آیا اور اس نوروز جہان افروز میں
اس نیاز مند درگاہ الٰہی کے جلوس ہمایون کے بارہ سال بخیر و خوبی ختم ہوئے اور
سال نو بہار اور فرحی سے آغاز ہوا اور اس نیازمند درگاہ ایزدی کا اکیاون سال
بہار سے آغاز ہوا - امید ہے کہ مدت حیات مرضیات الٰہی میں صرف ہو - اور ایک نفس
اوسکی یاد بغیر نہ گذرے - آگے وہ لکہتا ہے کہ ایزد حق سبحانہ تعالیٰ کی حمایت و حراست ہمہ جا
و ہمہ وقت اس نیاز مند کو حافظ و ناصر ہے - غرض ایسے زاہدانہ فقرے بہت سے
اپنی توزک میں اوسنے لکہے ہیں وہ خدا پرستوں سے بہت ملتا تہا اور درویشون سے
ایسا اعتقاد رکہتا تہا کہ ایک دفعہ حکیم مسیح الزمان نے یہ رباعی پڑہی -

دارم اگرچہ شغل شاہی در پیش	ہر لحظہ کنیم یاد درویشان بیش
گر شاد شود زما دل یک درویش	آنرا شمریم حاصل شاہی خویش

اسکے صلہ میں ہزار مہر حکیم مذکور کو عنایت کیئے
وہ مسلمانوں کو ہر اسم کفر سے باز رکہتا تہا - راجوری میں جب جہانگیر گیا ہے تو مسلمانوں
کو قبر میں مردہ خاوندوں کے ساتہ عورتوں کے زندہ دفن ہونے سے اور دختر کشی
اور کفار کے ساتہ بیٹیوں کے بیاہنے سے باز رکہا اور حکم دیا کہ آیندہ وہ ایسا کریں تو اونکی
سیاست ہو - اسکا مفصل بیان ہو چکا ہے جہانگیر کا باپ ترک اور ماں ہندو تھی اس حساب سے
وہ آدہا ترک اور آدہا ہندو تہا - اپنے باپ کی برابر ہندوں پر وہ مہربانی اور شفقت کرتا

بادشاہ کی ہندوؤں پر مہربانی اور اونکے تہوار دیکھنا اور اونکو مراعات

اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے و منصب جاہ اُنسے عزیز نہین رکھتا تھا۔ اسنے تمام ممالک محروسہ مین حکم دیدیا کہ کوئی مسلمان کسی ہندو کو زبردستی اسلام مین نہ لائے سو دھرم شاستر کے موافق ہندو عورتون کو جنکے بال بچے ہون ستی ہونے سے روک دیا کسی طرح کا تعرض ہندوؤں کے مذہب سے نہیں ہونے دیتا تہا۔ اوسکے زمانہ مین بڑے بڑے مندر تعمیر ہوئے متھرا کے قریب بندرابن مین گوبند دیو کا مندر موجود ہے۔ وہ ہندوؤں کے تہوار مناتا تھا سنکرات کو جس مین آفتاب برج عقرب مین داخل ہوتا ہے اوسنے ہزار تولہ سونا چاندی اور ہزار روپئے خیرات کئے۔ دیوالی کو پوجا کا دربار ہوتا اور باغ مین گاؤ آراستہ ہوکر آتے اور اونکے گلے مین کوڑیون کے ہار پڑے ہوئے ہوتے اور برہمن اونکو لاتے بتورا تری کو اپنے باپ کی طرح وہ بڑے بڑے جوگیون کو اپنے محل مین بلاتا اور اونکو کھلاتا اور اونکے ساتھ کھاتا پیتا دسہرہ کا جشن کرتا سلونو کو راکھی ہاتھہ مین بندھواتا پہلے اس راکھی مین بڑے تکلفات ہوتے تھے اور بڑی بیش قیمت ہوتی تھی۔ اب بادشاہ نے اسمین برہمنون کی خاطر سے تخفیف کردی تھی۔ اپنے جلوس سنہ مین اوسنے اپنے باپ کے مقبرہ مین باپ کا سرادہ کیا۔ وہ ہندو جوگیونکے پاس جاتا تہا جدروپ کی ملاقات کا بیان پڑھیے

جہانگیر علم نجوم کا معتقد تہا اور نجومیون سے پوچھ کر بہت کام کرتا تہا وہ کسوف خسوف سے ڈرتا تہا اور اپنے محل مین چھپ کر ہو بیٹھتا تھا اور جب تک کسوف خسوف موقوف نہ ہوتے اُس وقت تک اپنے ہاتھہ سے خیرات دیتا اور پُن کرتا کہ مبادا کوئی بلا سر پہ نہ آجائے بعد اس حادثہ کے اراکین سلطنت اور نجومی مبارکباد دینے آتے تھے۔ اوسکو یقین تھا کہ کسوف و خسوف کا اثر بادشاہ کی قسمت پر پڑا ہوتا ہے۔ وہ ایک ہندو جوتکی رائے جوتشی کا بڑا معتقد تھا۔ یہ جوتشی اپنی جوتش کے گنت سے بہت سی باتین مہینون اور برسون پہلے سے ایسی بتاتا تھا کہ خواہ نخواہ اوسکی طرف بادشاہ کا اعتقاد جمتا تھا۔ ایکدفعہ ایک پیشین گوئی کے صلہ مین اوسنے اوسکو سونے سے تلوایا اور سونا اوسی کو دیدیا سوا اسکے اور بڑے بڑے انعام اوسکو ملتے تھے

توزک مین ساری اُنکی بندشیں گوئیان مفصل لکھی ہین انسان جو کام اپنے ہنر اور کرتب اور شعبدہ بازی سے دکھا سکتے ہین اونکو وہ یہ جانتا تھا کہ سحر و جادو کے زور سے وہ کئے جاتے ہین - وہ اشیا کی سعد و نحس کا قائل تھا - چنانچہ وہ توزک مین لکھتا ہے کہ چار چیزون پر سعادت و نحوست کا حکم لگ سکتا ہے +

اول زن - دوم غلام - سوم منزل - چہارم گھوڑا - گھر کی سعادت و نحوست کے جاننے کا ضابطہ قریب بصحت یہ قرار پایا ہے کہ مکان مین تھوڑی سی زمین کو مٹی سے خالی کرین اور پھر اُسی مٹی کو اُس زمین مین بھرین اگر وہ برابر آئے تو خانہ میانہ ہے نہ سعد نہ نحس اور اگر کم ہو تو منحوس ہے اور اگر زیادہ ہو تو مسعود - وہ آفتاب پرست اور آتش پرست نہ تھا مگر آتش کو ایسا مقدس جانتا تھا کہ جب ناصر الدین بادشاہ مالوہ کی قبر کو اکھڑوا کر اوسکی ہڈیون کو آگ مین جلانے کا حکم دیا تو اوسنے کہا کہ آتش ایسی پاک ہے کہ اس مین یہ ناپاک چیز نہین ڈالنی چاہیئے اسلئے اونکو پانی مین ڈلوایا - پارسی جشنون کی مراسم پہلے سے چلی آتی تھین وہ بدستور اس بادشاہ کے عہد مین قایم رہین - شب برات کو جو زمانہ جاہلیت کی مراسم مین سے مسلمانون مین مروج تھی - اسمین جہانگیر بڑی روشنی کراتا تھا - وہ لکھتا ہے کہ شب چہاردہم شہر شعبان کو شب برات تھی - نورجہان بیگم کے محل کے منازل و عمارات مین سے ایک مین جو بڑے بڑے تالابون کے درمیان واقع تھا مین نے جشن کیا - نورجہان نے ایک مجلس مرتب کی جسمین مینے امرا اور مقربون کو بلایا اور اونکو شراب اونکی مرضی کے موافق پلائی اور طرح طرح کے کباب و میوے و گزک کھلائی - اطراف تال اور عمارات مین فانوس اور چراغ روشن ہوئے ان چراغون اور فانوسون کا عکس جو پانی مین پڑتا تھا تو تالاب ایک میدان آتش نظر آتا تھا - ایسی روشنی کبھی اور شب برات کو نہ ہوئی ہوگی +

توزک جہانگیری کو پڑھیئے تو جہانگیر مین ایک عجیب استعداد خداداد مظاہر فطرت اور مناظر قدرت کے امتحان کی نظر آتی ہے - اسکو باغون اور پھولون کا بڑا شوق تھا - جب کوئی پھول اس پاس لاتا تو وہ اپنی چلتی سواری کو ٹھہرا دیتا اور اس پھول کا

مظاہر فطرت و مناظر قدرت کی تحقیق کا شوق اور اوسکا

خوب امتحان کرتا اور اوسکو لکھتا ہندوستان کے تمام تالابون اور جھیلون و آبشارون کی حسن و خوبی خوشنمائی کو خوب بیان کرتا ہے اور ہمالیہ پہاڑ کے مناظر و مظاہر کی ایسے بیان مین تصویر کھینچتا ہے۔ کوئی مظاہر فطرت اوسکے مشاہدہ مین نہ آتا جسکے باب مین وہ تحریر نہ کرتا۔ جن مشہور اضلاع و مقامات مین وہ گذرتا اونکے تاریخی حالات کو تحقیق کر لکھتا۔ اور اونکا محصول اور اونکے باشندونکی حالتین اور شہرونکی زبانین اور جانورونکا بیان رقم کرتا۔ اوسنے ان باتون کا ذکر اس خوبی سے کیا ہے کہ پہلے کسی بادشاہ نے سوا بابر کے نہیں کیا۔ اسکی فارسی زبان ایسی سلیس ہے کہ کمتر ہوتی ہے۔ اوسکی کتاب سے ہندوستان کی گزیٹیر نہایت صحیح تصنیف ہوسکتی ہے۔ وہ قدرتی چیزون کو بہت عزیز رکھتا تھا۔ جاندار اور بے جان اشیا کے دیکھنے مین اوسکو بڑی مہارت اور بصارت تھی وہ بڑی تحقیق و تدقیق کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ حیوانات و نباتات کی تشریح اور خصوصیات اسقدر اوسنے لکھی ہین جسسے معلوم ہوتا ہے کہ اوسنے بڑے غور و تحقیق کی نظر سے توجہ و محنت کرکے اوسکو دیکھا ہے۔ وہ عمارات اور باغات کے باب مین جو رائے دیتا ہے اوسسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ علم نباتات و علم عمارات مین خوب ماہر تھا اور اونکے مشاہدات مین وہ اپنا وقت صرف کرتا تھا۔ جواہرات کے پرکھنے مین اپنا ایسا جوہر دکھاتا تھا کہ کامل جوہری معلوم ہوتا تھا۔

جہانگیر اور نورجہان کے عشق کو قصہ طرازون اور افسانہ گویون اور شاعرون نے لیلیٰ مجنون و شیرین خسرو کا قصہ بنا دیا ہے ایسی داستان سرائی کی ہے کہ حقیقت حال اس مین مشکل سے ملتی ہے اور وہ افسانون کے آگے بے مزہ معلوم ہوتی ہے۔ اصل حال یہ ہے کہ جب سے جہانگیر کے ساتھ نورجہان ہم پہلو ہوئی تو بادشاہ کے آخر دم تک دل جان و دین و ایمان و دولت و عزت کی مالک رہی۔ اس دانشمند فرزانہ بیگم کے سبب سے بادشاہ کا مزاج اصلاح پر آیا اور رعایا کا فلاح بڑھا۔ اوسکے سبب اوسکا باپ اعتماد الدولہ کیسا دیانتمند و وفادار عاقل امیر اور اوسکا بڑا بھائی ابوالحسن کیسا جان نثار ہشیار

خیر خواہ وزیر ہاتھہ آیا۔ نور جہان ہی کی نیک سلیقگی و حسن انتظام و کفایت شعاری کا نتیجہ تھا کہ دربار جہانگیری کی شان و شکوہ ایک عالم مین مشہور ہوگئی جب سلطنت کے کسی کام مین مشکل گرہ پڑتی اوسکی ناخن تدبیر سے کھلتی۔ ایسی شجاع و جوانمرد عورت کا کام تھا کہ اوس نے اپنی تدابیر سے مہابت خان کی ہاتھہ سے اپنی اور اپنے خاوند کی جانکو بچایا اور قید سے نکالا۔ اوسکے تمام کامون کی تفصیل مین پہلے لکھہ چکا ہون۔ اوسنے بادشاہ کی شراب پینی کم کرادی غرض اوسنے جہانگیر کو دانشمند احمق یعنے اپنے لئے احمق اور دوسرون کے لئے دانشمند بنایا۔ غرض اس عشق سے یہ خرابی ضرور پیدا ہوئی کہ نور جہان کے رشک و حسد کے سبب سے جہانگیر اپنے لائق بیٹے شاہجہان اور ایک اپنے پرانے رفیق جان نثار دانشمند فرزانہ جوانمرد امیر مہابت خان سے خفا ہوگیا جسنے بڑے بڑے فساد جھگڑے کھڑے ہوئے +

جہانگیر کی تصنیفات سے ایک پندنامہ ہی جو اوس نے اپنے فرزندون اور باخلاص مریدون کے لئے لکھا ہے کہ وہ اوسکو دستور العمل بنائیں جسمین بہت سی نصایح و پند معمولی ہیں جو اور پندنامون مین لکھی ہین بعض اون مین کچھہ جدت بھی رکھتے ہین یہ پندنامہ پورا چھوٹی توزک مین لکھا ہے جسمین سے ہم چند مقولے نقل کرتے ہین۔

(۱) دنیا ناپایدار ہے جسقدر اوسکی طلب مین کمتر کوشش کرو بہتر ہے۔ دنیا کو کھاؤ پہلے اسکے کہ وہ تم کو کھائے۔ کم آزاری و بردباری و نکوکاری اختیار کرو (۲) اپنے کہترون (چھوٹون) کے ساتھہ وہ کام کرو جو اپنے مہترون (بڑون) سے امید رکھتے ہو (۳) مزدوری اتنی ملتی ہے جتنا کام کرو

(۴) با ہمہ عیب خویشتن شب و روز ‌ ‌ ‌ در تکاپوے عیب اعیانی

(۵) ہرچہ بر خویش نہ پسندید بکسان مپسندید (۶) زمانہ بر آنکس تہی آکند + کہ او کار امروز فردا کند (۷) ستم در مذہب دولت روا نیست کہ دولت با ستمگر آشنا نیست (۸) ہر کہ بادشاہ نیست کامگار نیست و ہر کرا درم نیست کرم نیست

وہرکرا فرزند نیست دل خوش نیست ہرکرا این سہ نیست ہیچ غم نیست (۹) نان خویش خورید
وسخن خویش گوئید (۱۰) از بد اصلان دختر مخواہید و برمرگ دختران غم مخورید (۱۱) زن
جوان خواہید و بطمع مال بدام زن پیر میفتید و بر زندگی خود رحم کنید واگر توانید اصلا
بزن نکاح نکنید (۱۲) زیان ہنگام بہتر از سود بے ہنگام (۱۳) سوگند چہ راست وچہ
دروغ مخورید (۱۴) ہرکہ اسراف کند توانگر نشود وہرکہ کم خورد بیمار نشود وہرکہ بدبانی
کند پشیمانی کم خورد (۱۵) سہ کار ہر سہ گروہ را نشاید آموخت آشناوری در آب بطرا
و درندگان را نصیحت و شکار و زنان را عاشقی (۱۶) تندرستی بسہ چیز توان یافت
یکے بکم گفتن دوم بکم خوردن سوم بکم خفتن (۱۷) سہ چیز است کہ با سہ چیز جمع نباید حلال
خوردن بجکومت و مہربانی کردن درحال غضب و زشت گفتن با بسیار گوئی۔
(۱۸) چہار چیز آدم را فربہ کند یکے جامۂ نو پوشیدن دوم بگرمابہ بسیار رفتن
سوم طعام چرب و شیرین خوردن ۔ چہارم مراد دل زندگانی کردن (۱۹) شش چیز است
کہ دل را سیاہ سازد واندوہ بسیار آرد یکے رخت چرکین پوشیدن و دیر دیر سر
تراشیدن ۔ دوم بجبانت بودن سوم دروغ بسیار گفتن چہارم غیبت مردم
کردن پنجم دشنام بسیار بمردم دادن ششم در نماز کاہل بودن (۲۰) اس دنیا میں ہی
سخاوت کرنے سے سخی کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ خلق کے دل اوسکے گرویدہ ہوتے
ہیں اپنے بعد زر و جواہر کے چھوڑ جانے سے کہ وہ گھوڑوں پر لدیں اور صرف
وارث اونکو اڑائیں اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا کہ ایک آدمی کے دل خوش کرنے سے
(۲۱) جو آدمی کہ قدر انکی انصاف ۔ رفاہ عام وبہبود انام میں اپنی زندگی بسر کرتا ہی
وہ سدا خوش رہتا ہے (۲۲) تو ایسے کام کر کہ تجربہ کار تیری تحسین کریں (۲۳)
گو شکاری کیسا ہی ہوشیار ہو مگر گرگ باران دیدہ بھی پر ڈا سیانا ہوتا ہے ۔
(۲۴) دشمن کے سامنے جب جاؤ دلیرانہ دل لے کر جاؤ شیر سے شیر لڑ سکتا ہے ۔
(۲۵) نوجوان میں فیل و شیر سے پنجہ بازی کی توانائی ہوتی ہے مگر بڑائی لومڑی کی سی

سکاری کہان ہوتی ہے +

ہم نے ان دونو تزکون کا بیان اول دیباچہ مین کیا ہے انمین جو جہانگیر کے حالات لکھے ہین اونمین ایسا اختلاف نہیں ہے جیسا کہ رقومات مین اوسکی چند مثالین یہ ہین

دونوں تزکوں کا اختلاف

صیغہ خرچ	چھوٹی تزک	بڑی تزک
جشن نوروزی	پندرہ کروڑ روپیہ	ساٹھہ لاکھہ روپیہ
تاج	۲۷۰۰۰۰۰۰ روپیہ	کچھہ نہیں لکھا۔
معافی محصولات	۱۶۰۰ ہندوستانی من سونا	۶۰ من سونا
آگرہ کے قلعہ کی تعمیر کا خرچ	۲۶۵۵۰۰۰۰ روپیہ	۳۶ لاکھہ
راجہ مانسنگھ کی منڈی کی لاگت	۴۸۰۰۰۰۰ روپیہ	اسّی ہزار روپیہ
ہدیہ کی مالائے مروارید	۵۰۰۰۰ روپیہ	ایک لاکھہ روپیہ
دولت خان نے مرنیکے بعد جو نقد و جنس چھوڑا	۲۱۰۰۰۰۰۰ روپئے	۳۰۰۰۰ من کے جواہر سونے روپے اور اثاثہ
دانیال کے پاس جواہر	پانچ کروڑ اشرفی	دو کروڑ اشرفی
ہیمو کی کلاہ کے جواہر	ساٹھہ لاکھہ اشرفی	۸۰۰۰۰ من

چھوٹی تزک مین لکھا ہے کہ خسرو کے تعاقب مین چالیس ہزار گھوڑے اوس کے اصطبل مین کھاتے تھے اور ایک لاکھہ اونٹ باہر لاکھہ تقسیم ہوئے تھے بڑی تزک مین اسکا بیان نہیں چھوٹی تزک مین لکھا ہے کہ مین نے ایک لاکھہ اشرفیان بدخشانیون مین اور اجمیر مین پچاس ہزار روپئے درویشون مین خیرات کرنے کا حکم دیا۔ بڑی تزک مین بدخشیون مین روپئے تقسیم کرنے کا ذکر نہیں۔ اور اجمیر کے لئے بیس ہزار روپئے لکھے ہین چھوٹی تزک مین لکھا ہے کہ خسرو کے جواہر کے صندوقچہ مین ۸۰۰۰۰۰ روپئے کے جواہر تھے بڑی تزک مین اس کا بیان نہین بڑی تزک مین بازی گرون کے تماشون کا بیان بہت تھوڑا سا بالاجمال ہے۔ مگر چھوٹی

توزک مین بالتفصیل ہے جس سے خلاصۃ التواریخ اور سیر المتاخرین اور مرآت عالم نما مین
نقل ہوا ہے چھوٹی توزک مین بادشاہ کے شراب پینے کا ذکر نہیں بڑی توزک مین خوب
تفصیل سے لکھا ہے +

اب ہم بعض واقعات کو لکھتے ہیں کہ جنکے بیان مین دونو توزکون مین بڑا اختلاف ہے
راجہ مان سنگہ کے چچا بھگوانداس کے بیٹون کے قتل ہونے کا حال بڑی توزک سے
۳۴ صفحہ مین سنہ اول کے واقعات مین لکھہ چکے ہیں اب چھوٹی توزک سے لکھتے ہیں
ان دونون بیانون مین بڑا فرق ہے۔

شعبان سنہ ۳ جلوس کو راجی و بیجے رام و سیام رام کے سرون کو بداعمالی کی
سزا مین نے ہاتھیون کے پاون تلے نرم کرایا۔ یہ تینون راجہ رام سنگہ کے چچا بھگوانداس
کے بیٹے تھے بڑی توزک مین بھگوانداس کے بیٹے اسکے رام کے بیٹے لکھے ہیں۔ راجی بڑا
ہرزہ رائے اور بے صرفہ گو تھا جب الہ آباد مین مہا سنگہ پسر راجہ مان سنگہ کو منصب
دو ہزاری ملا تو راجی نے اوچھا پن کیا کہ مہا سنگہ کو بہکایا جسسے اسکا ادبار آیا۔ اور وہ اپنی
بداعمالی کی سزا کو پہنچا۔ الجا رام (اسکے رام بڑی توزک مین لکھا ہے) تو اونکے مارے
جانے سے غصہ مین آنکر حرکات ناخوش کرنے لگا۔ اوسکو مین نے محمد امین کروڑی بنگالہ
کو سپرد کیا کہ اوسکو اپنی حفاظت مین اچھی طرح رکھے۔ محمد امین کا باپ ذات ترند سے
تھا اوس کو مین نے حکم دیا کہ بنگال مین جا کر اوسکو راجہ مان سنگہ کے سپرد کر دے۔ محمد امین نے
یہ سادہ لوحی کی کہ اوسکے پاؤن مین بیڑیان نہ ڈالین راہ مین بہادرانہ سلوک کیا۔ وہ آدھی
رات کو جب سوتے تھے سرائے حاجی اور غازی پور کے درمیان اس ارادہ سے بھاگ
گیا کہ رانا سے ملے۔ یہ کام بے شورش کے نہوا۔ فوراً محمد امین خبردار ہوا اور اوسکے
پیچھے دوڑا۔ اب اتفاق سے وہ جمنا کے کنارہ پر وہان پہنچا جہان سے آگرہ مین آتے ہین
وہان کشتی نہ ملی۔ اوسکی جرأت نہ ہوئی کہ دریا مین گھوڑے کو ڈالکر پار چلا جاتا۔ اوسنے
توقف کیا محمد امین نے اوسکو آنکر پکڑ لیا۔ اور بادشاہ کو لکھہ بھیجا کہ مین نے اوسکو گرفتار کر لیا

اوسکا ارادہ رانا پاس جانے کا تھا۔ اب مجھے اوسکے باب مین کیا حکم ہوتا ہے مین نے
حکم دیا کہ اگر کوئی ہندو اسکا ضامن ہو تو مین اوسکی جاگیر اُسی کو دیدونگا اور اوسکے گناہ
سے درگذر کرونگا مگر اوسکی بد طینتی سے کوئی اوسکا ضامن نہ ہوا۔ مین نے امیر الامرا سے
مشورہ کیا کہ اوسکا کوئی ضامن نہین ہوتا مبادا اسکے بھاگنے سے فتنہ ظہور مین آئے
ہندمین راجپوتون کا لشکر گنتی بلکہ چیونٹیون سے زیادہ ہے اب کیا کرنا چاہئے امیر الامرا
نے کہا کہ اوسکو کسی اپنے ملازم کو سپرد کرنا چاہئے کہ رات دن اوسپر پہرہ چوکی رکھے
یا قلعہ گوالیار مین قید کرنا چاہئے۔ ابراہیم کاکڑ جسکا خطاب دلاور خان تھا اور ہاشم بیگ
منگلی جسکا خطاب شہنواز تھا ہتیار لگاکے اور اپنے لشکر کو آراستہ کرکے لائے اور
اوںھون نے چاہا کہ بجارام (اچھے رام) کو محمد امین سے لیکر باہر جائین۔ مگر ابھی ام
نے اپنے نوکرون سے اتفاق کرکے چار ہزار سوار اور دو ہزار بندوقچی تیار کرا رکھے
تھے کہ اگر اوسپر دست درازی ہو تو وہ لڑکر اوسکو محمد امین کے پنجے سے نکالین وہ
لڑنے کے لئے آمادہ و مستعد بیٹھے۔ امیر الامرا نے آہستہ سے بادشاہ سے اس بات
کو کہا کہ اس اثناء مین قلعہ آگرہ کے شاہ برج کے نیچے شورش عظیم برپا ہوگئی مین نے
امیر الامرا سے کہا کہ اب وقت تغافل کا نہین ہے تو اپنے سپاہیون کو لیکر ان
بدبختون کا کام تمام کر۔ امیر الامرا متوجہ ہوا۔ لڑائی شروع ہوئی مین نے شیخ فرید
سے کہا کہ مبادا راجپوت اتفاق کرکے امیر الامرا کو ضائع کرین تو بھی اپنے لشکر کو
لیجا کر امیر الامرا کی مدد کر وہ فوراً گیا غوغاے جنگ بلند ہوا مین شاہ برج کے
منجارجہ سے جو بارجام تھا نکلا اور دیکھا کہ خوب لڑائی ہو رہی ہے اور بیس ہزار کے
قریب راجپوت شمشیر اور جمدھر کھینچے ہوئے امیر الامرا پر حملہ کر رہے ہین امیر الامرا
بھی اپنی سپاہ کی تلوارین کھینچکر تیر اور نیزہ دشمنون پر چلا رہا ہے اس اثناء مین قطب خان
دلیر اور کارآمد نوکر چند نفر کے ساتھ زخم شمشیر سے کشتہ ہوا۔ امیر الامرا کے نوکر کچھ
زخمی ہوئے۔ دلاور خان بھی گھوڑے سے گرا اور جمدھر سے مارا گیا پھر امیر الامرا

کی مدد کے لیے مین نے تین ہزار احدی بھجوائے تو وہ دشمنون پر جا پڑا کچھہ رجپوتون کو قتل
کیا۔اس اثنا مین شیخ فرید دس ہزار سوار اور پانچ ہزار جمازہ سوار مسلح و مکمل لیکر
امیرالامرا سے جا کر ملا۔اور اپنی افواج آراستہ سے راجپوتون کے لشکر کو آگے سے
ہٹا دیا۔شیخ فرید ایک علم کے نیچے کھڑا تھا کہ ایک راجپوت تلوار سونت کر اوسکی طرف متوجہ
ہوا شیخ نے اپنے نیزہ دار سے نیزہ لیکر مارا کہ پیٹھ سے اوسکی نوک پار نکل گئی اور وہ گر گیا
میرے لشکر کو غلبہ ہوا اور راجپوت بہت مارے گئے۔باقی بھاگ گئے۔مین نے سب اسیرون
کو ہاتھی کے پاؤن تلے مسلوایا۔اونکے سردار بخت رام کو گوالیار کے سیاہ چاہ مین بند کیا
جہانگیر نے چھوٹی توزک مین باپ کے مرنے کا حال بہت دلچسپ لکھا ہے ہم اوسکا
ترجمہ لکھتے ہین روز دوشنبہ جمادی الاول ۱۰۱۴ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۶۰۵ع کو میرا باپ
شدت مرض مین اپنے عزیزون کی خاطر سے غذا اور میوہ نوشجان کرتا تھا اور بہ سبب
پیری کے یہ غذا اور میوہ اوسکو ہضم نہین ہوتا تھا اسی حالت مین بادشاہ امین الدولہ
اوسکے جوا کھیلنے پر خفا ہوا اور بہت لعنت ملامت کی کہ تو اس عمر مین جوا کھیلتا ہے اس غصہ
و غضب سے بھی اسیر امراض نے غلبہ کیا۔بدہضمی بھی ہوئی۔دن بھر ایک کھیل کا دانہ منہ
مین نہ گیا منگل کو یہ حال رہا بدھ کو بادشاہ کو غذا مین شوربہ کھانے کی صلاح
دی گئی۔پھر ایک وقت بادشاہ حکیم علی سے کچھہ ناراض ہوا حکیم علی نے جواب دیا کہ
مین نے علاج اچھا سوچا ہے بشرطیکہ وہ موافق مزاج ہو حضور خود اپنی غمخواری و
پرہیز نہین فرماتے محل کے اہل حرم نے ماش کی کھچڑی خوب گھی مین بھون کر حضور کے
روبرو رکھی اور حضور نے اوسکو نوشجان فرمایا معدہ ضعیف تھا اوسنے ہضم نہین کیا
اسہال ہوا حکیم مظفر نے کہا کہ حکیم علی نے بڑی غلطی کی کہ اول بیماری مین بادشاہ کو
تربوز کھلا دیا مین نے نیک اندیشی سے یہ سوچا کہ خواہ حکیم مظفر نے یہ بات سچ کہی ہو
خواہ خود غرضی سے کہی ہو مین حکیم علی کو غرض آمیزی کے گمان سے پائمال غضب
نہیں کرونگا۔اگر قضائے الٰہی اور طبیبون کی غلطیان درمیان نہ ہوتین تو کاہے کو

کوئی عرتا۔ اگرچہ مین نے اسقدر حکیم علی پہ مہربانی کی مگرتہ دل سے میرا اعتقاد حکیم علی سے برگشتہ ہو گیا۔ ان دنون مین دو تین گھڑی دن رہے ہر روز باپ کی عیادت کو جاتا۔ بادشاہ کا ضعف روز بروز بڑھتا جاتا تھا روز شنبہ ۱۴ جمادی الآخر کو دوا کھلانے کی تقریب سے باپ پاس صبح گیا۔ ایک بار میرے باپ نے اپنے صحت مزاج کے زمانہ مین مجھے نصیحت کی تھی کہ بابا اس جگہ آیا نہ کرو اور اگر آیا کرو تو اپنے سپاہی اور آدمی اپنے ساتھ لایا کرو مین نے اوسی وقت پر باپ کے اس حکم کی اطاعت کرنی چاہی احتیاط سے آمد و شد کی۔ ایکدن قلعہ مین اپنی جمعیت کے ساتھ آیا۔ دوسرے دن بادشاہ سے بغیر پوچھے گچھے جماعت نے قلعہ کے دروازون کو محکم بستہ کیا اور قلعہ کے برجون پر توپین چڑھا دین۔ روز پنجشنبہ ۱۵ جمادی الآخر کو پہنچے اس جماعت کے نفاق و ترس کے سبب سے قلعہ کا جانا ترک کیا۔ راجہ مان سنگھ نے اپنی تجویز و صلاح سے مقرب خان کو مطلع کیا کہ وہ اوسکے ساتھ شریک ہو اُسنے اپنی عرضداشت کے ساتھ اس صلاح کے کاغذ کو میرے پاس بھیج دیا قلعہ مین مقرب خان بہت میری حسن خدمت کرتا تھا اور اس مدت مین اسنے آرام نہین کیا۔ وہ اکبر اگرچہ گذشتہ کو بھی راہ پر لایا جب وہ بادشاہی سرکار مین سہ ہزاری تھا تو مین ہرچند اوسے کہتا کہ مجھسے وہ کوئی چیز لے مگر وہ نہ لیتا جب باپ نے مجھے دہ ہزاری منصب دیا تو اپنے مقربون سے اول جس شخص کو مین نے باپ کے سوبرہ منصب ارشاد یا وہ مقرب خان تھا اوسکے منصب پہ ہزاری کا اضافہ کیا۔ وہ میرا مخلص خیر اندیش تھا۔ جتنے دنون قلعہ مین نہین گیا باپ کے دیکھنے کی محرومی سے دل میرا جلتا تھا مگر مین آدمیون پر اپنا درد دل ظاہر نہ کرتا تھا۔ دل کو خدا لگا کے وہم ز تا تھا ؎

کار خود گر بخدا باز گذاری حافظ   اے بسا عیش کہ با بخت خداداد کنی

عقلا سے کاردان مثل میران صدر جہان و میر ضیاء الدین قزوینی و خواجہ ویس ہمدانی کو اپنے درد و آزار پر مطلع کرتا اونہون نے شاہ ایران کا ایک واقعہ جو اسی قبیل کا تھا میری تشفی تسلی کے لئے سنایا +

جب مین نے دولت خواہون اور مخلصون کی صلاح و مشورہ سے قلعہ کا جانا بالکل چھوڑ دیا

تو اپنے بیٹے پرویز کو باپ کی خدمت مین بھیجا اور یہ عذر کیا کہ میرے سر مین درد تھا اسلیئے حاضر نہ ہو سکا۔ میرے باپ نے جب سُنا تو اپنے ہاتھہ اوٹھا کر خدا سے میری صحت کی دعا مانگی خواجہ ویس کو میرے پاس بھیجا اور کہلا بھجوایا کہ اگر ہو سکے تو تم حاضر ہو عمر پر کچھہ اعتبار نہین ہے اس مرض اور شدت مین مجھسے دوری کا وقت کیا ہے میرے بعد تو میرا ولی عہد ہوگا۔ جب منافقون نے یہ حال دیکھا تو مسلمانون نے قرآن شریف پر اور ہندؤن نے نمک پر قسم کھائی کہ ہم سب کی ایک بات ہے۔ شیخ فرید بخاری نے کہا کہ اپنے کام کی درستی کی فکر کرو میرا گمان یہ ہے کہ ان مخالفون کے ساتھہ شیخ فرید اپنی ایام گذاری کرتا تہا اسلیئے کہ وہ اور اسکے تمام خویش و عزیز بادشاہ کے پاس اُسکی خدمت کرتے تھے۔ وہ ہمیشہ مقرب خان سے اخلاص کا پیغام بھیجتا تھا مرزا کوکہ خان اعظم نے جس نے مسلمانون اور ہندؤن سے عہد لیا تھا خسرو کو پیغام بھیجا کہ بادشاہی حضور کو مبارک ہو مگر مجھے یہ خوف ہے کہ کہین باپ بیٹے یکدل یکزبان ہو کر دونو طرف ہمکو خوار و بے اعتبار و رسوا نہ کرین۔ ان بیہودہ باتون کے جواب مین خسرو نے لکھا کہ جب تم نے میرے لیئے بادشاہی مقرر کی ہے تو پھر ان شبہون کی باتون کا ذکر کیا ہے۔ راجہ اور خسرو دونو کی خاطر جمع ہوئی خسرو نے راجہ مانسنگہ سے کہا کہ بادشاہ مین کچھہ جان باقی نہین ہے اس مین سکھپال مین حرکت کی تاب نہین ہے۔ اگر بادشاہ سکھپال مین مر گیا تو ہم سب کی بڑی بدنامی ہوگی پس بادشاہ کا قلعہ سے باہر لیجانا مصلحت نہین ہے یہ نصیحت اکبر بادشاہ کو بھی نیک معلوم ہوئی جب بادشاہ کچھہ ہوشیار ہوا تو اوسنے پوچھا کہ شاہزادہ سلیم پاس ایک عالم جمع ہے اوس نے قلعہ آگرہ کو محاصرہ کر لیا ہے۔ اگر بادشاہ کا حکم ہو تو آپ جمنا کے اس پار تشریف فرما ہون اور جب صحت ہو تو دریا سے اس طرف پھر چلے آئین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ یہ حال کس لیئے ہوا کیا شاہزادہ سلیم کے لیئے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا ہے کہ اوس نے لشکر کشی کر کے محاصرہ کیا ہے چین بجبیں ہو کر خدمت گارون کے ہاتھون سے دوسری طرف کروٹ لی۔ مرزا عزیز کوکہ نے جسکی سرشت نفاق سے بنی تھی وہ اس طرف گیا جس طرف کہ بادشاہ منہ کیئے ہوئے لیٹا تھا۔ دونو ہاتھون سے اشارہ کیا کہ خسرو کے باب مین کیا حکم ہے

تو بادشاہ نے فرمایا کہ حکم تو خدا کا حکم ہے اور ملک خدا کا مالک ہی مجھے ہر سانس کے ساتھ ہزار امید
ہے مگر تم نے مجھے مردہ سمجھ لیا ہے جو ایسی باتیں کرتے ہو شاید میں دنیا میں جیتا رہوں اور
اگر میرا وقت رحلت آن پہنچا ہے تو میں نے الہ آباد میں جہانگیر کی لشکر نوازی اور بے عقیدتی
اور اخلاص کی باتیں دیکھی ہیں جو سلطنت و بادشاہی کے لیے درکار ہے اوس کی مہر و
میرے دل سے باہر نہیں ہوئی۔ گو اوس نے وسوسہ شیطانی سے میرے ساتھ کچھ دنوں گردن کشی
کی وہ میرا بڑا بیٹا اور ولیعہد ہے۔ اور ہمارے تورہ (آئین) میں جب تک بڑا بیٹا ہو
کسی اور کو بادشاہی نہیں پہنچتی۔ میں نے خسرو کو بنگالہ کی بادشاہی جو پہنچنے کے لیے
عنایت کی۔ جب بادشاہ سے منافقوں نے یہ بات سُنی تو میرے پاس ایسی فوج فوج آنی
شروع ہوئے کہ اونکے ہجوم سے آدمیوں کو سانس لینا مشکل ہو گیا۔ میرے پاس میران صدر جہان
و میر جمال الدین حسین و عبیدی خواجہ و اجب العرض نے عرضی بھیجی جسکا مضمون یہ تھا کہ بادشاہ خسرو
ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ تو اپنے باپ کو شاہ بھائی کہا کر بھائی کے معنی ہندی زبان میں برادر
کے ہیں ہیں التماس یہ ہے کہ اوسکے ساتھ حضور برادرانہ سلوک فرمائیں۔ میں نے ان کو جواب دیا
کہ بادشاہ مجھے ہمیشہ بابا کہتا تھا تو چاہیے تھا کہ میں اس وقت تمھارا بادشاہ ہوتا پسر ہرگز
برادر و پدر نہیں ہو سکتا۔ امرا اس جواب کو سنکر متفکر اور معقول اور اپنے کیے سے پشیمان
ہوئے سب میری بندگی اور اطاعت پر دل نہاد اور اپنے عجز کے معترف ہو گئے سوا
مرزا کوکہ سب نے عرضداشت لکھی جسمیں سب نے گوشہ نشینی و خلوت کی التماس کی میں نے کہا
کہ میں نے تمھارے حقوق سابق کو مرعی رکھکر تمھاری چھوٹی بڑی تقصیرات معاف کیں اور
ایسی معاف کیں کہ جو بے تقصیر آدمیوں کو حسرت ہے کہ کاش ہم بھی تقصیر کرتے تو بادشاہ ہم سے
ایسی عنایت کرتا جو قصور واروں پر کی ہے میں نے اپنا گوشۂ خاطر جو عنایت و عفو و لطف
کا مخزن ہے تم کو مرحمت کیا تم کو اور کونسا گوشہ اس گوشہ سے بہتر ملے گا۔ باوجود اس
و لطف بے اندازہ کے اگر اختلاط ترک کرنے کو گوشہ نشینی پر بجد ہو تو میں تمھاری التماس
قبول کرتا ہوں۔ روز شنبہ ۱۸ جمادی الاخری کو شیخ فرید بخاری نے آنکہ ملازمت کی

ملازمت مین پیش دستی کرنے کے سبب سے اوس کو صاحب السیف و القلم کا خطاب عنایت کیا اور شمشیر مرصع و جیغہ مرصع و اسپ با زین مرصع اور ایک لاکھ روپیہ عنایت کیا - دوسرے دن راجہ مانسنگہ ملازمت کے لیے آیا - اوسپر بھی مین نے بہت عنایت کی اوسکے بعد میرے پاس اجمیر نا (بنگالہ) کے ساتھ خسرو اور مرزا کوکہ آئے مرزا کوکہ نے عرض کیا کہ کل ملک بنگالہ کی حکومت خسرو کو مرحمت ہوئی اور اوسکے ساتھ پاینده خان مغل بھیجا جائے گا اگرچہ یہ صلاح وقت نہ تھی کیونکہ میرے اوائل سلطنت مین خسرو مجھ سے علحدہ کیا جاتا ہے - اور میرے مقربون کی بھی صلاح یہی تھی مگر مین نے اونکی التماس کو قبول کیا اور حکم دیا کہ ابھی کشتی مین سوار ہوکر دریا پار چلے جاؤ بعد واقعہ پدر مین تم کو رخصت کرونگا +

بادشاہ نے اپنا خلعت خاصہ اور دستار مبارک جو سر پر پہنے ہوئے تھے میرے لیے بھیجی اور پیغام دیا کہ اگر تجھکو ہمارے نہ دیکھنے کی تاب ہے لیکن ہم کو بغیر تیرے ایک لحظہ قرار و آرام نہین جب بادشاہ کا خلعت و پیغام میرے پاس آیا مین نے اوسکے ساتھ خلعت پہنا اور قلعہ کے اندر گیا اور باپ کے حکم کی اطاعت کی روز سہ شنبہ ہشتم جمادی الاول کو میرے باپ مرشد کا نفس تنگ ہوا اور وقت رحلت نزدیک آگیا اوسنے فرمایا کہ بابا کسی آدمی کو بھیجکر میرے کل امرا اور مقربون کو بلا تاکہ مین تجھکو اونکے سپرد کرون اور اونکا کہا سنا اونسے معاف کراؤن اونھون نے برسون میری ہمرکابی مین جانفشانی کی ہے - مین نے خواجہ ویس ہمارانی کو بھیجا اوسنے سب امرا کو حاضر کیا - اگر ہر ایک کا نام لکھا جائے تو طوالت ہوگی - اول بادشاہ نے سب کی طرف مُنہ کرکے اونسے اپنا کہا سنا معاف کرایا اور یہ اشعار پڑھے جنکا مصرعہ اول یہ ہے + امن و آسائش و دوران مرا یاد آرید + میرے پاس جو اصل تزک ہے اوسمین بعض اشعار صحیح لکھے ہین اور بعض غلط لکھے ہین اسلیے انکا ترجمہ انگریزی ترجمہ سے لکھتا ہون میرے دربار کی شان و شکوہ و فر احکام یاد کرو میرے توبہ کرنے کو اور میری تسبیح پڑھنے کو یاد کرو کوشش کعبہ بنوانے کو یاد کرو میری خاک پر اپنی محبت کے سبب سے سُرخ آنسو گراؤ اپنی صبح کی عبادت مین میری روح کو یاد کرو +

بر شما باد کہ چون باد خزانی گزرد	بر چمن دست زر افشان ہما یاد آرید
آن ہمیشہ کہ در وعا لمے میگنجید	یا نسیم نفس برآورد و تشنگی کرد

مین نے کہا کہ بادشاہ کا آخر دم ہے وہ بڑا اسعادتمند ہے جو اس وقت میرے باپ کی خدمت کرے مین گریان و بریان باپ کی خدمت پر متوجہ ہوا اور گریہ و شیون آغاز کیا اور باپکے مبارک قدمون پر سر رکھا اور تین دفعہ اوسکے گرد صدقہ ہوا شگون کے واسطے باپ نے اپنی شمشیر خاصہ کی طرف جسکا نام فتح الملک تھا اشارہ کیا کہ اوسکو اوٹھا کر میرے سامنے تو کمر مین باندہ مین نے فوڑا اوسے باندہ کر سجدہ کیا تسلیم و بندگی و آداب بجا لایا قریب تھا کہ رونے سے میرا دم گھٹ جاے چار شنبہ تک پہر سات گھڑی رات گیے باپ کی روح نے پرواز کی مرنے کے وقت باپ نے فرمایا کہ میران صدر جہان کو بلا کہ وہ کلمہ شہادت پڑھے جسکے پڑھوانے مین مین نے اس لئے تامل کیا تھا کہ مجھے امید تھی کہ حیات بخش لم یزلی مجھے حیات تازہ عنایت فرمائیگا میران صدر جہان آیا اور دو زانو ادب سے بیٹھا اور کلمہ شہادت پڑھنا شروع کیا۔ باپ نے مجھے بلا کر گردن مین ہاتھ ڈالا اور کہا کہ بابا کہ اب میری وداع کا آخر وقت ہے کہ پھر مین تجھے نہین دیکھونگا ۔ ہرگز ہرگز میرے پرگیان حرم سے نظر لطف نہ اوٹھانا اونکو روزمرہ جو مین دیتا تھا وہ دینا ع

نوکران من و اتباع مرا بعد از من	خستہ و زار و دل افگار فراموش مکن
در نگہداشتن یکیک انچہ گفتم	ہمہ را گوش مین دار فراموش مکن

پھر ان بیٹون کو پڑھ کر میران صدر کو فرمایا کہ کلمہ شہادت پڑھ ۔ پھر کلمہ شہادت خود اپنی زبان سے باواز بلند پڑھا اور میران صدر کو فرمایا کہ تو میرے سرہانے بیٹھ کر سورہ یٰسین و دعاء عدیلہ پڑھ تاکہ میری جان آسانی سے نکلے ۔ جب میران صدر نے سورہ یٰسین پڑھ کر دعاء عدیلہ کو ختم کیا تو بادشاہ کی آنکھ سے آنسو نکلے اور جان آفرین کو جان سپرد کی جسم مبارک کو آب و گلاب سے دہویا اور مشک و کافور سے معطر کیا ۔ اونکی نعش کے ایک پایہ کو مین نے اور تین پایون کو میرے تین بیٹون نے کندھے پر لیا اور جب قلعہ کے

دروازہ پر پہنچے تو یہان سے میرے فرزندون اور مقربون و مخلصون نے دوش بدوش
سکندرہ تک پہنچایا وہان زمین مین دفن کیا ۵

تا جہان بود چنین بود و چنین خواہد بود — ہمہ را عاقبت کار ہمین خواہد بود

اکبر کی موت کا حال آئینہ کی طرح ظاہر ہے مگر ولیر صاحب اپنی تاریخ مین لکھتے ہیں
جس بیماری سے اکبر مرا اوسکا بیان کچھ نہین نکلتا جہانگیر نے جو اپنی توزک مین باپ کے
اکبر کے مرنے کا حال لکھا ہے وہ مشتبہ ہے صاف صاف نہین - اسکی تحریر کچھ دیتی ہے
کہ اکبر کے مرنے مین کوئی ایسی بات تھی جسکو وہ چھپانا چاہتا تھا - اس واقعہ کی توضیح
پادری برڈ یون کرتا ہے کہ اکبر زہر کی گولیون کے کھانے سے مرا تھا - پھر اوسکی تصدیق
مرے ڈریپر صاحب کرتے ہین کہ زہر کی گولیون سے اکبر مرا اگر یہ بھی نہین معلوم ہوسکتا کہ اکبر نے
اتفاق سے زہر کی گولی کھالی یا ارادۃً کسی نے اوسکو زہر کی گولی کھلائی - تیزنک کی طرز تحریر
سے بڑا شبہ اس امر مین ہوتا ہے حکیم علی جو اکبر کا معالج تھا اوسپر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ اوس نے
اکبر کے علاج مین بڑی غلطی کی - جہانگیر نے اوس کو سزا نہ دی اوس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حکیم علی
نے اکبر کو زہر کی گولی جہانگیر کے اغوا سے دی - جہانگیر نے جسطرح سلطنت کی اوس کی
تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ اوسنے یہ کام کیا ہو - یہ باتین ایسی ہی لکھی ہین جیسے ہمیشہ
سے اس ملک کے بھنگیر خانون اور شراب خانون مین بھنگ سے اور شراب بنایا کرتے ہین
ٹاڈ صاحب نے اور زہر کی گولیان چلائی ہین کہ اکبر نے راجہ مانسنگہ کو زہر کی گولی سے مارنا چاہا تھا
مگر اوسکی موت نہ آئی تھی - اوس کے خاصدان کے ایک خانہ مین پان رہتا تھا دوسرے مین
چونے کی گولیان تیسرے مین زہر کی گولیان پس جس امیر کو وہ مارنا چاہتا تھا پان مین
زہر کی گولی ڈال کر دیدیتا تھا بہت امیرون کو مار ڈالا - یہ زہر کی گولیان ایسی چلی جاتی ہیں
کہ آجکل اونکی دہوم ہو رہی ہے کہ یہ بینک کے مریضون کو ڈاکٹر دیتے ہیں +

بادشاہ کے عہد کے نوادر سوانح

بادشاہ کو اطلاع ہوئی کہ آگرہ مین ایک عورت کے تین لڑکیان توام [illegible] تھے اور دو لڑکیان [illegible] ایک

دو بارہ پیدا ہوئے اور سب زندہ ہین۔ یہ بھی اس سے معروض ہوا کہ ایک زرگر کی عورت کے
اول دفعہ حمل مین بارہ مہینے کے بعد اور دوسرے حمل مین اٹھارہ مہینے کے بعد اور تیسرے
حمل مین دو سال بعد بچہ پیدا ہوا اور اس مدت مین وہ اپنے گھر کے سارے کام کرتی رہی
جیسے کہ مفلس آدمی کیا کرتے ہین۔ ایک عورت ایسی نظر آئی کہ اوسکے خوب ڈاڑھی مونچھین
تھین اور پستان نہ تھین اور وہ محض عورت تھی۔ بادشاہ پاس ایک شخص قوی ہیکل شیر لایا
اوس کو اوسنے پال کر اپنے ساتھ خوب آشنا کر لیا تھا۔ بادشاہ کے سامنے وہ اس شیر سے لڑا
بادشاہ نے اس شیر کو بے قلادہ و زنجیر چھوڑ دیا اور ایسے ہی سترہ شیر نر و مادہ
زیر جھروکہ چھوڑے گئے آدمیونکو یہ شیر آزار نہین دیتے تھے اور اونکے بچے ہوتے تھے۔
ہر چند کوشش کی گئی کہ شیرنی کا دودھ دوہین مگر ایک قطرہ نہ ہاتھ لگا۔ کہتے ہین کہ اسکا
دودھ آنکھونکے لئے بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ باغ جھروکہ مین چند چیتے بھی چھوڑ دئے
تھے۔ پلا ہوا چیتہ بچہ نہین دیتا مگر یہ چیتے بچے دیتے تھے۔ بادشاہ کے ہان ایک سفید
چیتہ بھی تھا۔ بادشاہ پاس ایک شخص پنجرہ لایا جسمین شیر و گوسفند دونو ساتھ بند تھے
یہ شیر سوا اپنی ہمنشین گوسفند کے اور سب گوسفندون کو پھاڑ ڈالتا تھا۔ حکیم علی ایک عجیب
حوض کا اور اٹھہت آسمانی کا بیان تاریخ مین کیا گیا +

چھٹی توزک مین جہانگیر لکھتا ہے کہ اس ماہ مین بازی گر بڑے چڑھے ہوئے ہین ایکدفعہ
میرے پاس سات بازیگر آئے اور اونھون نے کہا کہ ہم ایسی بازیان کرتے ہین جن کو عقل
باور نہین کرتی اونھون نے بازیان کرنی شروع کین تو وہ عجائب روزگار سے تھین۔ اول
اونھون نے کہا کہ جس درخت کا نام آپ لین اوسکے بیج ہمارے پاس ہین ہم اوسکے بیج زمین
مین بوئینگے تو ایک عجب تماشا ہوگا۔ میرے خاص آدمیون نے بازیگرون سے کہا کہ اگر تم
سچے ہو تو توت کا درخت لگا کر ہم کو دکھا دو۔ وہ گئے اور دس جگہ زمین مین بیج بوئے
اور چند بار اونکے گرد پھرے اور کچھہ پڑھ کر منتر پھونکا۔ کہ ایک ہی بار دس جگہہ سے درخت
اوگنے شروع ہوئے۔ اول درخت توت اگا جسکی فرمایش خانجہان نے کی تھی۔ دوسرا

بازیگرون کے کرتب +

درخت انبہ تیسرا درخت سیب چوتھا درخت جوز پانچوان درخت پھٹک جسکو کسی نے پھل لگا ہوا
نہین دیکھا تھا - پھٹک کو موجہ دریا کنارہ پر ڈال دیتا ہے چھٹا درخت ناریل اٹھارہ درخت
اس طرح پر نہین کہ نظر سے پنہان ہون بلکہ آشکارا حضار مجلس نے دیکھا کہ آہستہ آہستہ
درخت زمین سے بلند ہوتے ہین دس فرع بلند ہوکر اونمین شاخ و برگ نکلے اور درخت سیب مین
بہار آئی سیب میرے پاس لائے مین نے اونمین خوشبو سیب کی سونگھی جب درخت نمودار
ہوچکے تو اونھون نے کہا کہ اگر حکم ہو تو ان درختون کے میوے بھی آپ کو کھلائین اس سے
اور زیادہ تعجب ہوا - فوراً وہ ان درختون کے گرد پھرے اور چند اسم پڑھے - فوراً جو درخت
لگائے تھے اونمین میوے لگ گئے - انناس نہایت مزا اور شیرین تھا - آم بے ریشہ
وہ میوون کو توڑ کر لائے اور سب آدمیون نے اونکو کھایا - بعد ازان ان درختون مین چند
مرغ ایسے خوش آواز و خوش رنگ نمودار ہوئے کہ جنکی برابر کوئی مرغ اب تک کسی نے دیکھا
نہ سنا تھا - یہ مرغ آپس مین باتین کرتے اور ایک دوسرے پر چہچہین لگاتے تھے ایک ساعت
کے بعد سبز درختون پر خزان آئی سبز سبز زرد پتے گرنے شروع ہوگئے اور رفتہ رفتہ
سب درخت زمین مین غائب ہوگئے - اگر یہ کرتب میری آنکھون کے سامنے نہ ہوئے
ہوتے تو مین ان کا یقین ہرگز نہین کرتا +

دوم آدھی رات کو جب آدھا کرہ زمین بالکل تاریکی مین تھا ان بازیگرون مین سے
ایک ننگا ہوا لنگوٹی کے سوا اور کوئی کپڑا اوسکے بدن پر نہ تھا - چند چکر اوسنے لگائے اور
پھر ایک چادر اوڑھی اور اس چادر مین سے ایک آئینہ جلی نکالا جسکی روشنی سے اندھیری رات
کا روشن دن ہوگیا - اور اوسکی روشنی ایسی پھیلی کہ جو مسافر دس دن کی راہ پر تھے اونھون نے
آکر شہادت دی کہ فلان شب آسمان پر ایک عجیب نور ظاہر ہوا کہ اوسکی روشنی کی برابر
دن کو بھی روشنی نہین دیکھی - یہ تماشا بھی میرے نزدیک عجائب روزگار مین شمار ہوتا ہے +

سوم ساتون بازیگر ایک حلقہ مین ملکر کھڑے ہوئے مطلق اونکے ہونٹھ نہ ہلتے تھے نہ
زبان حرکت کرتی تھی مگر ایک سریلی آواز نکلتی تھی اور یہ تمیز نہین ہوتی تھی کہ وہ ایک آدمی کی

ہزار سے یا ساتون کی - اس بات بھی مجھے تعجب ہوا +

چہارم - بازیگرون نے سو کے قریب تیر ہوائی بنائے اور بلندی پر چھوڑے وہ ہوا مین معلق کھڑے رہے اور اونھون نے عرض کیا کہ جسوقت حکم ہو ہم ایک تیر کو چلا سکتے ہین - وہ شمع کو ہاتھ مین لیکر وہین کھڑے رہے اور اون سے دو تیر پر شتاب پر تیر ہوائی فاصلہ رکھتے تھے مجھے اس مین کچھہ شک نہین کہ اگر مین دس تیر و نکے چلانے کا حکم دیتا تو وہ جلا دیتے - یہ بھی تعجب کی بازی تھی +

پنجم میرے سامنے اونھون نے ایک دیگ لی اور اس مین کچھہ پانی اور آٹھہ من یا نَو من عراقی چانول ڈالے اس دیگ کے نیچے اصلا آگ نہ جلائی - دیگ خود بخود جوش مین آئی تھوڑی دیر مین اونھون نے دیگ پر سے ڈھکنا اوتار لیا اور سو طباق بھر کر کھانا نکالا جسکے اوپر ایک مرغ کا کباب رکھا تھا - یہ تماشا بھی عجائبات مین سے ہے -

ششم خشک زمین پر اونھون نے ایک فوارہ نصب کیا اور اوسکے گرد تین دفعہ چکر کھائے تو فوارہ مین سے پانی جوش کھا کر نکلا - اور سب آدمیون پر گل فشانی کرنے لگا - زمین پر پھول گرتا مگر اوسپر نمی ذرا نہ ہوتی - گھنٹہ بھر تک یہ عجیب و غریب فوارہ سے پانی جوش کرتا چھوٹتا رہا - پھر اونھون نے فوارہ کو اوٹھا لیا کسی جا پر پانی کا اثر نہ تھا - پھر اس فوارہ کو دوسری جگہ نصب کیا تو ایک دفعہ پانی کا فوارہ چھوٹتا دوسری دفعہ آگ کی گل فشانی کرتا - دو گھڑی کے قریب اس طرح یہ فوارہ چھوٹتا رہا +

ہفتم میرے سامنے بازیگرون مین سے ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا اور دوسرا آدمی ویسیہی اس طرح چڑھا کہ سر سے سر ملایا اور پانون کو اوپر کی طرف اونچا کیا - پھر تیسرا آدمی دوسرے آدمی پر اس طرح چڑھا کہ پاؤن پر پاؤن رکھے اور سر اونچا کیا اس طرح سے سات آدمیون نے ایک دوسرے پر چڑھکر اونچی مینار بنائی - اونمین جو شخص چاہتا کہ اوپر جائے تو وہ اور دون کی کمر و کندھون مین ہاتھہ ڈال اوپر چڑھ جاتا اور کھڑا ہوجاتا تعجب ہے کہ آخر مین ایک آدمی آیا - اوسنے اس آدمی کے پاؤن اٹھا کر اپنے کندھون پر رکھے جسکے اوپر ساتھہ آدمی سوار تھے

جبہ اہل مجلس نے واہ واہ کا غل مچایا +

ہشتم ایک آدمی سیدھا کھڑا ہوا دوسرا آدمی لیے پیچھے آنکر اوسکے کولھے پکڑے اور اسیطرح چالیس آدمیون کی ایک لڑ بندھی کہ ایک نے دوسرے کے کولھے کو پیچھے کی طرف پکڑا - اول آدمی نے ایسا زور کیا کہ چالیس آدمیونکو جو پشت بہ پشت چسپیدہ تھے میدان مین کھینچ پھرایا اس زور پر تعجب ہوتا تھا +

نہم بازیگرون نے ایک آدمی کے اعضا سر دھڑ ہاتھ جدا کرکے زمین پر ڈالدئیے خون سے ساری زمین تر بتر تھی وہ اعضا تھوڑی دیر زمین پہ پڑے رہے پھر ایک پردہ اس جگہ لگایا اور ایک آدمی اوسکے پیچھے گیا اور تھوڑی دیر مین وہ پردہ سے نکلا اور وہ آدمی جسکے اعضا کاٹے تھے صحیح سالم ایسا آیا کہ ہر شخص بقسم کہہ سکتا ہے کہ اوسکے کبھی زخم نہیں لگا -

دہم ایک تھیلا بازیگر لائے اور اوسکو جھاڑ کے دکھا دیا کہ اوسکے اندر کچھہ نہین ہے پھر اوسکے اندر ہاتھہ ڈال کر دو جنگی مرغ نکالے وہ دونو آپسمین لڑنے لگے جب وہ پر جھاڑتے تو آگ کی گل فشانی کرتے ایک گھنٹے تک لڑتے رہے جب مرغون کے اوپر پردہ ڈال کر اُٹھایا تو رنگین کبک نمودار ہوئے وہ خوشخوانی کرتے تھے یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ آدمیون کے درمیان نہین ہین بلکہ وہ قہقہہ ایسا مارتے تھے کہ دامن کوہ کے اندر وہ ہین - پھر اونپر پردہ ڈالکر جب اٹھایا تو دو کالے سانپ گنڈلی مارے اور پھن اوٹھائے نکلے اور اونھون نے آپسمین لڑنا شروع کیا اور آخرکو سست ہوکر پڑ گئے +

یازدہم - اونہون نے زمین مین ایک حوض کھودا اور مشقون سے پانی بھروایا - جب وہ پر ہوگیا تو اوسپر چادر ڈالی اور اٹھائی تو پانی مثل یخ ایسا بستہ ہوگیا کہ اونھون نے کہا کہ کوئی فیلبان اس حوض یخ بستہ پہ ہاتھی کو پھرائے - ایک ہاتھی نے اس یخ پر پاؤن رکھا وہ یخ نہ تھی بلکہ پتھر تھا ایک گھنٹہ ایک ہاتھی اوسپر پھرا یخ کو خبر نہ ہوئی پھر اس حوض پر چادر ڈالی اور اوٹھالی تو زمین خشک تھی پانی اور یخ کا نام نہ تھا +

دوازدہم ایک تیر کے فاصلہ پر اونھون نے دو خیمے کھڑے کیے اور اونکے دروازے
مقابل ایک دوسرے کے رکھے اور خیمون کے دامن کی قناتین اوٹھا کر لوگون کو دکھلا دیا کہ
خیمے بالکل خالی ہین اور پھر قناتین چھوڑ کر زمین کی برابر لٹکا دیا اور ہر ایک خیمہ مین ایک
ایک بازیگر گیا اور ان خیمون مین سوا ان دو آدمیون کے کوئی اور نہ تھا - پھر اونھون نے
پانچ بازیگر جو خیمون سے باہر رہے اونھون نے کہا کہ چرندون اور پرندون مین سے
جن دو جانورون کو کہو ہم ان خیمون سے نکال کر اون کی کشتی دکھا دینگے - [illegible]
نے اونکی بیوقوفی پر ہنسکر کہا کہ ہم کو دو شتر مرغون کی لڑائی دکھا دو - تھوڑی دیر مین [illegible]
خیمون سے دو پرندے قد آور شتر مرغ برآمد ہوئے اور باہم ایسی تیزی اور [illegible] سے
لڑے کہ اونکے سرون مین خون نکل آیا - اور اونکی ایسی برابر کی جوڑ تھی کہ ایک دوسرے کو
ذرا بھگا نہ سکا - اسلیے اونکو آدمیون نے چھڑا لیا اور اونکو خیمون مین لے گئے - پھر بیٹے
خرم نے اونسے نیل گائے کی فرمایش کی فورًا دو جنگی نیل گائے خیمون سے نکل آئین
وہ برابر کی جوڑ تھی آپس مین خوب دھکا پیل ہوئی گردنین ایک نے دوسرے کی پکڑ لین -
دو گھڑی تک وہ دونون آپس مین زور کرتے رہے پھر اونکو خیمون کے اندر گھسیٹ کر لیگئے
غرض وہ خیمون مین سے حسب فرمایش ہر چرند و پرند کو پیدا کر دیتے اور اونکو آپس مین
لڑوا دیتے تھے - اگرچہ مین نے بہت کوشش کی کہ اس بھید کو پا لون مگر مین اب تک
اوسکو نہ پا سکا +

سیزدہم - اونکو پچاس تیر پیکان دار اور ایک کمان دی - اونمین سے ایک نے تیر پھینکا
وہ ہوا مین معلق ٹھہرا رہا اور پھر دوسرا تیر مارا کہ وہ پہلے تیر سے پیوستہ ہوا اسی طرح انچاس
تیر ایک دوسرے کے بعد پھینکے گئے اور وہ باہم پیوستہ ہوتے گئے جبکہ انچاس ہو گئے آخر تیر جو مارا
تو سب تیر جدا ہو کر نیچے گر پڑے

چہاردہم - اونھون نے ایک بڑے سے برتن مین پانی بھر کر میرے روبرو رکھا اونمین سے
ایک بازیگر نے ایک گلاب کا پھول ہاتھ مین لیا اور کہا کہ جسرنگ کو آپ فرمائین تو

اس پانی میں پھول ڈال کر اسی رنگ کا پھول نکالوں - ایک دفعہ پھول کو پانی میں ڈالکر گل زرد دوسری دفعہ ڈالکر گل آبی تیسری دفعہ ڈال کر گل نارنجی دکھایا غرض جس رنگ کو کہا اوسی رنگ کا پھول پانی میں ڈبو دیکر نکالا - سو دفعہ اس پھول کو پانی میں ڈبو دیا اور ہر بار ایک تازہ رنگ کا ظہور کیا اسی طرح سفید سوت کی انٹی کو پانی میں ڈبو ڈبو کر نئے نئے رنگ دکھائے یہ امر بھی اشکال سے خالی نہ تھا -

پانزدہم میرے پاس ایک قفس چار رخ کا لائے ایک طرف میں بلبل خوش آواز کا جوڑا مجھے دکھایا قفس گردا دوسری طرف میں طوطوں کا جوڑا شیریں گفتار بولتا ہوا سرخ رنگ جانور کا جوڑا چوتھی طرف ایک کا جوڑا مجھے دکھایا چاروں طرف جس جوڑے کے دکھانے کا میں حکم کرتا وہ دکھاتے - اگر سو دفعہ قفس کو پھیر لیتے تو سو جوڑے دکھاتے یہ بھی بہت مشکل تھا +

شانزدہم ایک بڑا قالین جس کو کہ بچھایا خوش طرح و رنگین تھا جب اوسکو پلٹا دیتے اوسکی پشت رو ہو جاتی اور پشت رو اور نئے مختلف رنگ و طرح کے ہو جاتے اگر وہ سو بار قالین کو لوٹتے تھے تو پشت رو بدل جاتی تھی اور ایک نئی طرح کا رنگ دکھاتے تھے - یہ بھی جائے تعجب تھی -

ہفدہم - آفتابہ کلان کو پیش کیا پھر اوسکا تمام پانی الٹ گرا دیا پھر اوسکو سیدھا کیا تو اسمیں اتنا ہی پانی بھرا ہوا تھا جتنا کہ پہلے بھرا ہوا تھا - اس کام کو سو دفعہ کر سکتے تھے مجھے اسپر بھی تعجب ہوا +

ہشتدہم اونھوں نے تھیلا لیا - دونو طرف اسکے منہ کھلے ہوئے تھے ایک منہ کی طرف سے تربوز ڈالا اور دوسری طرف خربوزہ نکالا - اس خربوزہ کو دوسرے منہ کی طرف ڈالا تو پہلے منہ کی طرف سے انگوروں کا خوشہ نکالا پھر انگوروں کو ڈالا تو ایک تھیلا سیبوں سے بھرا ہوا نکلا - اگر سو مرتبہ وہ کوئی میوہ ڈالتے تو دوسری طرف ایک نیا میوہ نکال لیتے - یہ ایک عجیب بات تھی +

نوزدہم - بازیگروں میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا اور منہ کھولا ہر ایک کے منہ سے ایک سانپ نکلا سانپوں کو زمین پر چھوڑ دیا وہ آپس میں لڑکر خوب گتھم گتھا ہوئے -

یہ بھی نادر تماشا تھا +

بستم - ایک آئینہ لائے اور ایک رنگ کا پھول ہاتھ میں لیا - اس پھول کا رنگ آئینے میں دفعۃً بیا دکھلایا - ہر مرتبہ گل کو آئینے کے پیچھے لے جاتے اور جب آئینے کے آگے لاتے تو سبز و سرخ و نارنجی و سیاہ و سفید دکھاتے - یہ بھی عجیب تماشا تھا -

بست و یکم - میرے سامنے دس چینی کے خالی مرتبان رکھے اور حاضرین مجلس نے خوب دیکھ لیا کہ وہ خالی ہیں - آدھ گھنٹہ تک تباؤن پر چادر تانی اور پھر ہٹالی تو ایک مرتبان میں اقسام مربے دوسرے میں آملہ و ہلیلہ اور علی ہذا القیاس اور مرتبانوں میں یہ سب چیزیں ترکیب دیکر میرے سامنے لائے اور حاضرین نے اونکے مزے چکھے - پھر اونھوں نے چادر ڈال کر اٹھائی تو ہر مرتبان ایسا صاف معلوم ہوتا تھا کہ پانی سے سو دفعہ دھویا گیا ہے - یہ بات بھی عجیب و غریب تھی +

بست و دوم - وہ کلیات سعدی شیرازی میری ہدیہ لائے اور تھیلے میں ڈالا اور پھر اوسکو نکالا تو وہ دیوان حافظ تھا پھر اوسکو تھیلے میں ڈالکر نکالا تو دیوان انوری تھا - اس طرح اگر وہ وہ سو مرتبہ کرتے تو ہر مرتبہ ایک دیوان تازہ اور کتاب تازہ نکلتی - یہ بھی عجیب کی بات تھی -

بست و سوم - بازیگر پچاس ذراع لمبی زنجیر لائے اور میرے سامنے اوسکو آسمان کی طرف اوچھالا تو وہ زنجیر ایسی سیدھی لٹکنے لگی کہ گویا اوسکو کسی چیز سے باندھ کر لٹکایا ہے پھر وہ ایک کتے کو زنجیر کے نیچے لائے وہ اوسکو پکڑ کر اوپر چڑھ گیا اور زنجیر کے سر پر پہنچکر غائب ہوگیا پھر اسی طرح خرس - پلنگ - شیر - اور بعض دریائی جانور اوپر چڑھ کے سر زنجیر پر غائب ہو جاتے - پھر زنجیر کو لاکر تھیلے میں بند کیا اور کسی کو یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ جانور کہان گئے یہ دیکھکر میں اپنی حیرت کو بیان نہین کر سکتا کہ کسقدر ہوئی -

بست و چہارم - ایک لنگری میرے سامنے لائے جسکو دکھا دیا کہ خالی ہے اوسپر سرپوش ڈھکا کر جو اوٹھایا تو وہ لنگری پر از کشمش و بادام و پستہ تھی پھر سرپوش رکھکر جب اوٹھایا تو کباب قلیہ و پارچہ سے پر تھی چند مرتبہ سرپوش رکھا اور اوٹھایا ہر دفعہ نیا کھانا نظر آیا یہ بھی عجیب تماشا تھا

بست و پنجم میرے سامنے بازیگر نے ایک بڑا برتن ڈھکنے دار رکھا اور اوسکو پانی سے
بھرا اور ڈھکنا اوٹھا کر دکھا دیا کہ پانی کے سوا اس مین کچھ نہین ہے پھر ڈھکنا ڈھک کر پھر
اوٹھایا تو پانی مین مچھلیان حرکت کرتی ہوئی دکھائی دیتی تھین پھر برتن کو ڈھک کر جو کھولا
تو اوس مین بارہ مینڈک نظر آئے - پھر برتن کو ڈھک کر کھولا تو تین چار بڑے سانپ کنڈلی
مارے بیٹھے تھے - آخر دفعہ جو اوسکو کھولا تو نہ اس مین پانی تھا نہ جانور تھے غرضکہ بالکل خالی تھا

بست و ششم ایک بازیگر چھوٹی انگلی مین یاقوت کی انگوٹھی پہن کر میرے سامنے کھڑا ہوا
جب اوس انگوٹھی کو اوتار کر دوسری اونگلی مین پہنا تو یاقوت بدل کر زمرد ہو گیا پھر انگوٹھی اوتار کر
جو تیسری اونگلی مین پہنا تو زمرد ہیرا ہو گیا - پھر چوتھی اونگلی مین ہیرا فیروزہ ہو گیا - اسی طرح
ہر دفعہ انگوٹھی کو اونگلی مین پہنکر وہ تازہ نگین جوہر دکھاتا تھا +

بست و ہفتم - قریباً ایک تیر کے فاصلہ پر راہ مین دو دو برہنہ ننگی تلوارین قبضے زمین مین
گاڑ کے کھڑی کین اور بازیگر نے دونو طرف اپنے پہلو تلوارون پر لگا کے تلوارون پر چلنا
شروع کیا بہت حیرت ہوئی کہ کہین سے اسکا بدن زخمی نہین ہوا +

بست و ہشتم - ایک بیاض جسکے سب ورق سفید تھے میرے ہاتھ مین دی مین نے اور
آدمیون نے خوب دیکھ لیا کہ سواء سفید ورقون کے کچھ اور نہین ہے - ایک لمحہ کے بعد ایک بازیگر
نے لیکر کھولا تو اول ورق پر سرخ افشان تھی اور لوح پر کار زر سبز بنی ہوئی تھی دوسرا ورق
الٹا تو افشانی کیا ہوا کاغذ تھا اور صفحہ پر بہت پاکیزہ مرد و زن کی صورت بنی ہوئی تھی -
اور ورق اولٹا تو کاغذ کا رنگ آسمانی افشان کیا ہوا تھا اور زن و مرد کی باریک تصویر تھی - اور
ورق کھولا تو چینی رنگ کمال ہموار افشان کیا ہوا تھا اور گائے اور تلوار کی تصویر تھی اور ایک
شیر نے گائے کو پکڑ رکھا تھا تصویر مین حرکت ہوتی تھی جو مین نے کبھی نہ دیکھی تھی اور دوسرے مین
باغ اور سرو کے درختون کی تصویرین بنی ہوئی تھین - اور ورق پلٹا تو کاغذ کا رنگ نارنجی تھا
اور رزم کی مجلس کھنچی ہوئی تھی جسمین دو سردار ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے جب ورق کو
کھولتے تھے کاغذ کا رنگ غیر مکرر اور نئی تصویر مجلس کی نظر آتی تھی - تھوڑی سب تماشون مین

یہی تماشا اچھا معلوم ہوا۔ بیاض سے بہت محظوظ ہوا۔ میں نے اپنے باپ کے زمانے
میں بہت تماشے دیکھے ہیں مگر ایسے تماشے نہ کبھی دیکھے نہ سنے +

اس جماعت کو پچاس ہزار روپیہ دیکر نہال کر دیا۔ اور میں نے حکم دیا کہ شہزادے اور امیر
ہزاری امیر تک ہر ایک اس جماعت کو انعام دے اس طرح سے اور امیروں سے ان بازیگروں کی
جماعت کو دو لاکھ روپئے ہاتھ لگ گئے۔ ایسے کاموں کو اگرچہ بعض آدمی کہتے ہیں کہ چشم بندی
ہے لیکن یہ خوب چشم بندی ہے اگر وہ آسان ہوتی تو سب کی عقل میں آتی اوسکو علم سیمیا کہتے
ہیں جو ملک فرنگ میں رائج ہے۔ آدمی بھی ایک عجیب جوہر ہے کہ کسی کام کو وہ نہیں چھوڑتا
اور عجائب غرائب کاموں کو وہ کرتا ہے اور جو کام عقل سے دور معلوم ہوتے ہیں وہ کرتا ہے
یہانتک اصل جہانگیری توزک سے نقل کیا ہے صاحب سیر المتاخرین نے ایک اور تماشا جو سب سے
زیادہ عجیب و غریب ہے ان بازیوں پر اضافہ کیا کہ ایک بازیگر نے سوت کی انٹی لی اور اوس کو
ہوا میں پھینکا تو انٹی غائب ہو گئی تو ایک تار نظر آیا۔ ایک مسلح بازیگر آیا اور اوسنے کہا کہ آسمان
پر میرے دشمن لڑتے ہیں وہ تار پر چڑھ گیا اور تماشائیوں کی نظر سے غائب ہو گیا ایک
ساعت بعد تار سے خون کے قطرے گرے اور پہر بدفعات ہتیار اور اعضا کٹے زمین پر
گرے۔ اوسکی بیوی پردے سے باہر آئی اور ان اعضا کو دیکھ کر اپنے خاوند کے لئے
رونے پیٹنے لگی اور آگ روشن کی اور ستی ہونے کی اجازت لی اور اپنے شوہر کے اعضا
لئے اور جل کر خاکستر ہو گئی پھر وہ آدمی اپنے ہتیاروں سمیت اس سوت کے تار پر سے اوترا اور
کورنش بجا لایا اور عرض کیا کہ میں نے بادشاہ کے اقبال سے دشمنوں پر ظفر پائی اور یہ اعضا جو
زمین پر گرے وہ دشمن کے تھے جب اوسکو اپنی بیوی کے حال پر اطلاع ہوئی تو فریاد مچائی کہ
میری عورت کو پیدا کرو نہیں تو میں خود آگ میں جلتا ہوں اور جلنے پر تیار ہوا تو اس خیمہ میں سے
عورت آئی اور اوسنے کہا کہ میاں تم مت جلو میں زندہ ہوں +

یہ بھی صاحب سیر المتاخرین نے لکھا ہے کہ جس کتاب میں سے یہ بازیاں نقل کی ہیں وہ
[illegible]

یہ بے نظیر شعبدے جو ہمارے سامنے ہوئے اونمین ضرور کوئی بات ایسی ہے جو انسان کی قدرت
سے باہر ہے بعض آدمیون مین ایک خاص قابلیت و استعداد ہوتی ہے جسکے سبب سے وہ کام
ایسے کرتے ہین کہ اور عام آدمی نہین کرسکتے اور اون کے کامون سے اور آدمیون کی عقل چکر
مین آتی ہے۔ جہانگیر نے ایک عرب کی نقل لکھی ہے جسکا ہاتھ کٹا ہوا تھا اور شہر مانڈو کی یہ حکایت
لکھی ہے کہ ایک آدمی جنگل میں گھاس کاٹنے گیا تھا کہ اوسکی درانتی سونے کے رنگ کی
ہوگئی گھسیارا اون لہار کی پاس درانتی کو درست کرانے گیا۔ لہار نے پہلے سُنا تھا کہ ایک دریا میں
سنگ پارس ہوتا ہے جسکے لگانے سے تانبا اور لوہا سونا ہوجاتا ہے۔ اوسی وقت وہ گھسیارے
کے ساتھ گیا اور سنگ پارس کو ہمراہ لایا اور راجہ وقت کو پیش کش کیا۔ راجہ نے اس سنگ
سے زر حاصل کیا اور اس مین سے شہر مانڈو کی عمارت مین کچھ صرف کیا۔ ان حکایات کو خود
جہانگیر نے لکھ دیا ہے کہ میری عقل قبول نہیں کرتی اس میں بیتالی ہے +

خلاصہ سلطنت جہانگیر

اس بادشاہ کے عہد مین واقعات عظیم ایسے پیش نہین آئے کہ اونپر مورخ توجہ کرسکے
بہت دنون تک دکن مین لڑائی رہی جسکا انجام یہ ہوا کہ سنہ۱۶۱۷ء مین نوعمر نظام شاہ اور اوسکے
وزیر ملک عنبر نے اطاعت کی اور بیجاپور دکن کی سازش سے علیحدہ ہوگیا۔ بڑا بیٹا تادم
زیست باپ کی قید مین رہا۔ اسنے چھوٹا بھائی پرویز شراب سے مرگیا۔ اس سے چھوٹا بھائی
خرم باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہوا خرم دانشمند فرزانہ تھا۔ اوس نے میدان جنگ
میں شجاعت دکھا کے لقب شاہجہان کا پایا اور جب خسرو دفعۃً سنہ۱۶۲۱ء مین مرگیا تو یہ رائے
ہوگئی کہ غالبًا وہی باپ کا جانشین ہوگا۔ پیچھے بے لطفی شاہجہان اور نورجہان کے درمیان
ہوئی وہ یہ چاہتی تھی کہ میرا داماد شہریار سب سے چھوٹا بیٹا بادشاہ کا جانشین ہو۔ شہریار قندہار
کی فتح کے لئے پھر ایرانیون نے چھین لیا تھا بھیجا گیا تھا۔ مگر قندھار ہاتھ نہ آیا۔ اور
شاہجہان کے بے اعتبار کرنے کے لئے اور تدابیر سوچی گئین اور سنہ۱۶۲۳ء مین اوس نے اپنی

مخالفت کو ظاہر کیا۔ بادشاہ بذات خود اُسنے مقابلہ کرنے گیا مگر بیٹے نے باپ سے چھپ کر کنارہ کشی کی اور تلنگانہ چلا گیا اور وہان سے بنگالہ گیا یہان کچھ دنون آرام کیا جب یہان یہ مظلوم شہزادہ جدید تعاقب سے دھمکایا گیا تو دکن چلا گیا اور ملک عنبر سے اپنی کمک چاہی ۱۶۲۵ء مین وہ بڑی جان جوکھون مین رہا مگر ایک حادثہ ایسا حادث ہوکہ اس کے سبب دشمنون کی توجہ اوسکی طرف سے اوٹھ گئی۔ مہابت خان بادشاہ کا سپہ سالار اعظم اور کابل کا حاکم۔ تازی مہمات کا انصرام کرکے پنجاب مین بادشاہ کی خدمت مین آیا۔ جو سپاہ کا صدر مقام تھا۔ جب بادشاہ کا لطف و کرم اوسکے حال پر نہایت کی حد پر پہنچا تو نورجہان اوس سے خفا ہوگئی۔ مہابت خان نے اپنے تئیں قید سے بچانے کئے لیے اور حفاظت کرنے کے واسطے بادشاہ اور ملکہ دونو کو اپنی قید مین کرلیا۔ راجپوتون کی سپاہ کے پہرے اونکے چارون طرف لگادیے اور اس طرح کابل لے گیا۔ بادشاہ یہان احدیون کی دلاوری اور نورجہان کی تدابیر سے رہا ہوا۔ مہابت خان دکن چلا گیا اور شاہجہان کا دوست ہوگیا بادشاہ کشمیر گیا اور وہان سے مراجعت کرنے مین ۹ اکتوبر ۱۶۲۷ء کو مرگیا مگر جہانگیر کو باپ کے مرنیکی خبر دکن مین پہنچی اور وہ مہابت خان کے ساتھ روانہ ہوا ۔ لاہور مین اوسکا بھائی شہریار قتل ہوگیا اور شاہجہان کے سرپر آصف خان نورجہان کے بھائی اور شاہجہان کے خسر و وزیر اعظم کے ہاتھ سے تاج رکھا گیا

انگریزی مورخونکی نکتہ چینیان

سرایچ ایم الیٹ صاحب جنکا حال مقدمہ تاریخ مین ہوا ہے وہ اپنی تاریخ مین جہانگیر کے ان دوازدہ احکام کی جو جہانگیر نے اول سنہ جلوس مین صادر کئے بڑی دہجیان اوڑاتے ہین کسی قانون کو لکھدیا کہ وہ اوسکے باپ اور شیر شاہ کے وقت مین جاری تھا کسی قانون کو لکھدیا کہ اوسکی تعمیل نہین ہوئی اوسکی توضیح ان بیانون سے کی جو اس زمانے کے بعض فرنگی سیاحون نے لکھی ہے۔ قانون مین قانون بنانے والے کی نیک نیتی دیکھی جاتی ہے سوان دوازدہ قوانین مین جہانگیر کی جو نیک نیت معلوم ہوتی ہے اوس سے زیادہ ممکن نہین ہے

ے بھی یہ بات کہ اسکے تمام ممالک محروسہ مین ان قوانین کی تعمیل ہو
یسل حکام اور ملازمان شاہی کے اختیار مین ہوتی ہے جو مختلف طبیعتین رکھتے ہین اسلئے ہمیشہ
لیے ہی قانون کی مختلف طرح تعمیل ہوتی ہے قانون کی تعمیل مین سویت نہین ہوسکتی صاحب
وح جو مستثنے مثالین اہل فرنگ کے بیانون کے استناد و استشہاد پر لکھتے ہیں وہ
ضاف کی نظر مین کوئی وقعت نہین رکھتین - بلوک مین صاحب فارسی زبان کے بڑے
لم ہین ہندوستان مین مسلمانون کے عہد سلطنت سے خوب ماہر ہین - آئین اکبری کا ترجمہ انگریزی
ان مین کیا ہے اور اوسپر اپنی تحقیقات سے حاشیئے چڑھائے معلوم نہیں کہ وہ جہانگیر سے
یسے کیون خفا ہیں کہ اوسکی ساری بھلی باتون کو بھی برا بتاتے ہیں - اگر مسلمان آواگون کے
ئل ہوتے تو ضرور کہتے کہ ان دونون مین یورو جنم مین بیر ہوگا وہ اپنی تحریر کا آغاز اسطرح
تے ہیں کہ توزک کا ہر یک صفحہ شہادت دیتا ہے کہ جہانگیر تلون مزاج تھا جو شخص ہی اور
ستقل اسے اوس کو مل گیا اوسکی عقل پر کام کرنے لگا (مین نے تو کہین جگہ توزک مین پڑھا
ہے کہ اوسنے اپنی راے پر برخلاف اپنے کل امرا کی رایون کے کام کیا) اپنی گرہ کی عقل
ین رکھتا تھا - موم کی ناک تھی جس طرف جسنے چاہی موڑ لی - نورجہان کی غلامی اس عادت
شہادت دیتی ہے - وہ کسی کام مین مستقل رائیں نہیں رکھتا تھا وہ ان کامون کے سوا جو اسکی
نی ذات سے تعلق رکھتے تھے اور سارے کامون سے بے پروا تھا - اوسکے سارے کام طفلانہ تھے
ئی کام ایسا نہ تھا جو اکبر کے جانشین کی شان کے شایان ہوتا - وہ ظالم تھا اور ظالمانہ سزائیں
لیئے دیتا تھا کہ ظالم بادشاہون مین اوسکی نمود ہو (صدہا مثالین اوسکی رحمدلی کی توزک میں
د ہیں) وہ بد اخلاق تھا کوئی اوسکا اصول نہ تھا - اپنے عیش و عشرت مین افراط کے درجہ پر
ہ گیا تھا شکار و شراب کا شوق رکھتا تھا اسکی ساری توزک مین کوئی بلند خیالی نہین جب مصنف
خیال نہ ہو تو تصنیف مین کیسی بلند خیالی ہوسکتی ہے - اوسکی بداخلاقی کا اثر یہ تھا کہ کوئی حسن
ظام اوسکی سلطنت مین نہین ہوا - ملک کی آمدنی مین کمی ہوئی (یہ کسی بدانتظامی سے نہیں
وسنے محصول کم کر دیے تھے) اپنی طبع کے سبب سے بمقتضاء وقت وہ ہندؤن پر مہربانی

کرتا تھا محتاجون کو خیرات اسلئے دیتا تھا کہ اونکی بددعا سے ڈرتا تھا۔ وہ ظاہر مین کبھی اپنی
مسلمانی اس ہوس سے ظاہر کرتا تھا کہ غازی کا خطاب پائے مگر وہ دل مین کچھہ نہ تھا۔ نہ سُنّی
تھا نہ شیعہ صحاب کا ذکر کبھی اوسنے نہیں کیا۔ اوسکو یقین تھا کہ مین بہشت مین جاؤن گا مگر
کسی مذہب کے سبب سے نہین بلکہ صرف بادشاہ ہونے کے سبب سے۔ اوسنے اپنی توزک مین حمد و
نعت نہین لکھی۔ حمد و نعت کا پیوند اوسکے اول میرہادی نے لگایا ہے (صاحب ممدوح کو
معلوم نہین کہ بعض بڑے بڑے دیندار آدمیون کی کتابون مین حمد و نعت نہین لکھی ہوتی مذہبًا
بسم اللہ ابتدا مین لکھہ دینا کافی ہے) وہ کبھی سچ بولتا تھا بعض انگریزی تاریخون مین اسکا
نام نورجہان کی کٹ پتلی رکھا ہے۔ کوئی اوسپر مسلمان نہ ہونے کا الزام یہ لگاتا ہے کہ اوسنے
اپنی اولاد کے نام مسلمانون کے سے نہیں رکھے مگر اوسنے اپنا نام تو مسلمانون کا سا نورالدین
رکھا تھا) ~ ہنر بچشم عداوت بزرگتر عیبی ست + گل ست سعدی و در چشم دشمنان خار است +
اگر اہل یورپ اُس وقت کے اپنے بادشاہون کے ساتھہ مقابلہ کرکے نظر انصاف سے
دیکھین تو وہ سب مین بڑا بادشاہ نظر آئیگا اور اگر انصاف بھی نہ کرین تو بھی بُرا نہین
معلوم ہوگا اور مشرقی یعنے الیشیائی آنکھون سے دیکھین تو وہ یہان کے عمدہ بادشاہون
مین نظر آئے گا فقط

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳۱	ہوا	ہو	۳۷	۱۰	چڑ بایا	چڑ ایا
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت	۳۹	۱۶	مجھے	مجھہ
۹	۸	بیرایہ	بیرایہ	۴۳	۱۳	معلوم	معلوم ہوا
۱۶	۲۳	اسکے	اُنکے	۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۲۰	۱۵	دلادیا	دیا	۶۴	۲۱ و ۲۲	حاکم	حاکم نشین
رر	۲۲	جوالکی	انکی	۶۸	۱	کرتاوحجازی	کرنا ومجازی
۳۰	۶	بیگانگون	بیگانون	۶۹	۱۳	تگرہہ	ٹنگڑ یہ
۳۷	۱۷	آیاتین	یہ باتین	۷۵	۵	غریت	غیرت
۳۸	۸	آفتہ	اُفتہ	۷۶	۱۹	نامردون	نامُرادون
۴۰	۱۵	زود	رود	۸۷	حاشیہ	راقا	رانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۲۲	خراب	خراب نہ
۹۳	۱	خاندورا خان	خاندوران خان
۱۰۵	۱۹	بامشہور	نامشہور
۱۱۳	۱۱	پرجا	برجا
۱۱۸	۳	سلسل	مسلسل
"	۴	میر	میرا
۱۲۹	حاشیہ	دوارہ	دوبارہ
۱۳۱	۱۷	لازم	ملازم
۱۳۶	۱	لا	لہ
۱۳۷	۲۲	(آزرم)	(آزر)
۱۳۸	۱	جو	کوجو
۱۳۹	۹	کوبلچہ	کوہچہ
۱۵۶	۱۱	ہیمانی	یمانی
۱۵۸	۲۲	شاہی نے	شاہی کے
۱۶۵	۱۳	مہادیونے	مہادیو
۱۸۰	۷	سہ ہزاری	سہ ہزاری کیا
۱۸۴	۲۱	پائیے	پائیں
۱۹۰	۵	پہنچاتا تھا	پہنچاتے تھے
۲۰۰	۱۳	تیز	تیر
۲۰۴	۱۸	غرب	عرب
۲۱۸	۱۹	جماعت	سماجت

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۳	۲	اوسنے	اسلئے
"	۳	کو	×
"	۳	کیا	گیا
۲۲۶	۱۴	لا	ملا
۲۳۳	۵	راما	رانا
۲۳۴	۱۲	میربانی	مہربانی
۲۳۹	حاشیہ	ناخوش	خوش
۲۴۱	۲۰	سنے	مین سنے
۲۴۳	۱۱	خانخانا	خانخانان
"	۲۲	الی راسے	ائی راسے
۲۶۰	۱۳	حبیب السبی	السبی
"	۱۴	ری	بڑی
۲۸۳	۶	احتاط	احتیاط
۲۸۴	۹	ہوئے	ہوئی
۲۸۵	۲۱	کبہ	کعبہ
۲۸۶	۸	تک پہر	یک پہر
۲۸۸	۳	چھپ کر	جنگ کرنے سے

صحت نامۂ جلد ششم

کارنامۂ جہانگیری

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۳۱	ہوا	ہو	۳۷	۱۰	چھڑبایا	چھڑایا
۵	حاشیہ	بغاوت	معاودت	۳۹	۱۹	مجھے	مجھہ
۹	۸	بیرایہ	پیرایہ	۴۳	۱۲	معلوم	معلوم ہوا
۱۶	۲۳	اسکے	اُنکے	۶۳	۱۳	اِس	اُس سے
۲۴	۱۵	دلادیا	دیا	۶۴	۲۱، ۲۲	حاکم	حاکم نشین
رر	۲۲	جوانکی	اُنکی	۶۸	۱	کرتا و حجازی	کرنا و مجازی
۳۳	۶	بیگانگون	بیگانون	۶۹	۱۳	ٹکرہے	ٹکڑے
۳۷	۱۷	آپائین	یہ پائین	۷۵	۵	غریت	غیرت
۳۸	۸	آفند	اُفند	۷۶	۱۹	نامردون	نامُرادون
۴۲	۱۵	زود	رود	۸۷	حاشیہ	راقا	رانا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۸	۲۲	خراب	خراب نہ	۲۲۳	۲	اوسنے	اسلئے
۹۳	۱	خاندورا خان	خاندوران خان	//	۳	کو	×
۱۰۵	۱۹	بامشہور	نامشہور	//	۳	سکیا	گیا
۱۱۳	۸	پرجیا	برجا	۲۲۶	۱۶	لا	ملا
۱۱۸	۳	سلسل	مسلسل	۲۳۲	۵	راما	رانا
//	۴	میر	میرا	۲۳۴	۱۲	میربانی	مہربانی
۱۲۹	حاشیہ	دواره	دوبارہ	۲۳۹	حاشیہ	ناخوش	خوش
۱۳۱	۱۷	لازم	ملازم	۲۴۱	۲۵	سے	مین سے
۱۳۶	۱	لا	لد	۲۴۲	۱۱	خانخانا	خانخانان
۱۳۷	۲۲	(آزرم)	(آزر)	//	۲۳	الی راسے	الیٰ راسے
۱۴۸	۱	جو	کوجو	۲۶۰	۱۲	حبیب السبی	السبی
۱۴۹	۹	کوبلچہ	کوہچہ	//	۱۴	ری	بڑی
۱۵۶	۱۱	ہیانی	یانی	۲۸۲	۶	احتاط	احتیاط
۱۵۸	۲۲	شاہی تے	شاہی کے	۲۸۴	۹	ہوئے	ہوئی
۱۶۵	۱۲	مہادیونے	مہادیو	۲۸۵	۲۱	سکبہ	کعبہ
۱۸۰	۷	سہ ہزاری	سہ ہزاری کیا	۲۸۶	۸	تک پہر	یک پہر
۱۸۴	۲۱	پائے	پائیت	۲۹۸	۳	چھپ کر	جنگ کرنے سے
۱۹۰	۵	پہنچاتا تھا	پہنچاتے تھے				
۲۰۰	۱۲	تیز	تیر				
۲۰۴	۱۸	غریب	عرب				
۲۱۸	۱۹	جماعت	سماجت				

قیمت — جغرافیہ مبتدیون کیواسطے صفحہ ۱۶۴ — محصول

اس کتاب کے دو حصے ہین حصہ اول ۱۳۸ صفحے اور حصہ دوم کے ۲۶ صفحے ہین حصہ اول مین
ساری دنیا کا بیان - دنیا کا کوئی ملک اور سمندر نہیں چھوٹا جسکا بیان نہوا بہت
اسپین ہو دنیا مین جس شہر مین ایک لاکھہ آدمی رہتے ہین اوسکا نام اسمین ضرور ہے
غرض نہ کوئی اونچا پہاڑ نہ کوئی نیچا ناہموار میدان - نہ کوئی گہرا لنبا دریا نہ کوئی چوڑا
بحیرہ نہ کوئی مشہور آبنا ے اور خلیج نہ کوئی نامور خاکنا وراس باقی رہا کہ جسکا کچھہ نہ کچھہ
حال اسمین نہ لکھا گیا ہو سوا اسکے ہر ملک کے حیوانات و نباتات و جمادات و آبادی
و رقبہ و تجارت کا بھی ذکر کیا گیا ہے - دوسرے حصہ مین جغرافیہ ریاضیہ ہے اس مین
علم جغرافیہ کی تعریف اور اوسکی فروع مین تقسیم کچھہ اصطلاحات ریاضیہ - زمین کا
مقام عالم مین کہان ہے - زمین کی حرکت وصورت کا بیان طول وعرض بلد معلوم
کرنے کی حقیقت اور کرون اور نقشون کے بنانے کی ترکیبین اور دیکھنے کی کیفیت لکھی گئی
ہے - یہ کتاب مبتدیون کے لئے بنائی گئی ہے اسلئے اسکا نام مبتدیون کے لئے جغرافیہ
رکھا گیا ہے +

تحریر اقلیدس

قیمت مع محصول ۳/ - تحریر اقلیدس مقالہ اول و دوم ٹائپ یعنے سیسے کے حرفون سے چھپی
ہوئی - ٹوڈہنٹر کے اقلیدس کے مقالہ اول اور دوم کا اردو ترجمہ نہایت عمدہ چھپا ہوا ہے
اور اس مین شکلین نہایت صحیح و خوشنما لکڑی کے ٹھپون سے بنائی گئی ہین - یہ پہلی دفعہ ہے کہ تحریر
اس طرح مطبوع ہوئی +

قیمت ۲/ — سوالات مساحت مع حل — محصول

اس کتاب مین ۲۰۳ سوالات مساحت نہایت دلچسپ ہین رڑکی کالج کے امیدوارونکے لئے زیادہ بکار آمد ہین
جنکو ان کتابونکا خریدنا منظور ہو وہ اپنی درخواست اس نشان سے قیمت بھیجکر یا بذریعہ
ویلیو پی ایبل منگالین - محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع دہلی چیلیون کا کوچہ +